ایکیزا
ARABIC SECTION
Dated .....

طبع ثانی

بعونہ تعالیٰ

تاریخ علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ

کتاب ثانی

جلد یازدہم

جسمیں

اندلس مرحوم کا آخری دور اور اُن حکمرانان عرب کی معاشرت و تمدن
کی تصویریں کھینچکر دکھائی گئی ہیں جنہوں نے بلاد مختلفہ اسلامیہ
میں زیر اقتدار علم خلافت عباسیہ قرون وسطیٰ
میں حکمرانی کی تھی

مترجمہ

عالیجناب علامہ حکیم احمد حسین صاحب ممبر بورڈ آف انڈین مڈیسن یو۔پی

مؤلف

سوانح عمری سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس و
حیات سلطان نور الدین محمود زنگی

سنہ ۱۳۴۶ھ
۱۹۲۸ء

باہتمام

منشی حامد حسین صاحب

قیمت بمجلد ۴ عدد
جملہ حقوق بذریعہ رجسٹری محفوظ ہیں
علاوہ محصول ڈ

Marfat.com

کب ! مسلمانوں کا فاتحانہ قدم ہندوستان میں آیا ؟
کیسے ! محمود غزنوی وغیرہ نے ہندوستان پر جہاد کیا ؟
کسنے ! ہندوستان کی بڑی بڑی سورما راجاؤں کو شکست دی ؟
کیوں ! مسلمانوں نے ہندوستان پر چڑھائی کی ؟

یہ اور اسی قسم کے سیکڑوں دیگر سوالات کے جواب معلوم کرنا ہو تو
تاریخ علامہ ابن خلدون مترجمہ علامہ حکیم احمد حسین صاحب الہ آبادی
کی

بارہویں جلد اور تیرہویں جلد کا مطالعہ کیجئے!

اِن دونوں جلدوں میں علاوہ اُن واقعات کے جو پچھلی جلدوں کے سلسلہ میں بیان کئے گئے ہیں، امیر سبکتگین، سلطان محمود غزنوی اور سلطان شہاب الدین غوری کے حالات اور انساب نہایت تشریح اور تحقیق سے درج کئے گئے ہیں۔ ہندو راجاؤں کی چھیڑ چھاڑ راجہ جے پال کا افغانستان پر حملہ، امیر سبکتگین کا مقابلہ اسلامی فوج کی حیرت انگیز شجاعت، دہلی قنوج، کالنجر اور اجمیر کے راجاؤں کا متفق ہو کر دوبارہ جنگ کی ابتداء، امیر سبکتگین کی مردانہ کوششیں، راجہ جے پال کی محمود غزنوی سے شکست، بھٹنیر، ملتان، گوالیار، کالنجر، بھیم نگر (نگر کوٹ) تھانیسر، کشمیر، قنوج، متھرا، مہابن، نہروالہ (پٹن گجرات) میرٹھ اور سومنات جیسے خونریز معرکوں کی تفصیلی واقعات بڑے بڑے سورما راجاؤں کو شکست اور بلاد ہندوستان کے فتح کے صحیح صحیح حالات لکھے گئے ہیں۔ ہمتیں پست ہو رہی ہوں، قومی صفتیں فنا ہو گئی ہوں، زمانہ سے مرعوب ہو رہے ہو تو ضرور بالضرور ترجمہ تاریخ کی بارہویں اور تیرہویں جلدوں کا مطالعہ کیجئے۔ اس میں ایسے ایسے حالات درج ہیں جنکو پڑھکر آپ اپنے اسلاف کی جوانمردی، ہمت، استقلال، دلیری، ایثار نفس اور شجاعت سے واقف ہو جائیں گے محمود جیسے جلیل القدر فاتح پر جسکا سکہ تمام دنیا مانتی ہے مخالفوں نے جو اعتراضات کئے ہیں

(دیکھو ٹائیٹل پیج صفحہ ۳)

Marfat.com

فہرست ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون
کتاب ثانی جلد یازدہم

صفحہ	مضامین
۱	دیباچہ
۱	اخبار ملوک الطوائف اندلس
۲	حالات بنو عباد ملوک اشبیلیہ
۹	وزیر السلطنت ابن جہور کے حالات
۱۱	اخبار ابن افطس والی بطلیوس غربی اندلس
۱۲	اخبار بادیس حکمران غرناطہ
۱۴	اخبار ذی النون ملوک طلیطلہ
۱۵	اخبار ابن ابی عامر والی شرقی اندلس
۱۷	اخبار بنو ہود ملوک سرقسطہ
۲۰	اخبار بنو مجاہد عامری حکمران دانیہ وجزائر شرقیہ
۲۱	اخبار باغیان اندلس
۳	اخبار بنو ہود
۳	حالات حکومت بنو احمر
۵	اندلس کا آخری دور
۹۵	اخبار ملوک بنو اد فونش
۱۰۹	اخبار حکمرانان عرب
۱۱۰	معاویہ بن خدیج
"	عقبہ بن نافع
"	ابو المہاجر
۱۱۱	عقبہ بن نافع کی دوبارہ گونرنی
۱۱۲	زہیر بن قیس بادی
"	حسان بن نعمان غسانی
۱۱۲	موسیٰ بن نصیر
۱۱۵	محمد بن یزید
	اسمٰعیل
	یزید بن مسلم

صفحہ	مضامین
۱۱۵	بشیر بن صفوان
"	عبیدہ بن عبدالرحمٰن
۱۱۶	عبیداللہ بن حجاب
۱۱۷	کلثوم بن عیاض
۱۲۰	حبیب بن عبدالرحمٰن
۱۲۱	عبدالملک بن ابی الجعد
۱۲۲	عبدالاعلےٰ
"	محمد بن اشعث
۱۲۴	عمر بن حفص
۱۲۶	یزید بن حاتم
۱۲۷	روح بن حاتم
"	فضیل بن روح
۱۲۹	ہرثمہ بن اعین
۱۳۰	محمد بن مقاتل کعبی
۱۳۱	ابراہیم بن اغلب
۱۳۴	ابو العباس عبداللہ
۱۳۵	زیادۃ اللہ
۱۴۲	ابو عقال اغلب
"	ابو العباس محمد بن اغلب
۱۴۳	ابو ابراہیم احمد
"	زیادۃ اللہ اصغر
۱۴۴	ابو الغرانیق
"	بقیہ اخبار صقلیہ
۱۴۸	ابراہیم بن احمد
۱۵۲	کتامہ میں شیعی کا ظہور
"	ابو العباس عبداللہ

۲۹۷۹
۱۲۵
۱۴۱۷۹
۷.۱۱

Marfat.com

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۵۴	ابو نصر زیادۃ اللہ	۲۲۳	ناصر الدولہ و معز الدولہ کی ناانفاقی
۱۵۵	دوائی زیادۃ اللہ بجانب مشرق	۲۲۴	رومیوں کا تین ربہ و حلب پر قبضہ
۱۵۶	بقیہ حالات صقلیہ	۲۲۶	اہل حران کی بغاوت
۱۶۰	حالات جزیرہ اقریطش	۲۲۷	بغاوت ہیبۃ اللہ
۱۶۹	اخبار یمن و دول اسلامیہ	″	نجا کی بغاوت
۱۷۰	حکومت ابن زیاد	۲۲۸	جنگ معز الدولہ و ناصر الدولہ
۱۷۳	اخبار حکمرانان صلیحی	۲۲۹	رومیوں کا معیصہ اور طرسوس پر قبضہ
۱۷۷	اخبار دولت بنی نجاح	۲۳۱	اہل انطاکیہ اور حمص کی بغاوت
۱۸۱	حکمرانان زبید و اخبار دولت بنی زریع	۲۳۲	رومیوں کا دارا پر قبضہ
۱۸۳	اخبار ابن مہدی خارجی حکمرانان یمن	″	وفات سیف الدولہ
۱۹۵	بلاد مخلاف یمن	۲۳۳	ابو المعالی کی حلب میں حکومت
۱۹۶	بلاد حضرموت	۲۳۴	اخبار ابو ثعلب
۲۰۰	اخبار دولت بنو حمدان حکمرانان موصل و جزیرہ شمالی	۲۳۶	رومیوں کا شام و جزیرہ کی جانب خروج
۲۰۴	آغاز دولت حکومت ابو الہیجا	۲۳۷	قرعویہ کی خودسری
۲۰۵	ابو الہیجا اور حسن کی بغاوت	۲۳۸	میافارقین کی طرف ابو ثعلب کی روانگی
۲۰۶	ابو الہیجا کی دوبارہ گورنری	″	انطاکیہ حلب اور بلاد کرد پر عیسائیوں کا قبضہ
″	سعید و نصر پسران حمدان	۲۳۹	قتل لیعفور بادشاہ روم
۲۰۷	روانگی راضی جانب موصل	۲۴۰	ابو ثعلب کا حران پر قبضہ
۲۰۸	ناصر الدولہ کی گورنری	۲۴۱	مصالحت قرعویہ اور ابو المعالی
۲۱۰	بغداد میں بنی حمدان کے حالات	″	رومیوں کا بلاد جزیرہ پر حملہ کرنا
۲۱۲	عدل حکمی کے حالات	۲۴۳	رومیوں کی ہزیمت
۲۱۳	روانگی متقی جانب موصل	″	بختیار کا موصل پر قبضہ
۲۱۶	سیف الدولہ کا حلب و حمص پر قبضہ	۲۴۴	ابو المعالی دوبارہ حلب میں
۲۱۷	ابن حمدان و ابن بویہ	۲۴۵	عضد الدولہ بن بویہ کا موصل پر قبضہ
۲۱۸	سیف الدولہ کا دمشق پر قبضہ	۲۴۸	قتل ابو ثعلب بن حمدان
″	ناصر الدولہ اور تگین	۲۴۹	بادشاہ روم کے مخالف کا دیار بکر
۲۱۹	جمان کی بغاوت	۲۵۱	دمشق پر کجور کی حکومت
۲۲۰	ناصر الدولہ اور معز الدولہ	۲۵۴	اخبار بادکردی
۲۲۱	غزوات سیف الدولہ	۲۵۶	قتل بادکردی

Marfat.com

صفحہ	مضامین
۲۵۷	قتل ابو طاہر
۲۵۸	سعد الدولہ بن حمدان کے حالات
۲۶۰	حلب میں بنو حمدان کا انقراض
۲۶۱	موصل میں بنو عقیل کی حکومت
۲۶۲	ابو الدرداء کی وفات
۲۶۳	مقلد اور بہاء الدولہ علی بن مسیب کی گرفتاری
۲۶۵	استیلاء مقلد بر دقوقا
″	قتل مقلد
۲۶۷	قراوش، ابن بویہ اور بہاء الدولہ
۲۶۸	قراوش کا اپنے وزیروں کو گرفتار کر لینا
۲۷۰	جنگ قراوش و عرب
۲۷۲	غز کا موصل پر قبضہ
۲۷۶	بدران بن مقلد کا نصیبین پر قبضہ
۲۷۷	جنگ قراوش و عرب
″	فتنہ قراوش و جلال الدولہ
″	اخبار ملوک قسطنطنیہ
۲۸۱	قراوش اور اکراد
۲۸۲	قراوش اور ابو کالیجار
۲۸۴	امارت قریش بن بدران
″	وفات قراوش
۲۸۴	قریش کا انبار پر قابض و بیدخل ہونا
۲۸۵	جنگ قریش و بساسیری
″	طغرل بک کا موصل پر قبضہ
۲۸۸	ینال کی موصل سے مفارقت
۲۹۰	وفات قریش و ولایت مسلم
″	مسلم بن قریش کا حلب پر قبضہ
۲۹۱	مسلم بن قریش کا دمشق کا محاصرہ کرنا
″	جنگ ابن جہیر و مسلم بن قریش

صفحہ	مضامین
۲۹۴	مسلم بن قریش کی وفات
۲۹۶	ابراہیم کا ادبار
۲۹۷	قتل ابراہیم
″	انقراض حکومت بنو مسیب
۲۹۹	اخبار دولت بنو صالح
۲۹۹	صالح حلب میں
۳۰۱	قتل صالح
″	عیسائیوں کا پہلا حملہ
۳۰۲	قتل نصر
″	موت وزیری
۳۰۳	شمال کی حکومت حلب سے دست کشی
۳۰۴	اہل حلب کی بغاوت
۳۰۵	شمال کی دوبارہ حکومت
″	وفات شمال
″	محمود کا حلب پر حملہ کرنا
۳۰۶	وفات نصر
″	انقراض دولت بنو صالح
۳۰۸	استیلاء سلطان ملک شاہ بر حلب و گورنری اقسنقر
۳۱۰	اخبار دولت بنو مزید ملوک حلہ از ابتدا تا انتہا
۳۱۱	وفات علی بن مزید و امارت دبیس بن علی
″	جزیرہ دبیسیہ پر منصور بن حسین کا استیلاء
۳۱۲	دبیس اور جلال الدولہ کے جھگڑے
۳۱۴	فتنہ دبیس و ثابت
۳۱۵	فتنہ دبیس و لشکر واسط
″	خاتمہ دبیس

تمت

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

ناظرین والا تمکین! عربی کی مستند و معتبر تاریخ کتاب العبر و دیوان المبتدا و الخبر فی ایام العرب والعجم والبربر و من عاصرہم من ذوی السلطان الاکبر تالیف علامہ امام عبدالرحمٰن ابن خلدون مغربی (رحمۃ اللہ علیہ) کے ترجمہ کی یہ گیارہویں جلد ہے۔ اس جلد میں مملکت ہسپانیہ عظمیٰ کی ملوک الطوائفی اور اسکے آخری دور کی پوری کیفیت تحریر کی گئی ہے بعدہ اسی سلسلہ میں بنو زیاد، بنو صلیحی، بنو نجاح، بنو زریع، بنو حمدان، بنو ثعلب، بنو عقیل، بنو مقلد، بنو کلاب اور بنو صالح وغیرہم حکمرانان عرب کی علیحدہ علیحدہ معاشرت اور تمدن کی ہو بہو تصویریں کھینچکر دکھائی گئیں ہیں یہ سب بجائے خود مختلف بلاد اسلامیہ کے چھوٹے چھوٹے خود سر حکمران تھے اور برائے نام علم خلافت عباسیہ یا دولت علویہ کے شاہی اقتدار کو تسلیم کرتے اور ان کے نام کا خطبہ اپنے جوامع میں پڑھتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ انہیں لوگوں کے باہمی اختلافات اور نفاق نے اسلام کی مضبوط اور مستحکم بنا کو متزلزل کرکے زمین دوز کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

الہ آباد۔ ۹۔ رجب ۱۳۲۷ھ
مطابق
۲۷۔ جولائی ۱۹۰۹ء

احمد حسین غفر اللہ ذنوبہ و ستر عیوبہ
الہ آباد

Marfat.com

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

کتاب ثانی۔ جلد یازدہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار ملوک الطوائف اندلس

ہرگاہ شیرازہ خلافت عربیہ اندلس میں منتشر ہوگیا اور جماعت مسلمانوں کی بلاد اندلس میں متفرق ہوگئی اسوقت اس ملک کی عنان حکومت غلاموں وزیروں، اراکین دولت، سرداران عرب اور بربر کے قبضہ اقتدار میں چلی گئی۔ ان لوگوں نے اس ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا ہر شخص نے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جداگانہ بنائی۔ ایک دوسرے کو کھائے ڈالتا تھا اس نے ایک صوبہ پر قبضہ کرلیا تو دوسرے نے بڑھکر دو صوبوں کو اپنا ورثہ سمجھ لیا، غرض چھوٹی چھوٹی خودسر حکومتوں کی کوئی حد نہ رہ گئی تھی۔ نتیجہ ان بے اعتدالیوں کا یہ ہوا کہ ان لوگوں نے سرحدی عیسائی ملوک کو خراج دیکے اپنا معین ومددگار بنانا شروع کیا۔ عیسائی سلاطین تو ایسے ہی مواقع کے منتظر رہتے ہیں کھل کھیلے کسی کو کسی کے مقابلہ پر مدد دی کسی کا ملک چھین لیا، اہل اندلس اسی حالت بد میں مبتلا تھے کہ یوسف بن تاشقین امیر مرابطین کا دور دورہ شروع ہوگیا اور ان سبھوں کو اس نے دبالیا۔ پس

ہمکو اب مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اِن ملوک الطوائف کے جداگانہ حالات یکے بعد دیگرے احاطہ تحریر میں لائیں

حالات بنو عباد ملوک اشبیلیہ وغربی اندلس و دیگر امرا طوائف جو ان حدود میں تھے۔

بنو عباد ملوک اشبیلیہ کا پہلا حکمراں قاضی ابو القاسم محمد بن ذی الوزارتین ابو الولید اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن قریش بن عباد بن عمر اسلم بن عمر بن عطاف بن نعیم لخمی تھا عطاف بن نعیم لخمی وہ شخص ہے جو لخمی طلیعہ کے ساتھ بلاد اندلس میں اولاً داخل ہوا تھا۔ اصل میں یہ لوگ لشکر حمص میں تھے عطاف اندلس میں داخل ہوکر قریہ طشانہ (اشبیلیہ کے پورب) قیام پذیر ہوا اور یہیں پر اسکی نسل نے ترقی کی محمد بن اسماعیل بن قریش قریہ طشانہ کا (صاحب الصلوٰۃ) امام تھا بعد ازاں اسکا بیٹا اسماعیل ۴۱۳ھ میں وزارت اشبیلیہ پر مامور کیا گیا اور ۴۱۴ھ میں اسکا بیٹا ابو القاسم محمد عہدۂ وزارت اور قضاء اشبیلیہ پر مقرر ہوا تا آنکہ ۴۳۳ھ میں اس نے وفات پائی۔

ابو القاسم محمد کی ریاست کی بنیاد پڑنے کا یہ سبب ہوا کہ یہ قاسم بن حمود ملقب بہ مامون کے مخصوص اصحاب سے تھا اسی نے اُسکو عہدۂ قضاء اشبیلیہ پر مامور و متعین کیا تھا۔ اندلس کے سرداران بربر سے محمد بن زبیری اس صوبہ کا والی تھا پس جسوقت قاسم قرطبہ سے بھاگکر اشبیلیہ کی جانب آیا اور اشبیلیہ میں داخل ہونے کا قصد کیا اُسوقت قاضی ابو القاسم محمد نے محمد بن زبیری کو اشبیلیہ کی حکومت پر قابض ہوجانے کی رائے دی اور یہ اشارہ کردیا کہ قاسم کو شہر اشبیلیہ میں داخل نہونے دو چنانچہ محمد بن زبیری نے بطمع حکومت اشبیلیہ ایسا ہی کیا بعد ازاں اہل اشبیلیہ نے باشارہ قاضی ابو القاسم محمد، محمد بن زبیری کو اشبیلیہ سے نکال باہر کیا۔ محمد بن زبیری کے نکالے جانے کے بعد قاضی ابو القاسم محمد نے اشبیلیہ میں مجلس شوریٰ قائم کی اور اسکے ذریعہ سے اشبیلیہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ اس مجلس شوریٰ کا ایک تو خود آپ ممبر تھا دوسرا ممبر ابو بکر زبیری معلم ہشام و مؤلف مختصر العین (لغت) اور تیسرا ممبر محمد بن

Marfat.com

برمنخ الیانی تھا۔ بعد چندے قاضی ابوالقاسم محمد نے اپنی مدبرانہ چالوں وحکمت عملیوں سے ابوبکر اور محمد ممبران مجلس شوریٰ کو دبا لیا۔ فوجیں مرتب کیں اور برابر عہدہ قضار کا انجارج رہا۔ قاسم ماموں جب اشبیلیہ میں نہ جانے پایا تو قرمونہ کی جانب روانہ ہوا اور قرمونہ پہونچکر محمد بن عبداللہ برزالی کے پاس قیام اختیار کیا۔

محمد بن عبداللہ برزالی عہد حکومت ہشام بعدہ زمانہ حکمرانی مہدی سے قرمونہ کا والی تھا ۴۰۰ھ زمانہ طوائف الملوکی میں خود مختاری حکومت کا دعویٰ کیا۔ اس دعویٰ کا محرک بھی وہی قاضی ابوالقاسم محمد بن عباد تھا اور اسی نے محمد بن عبداللہ برزالی کو قاسم ماموں کی معزولی اور خود مختاری حکومت کی رائے دی تھی۔ چنانچہ قاسم ماموں قرمونہ سے بھی بیدل ہوکر سرپش چلا آیا اور محمد بن عبداللہ برزالی قرمونہ میں حکومت کرنے لگا۔

ابوالقاسم محمد کے بعد اسکا بیٹا عباد حکمراں ہوا اس نے "المعتضد" کا لقب اختیار کیا اس سے اور محمد بن عبداللہ برزالی سے اَن بَن ہوگئی۔ دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں محمد بن عبداللہ برزالی والی قرمونہ نے عباد سے اور قاسم بن حمود سے بھی بگاڑ کر لیا چنانچہ قاسم بن حمود نے سرپش سے بقصد جنگ خروج کیا پہلے عبداللہ بن افطس والی بطلیوس سے معرکہ آرائی ہوئی۔ قاسم نے اپنے بیٹے اسماعیل کو بسرافسری عظیم فوج عبداللہ بن افطس کے جنگ پر بھیجا اس مہم میں اسماعیل کے ساتھ محمد بن عبداللہ برزالی بھی تھا۔ مظفر بن افطس مقابلہ پر آیا۔ مظفر نے اسماعیل اور محمد دونوں کو شکست دیکے محمد بن عبداللہ برزالی کو گرفتار کرلیا۔ اور بعد ایک مدت کے رہا کر دیا۔ بعد اسکے قاسم بن حمود اور محمد بن عبداللہ برزالی سے چل گئی۔ مدتوں دونوں میں نزاع قائم رہی فتنہ وفساد کا سلسلہ جاری رہا تا آنکہ محمد بن عبداللہ برزالی کو اسماعیل نے مار ڈالا۔

اسماعیل ایک مرتبہ شبخون مارنے کے قصد سے قرمونہ پر اپنی فوج لے کے چڑھ گیا اور موقع موقع سے چیدہ چیدہ جوانوں کو کمینگاہ میں بٹھا دیا۔ محمد بن عبداللہ برزالی اسکی آمد سے مطلع

ہو کر معہ اپنی فوج کے سوار ہو کر مقابلہ پر آیا۔ اسماعیل لڑتا ہوا آہستہ آہستہ پیچھے ہٹا۔ محمد بن عبداللہ برزالی جوش کامیابی میں بڑھتا چلا آیا تا آنکہ کمینگاہ سے متجاوز ہو آیا۔ اسماعیل کے سپاہیوں نے کمینگاہ سے نکلکر حملہ کر دیا۔ اور محمد بن عبداللہ برزالی کو مار ڈالا۔ یہ واقعہ ۴۳۴ھ کا ہے۔

محمد بن عبداللہ برزالی کے مارے جانے کے بعد اسماعیل نے قرمونہ پر قبضہ کر لیا۔ غلاموں اور بربریوں نے حکومت و سلطنت کی اسکو طمع دی پس اس سے جسقدر مال و اسباب اور غلہ اٹھ سکا لیکر جزیرہ کی جانب بقصد حملہ چلا گیا اسوقت اسکا باپ قلعہ فرج میں تھا یہ خبر پاکے چند سواروں کو اسکی جستجو میں روانہ کیا کسی ذریعہ سے اسماعیل کو اسکی خبر لگ گئی قلعہ ورد کی طرف جھک پڑا۔ والی قلعہ نے موقع پاکے اسماعیل کو گرفتار کر لیا اور پابزنجیر اسکے باپ کے پاس بھیجدیا پس اسکے باپ نے اسکو اور نیز اسکے کاتب اور کل ہمراہیوں کو قتل کر ڈالا۔ بعد اسکے اون بربریوں کی سرکوبی کی جانب مائل ہوا جنہوں نے سرحد پر ہنگامہ برپا کر رکھا تھا۔

ان لوگوں میں سب سے پہلے ہم والی قرمونہ کا حال تحریر کیا چاہتے ہیں قرمونہ میں مستظہر عزیز بن محمد بن عبداللہ برزالی بعد اپنے باپ کے حکمراں ہوا تھا۔ علاوہ قرمونہ کے استجہ اور مرور بھی اسیکے تحت حکومت میں تھے۔ نمور و وارکش کی عنان حکومت وزیر فوج رموی کے قبضہ اقتدار میں تھی جو کہ سرحدی بربری اور منصور کے ہوا خواہوں سے تھا ۴۰۴ھ میں وزیر فوج نے نموز اور وارکس کی حکومت کا دعوی کیا تھا اور ۴۳۲ھ میں بار حکومت سے سبکدوش ہو کر گوشۂ قبر میں جا چھپا تھا۔ تب بجائے اسکے اسکا بیٹا عزالدولہ حاجب ابو لیاد محمد بن نوح حکمراں ہوا۔ اوسنے سنہ[1] ..... میں وفات پائی۔ اور ابو ثور یزید بن ابی قرہ یفرنی نے زمانہ طوائف الملوکی ۴۵۰ھ میں رندہ کو عامر بن فتوح کے قبضہ سے نکال لیا۔ عامر بن فتوح علویوں کا ساختہ پرداختہ تھا۔ معتضد ہمیشہ اسپر دباؤ ڈالتا

[1] اصل کتاب میں کچھ نہیں لکھا

چلا آرہا تھا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ کسی حیلہ سے اسکو بُلا کر قید کر دیا اور براہ مکر و فریب اسکے بیٹے سے کہلا بھیجا کہ برندہ خادمہ کے ساتھ تمہارے باپ نے فعل شنیع کیا ہے۔ تھوڑے دنوں بعد عامر کو رہا کر دیا۔ چونکہ اسکے بیٹے پر معتضد کا جادو چل گیا تھا اسوجہ سے اسکے بیٹے نے اسکو مار ڈالا بعد قتل کے معتضد کی چالاکی اور فریب دہی کی قلعی کھلی سخت صدمہ ہوا چنانچہ اسی صدمہ سے ۴۵۱ھ میں مرگیا۔ اسکا بیٹا ابو نصر بجائے اسکے متمکن ہوا تا آنکہ کسی قلعہ میں خود اسکے لشکریوں نے اس سے بیوفائی کی۔ گھبرا کر شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گیا اور جب وہاں جانبری کی کوئی شکل نظر نہ آئی تو شہر پناہ کی فصیل سے بحالت اضطراب گر پڑا اور مرگیا۔ یہ واقعہ ۴۵۹ھ کا ہے۔

سرپش کو حرزون بن عبدون نے ۴۰۲ھ میں دبا لیا تھا۔ ابن عباد (معتضد) نے اسکو بھی گرفتار کر لیا سرپش کے خراج کا مطالبہ کیا اور کل قلعات کی جانچ پرتال کی بعد ازاں ان لوگوں سے مصالحت کر کے اُن لوگوں کو اُنہیں بلاد کی سند حکومت عطا کی جو ان کے قبضہ میں تھے پس ابن نوح کو ارکش پر ابن حرزون کو سرپش پر اور ابن ابی قرہ کو رندہ پر مامور کیا۔ اس تقرری سے یہ لوگ ابن عباد کے ہوا خواہ ہوگئے اور اس پر اعتماد کرنے لگے۔ چند دنوں بعد ابن عباد نے ان لوگوں کو دعوت کے بہانہ سے بلایا اور حمام میں لیجا کے دروازہ حمام بند کر لیا سب کے سب مرگئے ان میں سے صرف ابن نوح اس تہلکہ عظیم سے بچ گیا وجہ یہ تھی کہ اس نے ابن عباد سے پہلے ہی سے سازش کر لی تھی۔ ان لوگو کے مرنے کے بعد ابن عباد نے اپنے آدمیوں کو بھیج کے انکے قلعات پر قبضہ کر لیا اور ان کے مقبوضات کو اپنے صوبہ سے ملا لیا۔ اس واقعہ کی خبر بادیس تک پہونچی تو اس نے ان لوگوں کے خون کا بدلہ لینے کے قصد سے ابن عباد پر فوج کشی کی۔ مقتولوں کے قبائل اس سے مطلع ہوکے بادیس کے پاس آکے مجتمع ہوئے اور اسکے ساتھ ابن عباد پر یلغار کر کے چڑھ آئے مدتوں اسکا محاصرہ کئے رہے آخر کار بے نیل مرام واپس ہوئے اور

Marfat.com

سرحد کو عبور کرکے ستبہ کی جانب بڑھے۔ سکوت نے ان لوگوں کو ستبہ میں گھسنے نہ دیا اکثر شدت گرسنگی سے مرگئے باقی ماندگان نے مغرب کا راستہ لیا اور اسی زمانہ سے یہ لوگ مغرب میں جاکر آباد ہوئے۔ اور ابن عباد استقلال کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔

آدینہ اور شلطیش پر عبدالعزیز بکری قابض و متصرف ہو رہا تھا۔ ابن عباد کی فوجیں اس کا محاصرہ ڈالے ہوئے تھیں۔ وزیر السلطنت ابن جہور نے عبدالعزیز کی سفارش کی معتضد (ابن عباد) نے اسکی سفارش سے مصالحت کرلی۔ زیادہ زمانہ نہ گذرنے پایا تھا کہ ابن جہور کا انتقال ہوگیا۔ ابن عباد نے عبدالعزیز بکری سے پھر منازعت شروع کی بالآخر ۴۴۳ھ میں آدینہ اور شلطیش کو عبدالعزیز سے خالی کرالیا اور اپنے بیٹے معتمد کو اسکی حکومت پر متعین کیا۔

اس مہم سے فارغ ہوکر معتضد (ابن عباد) نے شلب کا قصد کیا شلب کی عنان حکومت ۴۱۹ھ سے مظفر ابوالاصبغ عیسیٰ بن قاضی ابوبکر محمد بن سعید بن مرین کے قبضہ اقتدار میں تھی ۴۴۲ھ میں اس نے وفات پائی۔ اسی زمانہ میں معتضد نے اس پر چڑھائی کی اور مظفر کے بیٹے کے قبضہ سے اسکو نکال لیا۔ بعدہ اپنے بیٹے معتمد کو طلب کرکے اس شہر کی حکومت بھی اسی کے متعلق کی چنانچہ معتمد نے یہیں قیام اختیار کیا اور اسکو اپنا مقر حکومت قرار دیا۔

پھر معتضد نے شلت (سینٹ) بریہ کی جانب قدم بڑھایا سینٹ بریہ میں معتصم محمد بن سعید بن ہارون کا پرچم اقبال کامیابی کی ہوا میں لہرا رہا تھا۔ جوں ہی معتضد اسکے قریب پہونچا۔ غریب معتصم نے شہر خالی کردیا یہ واقعہ ۴۲۹ھ کا ہے معتضد نے اس کو بھی اپنے بیٹے معتمد کے مقبوضات میں شامل کردیا۔

لبلہ میں تاج الدین ابوالعباس احمد بن یحییٰ التجنیبی کی حکومت کا دور دورہ تھا ۴۱۴ھ میں تاج الدین نے لبلہ میں اپنی حکومت کا اعلان کیا تھا ادینہ اور شلطیش میں اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا تھا ۴۳۳ھ میں اسکی وفات ہوئی۔ بوقت وفات اپنے بھائی محمد کو حکومت و ریاست کی وصیت کرگیا تھا معتضد نے لبلہ پر پہونچکر اسکا محاصرہ کرلیا اور روزانہ لڑائیوں سے

اسکو تنگ کرنے لگا۔ محمد موقع پاکر قرطبہ بھاگ گیا۔ قرطبہ میں اسکے بھائی خلف بن یحییٰ کا بیٹا فتح قابض و متصرف ہو رہا تھا۔ معتضد نے ۴۴۵ھ میں اسکو بھی خالی کرالیا۔

غرض ان سب بلاد پر رفتہ رفتہ بنی عباد کا قبضہ ہوگیا اور اسکے دائرہ حکومت میں داخل ہوگئے۔ معتضد نے مرسیہ کو بھی اپنے علم حکومت کے تحت میں لے لیا تھا۔ اس صوبہ پر ابن رشیق نے زمانہ فتنہ میں قبضہ کر لیا تھا اور "خاصۃ الدولہ" کے نام سے موسوم کیا تھا۔ آٹھ سال حکومت کی بعد ہ معتضد نے ۴۴۵ھ میں ابن رشیق سے اسکو چھین لیا۔

معتضد ہی نے مرٹلہ کو ابن طیفور کے قبضہ سے ۴۳۶ھ میں نکالا تھا اور ابن طیفور نے اسپر عیسیٰ بن نسب سے قبضہ حاصل کیا تھا۔ عیسیٰ بن نسب لشکر شاہی کا ایک سپہ سالار تھا اول اول یہی اسپر متصرف اور متغلب ہوا تھا۔ مگر خوبی قسمت نے اسکو اور اسکے بعد اسکے جانشین کو بھی اسکی حکومت پر متصرف نہ رہنے دیا۔ تھوڑی دنوں میں یہ سب ممالک جنکا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے ابن عباد کے مقبوضات میں داخل ہوگئے۔

ابن عباد (معتضد) اور بادیس بن حبوس والی غرناطہ میں ناچاقی تھی۔ دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوئی تھیں۔ ہنوز کوئی نتیجہ نہیں پیدا ہوا تھا کہ ۴۶۱ھ میں معتضد کو سفر آخرت درپیش آیا چنانچہ یہ اپنے کاموں کو یوں ہی ناتمام چھوڑ کر دنیا سے کوچ کر گیا بعد ہ اسکا بیٹا معتمد بن معتضد بن اسماعیل ابوالقاسم بن عباد کرسی حکومت پر متمکن ہوا۔

معتمد نے عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لینے کے بعد جہانداری میں اپنے باپ کا رویہ اختیار کیا۔ مزید براں دارالخلافت قرطبہ کو بھی وزیر السلطنت ابن جہور کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس نے اپنے لڑکوں کو ملک کے مقرر حکومتوں پر مامور کیا اور وہیں قیام کرنے کا انکو حکم دیا۔ غربی اندلس میں انکی حکومت کو کافی طور سے استحکام اور مضبوطی حاصل ہوئی اس اطراف کے ملوک الطوائف پر اسکا رعب و داب چھا گیا۔ ابن بادیس بن حبوس غرناطہ میں، ابن افطیس بطلیسوس میں اور ابن صمادح مریہ میں اسی طرح اور ملوک الطوائف اپنے اپنے مقبوضات

میں معتمد (ابن عباد) کے علم حکو[illegible] کے شاہی اقتدار کو تسلیم کر رہے تھے اس سے صلح و آشتی کے خواہاں تھے۔ اسکی مرضی کے مطابق عمل کرتے تھے مگر یہ اور وہ سب کے سب سلاطین کفار کی خاطر و مدارات پر مائل تھے اور انکو خراج دے دے کے قوت پہونچا رہے تھے یہانتک کہ سرحد بربر سے مرابطین کی حکومت کا ظہور ہوا یوسف بن تاشقین نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ مسلمانان اندلس کی امیدیں اسکی اعانت و امداد سے برآئیں۔ اسی زمانہ میں عیسائیوں نے خراج کی بابت ملوک الطوائف کو تنگ کرنا شروع کیا۔ ابن عباد (معتمد) نے اس سفیر یہودی کو اسکے گستاخانہ کلام کی وجہ سے قتل کر ڈالا جو خراج لینے کے لئے معتمد کے پاس آتا جاتا تھا بعد ہ دریا عبور کر کے یوسف بن تاشقین کی خدمت میں فریادی بنکر حاضر ہوا۔ معتمد کے جانے اور یوسف بن تاشقین کی مدد کرنے کے حالات آیندہ یوسف بن تاشقین کے حالات کے ضمن میں تحریر کئے جائینگے۔ بعد اسکے فقہار اندلس نے یوسف بن تاشقین کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی کہ طرح طرح کا ٹکس اور محصول اہل اندلس پر لگا ہوا معاف کر دیا اور حکام و امرار کے ناپرواشتنی مظالم سے نجات دلائی جاے۔ چنانچہ یوسف نے اہل اندلس کو ان تمام ٹکسوں سے سبکدوش کر دیا جو درمیان میں لگائے گئے تھے اور انکو آئے دن کی طوائف الملوکی کی خونریزی سے نجات بھی دیدی مگر جوں ہی یوسف بن تاشقین نے اندلس سے مراجعت کی اندلس کے طوائف الملوک اپنے قدیم رویہ پر آگئے زمانہ قیام اندلس میں یوسف بن تاشقین نے اپنی فوج ظفر موج کو جہاد پر بھی بدفعات روانہ کیا تھا اور اندلس کے اندرونی حصوں کو خود سر حکومتوں کے خار و خس سے صاف و پاک کر کے طالبان حکومت کو خلعتیں دی تھیں اور اونکو بنظر انتظام ملک و امن سرحد بربر کی طرف منتقل کر دیا تھا غرض اسنے ایسے نازک وقت میں جبکہ اندلس امرار و حکام کی خود غرضیوں کا جولانگاہ بنا ہوا تھا بزور تیغ اندلس پر قبضہ حاصل کیا جیسا کہ آیندہ بیان کیا جائیگا۔ ابن ابن عباد بھی بعد چند لڑائیوں کے جسکو تم آگے پڑھوگے یوسف بن تاشقین کا مطیع ہو گیا۔

یوسف بن تاشفین نے اسکو ۴۸۴ھ میں اغمات قریہ مراکش (مراکو) میں قید کردیا تاآنکہ ۴۸۸ھ میں مرگیا۔

اندلس میں علاوہ اسکے اور صوبے بھی تھے جنپر ابن عباد متصرف اور مستولی نہیں ہوا تھا ازانجملہ سہلہ تھا اس صوبے پر اوایل پانچویں صدی میں ہذیل بن خلف ابن رزین ہشام کی دعوت کے بعد سے قابض ہوگیا تھا اور "مؤید الدولہ" کے خطاب سے اپنے کو مخاطب کرتا تھا ۴۵۰ھ میں عیسائیوں کے ہاتھ کسی لڑائی میں شہید ہوگیا تب بجاے اسکے حسام الدولہ عبدالملک بن خلف (مؤید الدولہ کا بھائی) متمکن ہوا اور یہی اس صوبے پر حکمرانی کرتا رہا تاآنکہ مرابطیون نے جسوقت کہ اندلس پر قابض ہوئے تھے اس صوبہ کو بھی اسکے قبضہ سے نکال لیا۔

برنش اور لج بھی مقبوضات ابن عباد سے خارج تھے اس پر عبداللہ بن قاسم مہری زمانہ طوائف الملوکی سے قابض ہوکر نظام الدولہ کے لقب سے اپنے کو ملقب کرتا تھا یہ وہی شخص ہے جسکے پاس معتمد مقیم تھا جس زمانہ میں اراکین دولت نے قرطبہ میں معتمد کی امارت کی بیعت کی تھی۔ اور اسی کے پاس سے قرطبہ آیا تھا۔ ۴۲۱ھ میں نظام الدولہ نے انتقال کیا بجاے اسکے یمین الدولہ محمد اسکا بیٹا جانشین ہوا اس سے اور مجاہد سے متعدد لڑائیاں ہوئیں تھیں یمین الدولہ کے بعد اسکا بیٹا عقد الدولہ احمد حکومت و امارت کی کرسی پر جلوہ افروز ہوا اور ۴۴۰ھ میں وفات پائی تب اسکا بھائی جناح الدولہ عبداللہ حکمراں ہوا ۴۸۵ھ میں مرابطیوں نے اس سے عنان حکومت چھین لی۔

ان تذکرات میں ہم کہاں سے کہاں پہونچ گئے لہذا اس سے اعراض کرکے اب پھر ملوک الطوائف کے اکابر کے تذکرہ کی جانب اپنی توجہ ہم مبذول کرتے ہیں واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب۔

وزیر السلطنت ابن جہور کے حالات

جن دنوں قرطبہ میں فتنہ وفساد کی گرم بازاری تھی اسوقت اراکین دولت اور امراء سلطنت کا سردار ابولحزم جہور بن محمد بن جہور بن عبداللہ بن محمد بن معمر بن یحییٰ بن ابی المغافر بن ابی عبیدہ کلبی تھا۔ ابن بشکوال نے اسکا نسب یوں ہی تحریر کیا ہے۔ ابن جہور کا مورث اعلیٰ ابوعبیدہ کلبی اندلس میں آیا تھا اسکی پچھلی نسلوں کو قرطبہ میں

Marfat.com

دولت عامریہ کی وزارت کا شرف حاصل ہوا تھا جسوقت لشکریوں نے معتمد آخری خلیفہ امویہ کو ۴۲۲ھ میں معزول کیا اسوقت جہور نے قرطبہ پر قبضہ کر لیا کسی فساد اور فتنہ میں مداخلت نہ کی حکومت پر قابض ہو کر نظام سلطنت کو بگڑنے نہ دیا اور نہ اپنے مکان سے قصر خلافت میں آیا۔ اسکا رویہ نہایت عمدہ تھا اہل علم و فضل کی روش پر چلتا تھا۔ مریضوں کی عیادت کرتا تھا جہاد وں میں شریک ہوتا، اپنے محلہ مشرقی کی مسجد میں اذاں دیتا تھا، تراویح پڑھتا تھا اور کل مسلمانوں سے ملتا جلتا رہتا تھا دربان وغیرہ اسکے دروازہ پر نہیں تھے۔ مسلمانان قرطبہ نے بطیب خاطر اپنی عنان حکومت تا زمانہ تقرری خلیفہ اسکے سپرد کر دی تا آنکہ محمد بن اسماعیل بن عباد نے یہ ظاہر کیا کہ ہشام مؤید میرے پاس اشبیلیہ میں ہے اور اس بابت بکثرت خطوط کتابت کی پس قرطبہ میں ہشام مؤید کا خطبہ پڑھا گیا اسی گھمنڈ پر محمد بن اسماعیل ہشام کو لئے ہوئے قرطبہ آیا مگر اہل قرطبہ نے نہ معلوم کیوں اسکو قرطبہ میں داخل ہونے سے روک دیا اور خطبہ میں اسکے ذکر سے اعراض کیا۔ اسوقت سے ابن جہور اہل قرطبہ پر تنہا بلا مزاحمت غیرے حکومت کرنے لگا۔ بعدہ محرم ۴۳۵ھ میں بار حکومت سے سبکدوش ہو کر اپنے ہی مکان میں مدفون ہوا بجائے اسکے اسکا بیٹا ابوالولید محمد بن جہور باتفاق سربرآوردگان قرطبہ حکومت کی کرسی پر بیٹھا۔ اس نے اپنے باپ کی روش اختیار کی۔ یہ بھی اہل علم و فضل کا قدردان تھا کی بن ابی طالب مکی وغیرہ اہل علم کی خدمت میں تحصیل علم کی تھی اسنے اپنا قلمدان وزارت ابراہیم بن یحییٰ کو سپرد کیا تھا اس نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا غرض ابوالولید محمد کا زمانہ حکومت طوائف الملوکی کے بہترین زمانہ سے تھا۔ اہل قرطبہ راضی اور خوش تھے کسی کو کسی قسم کی شکایت کا موقع نہیں ملا کہ یہ بھی رہگرائے ملک آخرت ہو گیا اور عنان حکومت اس کے بیٹے عبدالملک کے حوالہ کی گئی۔ اس نے کج ادائی بداطواری شروع کر دی لوگوں کو اس سے نفرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی۔ ابن ذی النون نے اسکا قرطبہ میں محاصرہ کیا اسنے محمد بن عباد سے ذی النون کے محاصرہ کی شکایت کی اور امداد کا خواستگار ہوا محمد بن عباد نے اپنی فوجیں

Marfat.com

اسکی کمک پر بھیجیں مگر در پردہ یہ ہدایت کر دی تھی کہ قرطبہ میں داخل ہو کر اسکو معزول کر دینا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ابن ذی النون کے محاصرہ کو محمد بن عباد کے لشکر نے اُٹھایا اور جب یہ قرطبہ میں داخل ہو گیا تو اہل قرطبہ نے سازش کر کے ۴۶۱ھ میں اسکو معزول کر دیا اور قصر سے جلاء وطن کر کے شلطیش میں لیجا کے قید کر دیا۔ تا آنکہ بحالت قید ۴۷۲ھ میں مر گیا۔

محمد ابن عباد نے عبد الملک کی گرفتاری کے بعد اپنے بیٹے سراج الدولہ کو بلنسیہ سے طلب کر کے قرطبہ کی حکومت پر مامور کیا۔ سراج الدولہ کو قرطبہ میں جانے کے بعد کسی نے زہر دیدیا جس سے سراج الدولہ کی موت وقوع میں آئی نعش طلیطلہ میں اٹھالائی گئی اور وہیں دفن کر دیگئی

سراج الدولہ کے مرنے کے بعد محمد بن عباد نے قرطبہ پر فوج کشی کی چنانچہ ۴۶۹ھ میں قرطبہ پر قابض و متصرف ہوا اور ابن عکاشہ کو قتل کر کے اپنے بیٹے فتح بن محمد ملقب بہ مامون کو قرطبہ کی حکومت دی۔ یوں ہی رفتہ رفتہ کل غربی اندلس کے صوبجات اسکے قبضہ میں آگئے تا آنکہ مرابطیون نے اندلس میں داخل ہو کر ۴۸۴ھ میں اس صوبہ پر بھی قبضہ حاصل کر لیا اسی ہنگامہ میں فتح مارا گیا اور اسکا باپ محمد بن عباد اغمات کی طرف جلاء وطن کر کے بھیجدیا گیا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں اور آیندہ بھی لکھنے والے ہیں۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا وہو خیر الوارثین

اخبار ابن افطس والی بطلیوس غربی اندلس

زمانہ فتنہ اور عہد طوائف الملوکی میں ابو محمد عبد اللہ بن مسلمہ تجیبی معروف بہ ابن افطس نے غربی اندلس صوبہ بطلیوس پر قبضہ کر لیا تھا اور اپنی خود سری و حکومت کا اعلان کر دیا تھا اسکے مرنے کے بعد اسکا بیٹا مظفر ابو بکر بجاے اسکے متمکن ہوا اسکی حکومت نہایت استقلال اور استحکام کے ساتھ قائم اور جاری رہی اکابر ملوک الطوائف میں اسکا شمار تھا مظفر سے اور ابن ذی النون سے متعدد لڑائیاں ہوئی تھیں ابن عباد سے بھی بدفعات معرکہ آرائی کی نوبت آئی تھی۔ سبب منازعت کا یہ ہوا تھا کہ ابن عباد نے ابن تجیبی والی ملیلہ کی اعانت بمقابلہ مظفر کی تھی۔ اس سے مظفر کو اشتعال

پیدا ہوا والی بلیلہ کے متعدد قلعات اور شہروں پر قبضہ کر لیا آخر کار مظفر دو بہیم ہزیمتیں اٹھا کے بطلیوس میں قلعہ بند ہو گیا ان دو پچھلی لڑائیوں میں ایک گروہ کثیر کام آیا۔ یہ واقعہ سنہ ۴۴۳ھ کا ہے بعد ازاں ابن جہور نے ان دونوں میں مصالحت کرا دی سنہ ۴۴۶ھ میں مظفر نے وفات پائی اسکا بیٹا متوکل ابو حفص عمر بن محمد معروف بہ سابہ جلوہ آرائے سریر حکومت ہوا اسی کے زمانہ حکمرانی میں اور اسی کے ہاتھ سے یوسف بن تاشقین امیر مرابطین نے سنہ ۴۸۹ھ میں بطلیوس پر قبضہ حاصل کر کے اسکو معہ اسکے اولاد کے قید حیات سے سبکدوش کیا تھا۔ ابن عباد نے پہلے متوکل کو یوسف بن تاشقین کی طرف سے بدظن کر کے کفار سے خط وکتابت کرنے کی رائے دی اور جب متوکل اس رائے پر عامل و کاربند ہوا تو یوسف بن تاشقین کو لکھ بھیجا کہ جسقدر جلد ممکن ہو بطلیوس پر پہونچکر قبضہ حاصل کر لیا جاے ورنہ متوکل پھر ہاتھ نہ آئے گا اور نہ اس صوبہ پر کسی طرح قبضہ ہو گا کیونکہ متوکل عیسائیوں سے خط وکتابت کر رہا ہے چنانچہ یوسف بن تاشقین نہایت تیزی سے قطع مسافت و طے منازل کر کے بطلیوس پر پہونچ گیا اور سنہ ۴۸۹ھ میں متوکل کو معہ اسکے لڑکوں کے گرفتار کر کے عید الاضحیٰ کے دن قتل کر ڈالا جیسا کہ ہم آیندہ تحریر کرنے والے ہیں۔ ابن عبدون نے اسکے مرثیہ میں ایک قصیدہ کہا تھا جو نہایت مشہور اور کتب تواریخ میں مذکور ہے اسکا مطلع یہ تھا

الدھر یفجع بعد العین بالاثر فما البکاء علی الاشباح والصور

اس قصیدہ میں ابن عبدون نے ان مصائب کا تذکرہ کیا تھا جو اس زمانہ ادبار میں نازل ہوئے تھے جس سے جمادات تک رو پڑے تھے ہم اسکو لمتونہ کے حالات اور انکی فتح اندلس کے ضمن میں بیان کرینگے۔ واللہ یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید۔

اخبار بادیس حکمران غرناطہ و بیرہ

فتنہ بربریہ میں سردار صنہاجہ زادی بن زیری بن مناد تہا زمانہ حکومت منصور میں زادی اندلس میں آیا تھا بس جب بربریوں نے فتنہ و فساد کا بازار گرم کر دیا اور شیرازہ خلافت بکھر گیا تو زادی اس گروہ کا سردار اور

ان بلوائیوں کا معتمد علیہ بنکر بیرہ کی جانب گیا اور غرناطہ میں پہونچکر قبضہ کر لیا اور اسکو اپنا مستقر حکومت بنا لیا۔ اور جب عامری غلاموں نے مرتضی مروانی کی خلافت کی بیعت کی (اس امر اہم کا متولی اور منصرم مجاہد عامری اور منذر بن یحییٰ بن ہاشم تجیبی ہوا تھا) اور بعد بیعت ان لوگوں نے غرناطہ پر چڑھائی کی تو زاوی بن زیری فوج صنہاجہ کو مرتب کر کے مقابلہ پر آیا اور ۴۲۰ھ میں ان لوگوں کو ہزیمت دے کے مرتضیٰ کو قتل کر ڈالا۔ مال و اسباب اور آلات حرب پر قبضہ کر لیا جو بیحد اور بیشمار تھے بعد ازاں زاوی کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا اندلس میں بوجہ فتنہ و فساد کے بربر پر کسی قسم کا ادبار نہ آجاے اور میری عدم موجودگی سونا میں سوہاگہ کا کام ندیدے۔ اس خیال کا آنا تھا کہ اپنے بیٹے کو غرناطہ پر مقرر کر کے اپنے قومی بادشاہ قیروان کی طرف کوچ کر دیا جوں ہی زادی نے غرناطہ سے قدم باہر نکالا اسکے بیٹے نے ابن رضین اور چند مشایخین غرناطہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا۔ اہل غرناطہ کو یہ امر ناگوار گذرا ماکس بن زیری کو غرناطہ پر قبضہ کر لینے کا پیام دیا پس ماکس اس پیام کے بنا پر غرناطہ میں آپہنچا، قبضہ کر لیا اور زیری کے لڑکے کی حکومت کو معدوم اور نیست و نابود کر دیا۔ تا آنکہ ۴۲۹ھ میں اس نے وفات پائی۔ بادیس اسکا بیٹا حکومت و ریاست کی کرسی پر متمکن ہوا اس سے اور ابن ذی النون و ابن عباد سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ اسکے زمانہ حکمرانی میں اسکا اور اسکے باپ کا کاتب (سکریٹری) اسماعیل بن نغرالہ ذمی سیاہ و سفید کرنے کا مختار تھا پھر بادیس نے اسکو ۴۵۹ھ میں معزول اور معتوب کر کے قتل کروا دیا اسکے ساتھ اور بہت سے یہودی بھی مار ڈالے گئے تھے بادیس نے ۴۶۷ھ میں سفر آخرت اختیار کیا اسکا پوتا مظفر ابو محمد عبداللہ بن بلکین بن بادیس حکمراں ہوا۔ اس نے اپنے بھائی تمیم کو مالقہ کی حکومت پر حسب تقرری اپنے دادا کے مامور کیا۔ ۴۸۳ھ میں مرابطیون نے ان دونوں کو معزول کر کے جلاوطن کر کے اغمات اور وریکہ کی طرف بھیج دیا چنانچہ ان دونوں نے وہیں قیام کیا جیسا کہ آیندہ یوسف بن تاشقین کے تذکرہ میں ان کے حالات کو تم پڑھوگے۔

Marfat.com

واللہ وارث الارض ومن علیہا وہو خیر الوارثین۔

اخبار ذی النون ملوک طلیطلہ ثغر جوفی

ملوک طلیطلہ کا جد اعلیٰ اسماعیل بن ظافر بن عبدالرحمٰن بن سلیمان بن ذی النون تھا۔ یہ قبایل ہوارہ کا ایک نامور ممبر تھا دولت مروانیہ میں یہ اراکین سلطنت سے شمار کیا جاتا تھا۔ شنتریہ میں اسکی ریاست وامارت تھی پھر اسنے زمانہ فتنہ ۴۱۹ھ میں قلعہ افلنتین پر قبضہ کر لیا۔ شروع زمانہ فتنہ سے طلیطلہ یعیش بن محمد بن یعیش کے قبضہ تصرف میں تھا جو اسکا والی تھا پس جب یہ ۴۲۷ھ میں مرگیا تو بعض سرداران افواج طلیطلہ نے اسماعیل کو قلعہ افلنتین سے طلیطلہ پر قبضہ کرنے کو بلا بھیجا چنانچہ اسماعیل قلعہ مذکور سے طلیطلہ میں آیا اور بلا مزاحمت قابض ومتصرف ہوگیا اسماعیل نے طلیطلہ پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے دائرہ حکومت کو جنجالہ (مضافات مریہ) تک بڑھا لیا اور نہایت کامیابی کے ساتھ اسپر امارت کرتا رہا تا آنکہ ۴۲۹ھ میں راہی ملک عدم ہوا تب اسکے بیٹے ماموں ابو الحسن یحییٰ نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اس نے بڑے زور وشور سے حکومت کی اسکی شوکت وعظمت کل ملوک الطوائف سے بڑھی چڑھی تھی۔ اس سے اور مرحدی عیسائی امراء سے مشہور لڑائی ہوئی ۴۳۵ھ میں بلنسیہ پر فوجکشی کی اور مظفر ذی السابقین (منصور بن ابی عامر کے اولاد سے) بلنسیہ کو چھین لیا بعد ازاں قرطبہ کی جانب بڑھا اور اسکو بھی ابن عباد کے ہاتھ سے نکال لیا اسی ہنگامہ میں قرطبہ پر قبضہ کرنے کے بعد اسکے بیٹے ابو عمر کو قتل کر ڈالا۔ پھر اسکو بھی ۴۶۷ھ میں کسی نے زہر دیکر مار ڈالا اسکے بعد طلیطلہ کی عنان حکومت اسکے پوتے قادر یحییٰ بن اسماعیل بن ماموں یحییٰ بن ذی النون نے اپنے ہاتھ میں لی۔ اسوقت عیسائی سلاطین میں سے ابن اوفونش کا دور حکومت تھا چونکہ حکومت ودولت اسلامیہ مدبروں سے خالی ہوگئی تھی اور خلافت کا دور تمام ہوچکا تھا عرب کی حکومت کا شیرازہ بکھر گیا تھا اسوجہ سے ابن اوفونش کا تمام ملک میں دور دورہ تھا چنانچہ ابن اوفونش نے فوجیں آراستہ کرکے طلیطلہ کی جانب ۴۷۸ھ میں پیش قدمی شروع

Marfat.com

کی تو ابن یحییٰ نے ابن ادفونش کے خوف سے طلیطلہ کو خالی کر دیا اور اس سے یہ شرط کر لی کہ بلنسیہ کے لینے میں تم میری مدد کرنا۔ بلنسیہ میں انہوں عثمان قاضی بن ابو بکر بن عبد العزیز (یہ بھی ابن ابی عامر کا ایک وزیر تھا) حکمرانی کر رہا تھا اہل بلنسیہ کو اسکی خبر لگ گئی پس ان لوگوں نے اس خوف سے کہ مبادا الفنش وغیرہ عیسائی ملوک اسپر قبضہ نہ کر لیں عثمان قاضی کو معزول کر دیا۔ قادر یحییٰ نے جھٹ پٹ قبضہ کر لیا۔ دو برس تک یہیں مقیم رہا۔ بالآخر ۴۸۸ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔

اخبار ابن ابی عامر والی شرقی اندلس وموالی عامریین وابن صمادح پسہ سالار مریہ

منصور عبد العزیز بن عبد الرحمن ناصر بن ابی عامر کی امارت کی مقام شاطبہ میں عامری خدام نے ۴۱۱ھ میں زمانہ فتنہ بربریہ میں بیعت کی چنانچہ منصور نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی بعد چندے اہل شاطبہ نے منصور کے خلاف علم بغاوت بلند کیا منصور شاطبہ کو خیر آباد کہہ کے بلنسیہ چلا گیا اور اسپر قبضہ حاصل کر کے اپنا دار الحکومت بنا لیا۔ اس کے وزیروں میں ابن عبد العزیز نامی ایک شخص نہایت مدبر اور ہوشیار تھا۔ اسنے خیران عامری (جو کہ عامر کا غلام آزاد تھا) کے ذریعہ سے قبل اس واقعہ کے اربولہ پر ۴۰۴ھ میں قبضہ حاصل کر لیا تھا بعد ازاں ۴۰۷ھ میں مرسیہ پر بعد ہ جیان پر پھر مریہ پر ۴۰۹ھ میں قابض و متصرف ہو گیا تھا۔ اور منصور عبد العزیز کی امارت و حکومت کی ان مقامات کے رہنے والوں سے بیعت لے لی تھی۔ تھوڑے دنوں بعد خیران نے منصور سے بد عہدی کی اور مریہ سے مرسیہ میں۔ کر منصور کے برادر عم زاد محمد بن مظفر بن منصور بن ابی عامر کو حکومت کی کرسی پر بٹھا دیا۔

محمد بن مظفر قرطبہ میں قاسم بن حمود کے سایہ عاطفت میں رہتا تھا جسوقت اسنے خیران سے خط و کتابت کر کے معہ اپنے مال و اسباب کے مرسیہ جانے کا قصد کیا اسوقت قرطبہ کے رہنے والوں نے مجتمع ہو کر اسکا مال و اسباب چھین لیا اور قرطبہ سے یک بینی دو گوش نکال دیا۔

خیران نے محمد کو کرسی حکومت پر متمکن کر کے پہلے مومن کے خطاب سے مخاطب کیا پھر

Marfat.com

معتصم کا لقب دیا بعد چندے ناراض ہو کر مرسیہ سے نکال دیا۔ بیچارہ محمد بحال پریشان مریہ پہونچا۔ خیران نے ازاد غلاموں کو اشارہ کر دیا ان لوگوں نے اسکا مال و اسباب چھین کر مریہ سے نکال باہر کیا۔ محمد نے غربی اندلس کا راستہ لیا اور وہاں پہونچکر سفر آخرت اختیار کیا۔

اسکے بعد خیران نے بھی مریہ میں ۴۱۹ھ میں وفات پائی امیر عمید الدولہ ابو القاسم زہیر عامری نے عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی۔ اور فوجیں آراستہ کر کے غرناطہ پر چڑھائی کر دی۔ بادیس بن حبوس مقابلہ پر آیا اور امیر عمید الدولہ کو بزیمت دیکر ۴۲۹ھ میں اثنار دار و گیر میں قتل کر ڈالا اور مریہ پر قبضہ کر لیا۔ بعدہ منصور عبد العزیز والی بلنسیہ نے اس صوبہ کو بادیس کے قبضہ سے ۴۵۰ھ میں نکال لیا۔ پھر جب مامون بن ذی النون نے وفات پائی اور اسکا پوتا قادر حکمراں ہوا تو بلنسیہ پر وزرا ابی ابن عامر سے ابو بکر بن عبد العزیز حکومت کرنے لگا۔ ابن ہود نے اسکو قادر سے مخالفت اور بدعہدی کرنیکی رائے دی پس ابو بکر اس رائے کے مطابق قادر سے مخالفت کا اعلان کر کے ۴۶۸ھ میں خود سر ہو گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ مقتدر نے دانیہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ ابو بکر دس سال حکومت کر کے ۴۷۸ھ میں گوشہ قبر میں جا چھپا بجائے اسکے قاضی عثمان اسکا بیٹا حکمرانی کی عبا پہنکر ایوان حکومت میں جلوہ افروز ہوا پھر جب قادر بن ذالنون نے طلیطلہ کو عیسائیوں کے حوالہ کر دیا تو بلنسیہ کی طرف قبضہ کرنے کے قصد سے قدم بڑھایا اس مہم میں اسکے ہمراہ الفنش عیسائی بھی تھا جیساکہ اوپر بیان کیا گیا۔ اہل بلنسیہ نے اس خبر سے مطلع ہو کر عثمان قاضی بن ابی بکر کو معزول کر دیا اور عیسائیوں کے خوف سے قادر کو بخوشی خاطر اپنے شہر پر قبضہ دیدیا یہ واقعہ ۴۷۸ھ کا ہے۔ بعد اسکے ۴۸۳ھ میں قاضی جعفر بن عبد اللہ بن حجاب نے قادر پر فوج کشی کی اور اثنار جنگ میں قادر کو قتل کر کے بلنسیہ پر قبضہ کر لیا۔ پھر عیسائیوں نے ۴۸۹ھ میں بلنسیہ پر یلغار کیا اور قاضی جعفر کو قتل کر کے قابض ہو گئے۔ بعدہ مرابطیون نے اندلس میں داخل ہو کر اس صوبہ کو عیسائیوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ پھر ۴۹۵ھ میں ابن ذی النون نے اپنے ایک سپہ سالار کو بلنسیہ پر قبضہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ اس سپہ سالار

نے اس صوبہ کو ان لوگوں کے قبضہ سے نکال لیا۔
معن بن صمادح سپہ سالار وزیر ابن ابی عامر نے جس زمانہ (۴۸۸ھ) سے منصور نے اسکو سند حکومت دی تھی مریہ میں اقامت اختیار کی تھی اور ذوالوزارتین کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا تھا بعد چندے اسنے اپنے آپکو معزول کرکے اپنے بیٹے معتصم ابو یحییٰ محمد بن معن بن صمادح کو حکمراں بنایا۔ چنانچہ معتصم نے اس صوبہ میں چوالیس ۴۴ برس تک حکومت کی۔ ابن شبیب والی لورقہ فوجیں آراستہ کرکے مریہ پر چڑھ آیا۔ یہ زمانہ وہ تھا کہ معتصم کے باپ نے حکومت سے کنارہ کشی کرلی تھی۔ معتصم نے یہ خبر پاکر کہ ابن شبیب والی لورقہ مریہ پر چڑھ آیا ہے مقابلہ کرنے کی غرض سے عظیم فوج روانہ کیا۔ ابن شبیب نے اس مہم میں منصور بن ابی عامر والی بلنسیہ و مریہ سے بمقابلہ اپنے حریف کے امداد کی درخواست کی اور معتصم نے بادیس سے مدد کا پیام دیا۔ دونوں حریف میں گھمسان لڑائی ہوئی اسکا چچا صمادح بن بادیس بن صمادح دوسری جانب سے لورقہ کے بعض قلعات پر چڑھ گیا۔ بزور تیغ اہل قلعہ کو زیر کرکے قبضہ کرلیا اور بعد قبضہ حاصل کرنے کے واپس آیا۔ اس زمانہ سے معتصم ۴۸۰ھ تک مریہ پر کامیابی کے ساتھ حکومت کرتا رہا تا آنکہ اسی سنہ میں وفات پائی۔ اسکا بیٹا بجاے اسکے متمکن ہوا اسکو یوسف بن تاشفین امیر مرابطین نے ۴۸۴ھ میں معزول کیا اور مریہ سے معہ اسکے اہل و عیال کے سرحد کی جانب جلاوطن کرلائے۔ اسنے سرحد پر پہونچکر قلعہ میں آل حماد کے پاس قیام کیا۔ یہیں اسنے اور اس کے لڑکوں نے وفات پائی۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا۔

اخبار بنو ہود ملوک سرقسطہ

منذر بن مطرف بن یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن محمد بن ہاشم تجیبی ثغر اعلیٰ کا گورنر تھا۔ اس سے اور منصور عبدالرحمٰن سے امارت اور ریاست کی بابت اَن بَن چلی آتی تھی۔ اسکے دارالامارت اور مستقر حکومت ہونے کا اعزاز سرقسطہ کو حاصل تھا جسوقت مہدی بن عبدالجبار کی حکومت کی بیعت لی گئی اور

Marfat.com

بنو عامر کا دور دورہ ختم و منقضی ہوگیا اور بربریوں کا زور شور اور فتنہ و فساد شروع ہوگیا اسوقت منذر مستعین کے علم حکومت کے ساتھ تھا تا آنکہ اسی طوائف الملوکی میں ہشام مارا گیا منذر نے ان امور کے انجام پر نظر کرکے مستعین کی رفاقت ترک کردی۔ بعد اسکے مروانیوں نے مرتضیٰ کی بشمول مجاہد اور اُن لوگوں کے جو غلاموں اور عامریوں میں سے انکے پاس آکر مجتمع ہوگئے تھے بیعت کرلی اور غرناطہ پر حملہ آور ہوئے زاوی بن زیری فوجیں آراستہ کرکے مقابلہ پر آیا اور اُن سبھوں کو ہزیمت دی پھر مروانیوں اور اراکین دولت کو مرتضیٰ کی جانب سے شک پیدا ہوا۔ چند آدمیوں کو اسکے قتل پر مامور کردیا چنانچہ مریہ میں ان لوگوں نے اسکو مار ڈالا۔ منذر کو اسوقت کھل کھیلنے کا موقع مل گیا چنانچہ سرقسطہ اور ثغر اعلیٰ کو دبا بیٹھا اور "المنصور" کا خطاب اختیار کیا۔ عیسائی سلاطین جلیقہ اور برشلونہ سے مصالحت کا عہد و پیمان کیا۔ بالآخر ۴۱۲ھ میں وفات پائی اسکا بیٹا سریر حکومت پر متمکن ہوا اور "المظفر" کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا۔

اسی زمانہ میں ابو ایوب سلیمان بن محمد بن ہود جذامی انہیں لوگوں میں سے شہر تطیلہ پر قابض و متصرف ہو رہا تھا۔ اسکو شروع زمانہ فتنہ سے اس صوبہ کی حکمرانی دی گئی تھی۔

اسکا مورث اعلیٰ ہود وہ ہے جو اندلس میں آیا تھا ازونے اسکے سلسلہ نسب کو سالم مولیٰ (آزاد غلام) ابو حذیفہ تک پہونچایا ہے یہ ہود بیٹا ہے عبداللہ کا اور عبداللہ بیٹا ہے موسیٰ کا اور موسیٰ بیٹا ہے سالم کا۔ اور بعضوں نے ہود کو روح بن اسباع کی اولاد سے شمار کیا ہے۔

سلیمان نے تھوڑے دنوں میں قوت بڑھا کے مظفر یحییٰ بن منذر کو مغلوب کردیا ۴۳۱ھ میں اسکی زندگانی کا بھی خاتمہ کرکے دنیا کے کل مخمصات سے ہمیشہ کے لئے نجات دیدی۔ سرقسطہ اور ثغر اعلیٰ پر قابض ہوگیا اور اسکا بیٹا یوسف بن مظفر لاردہ پر حکمرانی کرنے لگا بعد چندے ان دونوں میں منازعت اور مخاصمت پیدا ہوگئی۔ اس اثنار میں سلیمان مرگیا اور احمد مقتدر

باللہ نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی مقتدر نے یوسف کے مقابلہ میں فرانس اور لشکنس سے امداد طلب کی چنانچہ فرانس اور لشکنس حسب وعدۂ مقتدر کے کمک پر آئے مسلمانوں سے اور عیسائیوں سے لڑائی جھگڑا شروع ہوگیا یوسف نے اس خبر سے مطلع ہوکر عیسائیوں اور نیز مقتدر کا سرقسطہ میں محاصرہ کرلیا۔ یہ واقعہ ۴۴۳ھ کا ہے۔ یوسف کو اس میں ناکامی ہوئی عیسائی سلاطین اپنے اپنے بلاد کی طرف لوٹ گئے بعد ازاں مقتدر باللہ احمد نے ۴۷۴ھ میں اپنی حکومت کے سینتیس ۳۷ سال پورے کرکے سفر آخرت اختیار کیا۔ بجائے اسکے یوسف موتمن اسکا بیٹا سریر امارت پر جلوہ افروز ہوا

یوسف موتمن کو علوم ریاضیہ میں ید طولیٰ حاصل تھا اس فن میں اسنے بہت سی کتابیں تالیف کی تھیں از انجملہ الاستہلال اور المناظر ہیں۔ ۴۷۸ھ میں اس نے وفات پائی یہ وہی سنہ ہے جسمیں عیسائیوں نے طلیطلہ کو قادر بن ذی النون کے قبضہ سے نکال لیا تھا۔

یوسف موتمن کے بعد سرقسطہ میں مستعین حکمراں ہوا اسکے زمانہ حکومت میں واقعہ وشقہ پیش آیا تھا وشقہ کو عیسائی محاصروں کے پنجہ سے بچانے کی غرض سے مستعین نے ۴۸۹ھ میں کئی ہزار مسلمانوں کی جمعیت سے جو کہ شمار سے باہر تھے وشقہ پر چڑھائی کی۔ تقریباً دس ہزار مسلمان اس معرکہ میں کام آئے تھے (مستعین[1] کو ناکامی کے ساتھ پسپا ہونا پڑا) اس زمانہ سے مستعین سرقسطہ میں برابر حکمرانی کرتا رہا تا آنکہ ۵۰۳ھ میں جن دنوں عیسائیوں نے سرقسطہ پر فوج کشی کی تھی سرقسطہ کے باہر جام شہادت نوش کرکے راہی عدم ہوا۔ بجائے اسکے اسکا بیٹا عبدالملک سریر آرائے حکومت ہوا عماد الدولہ کا خطاب اختیار کیا عیسائی باغیوں نے اسکو ۵۱۲ھ میں سرقسطہ سے نکال کر قبضہ کرلیا۔ اس نے سرقسطہ کے قلعات میں سے قلعہ روطہ میں جاکر پناہ لی اور وہیں قیام پذیر رہا یہاں تک کہ ۵۱۳ھ میں اس نے وفات پائی۔ اسکا بیٹا احمد ملقب بہ سیف الدولہ آریکہ حکومت پر رونق افروز ہوا اسکے

[1] دیکھو المقاری جلد اول صفحہ ۲۸۸

عہد حکومت میں عیسائیوں کی شورش حد سے متجاوز ہو گئی مسلمانوں کو بیحد ستانے لگے آخرکار انہے عیسائیوں سے صلح کرنی اور قلعہ رو طہ کو ان کے حوالہ کر کے معہ اپنے حشم و خدم کے طلیطلہ چلا آیا اور وہیں ۵۳۶ھ میں مر گیا۔ انہیں بنو ہود کے ممالک مقبوضہ سے شہر طرطوشہ تھا جسکو بقایا عامری نے ۴۳۳ھ میں دبا لیا تھا پھر ۴۴۵ھ میں یہ مر گیا تب یعلی عامری اس پر قابض ہوا اسکا دور حکومت دراز اور طویل نہیں ہوا اسکے بعد شبیل حکمراں ہوا عماد الدولہ بن احمد مستعین نے ۴۵۳ھ میں شبیل سے طرطوشہ کو چھین لیا۔ اسوقت سے طرطوشہ پر عماد الدولہ کا اور اسکے بعد اسکے بیٹوں کا قبضہ و تصرف رہا تا آنکہ دشمنان اسلام نے اس شہر پر بھی اور بلاد شرقی اندلس کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا وہو خیر الوارثین

اخبار نبو مجاہد عامری حکمران دانیہ وجزائر شرقیہ

جزیرہ میورقہ ۷۰۹ھ میں عصام خولانی کے ہاتھ سے مفتوح ہوا تھا۔ مورخین تحریر کرتے ہیں کہ عصام خولانی بقصد حج اپنی ذاتی کشتی پر سوار ہو کر اندلس سے روانہ ہوا اتفاق یہ کہ کشتی ہوائے مخالف کی وجہ سے جزیرہ میورقہ کے ساحل پر جا لگی ایک مدت تک عصام معہ اپنے ہمراہیوں کے اس ساحل پر بوجہ ہوائے مخالف مقیم رہا۔ زمانہ قیام میں ان لوگوں کو اہل جزیرے کے حالات مطلع ہونے کا موقع ملا اور اسکے مفتوح کرنے کی ہوس ان کے دل میں سمائی۔ چنانچہ عصام نے حج سے واپس ہو کر امیر عبداللہ والی اندلس سے جزیرہ میورقہ کی سرسبزی و شادابی کا ذکر کیا اور اسکے مفتوح کرنے کی رغبت دی پس امیر عبداللہ نے ایک بیڑہ جنگی کشتیوں کا عصام کے ساتھ روانہ کیا۔ علاوہ شاہی لشکر کے مجاہدوں کا گروہ عظیم اس مہم میں جہاد کے قصد سے شریک ہوا۔ عصام نے پہونچتے ہی جزیرہ میورقہ پر محاصرہ ڈالدیا اور ایک مدت کے محاصرہ و جنگ کے بعد یکے بعد دیگرے اسکے کل قلعات کو مفتوح کر لیا تکمیل فتح کے بعد عصام نے امیر عبداللہ کی خدمت میں نامہ بشارت فتح روانہ کیا۔ امیر عبداللہ نے اس حسن خدمت کے صلہ میں عصام کو جزیرہ میورقہ کی گورنری عنایت فرمائی۔ دس برس تک عصام نے اس جزیرہ پر حکمرانی کی مسجدیں بنوائیں، حمامات تعمیر کرائے، سرائیں، پل اور

Marfat.com

شرکیں درست کرائیں۔

عصام کی وفات کے بعد اہل جزیرہ نے اسکے بیٹے عبداللہ کو اپنا حکمراں بنایا امیر عبداللہ والی اندلس نے بھی اس امارت کو منظور اور تسلیم کیا بعد ازاں عبداللہ درویشی اور زہد کی طرف مائل ہوگیا ۳۵۰ھ میں ترک امارت کرکے بقصد حج کشتی پر سوار ہوکر مشرق کی جانب چلا گیا پھر اسکی خبر نہ معلوم ہوئی خلیفہ ناصر مروانی نے اپنے خدام میں سے موفق کو اس جزیرہ کی سرداری وحکومت پر متعین و مامور کیا موفق نے جزیرہ مذکور میں پہونچ کے جنگی کشتیوں کے متعدد بیڑے تیار کرائے فرانس کے مقبوضات پر بکرات و مرات جہاد کئے۔ ۳۵۹ھ عہد حکومت مستنصر میں اس نے وفات پائی۔ اسکے خادموں میں سے کوثر نامی ایک شخص اسکا جانشین ہوا۔ اس نے دشمنان اسلام پر جہاد کرنے میں وہی طریقہ اختیار کیا جو اسکے پیشرو (موفق) کا تھا۔ اسنے ۳۸۹ھ عہد امارت منصور میں انتقال کیا منصور نے اپنے موالی (آزاد غلاموں) میں سے مقاتل کو اس جزیرہ کی حکومت دی۔ یہ بھی جہاد کا حد سے زیادہ شائق تھا مقبوضات فرانس پر ہمیشہ جہاد کرتا رہتا تھا منصور اور اسکا بیٹا موید جہاد میں اسکی مدد کیا کرتا تھا ۴۰۳ھ زمانہ فتنہ میں راہی ملک آخرت ہوا۔

مجاہد بن یوسف بن علی عامری موالیوں میں ایک سربرآوردہ اور دلیر شخص تھا۔ منصور نے اسکی پرورش کی تھی۔ قرآن، حدیث اور عربیت کی تعلیم دی تھی ان علوم میں مجاہد کو اعلیٰ درجہ کا کمال حاصل تھا۔ جس دن مہدی ۴۰۰ھ میں مارا گیا اس روز مجاہد قرطبہ سے چلا آیا۔ اس نے اور نیز اور عامری موالیوں اور اکثر لشکریان اندلس نے مرتضیٰ کی امارت کی بیعت کرلی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ ان لوگوں سے اور زاوی سے غرناطہ کے باہر مڈبھیڑ ہوئی زاوی نے ان لوگوں کو ہزیمت دی اور انکی جماعت کو منتشر کرکے مرتضیٰ کو بارحیات سے سبکدوش کردیا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو اس واقعہ کے بعد مجاہد طرطوشہ چلا گیا اور اسپر قابض ہوگیا پھر اسکو چھوڑ کر دانیہ میں جاکے مقیم ہوا اور وہیں اپنی حکومت کی بنا ڈالی۔ میورقہ، منورقہ اور یابسہ کو اپنے دائرہ حکومت میں داخل کرلیا۔ اور ۴۱۳ھ میں معیطی کو میورقہ کی حکومت پر مامور کیا مگر معیطی نے میورقہ میں پہونچتے ہی خود سر حکومت

کا اعلان کر دیا اہل میورقہ نے معیطی کو اس فصل سے بہت کچھ روکا۔ لیکن معیطی نے ذرا بھی توجہ نہ کی مجاہد کو اسکی خبر لگی تو اسنے اپنے برادر زادہ عبداللہ کو میورقہ کی حکومت پر مامور اور روانہ کیا۔ معیطی یہ خبر پاکر بھاگ گیا۔ عبداللہ نے میورقہ میں پندرہ سال حکومت کی اس نے اپنے زمانہ حکومت میں سردانیہ پر براہ دریا بقصد جہاد فوج کشی کی تھی اور بزور تیغ کمال مردانگی سے اسکو فتح کرکے عیسائیوں کو وہاں سے جلاوطن کر دیا تھا اور والی سردانیہ کے لڑکے کو قید کر لیا تھا جو بعد ایک مدت کے زر فدیہ ادا کرکے رہا کرایا گیا۔ مجاہد نے اسکے مرنے پر اپنے مولیٰ اغلب کو ۴۲۸ھ میں میورقہ کی حکومت عنایت کی۔

مجاہد والی دانیہ اور خیران والی مرسیہ اور ابن ابی عامر والی بلنسیہ میں باہم متعدد لڑائیاں ہوئیں یہانتک کہ ۴۳۶ھ میں مجاہد ان لڑائیوں کو یوں ہی ناتمام چھوڑکر راہی ملک بقا ہو گیا۔ بجاے اسکے اسکا بیٹا علی ایوان حکومت میں رونق افروز ہوا۔ اقبال الدولہ کا خطاب اختیار کیا اور مقتدر بن ہود سے سسرالی قرابت پیدا کی۔ ۴۶۸ھ میں مقتدر نے اقبال الدولہ کو دانیہ سے قسطہ میں بلا لیا اسکا بیٹا سراج الدولہ فرانس چلا گیا عیسائیان فرانس نے بچند شرائط جنکی پابندی کا اقرار خود سراج الدولہ نے کیا تھا سراج الدولہ کی امداد کی چنانچہ دانیہ کے بعض قلعات پر اسکو قبضہ مل گیا بعد چندے جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے مقتدر کی سازش سے ۴۶۹ھ میں اسکو زہر دیا گیا۔ جس سے اسکی موت وقوع میں آئی۔ بعدہ علی (اقبال الدولہ) نے بھی مقتدر کے انتقال کے بعد ہی ۴۷۴ھ میں وفات پائی بعضے کہتے ہیں کہ مقتدر کے حالت حیات میں بجایہ چلا گیا تھا اور یحییٰ بن حماد والی بجایہ کے یہاں مقیم ہوا تھا اور اسی زمانہ فراریہی میں سفر آخرت اختیار کیا تھا۔

اغلب (مجاہد والی میورقہ کا مولیٰ) براہ دریا سرحدی عیسائیوں پر بکثرت جہاد کیا کرتا تھا اور آئے دن عیسائیوں کو اپنے پُرزور حملوں سے تنگ کیا کرتا تھا۔ مجاہد کے مرنے کے بعد اسکے بیٹے علی (اقبال الدولہ) سے اغلب نے حج وزیارات کی اجازت حاصل کرکے مشرق کا راستہ لیا

14179

Marfat.com

پس اقبال الدولہ نے آل اغلب کو حکومت جزیرہ سے برطرف کرکے اپنے داماد ابن سلیمان بن مشکیان کو اغلب کی طرف سے جزیرہ پر مامور کیا۔ پانچ سال تک ابن سلیمان جزیرہ پر حکمرانی کرکے بارحیات سے سبکدوش ہوا بجاے اسکے بشر ملقب بہ ناصر الدولہ کو زمام حکومت عطا ہوئی ناصر الدولہ شرقی اندلس کا رہنے والا تھا۔ عالم طفلی میں قید ہو آیا تھا اور مجاہد کی خدمت میں تعلیم و تربیت پائی تھی۔ سن شعور کے پہونچنے کے بعد ایک چھوٹی سی فوج کی اسکو سرداری دیگئی جوانمرد اور دلیر تھا اپنی مردانگی کی وجہ سے لوگوں کی آنکھوں میں بہت جلد محبوب ہوگیا اسری اور سردانیہ پر اکثر جہاد کیا کرتا تھا۔ ابن سلیمان کے مرنے کے بعد انہیں وجوہ سے جزیرہ میورقہ کی حکومت اسکو مرحمت کی گئی پانچ سال تک حکومت کرتا رہا۔ اسی اثنار میں اقبال الدولہ کی حکومت کا دور تمام ہوگیا اور مقتدرین ہود نے اسکے مقبوضات پر قبضہ و تصرف حاصل کرلیا پس مبشر نے بھی میورقہ کو اپنا موروثی ملک سمجھ لیا اور خود سر حکومت کا اعلان کردیا۔ زمانہ طوائف الملوکی کا تھا اندلس میں ہر چہار طرف فتنہ و فساد کی گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی تھی۔

ناصر الدولہ نے مستقل حکمراں ہونے کے بعد چند لوگوں کو اپنے آقاے نامدار کے اہل و عیال کے لینے کو دانیہ روانہ کیا اہل دانیہ نے اقبال الدولہ علی کے اہل و عیال کو مبشر کے پاس بھیجدیا مبشر نے ان لوگوں کی بیحد عزت کی اور بہ حسن سلوک انلوگوں سے پیش آیا۔ اسوقت سے مبشر برابر سرحدی عیسائیوں پر جہاد کرتا رہا تا آنکہ عیسائی امرار برشلونہ مجتمع ہوکر اسپر حملہ آور ہوئے۔ دس ماہ کامل میورقہ کا محاصرہ کئے رہے بالآخر مبشر کو محاصرہ کے اٹھانے میں ناکامی ہوئی دشمنان اسلام نے اسکو بزور تیغ مفتوح کرکے مبشر کی حکومت کے [1]... سال جی کھولکر تاخت و تاراج کیا۔

مبشر نے زمانہ محاصرہ میں علی بن یوسف والی مغرب ملتونہ سے عیسائیوں کی زیادتیوں کی شکایت کی تھی اور امداد مانگی تھی۔ اگرچہ اتفاق سے علی بن یوسف کی جنگی کشتیوں کا بیڑہ جو مبشر کی کمک پر آیا تھا میورقہ پر عیسائیوں کے قابض ہوجانے کے بعد پہونچا مگر پھر بھی ہنربراں اسلام نے خشکی پر قدم رکھتے

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

Marfat.com

ہی عیسائیوں کو اس جزیرہ سے نکال باہر کیا علی بن یوسف نے اپنی جانب سے انور بن ابی بکر لمتونی کو اسکی حکومت عنایت کی انور نے اپنے زمانہ حکمرانی میں اہل میورقہ کو بیحد ستایا دریا سے فاصلہ پر ایک جدید شہر آباد کرنے کا قصد کیا اہل میورقہ کو کشیدگی تو پہلے ہی سے تھی سب کے سب مخالف بن بیٹھے اور مجتمع ہوکر اسپر ٹوٹ پڑے گرفتار کرلیا اور علی بن یوسف کے پاس امیر مقرر کرنے کا پیام بھیجا علی بن یوسف نے ان لوگوں کو محمد بن علی بن اسحاق بن غانیہ لمتونی والی غربی اندلس کے پاس بھیجدیا۔ محمد نے اپنی جانب سے اپنے بھائی احمد بن علی کو مقرر کیا محمد قرطبہ کی حکومت پر تھا پس جب یہ میورقہ پہونچا تو اس نے انور کو پابزنجیر چند محافظوں کے ساتھ مراکش بھیجدیا اور خود میورقہ میں ٹھہرا ہوا دس برس تک حکومت کرتا رہا یہاں تک کہ اسکا بھائی یحییٰ مرگیا اور انکا بادشاہ علی بن یوسف تھا۔ اسی زمانہ سے میورقہ میں بنی غانیہ لمتونی کا پرچم اقبال کامیابی کی ہوا اوڑنے لگا علی بن یوسف کے زمانہ بادشاہت میں بنو غانیہ کی میورقہ میں بہت بڑی دولت وحکومت تھی علی اور یحییٰ یہیں سے نکل کر بجایہ کی طرف بڑھ آئے تھے اور اسکو موحدین کے قبضہ سے نکال لیا تھا۔ موحدین سے اور ان لوگوں سے افریقہ میں متعدد دبکثرت لڑائیاں ہوئی تھیں جسکو ہم اخبار لمتونہ کے بعد ان کے حالات کے ضمن میں بیان کرینگے۔

میورقہ پر عیسائیوں نے موحدین کے ہاتھ سے انکے آخری دور حکومت میں قبضہ حاصل کیا تھا بقاء اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور ملک جسکو چاہتا ہے اسکو عطا کرتا ہے اور وہی غالب اور دانا ہے۔

اخبار باغیان اندلس جنہوں نے آخری دور حکومت لمتونہ میں سر اُٹھایا تھا

جسوقت لمتونہ دشمنان اسلام اور موحدین کی لڑائیوں میں مصروف ہوگئے اسوقت اندلس سے انکو ایک گونہ دوری اور بے توجہی ہوگئی پس بعض اہالیان اندلس اپنی عادت قدیمہ پر آگئے۔

۵۳۷ھ میں قاضی مروان بن عبداللہ بن مروان ابن خصاب نے بلنسیہ میں علم بغاوت بلند کیا اور خود سر حکمران بنکر حکومت کرنے لگا۔ مگر تین ہی مہینے بعد اہل بلنسیہ نے اسکو حکومت

Marfat.com

وریاست سے معزول کر دیا۔ مریہ چلا آیا پھر مریہ سے ابن غانیہ کے پاس میورقہ بھیجد یا گیا ابن غانیہ نے اسکو جیل میں ڈال دیا۔

مریہ میں ابو جعفر احمد بن عبد الرحمٰن بن ظاہر نے سر اٹھایا۔ بعد چندے اہل مریہ نے معزول کر دیا بلکہ اسکے حکومت کے چوتھے مہینے اسکو بار حکومت اور حیات سے ہمیشہ کے لئے سبکدوش کر کے گوشہ قبر میں لیجا کے آرام سے سولا دیا۔ مستعین بن ہود کا پوتا دو ماہ تک حکمرانی کرتا رہا پھر ابن عیاض نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔

اہل بلنسیہ نے بعد قاضی مروان کے امیر ابو محمد عبد اللہ بن سعید بن مردنیش جذامی کے ہاتھ پر امارت وریاست کی بیعت کی۔ اس نے اپنے زمانہ حکومت کو اعداء دین پر جہاد کرنے میں صرف کیا ہمیشہ معرکہ کارزار میں کفار کے ساتھ تیغ و سپر رہتا تھا تا آنکہ ۵۴۰ھ میں کسی لڑائی میں عیسائیوں کے ہاتھ شہید ہو گیا۔ پس اہل بلنسیہ نے عبد اللہ بن عیاض کی امارت کو تسلیم کر لیا جو اندنوں مریہ پر قابض و متصرف ہو رہا تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ عبد اللہ نے ۵۴۲ھ میں وفات پائی پس اہل بلنسیہ نے اسکے چچازاد بھائی محمد بن احمد بن سعید بن مردنیش کی امارت کی بیعت کی اس نے بیعت امارت لینے کے بعد شاطبہ، مدینہ شقر اور مریہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ ابراہیم بن ہمسک اسکے نامور سپہ سالاروں سے تھا اس نے اطراف اندلس میں غارتگری شروع کر دی قرطبہ پر شبخون مار کر قابض ہو گیا مگر تھوڑے ہی دنوں بعد قرطبہ اسکے قبضہ سے نکل گیا تب اس نے غرناطہ پر ہاتھ مارا اور موحدین کے قبضہ سے نکال لیا پھر اس نے اور نیز ابن مردنیش محمد بن احمد نے غرناطہ کے ایک قصبہ میں موحدین کا محاصرہ کر لیا۔ متعدد لڑائیوں کے بعد جو کہ دونوں حریف میں غرناطہ کے باہر ہوئی تھیں عبد المومن نے غرناطہ کو لشکر واپس لے گیا انہیں معرکوں میں ابراہیم اور ابن مردنیش نے عیسائی امراء اور سلاطین سے موحدین کی مدافعت کی غرض سے امداد طلب کی تھی چنانچہ عیسائی جوق جوق ابراہیم اور ابن مردنیش کی کمک پر آئے مگر عبد المومن کی واقف کاری اور نبرد آزمائی کے آگے سبھوں نے منہ کی کھائی

Marfat.com

اور نہایت بری طور سے شکست اُٹھا کے بھاگے اور عبد المومن نے انکو بیحد زبوں طریقہ سے قتل کیا انہیں دنوں میں یوسف نے بعد محاصرہ طویل اور جنگ شدید کے بلنسیہ کو مفتوح کر کے خلیفہ مستنجد عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا اور ایک عرضداشت دربار خلافت بغداد روانہ کی خلافت پناہی نے اس صوبہ کی سند حکومت یوسف کو لکھ کر بھیجدی بعد اسکے ۵۶۶ھ میں موحدین کی حکومت کی بیعت ہوئی۔

مظفر عیسیٰ ابن منصور بن عبد العزیز بن ناصر بن ابی عامر شاطبہ اور مرسیہ کی جانب مراجعت کرنے کے وقت بلنسیہ پر قابض ہو گیا تھا ایک مدت تک اسکا قبضہ رہا ۵۵۵ھ میں اس نے وفات پائی اسکے مرنے سے بلنسیہ کی عنان حکومت ابن مردنیش کے قبضہ میں چلی گئی۔

احمد بن عیسیٰ قلعہ مزایہ پر قابض ہو رہا تھا اور اپنے متبعین کے ذریعہ سے مرابطین کی مخالفت کر رہا تھا۔ اتفاق زمانہ سے منذر ابن وزیر نے اسکو دبا لیا پس یہ ۵۴۰ھ میں عبد المومن کے پاس چلا گیا اور ملک اندلس پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی عبد المومن نے اسکے ہمراہ چند فوجیں روانہ کیں جنہوں نے بنو غانیہ امرار مرابطین کو اندلس میں اپنے پُر زور حملوں سے مغلوب کر دیا

میورقہ پر زمانہ اضطراب حکومت لمتونہ سے محمد بن علی بن غانیہ مستولی ہو رہا تھا ۵۱۲ھ سے اس نے اس صوبہ پر قبضہ حاصل کیا تھا ۵۳۷ھ میں اپنے بھائی یحییٰ سے ملنے کو بلنسیہ آیا تھا اور بجائے اپنے میورقہ میں عبد اللہ بن تیما کو مامور کر آیا تھا اسکے زمانہ غیر حاضری میں بلوائیوں اور باغیوں نے سر اٹھایا۔ اس شورش کے رفع کرنے کی غرض سے محمد بن غانیہ بلنسیہ سے میورقہ پھر واپس آیا اور بد نظمی کو رفع دفع کر کے امن کو قائم کیا تا آنکہ ۵۶۷ھ میں پُر امن و عافیت چھوڑ کر انتقال کر گیا۔ اسکا بیٹا ابراہیم ابو اسحاق متمکن ہوا اس نے ۵۸۰ھ میں وفات پائی تب اسکا بھائی طلحہ کرسی حکومت پر رونق افروز ہوا اور ۵۸۱ھ میں موحدین کی بیعت کی۔ اہل میورقہ کے چند امراء بطور وفد موحدین کے یہاں آئے موحدین نے ان وفود کے ہمراہ علی بن برتر کو روانہ کیا جوں ہی یہ میورقہ میں وارد ہوا طلحہ کے برادر

Marfat.com

زادگان علی ویحیے پسران اسحاق نے طلحہ کے خلاف بغاوت کردی اور تخت حکومت سے اسکو اوتار دیا۔ اسکے بعد ان لوگوں کو یوسف بن عبدالمومن کے مرنے کا حال معلوم ہوا انھوں نے میورقہ چھوڑ کر افریقیہ کا راستہ لیا اسکو تم ان کی حکومت کے حالات میں پڑھو گے غرض اس طور سے مرابطیوں کی دولت وحکومت ملک مغرب اور اندلس سے منقطع اور معدوم ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے عنان حکومت ان کے قبضہ سے نکال کے موحدین کو عنایت فرمائی ان لوگوں نے اُن کو جہاں پایا قتل کیا رفتہ رفتہ ان کی حکومت کو استقلال اور استحکام ہوگیا اور یہ اس سرزمین کے حکمران بن گئے۔ ان لوگوں نے اس ملک کے انتظام اور انصرام پر بنی عبدالمومن کے اعزہ کو مامور کیا یہ لوگ اپنے کو سادہ کے لقب سے ملقب کرتے تھے اس ملک کی حکومت وریاست انہیں لوگوں میں تقسیم ہوگئی۔ انہیں لوگوں میں سے یعقوب منصور نے سرحدی بلاد کے سر کرنے کے بعد بنظر جہاد ابن ادفونش بادشاہ جلالقہ پر عرب کو مجتمع کرکے چڑھائی کی۔ اطراف بطلیوس مقام ارکہ ۵۹۱ھ میں صف آرائی کی نوبت آئی اسکے بعد اسکا لڑکا ناصر ۶۰۹ھ میں دریا کو مغرب کی جانب سے عبور کرکے فوج عظیم کے ساتھ اندلس پہونچا مسلمانان اندلس سے اور اس سے مقام عقاب میں مڈبھیڑ ہوئی۔ چند لوگ ان میں سے اس معرکہ میں کام آگئے باقی کو اللہ تعالیٰ نے اس نقصان عظیم سے بچایا۔

لہ (مترجم) جنگ ارکہ بلحاظ ابتدای عنوان کے نہایت خطرناک تھا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس معرکہ میں مسلمانوں کو توقع سے زیادہ کامیابی ہوئی۔ تقریباً ایک لاکھ چھیاسی ہزار عیسائی مارے گئے تیس ہزار گرفتار کرلئے گئے۔ ڈیرہ لاکھ خیمے، اسی ہزار گھوڑے ایک لاکھ خچر اور چار لاکھ گدہے باربرداری کے ہاتھ آئے جواہرات اور قیمتی قیمتی اسباب بے تعداد ملے۔ مال غنیمت کی ایسی کثرت ہوئی کہ ایک ایک درہم (بحساب سکہ رائج الوقت تقریباً ۲ر) پر غلام بک گئے، تلواریں نصف درہم پر اور گھوڑے پانچ پانچ درہم پر اور گدہے ایک ایک درہم پر فروخت ہوئے۔ یعقوب منصور نے حسب شرع شریف مال غنیمت کو مجاہدین

میں تقسیم کیا۔ الفنش عیسائی بادشاہ بحال پریشان طلیطلہ کی طرف بھاگا ڈاڑھی سر منڈوا کے صلیب توڑ ڈالی، فرش پر سونے، عورت سے مقاربت کرنے گھوڑے پر سوار ہونے کی قسم کھائی کہ جب تک میں اسکا بدلہ مسلمانوں سے نہ لونگا اسوقت تک میں آرام نہ کرونگا چنانچہ تمام جزائر اور بلاد عیسائی سے فوجیں فراہم کرنے لگا۔ یعقوب منصور نے اس سے مطلع ہوکر طلیطلہ پر چڑھائی کردی اور محاصرہ کرکے روزآنہ حملوں سے تنگ کرنے لگا قریب تھا کہ شہر طلیطلہ مفتوح ہوجاتا او فونش کی ماں، لڑکیاں اور بیویاں برہنہ سر فریادی صورتیں بنائے ہوئے شاہی دربار میں حاضر ہوئیں اور یہ درخواست پیش کی کہ یہ ملک ہمارے ہی لوگوں کے قبضہ میں رکھا جائے ہم لوگ غلام حکومت کے مطیع اور فرمانبردار ہیں یعقوب منصور کو ان لوگوں کی حالت پر رحم آگیا اُن کی درخواست منظور کرلی اور بہت سا مال و زر بطور انعام مرحمت کرکے رخصت کیا اور شہر طلیطلہ پر غالب و متصرف ہوجانے کے بعد اُن کو خوار کرکے قرطبہ کی جانب مراجعت کی ایک مہینہ تک مال غنیمت لشکریوں پر تقسیم کرتا رہا اسی اثنار میں الفنش کا سفیر پیام مصالحت لے کے حاضر ہوا یعقوب منصور نے اسکی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا۔ اس وجہ سے مدت تک اندلس میں امن قائم رہا۔ المقری جلد اول صفحہ ۲۸۹ و ۲۹۰ مطبوعہ لیڈن

بعد چندے یعقوب منصور کے بعد موحدین کی حکومت متزلزل اور مضطرب ہوچلی اور تمام بلاد اندلس میں بوجہ کمزوری ان لوگوں کے جو سادہ کے لقب سے موسوم تھے امور سیاست میں ضعف پیدا ہوگیا۔ ساتھ ہی اسکے مراکش (مراکو) میں بھی ان کی حکومت معرض خطر میں پڑگئی پس ان لوگوں نے عیسائی سلاطین اور عیسائی امراء سے امداد طلب کرنا شروع کیا اور بروقت ضرورت مسلمانوں کے مقبوضہ قلعات دے دیکے انکی فوجوں سے اپنی سیاست و حکومت قائم رکھنے لگے اس سے رؤسا ملت اسلامیہ اور پس ماندگان عرب و دولت امویہ کو ناراضگی پیدا ہوئی چنانچہ سب کے سب مجتمع ہوکر موحدین کی مخالفت پر کھڑے ہوئے اور اندلس کے

ملک سے بات کی بات میں انکو نکال باہر کیا۔

اس عظیم اور مہتم بالشان امر کے انجام دہی پر محمد بن یوسف بن ہود جذامی اندلس میں کمربستہ ہوا تھا اور بلنسیہ میں زیان بن ابو الحملات مدافع بن یوسف بن سعد پس ماندہ خاندان حکومت بنی مردنیش نے مستعدی کی تھی علاوہ ان کے اور بہت سے سرداروں نے بغاوت اور مخالفت کا علم بلند کیا تھا۔

ان واقعات کے بعد ابن ہود پر اسی کے عہد حکومت میں پس ماندگان دولت عرب اور انہیں کے نسب والوں میں سے محمد بن یوسف بن نصر معروف بہ احمر نے خروج کیا یہ محمد اپنے کو شیخ کے لقب سے ملقب کرتا تھا اہل جبل سے اور اس سے لڑائیاں ہوئیں انمیں سے ہر ایک صاحب حکومت و دولت ہوا جسکی وارث انکی آیندہ نسلیں ہوئیں۔

زید بن مردنیش معہ دس ممبران خاندان بنو مردنیش کے بلنسیہ میں حکمرانی کر رہا تھا اس نے اسکی امارت حاصل کرنے میں موحدین سے اعانت و امداد لی تھی جس زمانہ میں اسکی عنان حکومت سید ابو زید بن محمد بن حفص بن عبد المومن نے بعد انتقال مستنصر اپنے قبضہ اقتدار میں لی جیسا کہ آیندہ ان کے حالات میں بیان کیا جائیگا اور یہ واقعہ ۶۳۰ھ کا ہے اندنوں یہی زیان اسکا معتمد علیہ اور ہر کام کا منصرم و پیشوا تھا۔ ۶۲۶ھ میں جسوقت کہ ابن ہود کی امارت کی مرسیہ میں بیعت لی گئی تو زیان نے سید ابو زید کی مخالفت کا علم بلند کر دیا اور بلنسیہ سے نکل کر رندہ چلا آیا سید ابو زید کو اس سے خطرہ پیدا ہو۔ نرمی اور ملاطفت سے واپس آنے کا پیام بھیجا زیان نے انکاری جواب دیا اسپر سید ابو زید بخوف زیاں بھاگ کر عیسائی بادشاہ برشلونہ کے پاس چلا گیا اور عیسائی مذہب اختیار کر لیا (لاعاذنا اللہ من ذلک)

سید ابو زید کے چلے جانے کے بعد زیان نے بلنسیہ پر قبضہ کر لیا اس سے اور ابن ہود سے مدتوں لڑائی اور جھگڑے کا سلسلہ قائم و جاری رہا۔ دوران منازعت میں زیان کے پسران عم عزیز بن یوسف بن سعد نے جزیرہ شقر پر قبضہ کر لیا اور ابن ہود کے علم حکومت

Marfat.com

کے تحت میں داخل ہوگئے زیان نے اس سے مطلع ہوکر عزیز سے جنگ کرنے کی غرض سے سرحد پر فوج کشی کی اتفاق وقت سے زیان کو ہزیمت ہوئی ابن ہود اسکا تعاقب کرتا ہوا بلنسیہ تک چلا آیا اور مدتوں اسکا محاصرہ کئے رہا زیان نے شہر پناہ کے دروازے بند کرلئے اور شہر پناہ کی فصیلوں سے انکی مدافعت کرتا رہا تا آنکہ ابن ہود محاصرہ اٹھاکے واپس آیا۔

عیسائی سلاطین نے مسلمانوں کو باہم تیغ وسپر دیکھ کے بلاد اسلامیہ کی طرف پیشقدمی شروع کی چنانچہ بادشاہ برشلونہ نے انیشہ پر پہونچکر قبضہ کرلیا زیان کو اسکی خبر لگی تو اس نے اُن کل مسلمانوں کو جو اسکے ساتھ تھے مرتب ومسلح کرکے انیشہ پر عیسائیوں کو بیدخل کردینے کی غرض سے ۶۳۴ھ میں چڑھائی کی۔ اس جہاد میں اہل شاطبہ اور جزیرہ شقر والے بھی شریک ہوئے تھے۔ اس واقعہ میں مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی۔ ابوالربیع سلیمان اسی واقعہ میں شہید ہوئے۔ مسلمانوں نے ہزیمت اٹھانے کے بعد بلنسیہ میں آکے دم لیا۔ عیسائی فوجیں برابر تعاقب کرتی چلی آئیں اور بلنسیہ پر پہونچ کے محاصرہ ڈالدیا اہل بلنسیہ نکل بھاگنے کی فکر کرنے لگے چند لوگ بطور وفد یحییٰ بن ابوزکریا والی افریقہ کی خدمت میں بھیجے عیسائیوں کی زیادتیوں اور محاصرہ کی شکایت کی یحییٰ بن ابوزکریا نے بہت سا مال اسباب جنگ، آلات حرب اور رسد غلہ اپنے عزیز یحییٰ نامی کے ہمراہ اہل بلنسیہ کے پاس روانہ کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ اندلس میں بنوعبدالمومن کا دور حکومت ختم ہونے کے قریب پہونچ گیا تھا یحییٰ محاصروں کی کثرت کی وجہ سے بلنسیہ میں نہ جاسکا بجیوری دانیہ کی جانب لوٹ آیا اور عیسائیوں نے ۶۳۶ھ میں بزور تیغ بلنسیہ پر قبضہ حاصل کرلیا زیان بحال پریشاں بلنسیہ سے نکل کر جزیرہ شقر چلا آیا اور امیر یحییٰ بن ابوزکریا کی ماتحتی میں حکومت کرنے لگا۔ اظہار اطاعت کی غرض سے بیعت کرنے کو اپنے کاتب (سکریٹری) حافظ ابوعبداللہ بن محمد لبانی کو امیر یحییٰ کی خدمت میں روانہ کیا اس نے تونس میں پہونچ کے حق سفارت ادا کیا اور فی البدیہہ ایک قصیدہ جو کہ مشہور ومعروف ہے اور اس میں اسنے جودت طبع دکھلائی

تھی بر دیف سین پڑھا اسکا تذکرہ عنقریب موحدین میں سے دولت بنو حفص افریقہ کے ضمن میں تحریر کیا جائیگا۔

ابن ہود کے مرنے کے بعد اہل مرسیہ نے ابو بکر واثق (یہ بنی ہود کا آخری فرمانروا تھا) سے بغاوت کی واثق کی طرف سے مرسیہ کا والی ابو بکر بن خطاب تھا اہل مرسیہ نے زیان کو مرسیہ پر قبضہ کرنے کو بلا بھیجا چنانچہ زیان نے مرسیہ میں داخل ہوکر قصر امارت مرسیہ کو لوٹ لیا اور ان لوگوں کو امیر یحییٰ ابن ابو زکریا کی بیعت کرنے پر بشرط قبضہ شرقی اندلس آمادہ و مستعد کیا۔ یہ واقعات ۶۳۷ھ کے ہیں۔

بعد ازاں ابن عصام نے اربولہ میں زیان سے بدعہدی کی اور اسکی مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوا اور زیان کے ایک قریبی رشتہ دار نے شہر لقنت میں جاکے اپنی حکومت کا سکہ چلا دیا اس زمانہ سے یہ وہیں ٹھہرا رہا تا آنکہ عیسائی بادشاہ برشلونہ نے ۶۴۴ھ میں اسکے قبضہ سے ان ممالک کو نکال لیا۔ اور یہ مرتا کھپتا ٹونس چلا گیا اور وہیں ۶۶۸ھ میں مرگیا۔

باقی رہا ابن ہود اسکے حالات آیندہ لکھے جائینگے۔ پھر ابن احمر کے خاندان اور آیندہ نسل میں حکومت وسلطنت کا سلسلہ قائم ہوا اور اسوقت تک موجود ہے جسکو عنقریب ہم تحریر کرنے والے ہیں کیونکہ یہی لوگ دولت وحکومت عرب کے یادگار اور بقیۃ السلف ہیں۔ واللہ خیر الوارثین۔

اخبار دولت وحکومت بنی ہود جنہوں نے اندلس میں موحدین کی مخالفت کی

جسوقت موحدین کی دولت وحکومت میں اضطراب اور تزلزل پیدا ہوچلا اور ابن سادہ میں اختلاف شروع ہوگیا جو بلنسیہ کے حکمراں تھے اسوقت محمد بن یوسف بن محمد بن عبد العظیم بن احمد بن سلیمان مستعین بن محمد بن ہود نے مقام صنجیرات صوبہ مرسیہ متصل رقوط میں علم مخالفت وبغاوت ۶۲۱ھ میں بلند کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ مستنصر انتقال کرچکا تھا اور موحدوں نے مراکش میں اسکے چچا مخلوع عبد الواحد بن امیر المومنین یوسف کی امارت

کی بیعت کر لی تھی۔ اور عادل (اسکے بھائی منصور کا بیٹا) مرسیہ میں قابض و متصرف ہو کر ابو محمد عبداللہ بن ابی حفص بن عبدالمومن والی حیان کے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی تھی۔ اس معاملہ میں سید ابو زید بن محمد بن ابو حفص نے ان دونوں کی مخالفت کی فتنہ و فساد کا بازار گرم ہو گیا ہر ایک نے دوسرے کو دبانے کی غرض سے عیسائی سلاطین سے امداد کی درخواست کی اور اکثر بلاد اسلامیہ کو امداد و اعانت کے صلہ میں انکے حوالہ کر دیا۔ ان واقعات سے اہل اندلس کے قلوب رنج واندوہ سے بھر گئے اور وہ ان لوگوں کو نکال باہر کرنیکی فکریں کرنے لگے چنانچہ ابن ہود مذکور نے اسکا کام بیڑہ اٹھایا۔

یہ شخص بنی ہود ملوک الطوائف کے اعقاب سے تھا۔ حکومت و سرداری کے حاصل کرنے کی ایک مدت سے خواہاں اور امید وار تھا۔ چونکہ موحدوں کو اسکی طرف سے خطرہ تھا اسوجہ سے ان لوگوں نے اس معاملہ میں کئی بار آزمایش کی اور اس نے نہایت خوبصورتی سے اپنے جذبات کو چھپایا۔ بالآخر ۶۲۵ھ میں سعد وے چند لشکریوں کے ساتھ خروج کر دیا سید ابو العباس بن ابی عمران موسیٰ بن امیر المومنین یوسف بن عبدالمومن والی مرسیہ نے ایک فوج اسکی سرکوبی پر روانہ کیا اسنے ہزیمت دے کے مرسیہ کی جانب کوچ کیا اور پہونچتے ہی مرسیہ پر قبضہ کر کے سید ابو العباس کو گرفتار کر لیا۔ خلیفہ مستنصر عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا جو اندنوں خلفاء عباسیہ میں سے دار الخلافت بغداد میں سریر آرائے حکومت تھا۔ بعد ازاں سید ابو زید بن محمد ابو حفص بن عبدالمومن والی شاطبہ نے شاطبہ سے ابن ہود پر فوج کشی کی ابن ہود نے پہلے ہی میدان میں سید ابو زید کو ہزیمت دیدی سید ابو زید شاطبہ لوٹ آیا اور مامون کی پشت گرمی سے پھر فوجیں مرتب کیں۔ مامون اشبیلیہ کا حکمراں تھا بعد اپنے بھائی عادل کے سریر حکومت پر جلوہ آرا ہوا تھا چنانچہ ابن ہود اور سید ابو زید سے معرکہ آرائی ہوئی اتفاق یہ کہ اس معرکہ میں ابن ہود کو نیچا دیکھنا پڑا سید ابو زید ابن ہود کا تعاقب کرتا ہوا مرسیہ تک چلا آیا اور مدتوں مرسیہ کا محاصرہ کئے رہا مگر کامیاب نہ ہوا آخر کار محاصرہ اٹھا کے اشبیلیہ کی جانب واپس آیا اسکے بعد سید ابو زید سے زیان بن ابو العلات

Marfat.com

مدافع بن حجاج بن سعد بن مردنیش نے بلنسیہ میں مخالفت اور بدعہدی کی اور بلنسیہ سے نکل کر رندہ کی طرف چلا آیا یہ واقعہ ۶۲۲ھ کا ہے۔

چونکہ بنو مردنیش بڑے جتھہ اور رعب و داب والے تھے اسوجہ سے ابو زید زیان کی مخالفت اور بلنسیہ سے رندہ چلے جانے پر خطرہ اور نظام حکومت کے درہم و برہم ہونے کا خیال پیدا ہوا بمنت وسماجت واپسی کی تحریک کی زیان نے انکاری جواب دیا پس ابو زید بلنسیہ سے نکل کر عیسائی بادشاہ برشلونہ کے پاس چلا گیا اور عیسائی مذہب اختیار کر لیا (نعوذ باللہ)

ابو زید کے چلے جانے کے بعد اہل شاطبہ نے ابن ہود کی امارت کی بیعت کر لی بعد ازاں اہل جزیرہ شقر نے اہل شاطبہ کی تقلید کی۔ اہل جزیرہ شقر کو ان کے حکام بنو عزیز بن یوسف عم زیان بن مردنیش نے اس امر پر ابھارا تھا۔ ان لوگوں کے بیعت کرنے کے بعد اہل خبیان اور اہل قرطبہ نے بھی ابن ہود کی امارت کو تسلیم کر لیا اور اسکے علم حکومت کے مطیع ہو گئے اور امیر المومنین کے لقب سے یاد کرنے لگے۔ اس اثناء میں مامون اشبیلیہ سے مراکش چلا گیا اور اسکا بھائی اہل اشبیلیہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ زیان بن مردنیش نے اس سے چھیڑ چھاڑ شروع کی حالانکہ دونوں میں مراسم و اتحاد پیشتر سے تھے آخر کار ۶۲۹ھ میں زیان کو ناکامی کے ساتھ پسپا ہونا پڑا۔ ابن ہود نے اسکا بلنسیہ میں محاصرہ کر لیا پھر محاصرہ اٹھا کے عیسائیوں پر حملہ کرنے کی غرض سے ماردہ پر چڑھ گیا فریقین میں گھمسان لڑائی ہوئی۔ ابن ہود کے قدم میدانِ جنگ سے ڈگ گئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مسلمانوں کو بال بال بچا لیا بعد اسکے دوبارہ مقام کوس میں اسکو ناکامی ہوئی مگر اسکے چہرہ پر ذرا بھی شکن نہ آیا دشمنان اسلام سے ان کے مقبوضات میں جا کر جھگڑتا اور انپر جہاد کرتا۔ ہر سال اُن سے مڈبھیر ہوتا اور نہایت استقلال اور مردانگی سے ان کی مقاومت میں مصروف و مشغول رہتا تھا۔ بایں ہمہ عیسائی سلاطین بلاد اسلامیہ کے سرحدوں اور دارالحکومتوں کو یوماً فیوماً ہڑپ کرتے جاتے تھے۔

پھر ابن ہود نے جزیرہ خضرا اور جبل الفتح پر جو کہ سبتہ کے پھاٹک تھے سید ابو عمران موسیٰ سے

قبضہ لے لیا اور اپنر قبضہ حاصل کرنے کے بعد سبتہ کی طرف قدم بڑہایا پس ابو عمران نے ابن ہود کی حمارت وحکومت کو تسلیم کرکے اسکے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

ان واقعات کے بعد ۶۲۹ھ میں سلطان محمد بن یوسف بن نصر کی حکومت کا مقام ارجونہ میں اعلان کیا گیا اراکین دولت نے بیعت کی اہل قرطبہ بعد ازاں اہل قرمونہ نے علم حکومت کے آگے گردن جھکائی بعد چندے اہل اشبیلیہ نے بغاوت کردی اور سالم بن ہود کو اپنے شہر کے دارالحکومت سے نکال کر ابن مروان احمد بن محمد باجی کو اپنا امیر بنالیا ابن ہود سے اور تو کچھ نہ بن آئی ایک فوج مرتب کرکے ابن احمد سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ ابن احمد نے پہلے ہی حملہ میں اس فوج کو ہزیمت دیدی اور اسکے سپہ سالار کو گرفتار کرلیا۔ بعد اسکے اِدہر باجی اور ابن احمر نے ابن ہود کی مخالفت پر باہم عہد و پیمان کیا اُدہر ابن ہود نے الفش سے ان لوگوں کی حرکات سے تنگ آکے زیر کرنے کی غرض سے ایک ہزار دینار روزانہ دینے کے اقرار پر مصالحت کرلی۔ اس تبدیلی اور تغیرات سے اہل قرطبہ متاثر ہوکر ابن ہود کے علم حکومت کے مطیع ہوگئے ابن ہود نے فوجیں درست اور سامان جنگ فراہم کرکے باجی اور ابن احمر پر فوج کشی کردی مگر اتفاق سے خود ابن ہود کو ہزیمت ہوئی ابن احمر نے بڑہکر اشبیلیہ کے باہر پڑاؤ کردیا اور موقع پاکر باجی کو مار ڈالا۔ اس کام کا بیڑہ اسکے صہر اشفیلولہ نے اوٹھایا تھا سالم ابن ہود نے یہ خبر پاکر اشبیلیہ پر فوج کشی کردی اور پہونچتے ہی اسکا محاصرہ کرلیا۔ اہل اشبیلیہ نے قلعہ بندی کرلی اور اسکو شہر میں داخل نہونے دیا۔

۶۳۱ھ میں دربار خلافت بغداد سے بجانب خلیفہ مستنصر عباسی ابن ہود کو خطاب عطا ہوا ابو علی حسن بن حسین کُردی ملقب بہ کمال، خلعت، شاہی پھریرہ اور فرمان لیکے آیا چنانچہ ابن ہود نے غرناطہ میں ابو علی سے ملاقات کی یہ دن نہایت چہل پہل کا تھا اظہار مسرت کے لحاظ سے تمام شہر چراغاں کیا گیا ابو علی نے دربار عام میں ابن ہود کو خلعت، پھریرہ اور شاہی فرمان دیا "المتوکل" کے لقب سے ملقب کیا۔ اسکے دیکھا دیکھی ابن احمر نے بھی تاجدار بغداد کے شاہی

Marfat.com

اقتدار کو تسلیم کر کے ابو علی کے ہاتھہ پر خلافت مآب کی بیعت کر لی۔

جسوقت ابن احمر نے باجی کے ساتھ بزدلی سے فریب اور دھوکہ کی کارروائی کی تھی اسوقت شعیب بن محمد شہر اشبیلیہ سے نکل کر مضافات شبیلیہ میں چلا گیا تھا اور وہاں جا کر قلعہ نشین ہو کر خود سر حکومت کا اعلان کر دیا تھا۔ اور "المستنصر" کے خطاب سے اپنے کو مخاطب کرتا تھا۔ ابن ہود نے اسکا بھی محاصرہ کیا اور مضافات اشبیلیہ کو اسکے قبضہ سے نکال لیا۔

ان خانہ جنگیوں اور باہمی فسادات کا نتیجہ لازمی یہ ہوا کہ دشمنان اسلام ہر چہار طرف سے نکل پڑے اور بلاد اسلامیہ کے سرحدوں کا محاصرہ کر لیا رفتہ رفتہ سرحدوں سے تجاوز ہو کر اندرونی حصص بلاد اسلامیہ میں گھس پڑے۔ پھر قرطبہ پر بھی حملہ آور ہوئے چنانچہ ۶۳۳ھ میں اس پر قابض اور متصرف ہو گئے۔

پھر ۶۳۷ھ میں اہل اشبیلیہ نے خاندان عبد المومن میں سے رشید کے ہاتھہ پر حکومت و امارت کی بیعت کر لی۔ بعدہ ابن احمر نے غرناطہ پر چڑھائی کی اور رشید کے قبضہ سے اسکو نکال لیا۔

عبد اللہ ابو محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد الملک اموی رمیمی وزیر السلطنت ملقب بہ ذوالوزارتین کو ابن ہود نے اپنے ممالک مقبوضہ میں سے صوبہ مریہ کی حکومت عطا کی تھی چنانچہ عبد اللہ مریہ ہی میں برابر مقیم رہا۔ ۶۳۵ھ میں متوکل دار و مریہ ہوا۔ اسی زمانہ میں عبد اللہ نے حمام میں وفات پائی۔ مریہ میں مدفون ہوا بیان کیا جاتا ہے کہ متوکل نے اسکو قتل کرایا تھا بہرکیف اسکے مرنے پر مؤید حکمراں ہوا ۶۴۳ھ میں ابن احمر نے اس صوبہ کو مؤید کے قبضہ سے نکال لیا۔

پھر جب متوکل نے انتقال کیا تو اسکا بیٹا ابو بکر محمد ولیعہدی اپنے باپ کے سریر حکومت پر متمکن ہوا۔ "الواثق" کا خطاب اختیار کیا۔ اسکی حکومت کے چند مہینے بعد عزیز بن عبد الملک بن خطاب نے ۶۳۲ھ مرسیہ پر چڑھائی کی اور بزور تیغ اس پر قبضہ حاصل کر کے ابو بکر محمد کو جیل میں ڈالدیا۔ عزیز اپنے کو "ضیاء الدولہ" کے خطاب سے مخاطب کرتا تھا۔ بعد اسکے زیان بن

Marfat.com

مردنیش نے مرسیہ پر قبضہ حاصل کیا ضیاء الدولہ عزیز بن خطاب کو چندے ماہ حکومت کرنے کے بعد بار حیات سے سبکدوش کر دیا اور واثق کو قید کی مصیبت اور تکلیف سے نجات دی۔

مرسیہ میں زیان کو زیادہ دنوں حکومت کرنا نصیب نہیں ہوا ۶۳۵ھ میں محمد بن ہود (متوکل کا چچا) مرسیہ پر اپنی فوجیں مرتب کر کے چڑھ آیا اور زیان بن مردنیش کو بزور تیغ مرسیہ سے نکال باہر کیا یہ اپنے کو بہاء الدولہ کے لقب سے ملقب کرتا تھا۔

بہاء الدولہ نے ۶۵۷ھ میں سفر آخرت اختیار کیا اسکا بیٹا امیر ابو جعفر جلوہ ارائے سریر حکومت ہوا۔ ۶۶۲ھ میں ابو بکر واثق نے جسکو عزیز بن خطاب نے معزول کیا اور تخت حکومت سے اوتارا تھا فوجیں فراہم کر کے یلغار کیا اور ابو جعفر کے قبضہ سے مرسیہ کو نکال لیا اسوقت سے مرسیہ میں یہی حکمرانی کرتا رہا تا آنکہ الفنش اور برشلونی عیسائی سلاطین اسکو تنگ اور زخ کرنے لگے ابو بکر نے ابن احمر سے خط و کتابت کی ابن احمر نے اپنی طرف سے عبداللہ بن علی بن اشفیلولہ کو مرسیہ روانہ کیا۔ ابو بکر نے مرسیہ کی عنان حکومت عبداللہ کے حوالہ کر دیا چنانچہ عبداللہ نے مرسیہ میں ابن احمر کے نام کا خطبہ پڑھا اور بعد چندے مرسیہ سے ابن احمر کی طرف مراجعت کی اثنار راہ میں عیسائی لوٹیروں نے عبداللہ پر شبخون مارا عبداللہ مارا گیا اور ابو بکر واثق پھر مرسیہ میں سہ بارہ واپس آیا اور حکومت کرتا رہا یہانتک کہ دشمنان اسلام نے ۶۶۹ھ میں مرسیہ کو ابو بکر کے قبضہ سے نکال لیا اور بجاے اسکے ابو بکر کو اپنے مقبوضات کے قلعوں میں سے ایک قلعہ موسوم بہ لیس دیا۔ اسی قلعہ میں ابو بکر نے وفات پائی واللہ خیر الوارثین۔

حالات حکومت بنو احمر جو اس زمانہ میں اندلس کے حکمراں ہیں

بنو احمر قلعات قرطبہ میں سے ارجونہ کے رہنے والے تھے اس قلعہ میں ان کے اسلاف فوجی حیثیت سے آباد ہوئے تھے یہ لوگ بنو نصر کے لقب سے پکارے جاتے تھے اور نسبًا سعد بن عبادہ سردار خزرج کی طرف منسوب تھے۔ آخری دور حکومت موحدین میں ان لوگوں کا بزرگ اور سربرآوردہ خاندان محمد بن یوسف بن نصر نامی ایک شخص معروف بہ شیخ ملقب بہ ابی دبوس اور اسکا بھائی اسماعیل

تھا۔ اطراف ارجونہ میں یہ لوگ با وجاہت اور صاحب اثر اشخاص میں شمار کئے جاتے تھے جسوقت موحدین کی ہوا بگڑی اور ان کے قواسے حکمرانی مضمحل اور کمزور ہو گئے اور اندلس میں بغاوت اور سرکشی کی گرم بازاری ہوئی اور ان لوگوں (موحدوں) نے اپنی کمزوری کی وجہ سے اندلس کے قلعات کو عیسائی امراء اور سلاطین کو حوالہ کر دیا اسوقت جماعت مسلمانان اور کافہ مومنین اندلس کے امور سیاست کے انجام دہی پر محمد بن یوسف بن ہود امادہ ہوا جس نے کہ مرسیہ میں موحدوں کے خلاف علم حکومت بلند کیا تھا۔ اس نے تاجدار دولت عباسیہ کی حکومت کی بناء ڈالی تھی اور کل صوبجات شرقی اندلس پر قابض و متصرف ہو گیا تھا۔ سنہ ۶۲۹ھ میں محمد بن یوسف معروف بہ شیخ نے یہ رنگ دیکھکر ابن ہود (محمد بن یوسف بن ہود) کی مخالفت اور اپنی امارت کی بیعت لی اور امیر ابوزکریا والی افریقہ کے نام کا خطبہ پڑھا سنہ ۶۳۰ھ میں جیان اور سرپش نے اسکی اطاعت قبول کی اس نے اپنی حکومت جمانے میں اپنے اعزہ و اقارب بنو نصر اور اپنے سسرال والوں بنو اشقیلولہ عبداللہ اور علی سے اعانت و امداد حاصل کی تھی۔ پھر سنہ ۶۳۱ھ میں اس نے علم خلافت بغداد کی اطاعت کی بیعت کی یہ وہ زمانہ تھا کہ ابن ہود کو دارالخلافت بغداد سے خلافت مآب کی جانب سے خطاب عطا ہوا تھا۔ بعد ازاں ابو مروان باجی نے اشبیلیہ میں جسوقت کہ ابن ہود اشبیلیہ سے نکل کر مرسیہ کی جانب واپس جا رہا تھا علم مخالفت بلند کیا اس معاملہ میں محمد بن یوسف معروف بہ شیخ بھی باجی کا شریک تھا چنانچہ سنہ ۶۳۲ھ میں باجی کے ساتھ محمد بن یوسف بھی داخل اشبیلیہ ہوا اور اشبیلیہ میں پہونچنے کے بعد باجی کے ساتھ بدعہدی کی اور براہ فریب اسکو مار ڈالا اس بدعہدی اور نمک حرامی کا بانی مبانی علی بن اشقیلولہ تھا۔ اس واقعہ کے ایک ہی مہینہ بعد اہل اشبیلیہ نے پھر ابن ہود کی علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور ابن احمر (محمد بن یوسف معروف بہ شیخ) کو اشبیلیہ سے نکال باہر کیا

اسکے بعد ابن احمر نے سنہ ۶۳۵ھ میں غرناطہ پر بسازش اہل غرناطہ قبضہ حاصل کر لیا۔ ابتداء اسکی طرف سے ابن ابی خالد غرناطہ میں قبضہ کی غرض سے آیا تھا جب ابن احمر کو جیان میں یہ خبر پہونچی

Marfat.com

کہ ابن ابی خالد نے اہل غرناطہ کو میری بیعت پر راضی کر لیا ہے تو اسنے ابو الحسن علی بن اشقیلولہ کو غرناطہ کی جانب روانہ کیا اور اسکے بعد ہی خود بھی کوچ کر کے غرناطہ پہونچ گیا اور وہیں قیام اختیار کیا کر کے اپنی سکونت کے لئے قلعہ حمرا تعمیر کرایا۔

اہل مریہ نے بعد وفات ابن ہود ۶۳۹ھ میں رشید کی بیعت کی پھر اس سے قبضہ منتقل ہو کر محمد بن رمیمی کے ہاتھ میں آیا اس سے موید نے قبضہ حاصل کیا۔ بعدہ ۶۶۳ھ میں اہل شہر نے اسکو معزول کر کے ابن احمر کے علم حکومت کی اطاعت اختیار کی۔

اسکے بعد ابو عمرو بن جد (یحیٰی بن عبد الملک بن محمد حافظ ابو بکر) نے اپنی حکومت و سرداری کا جھنڈا کھڑا کیا اور اشبیلیہ پر قابض و متصرف ہو کر امیر ابو زکریا بن حفص والی افریقہ کی ۶۴۳ھ میں بیعت کر لی امیر ابو زکریا نے اسکو اپنی جانب سے سند امارت دی۔ اہل اشبیلیہ کے امور سیاسی کا منصرم اور نگراں سپہ سالار شفاف تھا۔

امراء اسلام تو اس نوبت پر پہونچ گئے تھے کہ انہوں نے جوش حکمرانی میں اپنی خود غرضیوں کا ملک اندلس کو نشانہ بنا رکھا تھا اور دشمنان اسلام ان خانہ جنگیوں اور باہمی منازعت سے فائدہ پر فائدہ اٹھاتے جاتے تھے ۶۲۰ھ یا اس کے پہلے سے عیسائیوں نے بلاد اسلامیہ کو تکّے بنا بنا کے ہڑپ کرنا شروع کر دیا۔ والی برشلونہ ایک بطریق کی اولاد سے تھا جسکو شاہ فرانس نے ابتداءً بلاد اندلس کو مسلمانان عرب کے قبضہ سے نکالنے کی غرض سے برشلونہ پر مامور کیا تھا پس اس نے برشلونہ پر قبضہ کر لیا مگر ساتھ ہی اسکے فرانس سے دور بھی ہو گیا اسوجہ سے اسکی حکومت متزلزل اور ضعیف ہو گئی۔ بعد ایک مدت جب اہل اندلس میں نفاق پڑ گیا اور عیسائی امراء اس موقع کو مغتنمات سے شمار کر کے آہستہ آہستہ اندرونی حصص اندلس میں گھس آئے اندنوں ان کا بادشاہ حاقمہ تھا اس نے اکثر سرحدی بلاد اسلامیہ پر قبضہ کرنے کے قصد سے قدم بڑھایا چنانچہ ۶۲۶ھ میں مارِدہ کو دبا لیا پھر ۶۲۷ھ میں میورقہ کو لے لیا[1] ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

سرقسطہ اور شاطبہ پر بھی اس سے ڈیڑھ سو برس پیشتر عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا تھا بعد ازاں ۶۳۶ھ میں بعد محاصرہ طویل اور شدید کے بلنسہ کو بھی لے لیا غرض رفتہ رفتہ جسقدر قلعات اور شہران مقامات کے درمیان میں تھے اُن سب پر عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا یہاں تک کہ مریہ اور اسکے قلعات بھی انکے مطیع ہو گئے۔ ابن او فونش بادشاہ جلالقہ اور قبل اسکے اسکے اباو اجداد بھی منتظر ایسے ہی موقع کے تھے انہوں نے بھی بلاد اسلامیہ پر دانت لگایا اکثر قلعات اور شہروں کو ایک ایک کرکے دبا لیا تا آنکہ مسلمانوں کے قبضہ سے بہت سے قلعے اور صوبے نکل گئے۔

ابن احمر نے اپنے شروع زمانہ حکمرانی میں اسوجہ سے کہ اس سے اور چھوٹے چھوٹے خود سر حکمرانان اندلس سے جھگڑا ہو رہا تھا ان امور کی جانب توجہ نہ کی بلکہ اپنی شوکت اور قوت بڑھانے کی غرض سے عیسائی سلاطین سے امداد لی چنانچہ ان لوگوں کی اعانت سے اسکی فوجی قوت کما حقہ بڑھ گئی اور ایک طور سے اسکو (ابن احمر کو) استقلال اور استحکام حاصل ہو گیا۔ پھر ابن ہود نے قرطبہ پر قبضہ کرا دیئے اور ابن احمر کے شہر سے محفوظ رکھنے کی شرط پر اذفونش کو تیس قلعے دیئے پس اس نے قرطبہ کو ابن ہود کے سپرد کر دیا بعد چندے ۶۳۳ھ میں پھر قرطبہ پر قبضہ کر لیا (اللہ تعالیٰ کی مشیت نے کلمۃ الکفر کو پھر اسکی جانب لوٹا دیا) اسکے بعد ۶۴۶ھ میں اس نے اشبیلیہ پر فوج کشی کی اس واقعہ میں ابن احمر بوجہ عداوتِ ابن ہود اسکے ہمرکاب تھا دو برس تک محاصرہ کئے رہے بالآخر بمصالحت صوبہ اشبیلیہ مفتوح ہو گیا۔ اور اسکے قلعات اور سرحدی شہروں کا معقول انتظام کیا گیا۔ اس سے فارغ ہو کر عیسائیوں نے طلیطلہ کو ابن کماشہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ اور ابن محفوظ نے شلیب اور طلیرہ پر ۶۵۹ھ میں قبضہ کر لیا بعدہ ۶۶۵ھ میں مریہ بھی مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گیا۔ یوں ہی رفتہ رفتہ عیسائیوں نے مملکت اندلس کے حصہ بخرے کر لئے اور کل بلاد اور اسلامی حدود پر یکے بعد دیگرے قابض ہوتے گئے یہاں تک مسلمانوں کے قبضہ میں نہایت کم بلاد باقی رہ گئے۔ ساحل بحر پر صرف مابین رندہ (مغرب کیجانب سے) اور بیرہ (مشرق کی طرف سے) ان کی حکومت کا سکہ چل رہا تھا جسکی مسافت طولاً مغرب سے مشرق تک

Marfat.com

دس منزل کی تھی اور عرضاً ساحل بحر سے اندرونی حصہ ملک تک ایک منزل یا اس سے کچھ زیادہ کی مسافت تھی۔

محمد بن یوسف معروف بہ شیخ ملقب بہ ابن احمر کو کل جزیرہ پر قبضہ کر لینے کا شوق دامنگیر ہوا اہل جزیرہ نے اس سے مخالفت کی مگر اسی اثنار میں مجاہدین اور غازیان فی سبیل اللہ کا ایک جم غفیر آپہونچا جسمیں قبیلہ زناتہ بنی عبدالواد توجین، مغراوہ اور بنی مرین کے نامی نامی جنگ آور اور سورما شریک وشامل تھے ان سبھوں کا سردار کعب نامی ایک شخص تھا۔ بنی مرین کے آدمی اس گروہ میں زیادہ تھے۔ سب کے پہلے ادریس بن عبدالحق، رحو بن عبداللہ بن عبدالحق ممبران خاندان حکومت کی اولاد باجازت اپنے چچا یعقوب بن عبدالحق سلطان مغرب تین ہزار کی جمعیت سے سرزمین اندلس میں اوتر آئے ابن احمر نے ان لوگوں کے آنے کو رحمت الٰہی کا ایک کرشمہ تصور کر کے بخوشی تمام اندلس میں آنے کی ان کو اجازت دی اور ان لوگوں کے ذریعہ سے دشمنان اسلام کا ناک میں دم کر دیا بعد ازاں مجاہدین کا یہ گروہ واپس گیا۔ بعد چندے بنو مرین کے خاندان سے ایک گروہ عظیم پھر اندلس میں آیا ان لوگوں کا سردار عبدالحق اسی خاندان کا ایک دلیر اور مردانہ شخص تھا ان لوگوں نے اندلس کا قصد اسوجہ سے کیا تھا کہ ان کا قومی سلطان انتظام وسیاست کے نظر سے ان پر سختی کرتا تھا اور مصالح ملکی کے لحاظ سے بعضوں کو معتوب اور معزول کرتا تھا پس یہ لوگ بخط مستقیم اندلس چلے آتے تھے اور مسلمانان اندلس ان لوگوں کی شوکت اور قوت سے خاصہ فائدہ اٹھاتے تھے حکومت و دولت کو ایک طرح کی قوت حاصل ہو گئی تھی دشمنان اسلام کی مدافعت خاطر خواہ کر سکتی تھی۔ المختصر حکومت غرناطہ اسی شان وشکوہ سے جاری اور قائم رہی تا آنکہ محمد بن یوسف (معروف بہ شیخ) ابن احمر (بانی دولت بنو نصر نے ۶۷۱ھ میں وفات پائی اسکا بیٹا محمد معروف بہ فقیہ سریر آرائے حکومت ہوا سلطان محمد کو فقیہ کہنے کی یہ وجہ ہے کہ یہ ذی علم وکتب بینی کا بیحد شایق اور اہل علم کا قدردان تھا اسکے باپ ابن احمر نے وصیت کی تھی کہ بوقت ضرورت ملوک زناتہ بنی مرین حکمرانان مغرب

Marfat.com

سے جنہوں نے دولت وحکومت موحدین سے حاصل کی ہے عیسائیوں کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کرنا اور ان کے ساتھ مراسم اتحاد اور دوستی استحکام کے ساتھ قائم رکھنا اور ہمیشہ اس میں ان کی مداخلت سے فائدہ اٹھاتے رہنا اور ان کو راضی رکھنا چنانچہ محمد فقیہ ابن شیخ، سلطان یعقوب بن عبد الحق بادشاہ مرین کی خدمت میں ایسے وقت میں بطور وفد حاضر ہوا جبکہ اسکو کل بلاد مغرب پر قبضہ مل گیا تھا اور مراکش بھی اسکے تحت حکومت میں آگیا تھا اور بجائے موحدین کے سریر حکومت پر جلوہ افروز ہو گیا تھا۔ سلطان یعقوب نے محمد فقیہ کی درخواست اعانت کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور بہ کمال خندہ پیشانی بنی مرین کے عساکر اسلامیہ اور مجاہدین کو اپنے بیٹے منديل کی سپردگی میں ملک اندلس کو روانہ کیا اور انکے روانگی کے بعد ہی خود بھی فوجیں آراستہ کر کے اندلس میں آ اترا اور جزیرہ خضرار کو ابن ہشام نئے دعویدار حکومت سے چھین کر محمد فقیہ کے حوالہ کیا اور وہیں ایک مدت تک مقیم رہا اس مقام کو اس نے غازیان اسلام اور مجاہدین دین کے لشکر کا کیمپ مقرر کیا تھا۔ پس جب ۶۷۲ھ میں جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو سلطان یعقوب ملک اندلس میں بقصد جہاد داخل ہوا عیسائیوں کے بڑے بڑے سورما اور جنگجو سلاطین بھاگ کھڑے ہوئے۔ انکی جماعت منتشر ہو گئی۔ ہر ایک کو اپنے اپنے مقبوضات کے بچانے کی فکر ہو گئی۔

اسکے بعد محمد فقیہ نے اس خوف سے کہ بسا دا سلطان یعقوب ملک اندلس سے مجھکو بیدخل نکر دے عیسائی سلاطین سے مصالحت کر لی باوجودیکہ محمد فقیہ اُن بنی مرین کے سرداروں اور لشکریوں کے قبضہ میں تھا جنہوں نے باشارہ سلطان مغرب اسکو اس درجہ پر پہونچایا تھا اور وہ اسوقت تک اس ملک میں موجود تھے۔ یہی سبب تھا جس سے کہ اسکو اپنی غلطی کا بہت جلد احساس ہو گیا اور عیسائی سلاطین کے مکر و فریب سے خائف ہو کر خود کردہ پر پشیمان ہی نہیں ہوا بلکہ سلطان یعقوب کے ظل عاطفت میں جا کے پناہ لی مگر اسکے بعد ہی محمد فقیہ ایک دوسرے مرض میں مبتلا ہو گیا اور وہ یہ تھا کہ اس نے اپنے اعزہ بنو اشقیلولہ کی اطاعت کا طوق اپنی گردن

Marfat.com

میں ڈال لیا۔ ان میں سے عبداللہ مالقہ میں تھا علی وادی آش میں اور ابراہیم قلعہ تمارش میں۔ پھر ان لوگوں نے محمد فقیہ سے مخالفت و منازعت شروع کی اور یعقوب بن عبدالحق سلطان بنی مرین سے سازش کر کے اسکی مخالفت اور اسکے مقابلہ امداد و اعانت کرنے پر اُسکو آمادہ و تیار کر لیا ان لوگوں نے فقط اسی امر پر اکتفا نہیں کیا بلکہ یعقوب بن عبدالحق کے سیاسی اقتدار کو اپنے مقبوضہ ممالک مالقہ اور وادی آش میں خاصے طور سے بڑھا لیا۔ نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ سلطان یعقوب نے آخرکار اِن ممالک کو فقیہ محمد سے لے لیا جیسا کہ آیندہ اخبار بنی مرین و بنی احمر میں ہم تحریر کرنے والے ہیں۔ اسکے بعد بنو اشقیلولہ اور انکے اعزہ بنو زرقار ملک اندلس کو خیرباد کہکر ملک مغرب چلے گئے یعقوب بن عبدالحق سلطان بنی مرین کی خدمت میں حاضر ہوئے یعقوب نے ان لوگوں کی بیحد قدر و منزلت کی۔ جاگیریں عنایت کیں اپنے ملک میں ان لوگوں کو بڑے بڑے عہدوں پر مامور کیا اسکو تم آیندہ پڑھو گے۔

الغرض سلطان محمد فقیہ ابن احمر اُسی حصۂ ملک اندلس پر استقلال کے ساتھ حکمرانی کرتا رہا جسقدر اغیار اور اجانب کے دستبرد سے بچ گیا تھا۔ اور اسی بلاد کی حکومت اسکے آیندہ نسلوں میں بطور وراثت چلی آئی نہ تو کثرت سے انکے جنبہ دار تھے نہ ہواخواہوں اور مددگاروں کا ہجوم تھا۔ البتہ وہ معدودے چند اِن کے خیر اندیش تھے جو سرداران زناتہ اور اراکین ملک و دولت اپنے اپنے ملک سے جلاوطن ہو کر یہاں چلے آئے تھے انہیں لوگوں کے ذریعہ سے انکا رعب و داب تھا اور وہی اسکے تغلب اور تصرف کے باعث تھے۔ کتاب اول میں ہم یہ بیان کر آئے ہیں کہ سرزمین اندلس میں قبائل کے مفقود اور جنبہ داری کے زائل ہو جانے سے دولت و حکومت اسلامیہ کو نقصان صریح اٹھانا پڑا اور یہی امر اسکی تنزلی کا سبب و باعث ہوا۔

سلطان ابن احمر کے ہواخواہ اور جنبہ دار شروع زمانۂ حکومت میں اسکے خاص اعزہ و اقارب بنو نصر اور اسکے سسرالی رشتہ دار بنو اشقیلولہ اور بنو مولیٰ اور وہ خدام اور موالی تھے جو اسی کے گھرانے کے ساختہ و پرداختہ تھے اور یہ لوگ باوجود مخالفت سلاطین عیسائی اور ابن ہود و دیگر

دعویداران سلطنت اندلس ہر طرح سے کافی و وافی تھے۔ بسا اوقات ان کے عوام و خواص کا مجتمع ہو جانا ہی دشمنان اسلام کی مدافعت کر دیتا تھا اور ان کے دشمنوں کے قلوب اس امر کے تصور سے کہ ابن احمر کے جنبہ دار اور ہوا خواہان بکثرت ہیں تھرا اٹھتے تھے یہی امر عصبیت اور جنبہ داری کا کام دیتا تھا۔

سلطان یعقوب بن عبدالحق چار ناچار اندلس آیا تھا اسکے بعد اسکا بیٹا یوسف بھی اسی رویہ کا پابند رہا بعد چندے بنو یعمر کی مخالفت اور بغاوت نے اپنی جانب اسکو مصروف کر لیا اور سلطان محمد فقیہ ۷۱۰ھ میں اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔

یہ وہی شخص ہے جس نے دشمنان اسلام کو طریف کے قبضہ میں مدد دی تھی اور اسکے لشکر کو زمانہ حصار طریف میں رسد و غلہ پہونچاتا تھا یہاں تک کہ ۷۱۰ھ میں انہوں نے مفتوح کر لیا یہ مقام بوجہ قرب مسافت زقاق والی مغرب کے کیمپ ہونے کا عزت رکھتا تھا پس جب دشمنان اسلام نے اسپر قبضہ کر لیا تو ان لوگوں کی جاسوسی اور محافظت کرنے لگا جو بقصد جہاد اس جانب سے اندلس میں آتے تھے اس سے دشمنان اسلام کو بیحد مدد ملی۔

محمد فقیہ کے انتقال کر جانے پر اسکا بیٹا محمد مخلوع عنان حکومت کا مالک ہوا وزیر السلطنت محمد بن محمد بن حکم لخمی جو کہ رندہ کا رہنے والا اور یہاں کے خاندان وزارت سے تھا محمد مخلوع پر چیرہ دست ہو گیا نام کی بادشاہت محمد مخلوع کی رہی اور سیاہ و سفید کرنے کا اختیار وزیر السلطنت کے قبضہ میں رہا بالآخر ایک مدت کے بعد محمد مخلوع کا بھائی ابو الجیوش نصر بن محمد باغی ہو گیا فوجیں مرتب کر کے محمد مخلوع پر چڑھائی کر دی وزیر السلطنت کو قتل کر ڈالا اور اپنے بھائی محمد مخلوع کو ۷۱۸ھ میں جیل کی سیر کو بھیج دیا۔

ان دونوں کے باپ سلطان محمد فقیہ نے رئیس ابو سعید بن (عمہ) اسمٰعیل بن نصر کو مالقہ کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ مدت دراز سے یہ یہاں پر امارت کر رہا تھا۔ یہ وہی شخص ہے

۱؎ اصل کتاب میں کوئی سنہ نہیں ہے۔

Marfat.com

جس نے سبتہ پر قبضہ کر لیا تھا اور عہد حکومت محمد مخلوع میں اسکے اشارہ سے بنو غزتی کے ساتھ اسی سبتہ میں بدعہدی کی تھی جیسا کہ اخبار سبتہ اور دولت بنی مرین میں تحریر کیا جائیگا۔ اسنے اپنی بیٹی کا عقد اس سے (رئیس ابو سعید) کر دیا تھا چنانچہ اسکے بطن سے اسکا ایک لڑکا ابو الولید اسمٰعیل نامی پیدا ہوا تھا۔ پس جب ابو الجیوش نصر نے غرناطہ پر قبضہ کر لیا اور اسکی حکومت و ریاست پر جو وہاں تھی قابض و متصرف ہو گیا اسوقت اس نے بُرے طور اور طریقے اختیار کئے اس کے وزیر ابن حجاج نے بھی کج ادائی بدخلقی شروع کر دی۔ رعایا ظلم و ستم ہونے لگا ان اسباب سے سرداران بنی مرین کے دلوں میں کینہ کی تخم ریزی ہو گئی اور رعایا نے بھی انکے ظلم و ستم سے واویلا اور وامصیبتا کا شور مچانا شروع کیا۔ اس زمانہ میں بنو ادریس بن عبد اللہ بن عبد الحق مالقہ میں مجاہدین اور غازیان اسلام کی سرداری پر تھے عثمان بن ابو المعلی نامی ایک شخص انہیں لوگوں میں سے انکا امیر تھا ابو الولید نے اسکو سلطان ابو الجیوش نصر کی مخالفت پر ابھار دیا اور چونکہ عثمان بوجہ کمی اعزہ و اقارب ضعیف و کمزور ہو رہا تھا اسوجہ سے زمام اختیار اسکے ہاتھ سے اپنے قبضہ میں لے لی۔ اِدہر ابو الولید نے اِن لوگوں کو مرتب اور مسلح کر کے سلطان ابو الجیوش پر چڑھائی کر دی اُدھر ۷۱۸ھ میں رئیس ابو سعید مالقہ سے علم حکومت لئے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور فوجیں لے کے غرناطہ پر چڑھ آیا اس معرکہ میں ابو الجیوش کی فوج میدان جنگ سے گھوگھٹ کھا گئی بہت بڑی خونریزی ہوئی مدتوں غرناطہ کا محاصرہ رہا ہزارہا اہل غرناطہ مارے گئے آخر الامر اس امر پر مصالحت ہوئی کہ ابو الجیوش معہ اہل و عیال کے وادی آش چلا جائے چنانچہ ابو الجیوش غرناطہ کو حسرت و یاس سے اپنے حریف کے قبضہ میں چھوڑ کر وادی آش چلا گیا اور وہاں پہونچکر اپنی جدید حکومت کی بنا ڈالی تا آنکہ ۷۲۲ھ میں مر گیا۔

فتحیابی کے بعد ابو الولید نے غرناطہ میں قیام کیا اور اپنی اور نیز اپنے لڑکوں کے لئے حکومت و سلطنت کی بنا قائم کی ۷۱۸ھ میں الفنش (الفنسو) عیسائی بادشاہ نے غرناطہ پر یلغار کیا۔ بنو ابو العلا

---

[1] (مترجم) علامہ ابو العباس احمد بن محمد مقری نے کتاب نفح الطیب میں تحریر کیا ہے کہ جسوقت

Marfat.com

نے اس معرکہ میں بہت بڑا حصہ لیا اور بڑی بڑی آزمائشوں میں مبتلا ہوئے بعد ازاں غرناطہ کے باہر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ دشمن دین معہ اپنے رفیق کے مارا گیا عیسائی فوجیں کماں ابتری کے ساتھ پسپا ہوئیں

یادگار خاندان ملوک بنو احمر کا قدم سریر حکومت پر جم گیا اور ان کل ممالک اندلوسہ پر جو مسلمانوں کے قبضہ میں تھے قابض و متصرف ہو گئے مثلاً جزیرہ، طریف اور رندہ۔ ملوک نصاریٰ نے مجموعی قوت سے ۷۱۹ھ میں غرناطہ پر حملہ کیا۔ یہ ٹڈی دل فوج بطرہ کی جانب سے آئی تھی۔ اسکی تعداد کا صحیح اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ پچیس ۲۵ سلاطین عیسائی اس جنگ پر آئے تھے۔ بات یہ تھی کہ عیسائیوں کو مسلمانوں کے دوبارہ عروج سے کینہ پیدا ہوا اور ان کو اس امر کا اندیشہ ہوا کہ مبادا بڑھتے بڑھتے یہ ہم پر منہ نہ ماریں۔ اس خیال سے وہ لوگ متاثر ہو کر پوپ کی خدمت میں گئے اور سجدہ کر کے اس سے استدعا کی کہ آپ دعا کریں کہ ہم لوگ بقیہ مسلمانوں کی بیخ و بن اندلس سے کھود کر پھینکدیں چنانچہ پوپ نے انکے سروں پر دست شفقت پھیر کر دعائیں دیں اور یہ لوگ بیشمار و بے تعداد فوج لیکر غرناطہ پر چڑھ آئے مسلمانان غرناطہ کو بیحد خوف پیدا ہوا جھٹ پٹ چند لوگوں کو بغرض استمداد بطور وفد (ڈیپوٹیشن) سلطان ابو سعید والی فاس کی خدمت میں روانہ کیا مگر اس دوا سے انکے درد دل کا علاج نہو سکا اور عیسائیوں کا لشکر آپہونچا۔ اہل غرناطہ کی رہی سہی توانائی جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے ملک و ملت کی حمایت پر شمشیر بکف نکل پڑے۔ پس اُنسے جس کے سوا کوئی دوسرا معین و ناصر نہیں ہے مسلمانوں کی مدد کی اور عیسائیوں کو ہزیمت دی نامی نامی عیسائی سردار مارے گئے۔ بہت بڑی فتحیابی عساکر اسلامیہ کو نصیب ہوئی۔ یہ دن جیسا کہ مسلمانوں کے لئے مسرت اور خوشی کا تھا ویسا ہی عیسائیوں کے حق میں رنج دہ اور مصیبت کا تھا اس ہزیمت سے عیسائی سرداروں کے چہروں پر ذرا بل نہ آیا کمال استقلال کے ساتھ خضرا کی جانب بڑھے سلطان ابن احمر نے انکی مدافعت کی جانب توجہ فرمائی کئی جنگی کشتیاں جنپر کار آزمودہ فوجیں اور سامان حرب بکثرت تھا جزیرہ کی طرف روانہ کیا۔ عیسائیوں کو اسکی خبر لگ گئی جزیرہ سے اعراض کر کے طلیطلہ کی طرف آئے بلاد اسلامیہ پر قبضہ کرنے اور مسلمانوں کے استیصال کی

Marfat.com

یہ اللہ تعالیٰ کے معجزات سے ایک معجزہ تھا ورنہ اہل غرناطہ کی پامالی میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا گیا اس واقعہ کے بعد ابوالولید نے نفس نفیس عیسائی مقبوضات پر کرّات و مرّات جہاد کیا اسکی فوج زناتہ اور اندلس کے مسلمانوں سے تیار کی گئی تھی چونکہ زناتہ کا زمانہ بدویت اور تہیدستی سے بہت قریب تھا اسوجہ سے ان لوگوں نے بڑی دلیری اور بیحد مردانگی سے کام لیا۔ انہیں لوگوں کی اعانت و امداد سے ابوالولید کا جاہ و جلال اس درجہ تک پہونچ گیا تھا کہ اس زمانہ میں دوسرے ملوک کو قسمیں کھائیں اور باہم دوبارہ عہد و پیمان کرکے بہت بڑے سامان جنگ کے ساتھ پھر غرناطہ پر آ اُترے جس طرف آنکھیں اُٹھتی تھیں عیسائی ہی عیسائی نظر آتے تھے سلطان غرناطہ نے شیخ الغزاۃ شیخ العالم ابوسعید عثمانی بن ابوالعلا مرینی کو عیسائیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ۲۰ ربیع اول ۷۱۹ھ میں فوجیں آراستہ کرکے مقابلہ پر آیا۔ شب یکشنبہ میں دشمنان اسلام نے ایک دستہ فوج کو اسلامی لشکر گاہ پر شبخون مارنے کو بھیجا۔ عساکر اسلامیہ سے چند سوار اور تیراندازانکی روک تھام پر نکلے اور اسقدر تیر برسائے کہ دشمنان اسلام کو لوٹنا پڑا۔ مسلمانوں نے انکا تعاقب کیا صبح تک وہ بھاگتے جاتے تھے اور یہ اپنر تیر برساتے تھے اور تعاقب میں تھے۔ یہ پہلی فتح تھی جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اہل غرناطہ کو حاصل ہوئی۔ روز یکشنبہ کو شیخ ابوسعید پانچہزار جنگ آوروں کو مرتب کرکے دشمنان اسلام کے لشکر کی طرف بڑھا۔ عیسائیوں کو اس جماعت قلیلہ کی مردانگی اور دلاوری سے سخت حیرت ہوئی نہایت تیزی سے مسلح ہوکر مقابلہ پر آئے تین شبانہ روز تک سخت اور خونریز لڑائی ہوتی رہی بالآخر چوتھے روز دشمنان اسلام شکست کھاکر کمال ابتری سے بھاگے بہت سامال غنیمت ہاتھ آیا۔ سات ہزار عیسائی گرفتار کئے گئے۔ پچاس ہزار مارے گئے۔ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ عساکر اسلامیہ سے سوائے تیرہ سواروں کے اور کسی نے جام شہادت نہیں نوش کیا۔ اس واقعہ سے عیسائیوں کی کمر ہمت ٹوٹ گئی مصالحت کی درخواست کی سلطان غرناطہ نے اسکو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور مصالحت کرلی۔ دیکھو تاریخ المقری جلد اول صفحہ ۲۹۳ و ۲۹۴۔

خواب میں بھی نصیب نہیں ہوا تھا۔ بعد ازاں اسی کے قرابت مندان بنو نصر سے کسی شخص نے ۷۲۷ھ میں موقع پاکے دھوکے سے جسوقت کہ دربار شاہی سے اٹھکر محلسرا میں جارہا تھا دروازہ محلسرا پر نیزہ رسید کیا زخمی ہوکر گر پڑا لوگ اسکو اسکے محلسرا میں اٹھا لائے۔ قاتل نے عثمان ابی العلیٰ کے مکان میں جاکے پناہ لی عثمان نے گرفتار کرلے اسیوقت اسکو قتل کر ڈالا اور محمد بن رئیس ابوسعید کو جبل سلوباشہ سے نکالکر غرناطہ میں لایا تاج حکومت اسکے سر پر رکھا۔ اس نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی اپنے وزیر السلطنت ابن محرق کو ۷۲۹ھ میں محلسرائے شاہی میں طلب کرکے قتل کرادیا، قتل کرنے کا سبب یہ تھا کہ وزیر السلطنت کی شکائتیں حد سے بڑھ گئیں تھیں اور اسکا ذاتی اقتدار شاہ غرناطہ سے بدرجہا بڑھا ہوا تھا۔ سریر حکومت پر متمکن ہونے کے بعد ایک روز امور سلطنت میں مشورہ لینے کے حیلہ سے شاہی محل میں طلب کیا جوں ہی محلسرائے شاہی میں داخل ہوا ایک خادم کو اشارہ کردیا اس نے اسقدر خنجر رسید کئے کہ وزیر السلطنت بیدم ہوکر زمین پر گڑ پڑا۔ اور مرگیا۔ سلطان محمد کو اسکے مارے جانے سے اطمینان ہوا استقلال کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا

بعد اسکے عثمان بن ابی العلیٰ سرداری و امارت غزاۃ و زناتہ سے دست کش ہوکر خانہ نشین ہوگیا اور اسی حالت عزلت گزینی میں راہی ملک آخرت ہوا۔ اسکا بیٹا ابو ثابت بجائے اسکے امیر مجاہدین اسلام مقرر کیا گیا۔ اس تبدیلی سے عیسائیوں نے پھر چھیڑ چھاڑ شروع کی اور مسلمانوں کو ایذائیں پہونچانے لگے۔ سلطان محمد سامان سفر درست کرکے سلطان ابوالحسن کی خدمت میں مغرب پہونچا اور دشمنان اسلام کی زیادتیوں کی شکایت کی امداد کا خواستگار ہوا باوجودیکہ سلطان ابوالحسن اندنوں اپنے بھائی محمد کے فتنہ و فساد کے فرو کرنے میں مصروف تھا مگر پھر بھی بنظر حمیت اسلام سلطان محمد کے ہمراہ فوجیں روانہ کیں اور اسکو اپنی جانب سے اس لشکر کی امارت ۷۳۳ھ میں عنایت فرمائی۔ بنو عثمان بن ابی العلیٰ کو سلطان محمد کا سلطان ابوالحسن سے ملنا اور سلطان ابوالحسن کا اس معاملہ میں مداخلت کرنا ناگوار گذرا اور اس سے

Marfat.com

ان کو طرح طرح کے خیالات پیدا ہوئے۔ سبھوں نے مجتمع ہو کر اپنی بابت اس معاملہ میں مشورہ کیا اور پھر موقع پا کر جس روز سلطان محمد شلوبانیہ سے غرناطہ آ رہا تھا ہر چہار طرف سے گھیر کر نیزے تان کر ٹوٹ پڑے اور مار ڈالا۔ بعد ازاں اسکے بھائی ابوالحجاج یوسف کے سر پر تاج شاہی کھا اس نے عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی اور اپنے بھائی سلطان محمد کے خون کے بدلہ لینے پر مستعد ہوا۔ بنو عثمان بن ابی العلیٰ کے سروں پر ادبار کی گھٹا چھا گئی غرناطہ سے جلا وطن کر کے تونس بھیجدیے گئے۔ غزاۃ اور مجاہدین کی سرداری بجائے ابو ثابت بن عثمان بن ابی العلیٰ کے بنو رحو بن عبداللہ بن عبدالحق میں سے یحییٰ بن عمر بن رحو کو مرحمت ہوئی اسکی ریاست و امارت پر زمانہ دراز تک قائم رہی۔

پھر سلطان ابوالحجاج نے سلطان ابوالحسن والی مغرب کو عیسائیوں کی سرکوبی اور ان کو ہوش میں لانے کی غرض سے اندلس میں بلا بھیجا چنانچہ سلطان ابوالحسن نے جو وقت کہ تلمسان مفتوح ہو گیا تھا اپنے بیٹے کو عساکر اسلامیہ زناتہ اور متطوعہ (والنٹیرز) کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے اندلس کی جانب روانہ کیا۔ پس اس نے عیسائیوں پر متعدد حملے کیے اور ایک مدت کے بعد بہت سا مال غنیمت لے کے ملک مغرب کی طرف مراجعت کی۔ واپسی کے وقت عساکر اسلامیہ پر عیسائیوں نے اپنے ملک کے سرحد پر شبخون مارا۔ بہت سے مجاہد اور غازی شہید ہو گئے اس دلیری اور بزدلانہ حملہ کے بدلہ لینے کی غرض سے سلطان ابوالحسن نے ۷۴۱ھ میں بنفس نفیس چڑھائی کی۔ زناتہ، مغراوہ، فوج نظام اور متطوعہ کی فوجیں رکاب میں تھیں کوچ و قیام کرتا ہوا طریف تک پہونچا اور لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ عیسائیوں نے یہ خبر پا کر بلاد عیسائی سے فوجیں فراہم کیں اور مجتمع ہو کر قوت مجموعی سے حملہ آور ہوئے۔ طریف کے باہر ایک میدان میں دونوں حریف نے صف آرائی کی اتفاق یہ کہ اس معرکہ میں مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی ایک گروہ کثیر شہید ہو گیا بیگمات اور حریم سلطانی ہلاک ہو گئیں شاہی خیمہ لٹ گئے۔ مسلمانوں کے لئے یہ دن نہایت مصیبت اور آزمائش کا تھا۔

Marfat.com

اس واقعہ کے بعد ہی دشمنان اسلام نے قلعہ ہرحد غرناطہ پر قبضہ کرلیا اور جزیرہ خضرار کی جانب بڑھے چنانچہ ۷۴۳ھ میں بصلح وآشتی اسکو بھی لے لیا۔ سلطان ابوالحجاج اسی حالت سے دبا دبا یا حکومت کرتا رہا تا آنکہ ۷۵۵ھ میں عید کے دن جسوقت کہ صلوٰۃ العید ادا کر رہا تھا سجدہ کی حالت میں کسی نے نیزہ مارا جس سے اسکی موت وقوع میں آئی۔ اسکا بیٹا سریر آرائے حکومت ہوا۔ اسپر اسکے مولیٰ (خادم) رضوان نے جو اس کے باپ اور چچا کا حاجب تھا اسکو شاہ شطرنج بنا یا اور خود امور سلطنت پر متصرف ومتغلب ہوکر سیاہ وسفید کرنے کا مختار بن بیٹھا۔ اسکا بھائی اسماعیل قلعہ شاہی حمرار کے کسی محلسرا میں مقید تھا۔ اس سے اور محمد بن عبداللہ بن اسماعیل بن محمد بن رئیس ابوسعید سے رشتہ مصاہرت کا تھا اسوجہ سے کہ اسکے باپ (عبداللہ) نے اسمٰعیل کی بہن سے عقد کرلیا تھا اسکا دادا محمد بن رئیس ابوسعید وہی ہے جسکو عثمان بن ابی العلی نے جیل سے نکالکر سریر حکومت پر متمکن کیا تھا۔ پس اس محمد (بن عبداللہ بن اسماعیل بن محمد بن رئیس ابوسعید) نے محلسرائے قلعہ حمرار کے بعض خدام کو ملاکے حاجب رضوان کو خود اسکے مکان میں قتل کرادیا اور اپنے سسرالی رشتہ دار اسماعیل کو قید کی مصیبت سے نجات دیکر ستائیسویں رمضان ۷۶۰ھ کی رات میں سریر حکومت پر بٹھا دیا سلطان محمد مخلوع اسوقت حمرار کے باہر ایک باغ میں مقیم تھا یہ خبر پاکر وادی آس چلا گیا اور آس کو سرحد کی جانب عبور کرکے بادشاہ مغرب سلطان ابوسالم بن سلطان ابوالحسن مرینی کی خدمت میں جا پہونچا۔ سلطان ابوسالم نے اسکی بڑی آؤبھگت کی اور اسکے قیام کو استحسان کی آنکھوں سے دیکھا بعد اسکے شیخ الغزاۃ یحییٰ ابن عمر کو دولت بنو احمر کی طرف سے خطرہ پیدا ہوا غرناطہ سے دارالحرب ہوتا ہوا مغرب پہونچا اور سلطان ابوسالم کی خدمت میں قیام اختیار کیا سلطان ابوسالم نے اسکی بھی قدر افزائی کی اور بجاے اسکے غرناطہ میں فوج مجاہدین پر اپنی جانب سے ادریس بن عثمان بن ابوالعلی کو مامور کیا۔ اندنوں غرناطہ میں رئیس ابویحییٰ اپنے بھائی اسماعیل کی حکومت وریاست کا انصرام کر رہا تھا اور یہی امور سیاست کا نگراں اور منتظم تھا بعد چندے لگانے بجھانے والوں نے لگانا بجھانا شروع کردیا رئیس کو عواقب امور کا

خطرہ پیدا ہوا چنانچہ ۷۶۱ھ میں دہوکے سے اسماعیل اور اسکے کل ساتھیوں کو قتل کرکے سریر حکومت پر متمکن ہوگیا۔

رئیس نے عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لے کے عیسائی سلاطین کے عہد و پیمان کو توڑ ڈالا اور جو اسکے متقدمین سلاطین غرناطہ بطور خراج عیسائیوں کو دیتے تھے اسکا بھیجنا بھی بند کردیا اسوجہ سے عیسائیوں نے فوج کشی پر کمر باندھی اور لشکر آراستہ کرکے چڑھ آئے۔ مسلمانوں نے بھی فوج و سامان جنگ درست اور آلات حرب مہیا کرکے عیسائیوں کے روک تھام کرنے کو کوچ کیا مقام وادی آس میں صف آرائی کی نوبت آئی۔ عساکر اسلامیہ کی سرداری پر سلطان غرناطہ کے بعض اعزہ مامور تھے۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی۔

بعد اسکے بادشاہ مغرب نے عیسائی سلاطین سے محمد مخلوع کی سریر حکومت پر متمکن کرنے کی سفارش کی اور کشتی پر سوار کرکے عیسائی بادشاہ کے پاس بھیجدیا۔ پس محمد مخلوع نے عیسائی بادشاہ سے ملاقات کی۔ عیسائی بادشاہ نے امداد کا وعدہ کیا باہم یہ شرط قرار پائی کہ جتنے قلعات ممالک اسلامیہ کے مفتوح کئے جائیں وہ سب محمد مخلوع کے مقبوضات میں شمار کئے جائیں پھر عیسائی بادشاہ نے چند قلعات مفتوح کرنے کے بعد بدعہدی کی۔ سلطان محمد مخلوع اس سے علیحدہ ہوکر مغربی سرحد کی طرف چلا گیا اور مملکت بنی مرین میں قیام اختیار کیا۔ بعد ازاں سرحد ندہ سے فوجیں فراہم اور مرتب کرکے ۷۶۵ھ میں مالقہ پر فوج کشی کی اور بزور تیغ مفتوح کرلیا رئیس محمد بن اسماعیل یہ خبر پاکر غرناطہ سے عیسائی بادشاہ کے پاس بھاگ گیا ادریس بن عثمان شیخ الغزاۃ بھی بحالت قید اسکے ہمراہ تھا جو بعد چند دنوں کے قید سے بھاگ نکلا جیسا کہ آیندہ انکے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائیگا پھر سلطان محمد نے معہ ان لوگوں کے جو اسکے رکاب میں تھے غرناطہ کی جانب قدم بڑھایا۔ رئیس کا حاجب گرفتار ہوکر پیش کیا گیا سلطان محمد نے اسکو اور نیز ان لوگوں کو جنہوں نے اسکے ساتھ ہوکر بازار کارزار گرم کیا تھا قتل کرڈالا۔ اور فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے غرناطہ میں داخل ہوکر حکومت کرنے لگا لشکر مجاہدین پر شیخ یحییٰ بن عمر کو متعین کیا اور اسکے بیٹے عثمان کو اپنے مصاحبوں کے زمرہ میں داخل

Marfat.com

کرلیا بعد ایک برس کے ان دونوں کے سروں پر ادبار کی گھٹا چھاگئی۔ سلطان محمد نے ان دونوں کو گرفتار کرکے مریہ کے جیل میں ڈالدیا پھر چند سال کے بعد جلاء وطن کردیا اور ان دونوں کے ایک قریبی رشتہ دار علی بن بدرالدین بن محمد بن رحو کو غزاۃ و مجاہدین پر مامور کیا تھوڑے دنوں بعد اسنے وفات پائی تب بجاے اسکے عبدالرحمٰن بن ابو یفلوسن اس خدمت پر مامور کیا گیا سلطان ابوعلی بن محمد بادشاہ مغرب کے دربار میں اسکی بڑی قدر و منزلت تھی سلطان محمد مخلوع کی ذات سے بھی تخت حکومت حمرا رجگمگا اٹھا اسکے رعب و داب کا سکہ عیسائی ملوک جلالقہ اور سرحدی ملوک مغرب کے دلوں پر بیٹھا ہوا تھا کیونکہ اسوقت ان لوگوں کی حکومت میں ایک گونہ کمزوری پیدا ہوچلی تھی جو اکثر سلطنتوں کو لاحق ہوا کرتی ہے۔

جلالقہ نے ۷۶۵ھ میں اپنے بادشاہ بطرہ بن ادفونش سے بغاوت کی پھر بادشاہ بطرہ اور بادشاہ برشلونہ سے لڑائی جھگڑا شروع ہوگیا۔ اسوجہ سے جلالقہ نے بطرہ سے سرکشی کی اور اسکے بھائی الفنش کو بلا کے اپنا حکمراں بنالیا۔ بطرہ نے بلاد اسلامیہ میں جاکے پناہ لی اور سلطان محمد والی غرناطہ سے بمقابلہ اپنے دشمن کے امداد کی درخواست کی چنانچہ سلطان محمد نے بلاد مقبوضہ الفنش پر یلغار کیا متعدد قلعات کو مفتوح کیا اور بعضوں کو ویران و خراب کرڈالا مثلاً جیان، ابدہ اور اترو غیرہ زبان حال سے حملہ آور فریق کی شکایت اور اپنی بربادی و خرابی کی حکایت بیان کررہے ہیں علاوہ انکے اندرونی ملک کو تاخت و تاراج کیا۔ قرطبہ کو بھی جاکر گھیر لیا اور اسکے گرد و نواح کو ویران و برباد کرکے مظفر و منصور مال غنیمت لئے ہوئے مراجعت کی۔ بعد اسکے بطرہ بادشاہ فرانس کے پاس چلا گیا جو کہ شمالی جزیرہ اندلس میں جزیرہ ارکلیطرہ موسوم بہ نسرغالس پر حکمرانی کررہا تھا اور الفنش کی زیادتیوں کی شکایت کی اور اپنی بیٹی کا عقد اس سے کردیا اسنے اپنے بیٹے کو فرانسیسی بہادروں کے گروہ عظیم کے ساتھ بطرہ کی کمک پر مامور کیا۔ الفنش کو اسکے مقابلہ میں ہزیمت ہوئی اور بطرہ نے اپنے پرزور حملوں سے تہ و بالا کردیا۔ پھر

جب فرانسیسی لشکر نے اپنے ملک کی جانب مراجعت کی تو الفنش نے بطرہ پر پھر فوج کشی کی اس سے دوبارہ ملک کے امن عامہ میں خلل واقع ہوا تمام ملک میں خونریزی کی ہوا چلنے لگی بالآخر الفنش نے اپنے بھائی بطرہ کا جلیقہ کے کسی قلعہ میں محاصرہ کر لیا اور اسکو گرفتار کر کے مار ڈالا۔ اسکے مارے جانے سے الفنش جلالقہ کے ملک پر مستولی ہو گیا اور استقلال کیساتھ حکمرانی کرنے لگا۔

سلطان محمد والی غرناطہ الفنش اور بطرہ کی مخالفت کو غنیمت شمار کر کے اپنی قوت و فوج کے بڑھانے میں مصروف ہوا اور اسنے اس خراج کو بھیجنا موقوف کر دیا جو عیسائی سلاطین مسلمانوں سے اُس زمانہ سے لے رہے تھے جب سے کہ اسکے اسلاف نے عیسائی سلاطین سے معاہدہ صلح کیا تھا ۶۶۲ھ سے والی غرناطہ نے خراج کے نام سے عیسائیوں کو ایک جبہ نہ دیا اور اسی حالت پر قائم رہا۔

بادشاہ فرانس جس نے بطرہ کی کمک پر فوجیں بھیجی تھیں اور جس نے اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا تھا بطرہ کے قتل سے متاثر ہو کر الفنش سے بدلہ لینے کو اُٹھ کھڑا ہوا۔ اتفاق سے اسکے بطن سے ایک لڑکا بھی پیدا ہوا تھا اسکے باپ نے یہ خیال قائم کیا کہ یہ لڑکا حکومت و سلطنت کا الفنش سے زیادہ مستحق ہے اسوجہ سے الفنش اور شاہ فرانس سے لڑائی اور خونریزی کا سلسلہ قائم ہو گیا اور جلالقہ کو اس سبب سے کسی طرف متوجہ ہونے کا موقع نہ ملا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انکے بہت سے مقبوضہ بلاد انکے قبضہ و تصرف سے نکل گئے اور ملوک ابن احمر نے بھی خراج کا دینا بند کر دیا جیسا کہ ابھی اوپر ہم بیان کر آئے ہیں۔ یہی حالت اس زمانہ تک موجود و قائم ہے

ملوک مغرب کا یہ حال ہے کہ جسوقت سلطان عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن نے استحکام و استقلال کے ساتھ حکومت و سلطنت کے زینہ پر اپنا قدم جما دیا اور اسکے جاہ و جلال کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھ گیا۔ ان دنوں غازیان اندلس کی سرداری پر عبدالرحمٰن بن ابی یفلوسن مامور تھا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں (یہ شخص سلطان کے نسب میں شریک اور ملک و خدمت میں

Marfat.com

مرادف تھا) اسوقت اتفاق سے کچھ کاغذات سلطان کے ہاتھ لگ گئے جنکو عبدالرحمن اور اراکین دولت نے ایک دوسرے کے پاس بھیجا تھا اس سے سلطان کو خطرہ پیدا ہوا سلطان ابن احمر کے پاس عبدالرحمن کے قید کر لینے کو لکھ بھیجا پس سلطان ابن احمر نے عبدالرحمن اور نیز امیر مسعود بن ماسی کو اسوجہ سے کہ یہ بھی فتنہ و فساد میں معقول حصہ لیتا تھا اور اس سے اور اہل دولت سے بھی خط و کتابت ہوا کرتی تھی گرفتار کر لیا۔ پھر جب سلطان عبدالعزیز نے ۷۷۴ھ میں وفات پائی اور اسکا بیٹا محمد سعید نافع سریر حکومت پر متمکن ہوا اور اسکے باپ کا وزیر ابو بکر بن غازی امور سلطنت کو انجام دینے لگا اسوقت ابن احمر نے عبدالرحمن بن یفلوسن کو قید سے رہا کر دیا وزیر السلطنت ابو بکر بن غازی کو یہ امر ناگوار گذرا۔ چند رو سار قرابت مندان ابن احمر کو مالی اور فوجی مدد دے کے ابن احمر سے لڑنے جھگڑنے کو اندلس روانہ کیا کسی ذریعہ سے ابن احمر تک یہ خبر پہونچ گئی جھٹ پٹ فوجیں فراہم اور مسلح کر کے جبل الفتح پر جا اترا اسکے رکاب میں عبدالرحمن بن ابی یفلوسن اور امیر مسعود بن ماسی بھی تھا ابن احمر نے ان دونوں کو کشتیوں پر سوار کرا کے براہ دریا یلغار کرنے کا اشارہ کیا پس انہوں نے بلاد سبتہ پر پہونچکر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ ملک مغرب میں ایک تلاطم پیدا ہو گیا۔ اہل جبل الفتح نے شدت حصار اور روزانہ جنگ سے گھبرا کر امن کی درخواست کی اور ابن احمر کے علم حکومت کے مطیع ہو گئے۔

سبتہ میں محمد بن عثمان بن کاس ابو بکر بن غازی وزیر السلطنت کا داماد مقیم تھا ابو بکر نے اسکو امیر مسعود کے مقابلہ پر روانہ کیا تھا جسوقت کہ ابن احمر جبل الفتح کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اور طنجہ میں سلطان ابو الحسن کی اولاد زمانہ حکومت سلطان عبدالعزیز سے بخوف دعوائے سلطنت مقید اور محبوس تھی سلطان ابن احمر نے محمد بن عثمان سے خط و کتابت شروع کی اور اسکو ہر خط میں ایک کم سن چھوکرے کی بیعت پر نفیرین کرنے لگا جو ہنوز سن بلوغ کے حد تک نہیں پہونچا تھا اور سلطان ابو الحسن کی اولاد میں سے کسی ایک کی بیعت امارت کرنے کی ترغیب دیتا تھا جو

Marfat.com

کہ طنجہ میں محبوس اور مقید تھے تھوڑے دنوں بعد جب ان تحریرات سے محمد بن عثمان کے قلب پر ایک خاص اثر پڑا تو سلطان ابن احمر نے مالی اور فوجی مدد دینے کا اقرار اور وعدہ کیا چنانچہ محمد بن عثمان نے سلطان ابو الحسن کی اولاد سے ابو العباس احمد کو حکومت و سلطنت کے لئے منتخب کیا اور جیل سے نکالکر اسکے ہاتھ پر بیعت امارت کی۔ ان نوجوانوں نے زمانہ محبوسی میں باہم یہ عہد و پیمان کیا تھا کہ ہم میں سے جب جو شخص حکومت و ریاست کے زینہ تک پہونچ جائے تو اس پر لازم ہوگا کہ وہ بقیہ لوگوں کو قید کی مصیبت سے رہا کردے۔ اس عہد و پیمان کے مطابق سلطان ابو العباس احمد نے اپنی امارت کی بیعت لینے کے بعد پہلا جو کام کیا وہ یہ تھا کہ اسنے اپنے کل ہمراہیوں کو قید کی مصیبت سے نجات دے کے اندلس کی جانب بھیجدیا۔ ان لوگوں نے رہائی پاکے سلطان ابن احمر کے پاس جاکے قیام کیا سلطان ابن احمر نے ان لوگوں کی بیحد عزت و توقیر کی اور ان لوگوں کے وظائف اور تنخواہیں مقرر کیں اور بہت سا مال و اسباب اور نیز لشکر سلطان ابو العباس اور اسکے وزیر محمد بن عثمان کے لئے روانہ کیا اور عبد الرحمٰن بن ابی یفلوسن کو ان دونوں کی موافقت اور ان کے ہر کام میں انکی مدد کرنے کو لکھ بھیجا پس ان سبھوں نے متفق ہوکر دار الحکومت فاس کو جاکے گھیر لیا تھا تا آنکہ ابو بکر غازی وزیر السلطنت نے سلطان ابو العباس سے امن کی درخواست کی شہر پناہ کے دروازے کھولدیئے قلعہ کی کنجیاں حوالہ کردیں پس سلطان ابو العباس محرم ۷۶۸ھ میں مظفر و منصور دار الحکومت میں داخل ہوا۔ عبد الرحمٰن بن ابی یفلوسن اسکے ساتھ مشایعت کی غرض سے مراکش اور اسکے مضافات تک گیا اور جیسا کہ اسکے پیشتر سے باہم عہد و پیمان تھا اسکی حکومت و سلطنت کا انتظام درست کردیا بعد اسکے سلطان ابو العباس نے سعید بن عبد العزیز کو ہدایا اور تحائف دیکے سلطان ابن احمر کی خدمت میں روانہ کیا دونوں میں مسلسل زمانہ دراز تک مراسم اتحاد اور دوستی قائم رہے۔ اسی اثنار میں اس سے اور عبد الرحمٰن والی مراکش سے ان بن ہوگئی بدفعات اسکے محاصرہ اور جنگ کو گیا سلطان ابن احمر کبھی تو اسکو مدد دیتا تھا اور لڑائی میں اسکا

ہاتھ بٹاتا تھا اور کبھی کبھی دونوں میں صلح کرادینے کی کوشش کرتا تھا تا آنکہ سلطان ابوالعباس نے ۸۸۴ھ میں مراکش پھر چڑھائی کی۔ کئی مہینے محاصرہ کئے رہا بالآخر بزور تیغ قلعہ مراکش کو مفتوح کرلیا اور سلطان مراکش کو بارحیات سے سبکدوش کرکے فاس کی جانب واپس آیا۔ بعدازاں تلمسان کی طرف رخ کیا ابواحمد سلطان بنی عبدالواد والی تلمسان اسکی آمد کی خبر پاکے بھاگ گیا سلطان ابوالعباس بلا جنگ و جدال باطمینان تمام تلمسان میں داخل ہوا۔

انہیں واقعات کے اثنار میں چند لوگوں نے جسکو فتنہ پردازی اور فساد انگیزی میں دخل تام تھا سلطان ابوالعباس اور سلطان ابن احمر سے ناچاقی اور چشمک پیدا کرانے کی کوشش کی اور ایک حد تک کیا کامل طور سے کامیاب ہوگئے سلطان ابن احمر کو سلطان ابوالعباس کی طرف سے اس قدر برہم اور برانگیختہ کیا کہ انہیں لوگوں کے تحریک و اشارہ سے سلطان ابن احمر سلطان ابوالعباس کے نظام سلطنت کو درہم و برہم کردینے پر آمادہ و مستعد ہوگیا چنانچہ انہیں چیدہ و منتخب اشخاص میں سے جو طنجہ سے اسکے پاس چلے آئے تھے موسیٰ بن سلطان ابوعنان کو امارت فاس کے لئے منتخب کیا اور مسعود بن ماسی کو اسکی وزارت کا عہدہ عطا فرما کے فوج عظیم کے ساتھ براہ دریا سبتہ کی طرف روانہ کیا اہل سبتہ نے از اخلاص مندی کے ساتھ گردن اطاعت جھکا دی اور سلطان موسیٰ کے علم حکومت کے مطیع ہوگئے۔ سلطان موسیٰ نے سبتہ سے فاس کی جانب کوچ کیا اور سلطان ابن احمد نے سبتہ پر قبضہ کرکے اپنے علم حکومت کے سایہ میں لے لیا۔ سلطان موسیٰ نے دارالحکومت فاس پر پہونچ کر محاصرہ ڈالدیا چند دنوں کے حصار کے بعد اہل فاس نے امن کی درخواست پیش کی سلطان موسیٰ نے ان لوگوں کو امن دی اور بمصالحت ۸۸۶ھ میں فاس میں داخل ہوکر سریر حکومت پر متمکن ہوگیا اس واقعہ کی خبر سلطان ابوالعباس کو اسوقت پہونچی جبکہ وہ بقصد ابی حمو اور بنی عبدالواد جہاں پر کہ وہ تھے تلمسان سے روانہ ہوچکا تھا مگر اس خبر کے سنتے ہی فوراً لوٹ کھڑا ہوا اور نہایت تیزی سے طے مسافت کرنے لگا جسوقت تازی سے متجاوز ہوکر ابین تازی اور فاس کے پہونچا۔

بنو مرین اور اسکی کل فوجیں علیحدہ ہو کر معہ اپنے جھنڈوں کے سلطان موسیٰ سے جا ملیں اور اسکے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ سلطان ابو العباس بحال پریشان تازی کی جانب واپس ہوا۔ عامل تازی نے اسکو دم پٹی میں ٹھہرا لیا تھا یہانتک کہ سلطان موسیٰ کا ایلچی فاس سے تازی میں آیا اور اسنے اسکو (ابو العباس) کو گرفتار کر کے فاس کی جانب کوچ کیا۔ سلطان موسیٰ نے اسکو اسی حالت سے اندلس روانہ کر دیا۔ سلطان ابن احمر والی اندلس نے اسکو جیسا کہ اس سے پہلے نظر بند تھا نظر بند رکھا

سلطان ابو العباس کی گرفتاری کے بعد سلطان موسیٰ کو کامل قبضہ ملک مغرب پر حاصل ہو گیا مگر اسکے وزیر مسعود نے اسکا اقتدار شاہ شطرنج سے زیادہ بڑھنے نہ دیا امور سلطنت و سیاست کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار اپنے قبضہ میں رکھا بعد چندے سلطان ابن احمر سے قبضہ سبتہ کا مطالبہ کیا گیا سلطان ابن احمر نے قبضہ سبتہ سے دست کش ہونے سے انکار کیا اسوجہ سے دونوں میں فتنہ و فساد کی بنیاد پڑ گئی وزیر مسعود ابن ماسی نے سازش کر کے سلطان ابن احمر کے ہوا خواہوں اور اسکے خاندان والوں کو بغاوت پر ابھار دیا پس ان لوگوں نے سبتہ کے ایک قصبہ پر قبضہ کر کے اسکو اپنا ملجا و ماوا بنا لیا اتنے میں سلطان ابن احمر کا بیڑہ جنگی کشتیوں کا ساحل سبتہ سے آ لگا۔ سبھوں کا جوش بغاوت فرو ہو گیا۔ امن و امان قائم ہو گیا۔ پھر سلطان ابن احمر کی خدمت میں ایک گروہ اراکین دولت سلطان موسیٰ بطور وفد حاضر ہوا اور یہ درخواست کی کہ اُن لوگوں میں سے جو اندلس میں خاندان حکومت فاس کے موجود ہیں کسی کو امیر فاس مقرر فرمائے چنانچہ سلطان ابن احمر نے واثق محمد بن امیر ابو الفضل بن سلطان ابو الحسن کو والی فاس مقرر کر کے ان لوگوں کے ہمراہ روانہ کیا اور خود بھی مشایعت کی غرض سے معہ جنگی کشتیوں کے بیڑہ کے سبتہ تک آیا۔ واثق نے سلطان ابن احمر سے رخصت ہو کر غمارہ کا قصد کیا شدہ شدہ اسکی خبر مسعود بن ماسی تک پہونچی پس اسنے بھی فوجیں مرتب اور مسلح کر کے واثق کے روک تھام کی غرض سے خروج کیا اور جبال غمارہ میں اسکا محاصرہ کر لیا اس اثنار میں سلطان موسیٰ بن سلطان ابو عنان کی فاس میں انتقال

Marfat.com

کرنے کی خبر مسموع ہوئی مسعود نے محاصرہ اُٹھاکے بہ کمال عجلت فاس کی جانب مراجعت کی۔ اور دارالحکومت میں پہونچ کر کرسی حکومت پر سلطان ابوالعباس کے ایک لڑکے کو جس کو کہ سلطان مذکور فاس میں چھوڑ گیا تھا متمکن کر دیا بعد اسکے سلطان ابوعنان بن امیر ابوالفضل نے پہونچ کر فاس کے سامنے کوہ زرہون پر پڑاؤ کیا مسعود ابن ماسی بھی فوجیں لے کے سلطان ابوعنان کے رو در رو آ اترا۔ سلطان ابوعنان کے امور سلطنت کا منصرم و مہتمم احمد بن یعقوب صبیحی تھا کسی وجہ سے اسکے ہمراہیوں کو اس سے کشیدگی اور ملال پیدا ہوا ایک روز سبھوں نے موقع پاکر گرفتار کر لیا اور شاہی خیمہ کے روبرو لاکے قتل کر ڈالا اس واقعہ سے سلطان کو سخت دشواری پیش آئی بعد اسکے سلطان ابوعنان اور مسعود بن ماسی سے خط و کتابت شروع ہوئی بالآخر مسعود ابن ماسی نے اس شرط سے کہ عنان حکومت میرے قبضہ میں رہے سلطان ابوعنان کی امارت کی بیعت کر لی چنانچہ سلطان ابوعنان اپنے لشکر گاہ سے نکل کر مسعود ابن ماسی کے پاس گیا اور اسکے ساتھ ساتھ دارالحکومت میں داخل ہوا مسعود ابن ماسی نے پہلے خود بیعت کی بعد ازاں ارکین دولت و حکومت سے سلطان مذکور کی حکومت و سلطنت کی بیعت لی۔

سلطان ابوعنان کے رکاب میں سلطان ابن احمر کے لشکر کا بھی ایک حصہ تھا جسمیں سلطان ابن احمر کے خادموں میں سے ایک نامور خادم تھا۔ مسعود نے ان سبھوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا۔ سلطان ابن احمر کو اسکی خبر لگی بیحد بیزار ہوا مگر پھر اپنے دل کو تسکین دیکر ابوالعباس کو بسر افسری ایک فوج کے فاس کی جانب براہ دریا روانہ کیا اور سبتہ تک خود بھی پہونچانے کی غرض سے آیا ابوالعباس نے جوں ہی سبتہ میں قدم رکھا مسعود ابن ماسی کی کل فوج نے جو اسوقت سبتہ میں تھی بطیب خاطر سلطان ابوالعباس کی بیعت کر لی۔ سلطان ابن احمر کو اس سے بیحد مسرت ہوئی دو چار روز قیام کر کے غرناطہ کی طرف مراجعت کی اور سلطان ابوالعباس نے فاس کی جانب قدم بڑھایا۔ مسعود بن ماسی کی فوج نے دامن کوہ غمارہ میں تلوار اور نیزوں سے استقبال کیا لشکریوں نے سلطان ابوالعباس سے بلجانے کی بابت سرگوشیاں شروع کیں مسعود بن

Marfat.com

باسی کو اسکا احساس ہو گیا گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا سلطان ابو العباس نے تعاقب کیا اور ایک مقام پر پہونچ کر گھیر لیا تا آنکہ سلطان ابو العباس نے اسکو گرفتار کر کے اسکو اور نیز اسکے سلطان کو قتل کر ڈالا۔ اور بقیہ خاندان ماسی کو بھی طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا کر دیا کسی کو قتل اور کسی کو قید کیا۔ بنو ماسی کی تباہی کے بعد سارا ملک مغرب سلطان مذکور کا مطیع و منقاد ہو گیا اور سلطان ابو العباس جاہ و جلال کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ سلطان ابن احمر نے سبتہ سے اپنے لشکر کو واپس بلا لیا اور اسکی عنان حکومت سلطان ابو العباس کو دوبارہ عنایت کی۔ اسکے بعد سے دونوں میں مراسم اتحاد برابر قائم و جاری رہے۔

ان واقعات کے بعد سلطان ابن احمر بعزت اور توقیر حکومت و سلطنت کرتا رہا اپنے تمام زمانہ حکومت میں پھر کبھی کسی مصیبت اور دشواری میں مبتلا نہیں ہوا مگر بہ استثناء اُس واقعہ کے جو کہ ہمارے کانوں تک پہونچا ہے یہ ہے کہ اس سے شکایت کی گئی تھی کہ اسکا بیٹا ابو الحجاج یوسف بطمع حکومت حملہ کرنے کی تیاری کر رہا ہے اسوقت سلطان ابن احمر اطراف اندلس میں کسی ضرورت سے سفر کر رہا تھا اس خبر کو سنتے ہی اسی وقت ابو الحجاج کو گرفتار کر لیا اور غرناطہ کی جانب واپس آیا بعدہ جب اسکو پورا پورا اور صحیح صحیح حال معلوم ہو گیا اور اسکی بیجرمی ثابت ہو گئی تو فوراً رہا کر دیا اور پہلے سے زیادہ عزت و توقیر کرنے لگا۔ اور ہمکو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جسوقت سلطان ابن احمر غرناطہ سے جبل الفتح کی طرف بغرض دریافت احوال سلطان ابو العباس گیا ہوا تھا اور یہ اِن دنوں جبال غمارہ کے دامن میں مسعود ابن ماسی سے تیغ و سپر ہو رہا تھا۔ یہ خبر پہونچائی گئی کہ اسکے بعض حاشیہ نشینوں نے جو اولاد وزراء سے ہیں یعنی[1] ..... ابن مسعود بلنسی[1] ..... ابن وزیر ابو القاسم بن حکیم وغیرہم نے دھوکا اور دغا دینے کا قصد کر لیا ہے اور مسعود ابن ماسی نے ان لوگوں کو اس امر پر ابھارا ہے اور باہم چند علامتیں جنکو وہ لوگ جانتے ہیں مقرر کر رکھی ہیں۔ پس سلطان ابن احمر نے ان سبھوں کو

نوٹ [1] ۱۲ اصل کتاب میں اسی طرح جگہ خالی ہے۔

Marfat.com

اسی وقت گرفتار کر لیا اور دم بھر کی مہلت اُن کو نہ دی اِنکو اور نیز ان سبھوں کو جنھوں نے اس معاملہ میں سازش کی تھی سزائے موت دی اور غرناطہ لوٹ آیا۔ بعد ازاں اسی جاہ و جلال سے حکمرانی کرتا رہا تا آنکہ ۷۹۳ھ میں سفر آخرت اختیار کیا اسکا بیٹا ابو الحجاج سریر حکومت پر جلوہ افروز ہوا اراکین دولت اور عوام الناس نے امارت و حکومت کی بیعت کی۔ امور سیاست اسکے باپ کا مولیٰ (ازاد غلام) خالد انجام دینے لگا۔ اسکے بھائیوں سعد، محمد اور نصر کو گرفتار کر کے جیل میں ڈالا۔ بحالت قید ان سبھوں نے وفات پائی۔ کسی کا کچھ حال نہیں

بعد ازاں ابو الحجاج سے خالد کی یہ شکایت کی گئی کہ اس نے بسارش یحییٰ بن صانع یہودی طبیب شاہی امارت پناہ کو زہر دینے کا ارادہ کر لیا تھا ابو الحجاج نے اپنی حکومت کے پہلے یا دوسرے سال خالد کو گرفتار کر کے اپنے روبرو قتل کرا دیا طبیب یحییٰ کو بھی گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا اور اسی حالت میں ذبح کر ڈالنے کا حکم دیا ۷۹۴ھ میں یہ بھی رہگرائے عالم آخرت ہوا۔ اسکا بیٹا محمد سریر آرائے حکومت و امارت ہوا اسکی حکومت و سلطنت کے کاروبار کا انصرام محمد خصاصی پہ سالار کرنے لگا جو اسکے باپ کا ساختہ و پرداختہ تھا اِسوقت حکومت اندلسیہ اسی طریقہ پر جاری و قائم ہے۔ واللہ غالب علی امرہ۔

دولت امویہ کے حالات جو کہ دولت عباسیہ کی معاصر اور ہم چشم تھی اور نیز اُن ملوک اندلس کے واقعات جو کہ دولت امویہ کے بعد سریر آرائے حکومت ہوئے تھے ہم تحریر کر چکے اب ہمکو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کسی قدر اُن عیسائی سلاطین کے اخبار بھی معرض تحریر میں لائیں جو جزیرہ اندلس میں مسلمانوں کے ہر طرف سے جوار میں تھے لہذا ہم انکے انساب اور دولت کے حالات کو "مشتے نمونہ از خروارے" مجتمع کر کے پیش کرتے ہیں۔

(مترجم) اندلس کا اخری دور عیسائیوں کا تسلط مسلمانوں کی جلا وطنی

علامہ عبد الرحمٰن ابن خلدون مغربی مؤلف کتاب العبر و دیوان المبتدا و الخبر کے زمانہ تک سرزمین اندلس میں عربوں کی حکومت کا نام و نشان کسیقدر باقی رہگیا

تھا اسوجہ سے اسکو اندلس کی حکومت اسلامیہ کی تباہی عیسائیوں کی چیرہ دستی اور مسلمانوں کے جلاوطنی کے حالات کے تحریر کرنے کی نوبت نہیں آئی۔ پس اگر مترجم بھی اصل کتاب کی تقلید کرتا تو بلحاظ اس امر کے کہ مترجم اُس زمانہ میں سیر دنیا کو آیا ہے جبکہ اندلس میں اسلام کا ایک بھی نام لیوا نہیں باقی رہ گیا تھا اور اندلس میں حکومت اسلامیہ پر عیسائیوں کے ہاتھوں تباہی اور بربادی آچکی تھی ایک بہت بڑا نقص ترجمہ تاریخ میں باقی رہ جاتا اور ناظرین کو اس حسرتناک منظر کے دیکھنے کی تمنا ہی رہ جاتی لہذا مترجم اس کمی اور نقصان کو اور کتب تواریخ سے انتخاب و التقاط کرکے پورا کرتا ہے تاکہ تمہاری آنکھیں اسلام اور اسلامیوں کے اس مدّ جزر کو بھی دیکھ لیں جو سرزمین اندلس میں بحالت غربت ان میں پیدا ہوا تھا۔

ملوک بنو احمر سلاطین غرناطہ کا عہد حکومت اندلس میں مسلمانان عرب کی حکمرانی کی آخری بزم تھی۔ انکے قبضہ میں ملک کا بہت کم حصہ باقی رہ گیا تھا اور یہ بھی کب اور کیونکر انکے ہاتھوں سے چھن گیا اسکو تم آیندہ پڑھو گے بالفعل تم ایک سرسری نظر سے پہلے اس منظر کو دیکھ لو جس میں کہ بلاد اندلس یکے بعد دیگرے مسلمانوں کے قبضہ سے نکل نکل کے صلیبی علم کے تحت میں چلے جاتے ہیں بعد اسکے عبرت کی نگاہوں سے غرناطہ کی حکومت اسلامیہ کی بربادی اور تباہی کو ملاحظہ کرنا۔

عیسیٰ ابن احمد رازی تحریر کرتا ہے کہ عہد گورنری عنبسہ بن سحیم کلبی میں جسوقت کہ مسلمانوں نے سرزمین اندلس پر قبضہ حاصل کرلیا تھا اور عیسائیوں میں انکی مدافعت کی قوت باقی نہیں رہ گئی تھی اور اسلامیوں کی فتحیابی کا سیلاب اربولہ سرزمین فرانس تک پہونچ گیا تھا بلکہ اونہون نے جلیقہ سے بلبونہ کو بھی بزور تیغ تسخیر کرلیا تھا اور سوائے پہاڑی تنگ و تاریک دروں کے کوئی شہر ان حدود میں قبضہ اسلام سے باقی نہ رہا تھا اسوقت ایک بیدین شخص بلالے نامی قوم مفتوح گاتھ کا تیس سو آدمیوں کی جمعیت سے اسی قدرتی قلعہ میں جاکر پناہ گزین ہوا لشکر اسلام اس سے برابر تیغ و سپر ہوتا رہا تا آنکہ اسکے ہمراہی شدت گرسنگی سے مرگئے۔ صرف

تیس مرد اور دس عورتوں کی جمعیت اُسکے پاس باقی رہ گئی عساکر اسلامیہ نے اس قلیل جماعت کو حقیر اور بے اصل تصور کرکے انکے استیصال سے ہاتھ کھینچ لیا اور یہ لوگ اوس تنگ و تاریک غار اور قدرتی سنگین قلعہ میں شہد چاٹ چاٹ کر پلتے رہے یہانتک کہ مسلمانوں کو انکی شورش اور سرکشی نے مجبور اور درماندہ کر دیا۔ اور انکی ایسی قوت بڑہی اور ایسی کثرت ہوئی کہ روز روشن کی طرح اسکو لوگوں نے عیاں دیکھ لیا۔ ۱۲۵ھ میں بلاے مذکور انیس ۱۹ سال اس قسم کی زندگی بسر کرکے مرگیا۔ دو برس اسکے بیٹے نے بھی یوں ہی حکومت کی بعد اسکے اوفونش بن بطیر ان بنی اوفونش کا دادا حکمراں ہوا جسکی حکومت کا سلسلہ اسوقت تک چلا آتا ہے پس انہیں عیسائیوں نے رفتہ رفتہ دشوار گذار کمینگاہوں سے نکل نکل کے جسقدر مقبوضات اسلامی انکے بلاد میں تھے اُنکو پھر واپس لے لیا۔

مسعودی بعد ذکر غزوہ سمور عہد خلافت ناصر کے تحریر کرتا ہے کہ ۳۳۰ھ میں عیسائیوں نے مسلمانوں کے قبضہ سے اُن کل بلاد کو معہ اور دیگر شہروں اور قلعات کے نکال لیا جو کہ ملک فرانس اور شہر ابونہ سے متصل اور ملے ہوئے تھے۔ ۳۳۶ھ میں مسلمانوں کے قبضہ میں۔ ملک اندلس کا شرقی حصہ طرطوشہ سے ساحل بحر روم تک اور پھر طرطوشہ سے شمالاً نہر عظیم نہر لاردہ تک باقی رہ گیا تھا۔

سب کے پہلے عیسائیان فرانس نے اندلس کے بڑے شہروں میں سے جس شہر کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکالا ہے وہ طلیطلہ ہے۔ اوفونش نے اسکو سات برس کے مسلسل محاصرہ کے بعد نصف محرم ۴۷۸ھ تا ۴۷۵ھ میں قادر باللہ ابن ماموں یحییٰ بن ذی النون حکمراں طلیطلہ سے فتح کیا تھا۔ اوفونس نے طلیطلہ پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد اہل شہر کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ شروع کیا علی الخصوص ان لوگوں کے ساتھ فیاضی کرنے لگا جو بطمع مال و زر عیسائی مذہب قبول کرتے جاتے تھے بعض بعض کو بجبر و تعدی عیسائی بنا لیا۔ اس سے مسلمانوں کے قلوب کبیدہ ہو گئے۔ ۱۲

ربیع الاول ۴۹۶ھ میں جامع طلیطلہ کی ہیئت تبدیل کرکے کلیسہ بنائے جانے کا حکم دیا اسکے شاندار میناروں پر صلیب لگائی گئی۔ توحید کی جگہ تثلیث قائم کی گئی اور اذان کے بجائے ناقوس کی آواز بلند ہوئی۔

واقعہ طلیطلہ سے پیشتر عیسائیوں نے ۴۵۶ھ میں بطرنہ پر یلغار کیا تھا اور اسی سنہ میں بلنسیہ بھی مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گیا تھا۔ جسوقت عیسائیوں نے بلنیہ کا محاصرہ کیا اور اہل بلنسیہ اپنے ملک و دین کی حمایت پر کمربستہ ہوکر میدان جنگ میں آگئے عیسائیوں نے باظہار اس امر کے کہ ہمکو بلنسیہ کے محاصرہ میں سخت غلطی واقع ہوئی اور ہم میں اہل بلنسیہ کی لڑائی کا یارا نہیں ہے اہل بلنسیہ کو براہ مکر و فریب اپنے لشکر گاہ میں ملنے جلنے کو بلایا اور جب اہل بلنسیہ معہ اپنے امیر عبدالعزیز بن ابی عامر عیسائی لشکر گاہ کے قریب پہونچے تو عیسائیوں نے کمینگاہ سے نکل کر کسی کو قید کسی کو قتل کرنا شروع کیا معدودے چند جنکی موت کا وقت نہیں آیا تھا بچ رہے امیر عبدالعزیز نے بہزار خرابی اپنی جان بچائی مگر بلنسیہ قبضہ اسلام سے نکل کر صلیبی گروہ کے پنجہ میں جا پھنسا۔ بعد اسکے مسلمانوں نے پھر واپس لے لیا تا آنکہ عیسائیوں نے بدفعات رد و بدل کے بعد یوم سہ شنبہ سترہویں صفر ۶۳۶ھ میں بلنسیہ پر پھر قبضہ کرلیا۔ اسکے بعد پھر مسلمانوں کو بلنسیہ میں قدم رکھنا نصیب نہیں ہوا۔

ابن حیان لکھتا ہے کہ اردولیش عیسائی نے ۴۵۶ھ میں بیشتر قصبہ شہر برطانیہ پر جوکہ سرقسطہ کے قریب تھا فوج عظیم سے چڑھائی کی۔ یوسف بن سلیمان بن ہود کسی وجہ سے اسکی حمایت کی طرف مصروف و متوجہ نہو سکا۔ اہل شہر نے اپنی آپ حمایت کرنے پر آمادگی ظاہر کی چالیس یوم تک عیسائی محاصرہ کئے رہے اس اثنا میں بیرونی امداد نہ پہونچنے اور غلہ و رسد کی کمی سے اہل شہر میں نفاق پھیل چلا کسی ذریعہ سے عیسائیوں کو اسکی خبر لگ گئی حصار اور جنگ میں سختی سے کام لینے لگے بالآخر عیسائیوں نے اہل شہر کے باہمی

نفاق اور نزاع سے فائدہ اٹھالیا اور پانچ ہزار زرہ پوش جنگی سواروں سے بیرون بلدہ تک پہونچ گئے اہل شہر پر بیحد خوف طاری و غالب ہوا اندرون شہر مین قلعہ بند ہوگئے دونوں فریق میں گھمسان لڑائی ہوئی پانچ سو عیسائی مارے گئے۔ اتفاق سے قناۃ[1] میں جسکے ذریعہ سے شہر میں نہر سے زمین کے اندر اندر پانی آتا تھا ایک بڑا ٹکڑا پتھر کا گر گیا جسکی وجہ سے پانی کا آنا شہر میں بند ہو گیا اہل شہر نے شدت تشنگی سے تنگ آکر صرف اپنی جانوں کی امان طلب کی چنانچہ عیسائیوں نے امان دی پس مبب اہل شہر اپنا کل اثاثہ اور مال و زر چھوڑ کر شہر سے باہر آئے تو عیسائیوں نے بدعہدی سے سبھوں کو کمال بے کسی سے تہ تیغ کیا۔ قائد بن طویل اور قاضی بن عیسیٰ معہ معدودے چند رؤسار کے اس خوفناک واقعہ سے جاں بر ہوئے۔ بیشمار مال و اسباب عیسائیوں کے ہاتھ لگا۔ اس واقعہ میں تقریباً ایک لاکھ مسلمان قتل اور قید کئے گئے عیسائیوں نے کوئی دقیقہ ظلم و ستم کا فروگذاشت نہیں کیا طرح طرح کے وحشیانہ حرکات کئے جو ہمارے تاریخی صفحات آجتک خالی ہیں پھر ۵۱۲ھ کے ماہ رمضان میں چارشنبہ کے دن سرقسطہ بھی مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گیا۔

ابن الیسع لکھتا ہے کہ دشمنان اسلام نے شہر نطیلہ اور نیز طرسونہ پر ۵۲۴ھ میں مسلمانوں سے قبضہ حاصل کیا تھا پھر ۶۲۹ھ میں عیسائیوں نے ماردہ کو محمد بن ہود کے قبضہ سے نکالا۔ اسکے عہد میں مصائب اور نوائب کے دروازے کھلے۔ بعدہ ۵۲۷ھ میں جزیرہ میورقہ پر عیسائیوں نے قبضہ کرلیا ابن ابار تحریر کرتا ہے کہ یہ سانحہ افسوسناک یوم دوشنبہ چودھویں[14] صفر سنہ مذکور میں واقع ہوا تھا۔ یوم یکشنبہ ماہ شوال ۶۳۳ھ تا ۶۳۶ھ

---

[1] القناۃ کظیمۃ تحفر فی الارض یجری فیہا الماء (کظیمۃ اسکو کہتے ہیں جو کہ زمین کے اندر پانی کے اجرا کے لئے بنایا جاوے) اور کظامہ اُس کنوئیں کو کہتے ہیں جو دوسرے کنوئیں کے مقابلہ میں کھودا جاتا ہے اور ان دونوں میں اسکے اندر اندر پانی آنے جانے کا راستہ رہتا ہے۔ اقرب الموارد

Marfat.com

میں دشمنان اسلام نے دار الاسلام قرطبہ کو تاخت و تاراج کیا اور یوم شنبہ دسویں شوال ۶۶۵ھ یا ۶۶۸ھ میں مرسیہ پر قابض ہوئے ۶۳۷ھ میں واقعہ قنندہ پیش آیا بیس ہزار مسلمان کھیت رہے اور عیسائیوں نے قنندہ پر قبضہ کر لیا۔ میورقہ پر قبضہ کر کے عیسائیوں نے جزیرہ میورقہ کی طرف پیشقدمی شروع کی اور تھوڑے دنوں کے جد و جہد سے ۶۲۷ھ میں قابض ہو گئے بعد ازاں جزیرہ شقر کو بصلح و امان ۶۳۹ھ میں لے لیا۔ الغرض یوں ہی رفتہ رفتہ عیسائیوں نے ماہ رمضان ۶۴۵ھ تک کل بلاد شرقی اندلس پر مسلمانوں سے قبضہ حاصل کر لیا کسی پر بہ مکر و فریب قبضہ پایا اور کسی پر بزور تیغ۔ اور کسی پر بہ امان و صلح، امراء اسلام اسوقت خود غرضیوں میں مبتلا تھے ایک کو دوسرے کے ساتھ کوئی ہمدردی باقی نہ رہ گئی تھی تعلیم قرآن اور ارشادات نبی صلعم کو نسیاً منسیاً کر دیا تھا یہی وجہ تھی اور یہی سبب تھا کہ یہ انہیں کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہو رہے تھے جسکو انہوں نے قبل اسکے سر کیا تھا۔ اسی ۶۴۵ھ یوم دوشنبہ پانچویں شعبان میں عیسائیوں نے اشبیلیہ پر فوج کشی کی اور ایک برس پانچ ماہ کامل محاصرہ کے بعد بصلح مفتوح کر لیا۔ صلح کیا تھی حقیقت میں دھوکا تھا فریب تھا جسکو صلح کا لباس پہنایا گیا تھا۔

الحاصل جسوقت ملک اندلس کے بڑے بڑے شہروں جو بجائے خود ایک ایک صوبہ تھے مثلاً قرطبہ، اشبیلیہ، طلیطلہ اور مرسیہ پر عیسائیوں نے قبضہ کر لیا اہل اسلام ہر چہار طرف سے سمٹ کر غرناطہ، مریہ اور مالقہ میں چلے آئے۔ مملکت اسلامیہ وسیع ہو جانے کے بعد پھر چھوٹے پیمانے پر ہو گئی اور دشمنان اسلام وقتاً فوقتاً یکے بعد دیگرے اسلامی شہروں اور قلعوں کو اپنے حرص و آز کا لقمہ بناتے جاتے تھے۔ اس چھوٹے سے قطعہ ملک پر جو عیسائیوں کے دست برد سے بچ رہا تھا ملوک بنی احمر قابض و متصرف تھے اور وہی اسوقت دشمنان اسلام سے تیغ و سپر ہو رہے تھے۔ ہر وقت ہر لحظہ دشمنوں کا خطرہ پیش نظر رہتا تھا۔ کبھی شیر وغا ہو کر عیسائیوں سے لڑنے کو میدان جنگ میں آجاتے تھے اور جب کبھی کمزور پڑے

Marfat.com

تھے تو ملوک فاس بنی مرین سے امداد کے خواستگار ہوتے تھے۔ آٹھویں صدی ہجری میں عیسائیوں نے اس پر بھی دانت لگایا اور فوجیں فراہم کرکے چڑھ آئے سلطان غرناطہ نے شیخ ابو اسحاق بن ابو العاص، شیخ ابو عبداللہ طنجانی اور شیخ ابن الزیات بلشی کو سلطان مغرب بنو مرین کی خدمت میں استمداد کی غرض سے روانہ کیا۔ ان لوگوں کی روانگی کے بعد عیسائیوں کا ٹڈی دل لشکر غرناطہ پر آپہونچا۔ تیس ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے تھے۔ اتفاق سے سلطان مغرب نے سلطان غرناطہ کی استدعا کو قبولیت کا درجہ عنایت نہ کیا مگر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے عیسائیوں کو ہزیمت دی۔ اس واقعہ کے بعد عیسائیوں نے چند دنوں کے لئے اپنے ہاتھ پاؤں سمیٹ لئے اور اوسوقت کا انتظار کرنے لگے جو کہ عام طور سے ہر حکومت و سلطنت کو زمانہ مدید کے بعد عارض ہوا کرتا ہے۔

سلطان ابو الحسن علی بن سعد نصری غالبی احمری کے عہد حکومت میں مسلمانان اندلس پھر متفق الکلمہ ہوگئے اگرچہ قبل اسکے کچھ دنوں کے لئے اسکے بھائی ابو عبداللہ محمد بن سعد معروف بہ "زغل" کی امارت و حکومت کی مالقہ میں بیعت لی گئی تھی اور عیسائی سرداروں نے ان دونوں بھائیوں کو بھڑکا کر اپنا الو سیدھا کرنا چاہا تھا مگر زغل ان چالوں کو سمجھ گیا مالقہ سے اپنے بھائی ابو الحسن کے پاس چلا گیا۔ اور اہل مالقہ نے سلطان ابو الحسن کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ آتش فتنہ و فساد جسکو عیسائی امرا مشتعل کر رہے تھے فرو ہوگئی۔ سلطان ابو الحسن نے نہایت استقلال کے ساتھ بلاد اندلس کے اسقدر حصہ ملک پر جو مسلمانوں

لہ سلطان ابو الحسن آخری فرمانروائے غرناطہ سلطان ابو عبداللہ کا باپ تھا اور سلطان سعد بن امیر علی بن سلطان یوسف بن سلطان محمد الغنی باللہ مخلوع بن سلطان ابو الحجاج کا بیٹا تھا۔ سلطان محمد بن سلطان ابو الحجاج تک کے حالات تم ترجمہ تاریخ میں پڑھ آئے ہو۔ سلطان محمد الغنی باللہ مخلوع سے سلطان ابو الحسن تک کے سلاطین غرناطہ کچھ ایسی حالت میں مبتلا ہے کہ انکا عدم و وجود دونوں برابر تھا اسوجہ سے ان لوگوں کے ذکر سے اعراض کیا گیا۔ ۱۲ منہ

کے قبضہ میں باقی رہ گیا تھا حکمرانی شروع کی۔ فوجیں بڑھائیں دائرہ حکومت وسیع کیا وقتاً فوقتاً دشمنان اسلام پر بقصد جہاد فوج کشی کی۔ چنانچہ قرب وجوار کے عیسائی سلاطین نے بخوف جنگ مصالحت کا پیام دیا۔ اور اسکے رعب وداب سے مرعوب اور خائف ہوگئے۔ تھوڑے دنوں کے بعد اُدھر عیسائیوں میں نفاق پیدا ہوگیا بعض نے خود سری کے جوش میں حکومت قرطبہ پر قبضہ کرلیا اور بعض نے اشبیلیہ کو دبالیا اور بعض نے سرئش کو اپنا دارالحکومت بنالیا اِدھر سلطان ابوالحسن بھی لذات دنیا اور تعیش میں منہمک ہوگیا۔ جہاد سے دست کش ہوگیا۔ فوج کی طرف توجہ کم کردی ملک کا نظم ونسق وزیروں کے حوالہ کردیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بدنظمیاں بڑھیں، مظالم بڑھے، خواص اور عوام کو ناراضی پیدا ہوگئی۔ علاوہ بریں اکثر بڑے بڑے جنگ آور سورما سپہ سالاروں کو اس زعم فاسد کے بنا پر کہ اب عیسائی سلاطین بوجہ معاہدہ مصالحت حملہ آور نہوں گے اور آیندہ کسی قسم کی لڑائی نہوگی قتل کرڈالا اتفاق سے اسی زمانہ میں والی قشتالہ بعد متعدد لڑائیوں کے کلی بلاد قشتالہ کو سرکرلیا اور اس نااتفاقی اور نفاق کو اسنے دور کرکے پھر سبھوں کو متحد اور متفق الکلمہ بنادیا اس سے عیسائیوں کی قوت بڑھ گئی اور وہ پھر فتنہ انگیزی اور بلاد اسلامیہ پر قابض ہونے کی کوشش کرنے لگے۔ سلطان ابوالحسن کی دو بیویاں تھیں ایک تو اسکے چچا ابوعبداللہ ایسر کی لڑکی تھی جسکے بطن سے محمد اور یوسف دو بیٹے تھے اور دوسری بیوی عیسائی رومیہ عورت تھی اسکے بطن سے بھی لڑکے تھے ابوالحسن کا طبعی میلان اسی دوسری بیوی کی جانب تھا اور اسکو وہ اپنی پہلی بیوی سے جو کہ اسکی بنت العم (چچا کی لڑکی) تھی زیادہ عزیز اور محبوب رکھتا تھا اندیشہ یہ ہوا کہ مبادا سلطان ابوالحسن رومیہ عیسائیہ عورت کی اولاد کو بحر دمی اولاد زوجہ اولیٰ جو کہ مسلمہ اور حرہ ہے سریر وتاج کا مالک نہ بنادے اس سے امراء دربار میں اسوجہ سے کہ بعض کا میلان دوسری بیوی کی اولاد کی طرف تھا اور بعض کا رجحان

Marfat.com

پہلی بیوی کی اولاد کی جانب تھا سنا فرت اور فتنہ وفساد برپا ہوگیا ان لوگوں کا ایک بربری قبیلہ زوجہ اولیٰ کا طرفدار ہوا اور قرطبہ کا ایک قدیم خاندان بنی سراج رویہ بیوی کا حامی ہوا۔ دونوں فریق میں لڑائی کی چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی آخرالامر موخرالذکر فرقہ کو اپنے ارادوں میں ناکامی ہوئی اور اسکے سردار و سرغنہ نہایت بیرحمی سے الحمرا کے ایک ایوان میں قتل کئے گئے جو اسوقت تک مقتولین کے نام سے معروف ومشہور چلا آتا ہے۔ عیسائی سلاطین کو ان واقعات کی خبر لگی تو انہوں نے اس نااتفاقی اور دولت اسلامیہ کی کمزوری سے فائدہ اٹھانیکی کوشش کی چنانچہ اونہوں نے فوجیں فراہم کرکے پہلے حمہ کی جانب قدم بڑھایا اور براہ مکر وفریب زنانہ مصالحت میں والی قاوش کے ہاتھ سے ۸۸۷ھ ۱۴۸۲ء میں اسکو لے لیا بعدازاں اسکے قلعہ کی طرف بڑھے اور اسپر بھی قبضہ کرکے شہر کا قصد کیا اہل شہر کو اس ٹڈی دل فوج کے آنے کی کوئی خبر نہ تھی اور وہ لوگ خواب غفلت میں پڑے ہوئے سو رہے تھے۔ عیسائیوں نے ان پر دفعۃً حملہ کرکے قتل وغارت کا بازار گرم کر دیا پس جس کی عمر کا لبریز جام ہوگیا تھا اس نے شربت شہادت نوش کیا اور باقی ماندگان اپنے مال واسباب کو چھوڑ کر شہر سے بھاگ کھڑے ہوئے عیسائیوں نے شہر اور نیز اُس پر جو کہ شہر میں تھا بلا تردد قبضہ کر لیا۔ اہل غرناطہ کو اس سانحہ افسوس ناک کی اطلاع ہوئی تو سب کے سب کمربستہ ہوکر عیسائیوں کی مدافعت کی غرض سے نکل پڑے۔ ان عیسائیوں کی تعداد جنکا تذکرہ تم اوپر پڑھ آئے ہو دس ہزار تھی جسمیں کچھ سوار تھے اور کچھ پیادہ۔ عیسائی مال واسباب لیکر شہر سے نکل رہے تھے کہ اتنے میں اہل غرناطہ پہونچ گئے عیسائی لوٹ کر شہر میں داخل ہوگئے اور مسلمانوں نے محاصرہ کرلیا۔ بعد اسکے مسلمانان اندلس یلغار کرکے حمہ (حمہ) پر چڑھ آئے۔ رسد وغلہ اور پانی کی آمد ورفت بند کر دی۔ پھر جاسوسوں نے خبر دی کہ عیسائیوں کا جم غفیر اُن عیسائیوں کی کمک پر آرہا ہے جو کہ حامہ میں محصور

ہیں۔ مسلمانوں نے یہ خبر پاکر محاصرہ اُٹھا لیا اور اس فوج کی جانب بڑھے جو اہل حامہ کی حمایت پر آرہے تھے عیسائیوں نے یہ سنکر بلا جدال و قتال اُلٹے پاؤں مراجعت کی۔ عیسائیوں کے اس گروہ کا سردار والی قرطبہ تھا۔ اسکے بعد والی اشبیلیہ نے عیسائی مجاہدوں کا ایک بہت بڑا گروہ مجتمع کیا جسکی تعداد کئی ہزار تھی اور ان کو مرتب کرکے عیسائیاں مقیمین حامہ کی مدد کو آپہونچا۔ اسوقت مسلمانوں کا لشکر اسباب جنگ لینے اور رسد و غلہ کے انتظام کی غرض سے غرناطہ میں واپس آگیا تھا۔ نو وارد عیسائیوں کو شہر میں داخل ہونے کا موقع مل گیا چنانچہ ان لوگوں نے شہر میں داخل ہوکر شہر کو خالی کر دینے اور مقام کرنے کی بابت باہم مشورہ کیا اور جب قیام کرنے کی رائے ہوگئی تو کل اُن چیزوں کو کافی طور سے فراہم کرلیا جسکی وقتاً فوقتاً اُن کو ضرورت ہوا کرتی تھی بعدہ والی اشبیلیہ نے اپنے لشکر کو حامہ میں چھوڑکر مراجعت کی اور ان کو بہت سا مال واسباب دے گیا۔ اسکے بعد ہی مسلمانان غرناطہ پھر اسکے حصار کو آئے اور نہایت سختی کے ساتھ محاصرہ ڈالا۔ اور اُس سمت سے داخل ہونے کا قصد کیا جس طرف سے محصور عیسائی غافل و بے پروا تھے مگر جوں ہی مسلمانوں کا ایک گروہ اس جانب سے داخل ہوا فتحمندی نے ان لوگوں سے منہ موڑ لیا عیسائیوں کو ان لوگوں کے آنے کی خبر ہوگئی مجبوراً مسلمانوں کو لوٹنا پڑا۔ عیسائیوں نے بعضوں کو پہاڑ سے نیچے گرا دیا اور اکثر کو قتل کر ڈالا ان لوگوں میں زیادہ بسطہ اور وادی آش کے رہنے والے تھے۔ اس واقعہ سے مسلمانوں کی کمر ہمت ٹوٹ گئی اور انکی امیدیں حامہ کی واپسی کی منقطع ہوگئی۔ ماہ جمادی الاولی ۸۸۶ھ ۱۴۸۱ء میں یہ خبریں مسموع ہوئیں کہ والی قشتالہ بہت بڑی فوج سے بلاد اسلامیہ پر چڑھ آیا ہے چنانچہ اسلامی فوجیں غرناطہ میں آکر فراہم ہونے لگیں آپسمیں عیسائیوں کے مقابلہ کی بابت صلاح و مشورے ہونے لگے، اس اثنا میں یہ اطلاع پہونچی کہ عیسائیوں نے لوشہ پر پہونچ کر محاصرہ ڈالدیا ہے اور اسکو مفتوح کرکے حامہ میں

Marfat.com

ملحق کیا چاہتے ہیں عساکر اسلامیہ کے ایک گروہ نے عیسائیوں پر حملہ کیا۔ لیکن بہت جلد ناکامی کے ساتھ پسپا ہونا پڑا۔ عیسائیوں نے انمیں سے اکثر کو گرفتار کرلیا۔ بعد ازاں اہل غرناطہ کی ایک دوسری جماعت نے عیسائیوں پر حملہ کیا اور ان سے ایسی چھیڑ چھاڑ کی کہ مجبوراً عیسائیوں کو اپنے لشکر گاہ سے باہر آنا پڑا مسلمانوں نے کمینگاہ سے نکل کر ایسا شدید اور ناقابل برداشتنی حملہ کیا کہ عیسائی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھاگئی بہت سا پکا پکایا کھانا، غلہ اور آلات حرب چھوڑ کر بھاگ نکلی جس پر مسلمانوں نے قبضہ کرلیا یہ واقعہ ماہ جمادی الاولی سنہ مذکور کا ہے۔ انہیں دنوں امیر ابو عبداللہ محمد اور ابو الحجاج یوسف نے اپنے باپ سلطان ابو الحسن کے خوف سے بھاگ کر وادی آش میں جاکے دم لیا۔ اہل وادی آش نے دونوں شاہزادوں کی امارت کی بیعت کرلی بعد ازاں اہل مریہ، بسطہ اور غرناطہ نے بھی انکے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکادی اور بوڑھے باپ سلطان ابو الحسن نے مالقہ میں جاکر پناہ لی۔ اس نفاق اور نزاع باہمی کا نتیجہ یہ پیدا ہوا کہ ماہ صفر ۸۸۸ھ ۱۴۸۳ء میں عیسائی سلاطین نے اسی ہزار کی جمعیت سے مالقہ اور ہلش کا قصد کیا سلاطین اشبیلیہ، سریش، انجہ، اور انتیقرہ معہ اپنی اپنی فوجوں کے اس جنگ میں شریک ہونے کو آئے ہوئے تھے مسلمانان بلش اور مالقہ مجتمع ہوکر دشمنان اسلام کی مدافعت کو نکلے اور کمال مردانگی سے ہر مورچہ پر عیسائیوں کو شکست فاش دی سلطان ابو الحسن اسوقت منکب کی طرف چلا گیا تھا اسکا بھائی ابو عبداللہ محمد معروف بہ زغل مالقہ میں موجود تھا۔ اسی کی سپہ سالاری سے نامی نامی سورما میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے تقریباً تیس ہزار عیسائی قتل اور دو ہزار قید کئے گئے جنمیں والی اشبیلیہ والی شریش اور حکمران انتقیرہ وغیرہم معہ اور تیس سرداروں کے گرفتار ہوآئے تھے بیحد مال و اسباب عساکر اسلامیہ کے ہاتھ لگا۔ اس واقعہ کے بعد ہی اہل مالقہ نے

بلاد نصاریٰ پر بقصد جہاد فوج کشی کی اس مہم کا ناکامی پر خاتمہ ہوا اکثر سپہ سالاران عرب اندلس شہید ہوئے۔

اسی زمانہ سے غرناطہ کی حکومت دو حصوں پر منقسم ہوگئی۔ نصف پر سلطان ابوعبداللہ بن سلطان ابوالحسن قابض ہوا اسکے قبضہ میں غرناطہ، مریہ، بسطہ اور اسکے مضافات رہے اور سلطان ابوالحسن مالقہ اور بلاد غربیہ پر حکمراں ہوا۔ اگر یہ دونوں باپ اور بیٹے اس قدرتی تقسیم پر قانع ہو کر اپنے کو دشمنان اسلام کے پنجہ غضب سے بچاتے تو عجیب نہ تھا کہ اندلس سے مسلمانوں کی جلاء وطنی کی نوبت نہ آتی مگر تقدیر الٰہی اسکے خلاف تھی سلطان ابوالحسن نے منکب اور اسکے اطراف کی جانب قدم بڑھایا اور اسکا بیٹا سلطان ابوعبداللہ غرناطہ اور جہت شرقیہ کی فوجیں لے کے اپنے باپ سے جنگ کرنے کو چڑھ آیا مقام دب میں دونوں فریق نے صف آرائی کی اس معرکہ میں سلطان ابوعبداللہ کو ہزیمت ہوئی بعد اسکے سلطان ابوعبداللہ نے یہ خبر پاکر کہ میرے چچا زغل نے عیسائیوں سے ایک بہت بڑا میدان جیتا ہے اور بیحد مال غنیمت اسکے ہاتھ لگا ہے بقصد جہاد فوجیں آراستہ کیں غرناطہ اور بلاد شرقیہ کے مسلمانوں کو مسلح اور مرتب کر کے ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں بلاد عیسائیہ پر چڑھائی کر دی چنانچہ قتل و غارت کرتا ہوا اطراف لشانہ تک پہنچ گیا۔ بہت سے عیسائیوں کو قتل اور بہتوں کو قید کر لیا۔ ان واقعات کی اطلاع عیسائی سلاطین کو ہوئی تو وہ سب کے سب مجتمع ہو کر بسرافسری اپنے نامور بادشاہ قیرہ سلطان ابوعبداللہ اور بلاد اسلامیہ کے درمیان میں حائل ہوگئے۔ مسلمانوں کو سخت مشکل کا سامنا ہوگیا نہ تو اپنے ملک میں ان عیسائیوں کے درمیان میں حائل ہو جانے کے سبب سے واپس آسکتے تھے اور نہ آگے بڑھ سکتے تھے عیسائیوں نے ہر چہار طرف سے گھیر کر قتل و قید کرنا شروع کر دیا۔ بدنصیبی سے سلطان ابوعبداللہ بھی قید ہو گیا

مگر کسی کو اسکا شعور نہوا ہنگامہ جنگ فرو ہونے پر والی نشانہ نے سلطان ابو عبداللہ کو پہچان لیا بادشاہ قبرہ نے والی نشانہ سے سلطان ابو عبداللہ کے لینے کی خواہش کی والی نشانہ مع سلطان ابو عبداللہ کے بادشاہ کسٹائیل (قشتالہ) کے پاس بھاگ گیا بادشاہ قشالہ نے والی نشانہ کی بیحد عزت کی اور اُسکو اپنے کل پہ سالاروں کی افسری عنایت کی۔ جب کبھی لشکر کشی کرتا تو والی نشانہ کو بطور حُسن تفاول کے اسکو فوج کا سردار مقرر کرکے بھیجتا تھا۔

سلطان ابو عبداللہ کی گرفتاری کے بعد سرداران غرناطہ اور امرایان اندلس مجتمع ہوکر مالقہ میں سلطان ابوالحسن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُسکو مالقہ سے غرناطہ میں لائے حکومت وسلطنت کی اسکے ہاتھ پر بیعت کی حالانکہ سلطان ابوالحسن میں اسوقت حکمرانی کی قابلیت باقی نہیں رہ گئی تھی صرع (مرگی) یا صرع کی طرح کوئی عارضہ اُسکو لاحق ہوگیا تھا۔ بصارت بھی جاتی رہی تھی مگر پھر بھی اس آخری دور میں اسنے قلعہ الحمرا کے شاندار برجوں پر اپنی حکومت وامارت کا جھنڈا نصب کیا مگر جب اس سے کام نہ چل سکا تو اپنی معزولی کا اعلان کرکے اپنے بھائی ابو عبداللہ معروف بہ زغل کو تاج وتخت حکومت حوالہ کردیا اور خود منکب میں جاکے فروکش ہوگیا تا آنکہ بارحیات سے سبکدوش ہوکر راہی ملک آخرت ہوا اور سلطان ابو عبداللہ معروف بہ زغل حکمرانی کرنے لگا اسوقت تک سلطان ابو عبداللہ بن سلطان ابوالحسن بدستور دشمنان اسلام کے یہاں قید میں تھا۔

پھر ماہ ربیع الآخر ۸۹۰ھ / ۱۴۸۵ء میں عیسائیوں نے بہت بڑی جمعیت سے اطراف مالقہ پر چڑھائی کی اور ماہ جمادی الاولیٰ سنہ مذکور میں رندہ کا قصد کیا۔ انیسویں شعبان سنہ مذکور میں والی غرناطہ نے بعض قلعات کی درستی کی غرض سے کوچ کیا بائیسویں شعبان کو عیسائیوں سے مڈبھیڑ ہوگئی سخت اور خونریز جنگ کے بعد عیسائیوں کو ہزیمت ہوئی بہت سا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا الات حرب اور رسد وغلہ کی کوئی انتہا نہ تھی مسلمانوں نے کل مال غنیمت کو قلعہ میں لیجاکر رکھدیا اور اطمینان کے ساتھ بیٹھ رہے۔ ماہ رمضان

Marfat.com

تک کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہیں ہوئی بعد ازاں عیسائیوں نے قلعہ قنبیل پر پہونچکر محاصرہ ڈالدیا محصوروں نے اس امر کا احساس کرکے کہ اب اس قلعہ کو عیسائیوں سے بچانا دشوار ہے امان طلب کی اور معہ اہل و عیال اور مال و اسباب کے قلعہ کو دشمنان اسلام کو حوالہ کرکے نکل کھڑے ہوئے۔ اہل قلعہ کے نکلتے ہی قرب و جوار کے کل باشندوں میں ہل چل سی پڑ گئی اور وہ سب بھی اپنا بھرا پُرا گھر بار چھوڑ کر بخوف جان و عزت بھاگ نکلے۔ دشمنان اسلام نے متعدد قلعات مثلاً قلعہ مشاقہ اور قلعہ لوزہ وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔ اور بلاد اسلامیہ پر آئے دن طرح طرح کی مصیبتیں ڈالنے لگے۔ اسوقت ایسا کوئی شہر نہ تھا کہ یہ اس طرف گئے ہوں اور اسکا استیصال نہ کیا ہو یا جس جانب کا قصد کیا ہو اور اس جانب والوں نے ان کی اطاعت نہ کی ہو۔ اقبال انکے آگے تھا اور فتحمندی انکے رکاب میں تھی۔ باوجود اس قوت و شوکت کے عیسائیوں نے ایک چلتا ہوا فقرہ یہ تصنیف کیا کہ سلطان ابو عبداللہ کو جو انکے قید میں تھا اور کٹھ پتلی کی طرح اُن کے اشاروں پر تماشے کرنے لگا تھا مال و اسباب اور خلعت و فوج دیکر شرقی بسطہ کی جانب رخصت کیا اور یہ اعلان کرادیا کہ مسلمانوں میں سے جو شخص سلطان ابو عبداللہ کے علم حکومت کے تحت میں آجائیگا اور اہل بلاد اسلامیہ سے جو جو اُسکے مطیع ہوں گے وہ سب کے سب اُس مصالحت اور عہد میں داخل ہونگے جو ما بین سلطان ابو عبداللہ اور عیسائی سلاطین کے ہوا ہے۔ سلطان ابو عبداللہ عیسائی سلاطین سے رخصت ہوکر پہلے بلش کی طرف آیا اہل بلش اس ظاہری مژدہ سے محظوظ ہوکر سلطان ابو عبداللہ کے علم حکومت کے مطیع ہوگئے تمام کوچہ اور بازاروں میں امان کی منادی کرائی گئی۔ لوگ جوق جوق سلطان ابو عبداللہ کے ہاتھ پر بیعت کو آنے لگے رفتہ رفتہ اسکا اثر سرزمین بیازین (غرناطہ کے مضافات) تک پہونچا۔ باشندگان غرناطہ دو فرقہ پر منقسم ہوگئے کچھ لوگوں نے بوجہ صلح پسندی اور حکومت اسلامیہ کے ضعیف ہوجانے کے سلطان

Marfat.com

ابو عبداللہ کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور بعض نے اس سے اختلاف کیا۔ باہم اسقدر نفاق بڑھا کہ ایک دوسرے کی بربادی کی فکریں کرنے لگا۔ اہل قلعہ نے اہل بیازین پر پتھر برسائے اور اہل بیازین نے بھی اسکا جواب ترکی بہ ترکی دیا۔ غرض ان عاقبت اندیشوں نے باہم کشت وخون کر کے مجموعی قوت کو رفتہ رفتہ سلب کر لیا اور عیسائیوں کو اپنے ملک پر قبضہ کر لینے کا خاصہ موقع دیدیا۔ اس بربادکن واقعہ کی تیسری ربیع الاول سنہ ۸۹۱ھ / ۱۴۸۶ء سے بنا پڑی اور مسلسل نصف جمادی الاولیٰ سنہ مذکور تک یہ فتنہ وفساد جاری و قائم رہا۔ اس اثنار میں یہ خبر مسموع ہوئی کہ سلطان ابو عبداللہ جسکے علم حکومت کی اطاعت اہل بیازین نے قبول کی تھی لوشہ کی جانب آیا ہے اور لوشہ میں اس امید سے داخل ہوا ہے کہ اس سے اور اسکے چچا زغل والی قلعہ غرناطہ سے بایں شرط مصالحت ہو جائیگی کہ زمام حکومت اسکے چچا زغل کے قبضہ اقتدار میں رہے اور اسکا بھتیجہ ابو عبداللہ اسکے تخت حکومت اور سایہ عاطفت میں جس مقام پر چاہے یا کہ لوشہ ہی میں حکمرانی کرے اور بمقابلہ دشمنان اسلام دونوں مجموعی قوت سے میدان جنگ میں آئیں۔ اہل غرناطہ اسی خوش کن خیال میں مستغرق تھے کہ والی قشتالہ (کسٹائیل) عظیم فوج لے کے لوشہ پر یلغار کر کے آپہونچا جہاں کہ سلطان ابو عبداللہ آیا ہوا تھا اور نہایت حزم واحتیاط سے محاصرہ کر لیا اہل غرناطہ وغیرہ اس خیال سے کہ مبادا اسمیں کوئی چال نہو اہل لوشہ کی اعانت پر نہ آئے صرف چند لوگ بیازین کے جو کہ پہلے سے بقصد جہاد آئے ہوئے تھے لوشہ کے بچانے کو لوشہ میں موجود تھے! اہل لوشہ میں اسقدر قوت کہاں تھی کہ وہ اپنے آپ حفاظت کر سکتے مجبور ہو کر والی قشتالہ سے اپنے جان ومال اور اہل وعیال کی امان حاصل کر کے لوشہ کو فریق محاصر کے حوالہ کر دیا چنانچہ والی قشتالہ نے چھبیسویں جمادی الاولیٰ سنہ ۸۹۱ھ / ۱۴۸۶ء میں لوشہ پر قبضہ کر لیا اور اہل لوشہ ہجرت کر کے غرناطہ چلے گئے۔ سلطان ابو عبداللہ لوشہ ہی میں مقیم رہا اس سے اہل غرناطہ کو کامل یقین ہو گیا کہ لوشہ پر عیسائیوں کا

قبضۂ سلطان ابو عبد اللہ کی سازش سے ہوا ہے اور یہ لوشہ میں عیسائیوں کو قبضہ دلانے ہی کی غرض سے آیا تھا۔ اہل بیازین اور غرناطہ والوں سے اس بابت بحث و مباحثہ ہوا جس سے وہ راز جو دلوں میں پوشیدہ تھا ظاہر ہو گیا۔ لوشہ پر قبضہ حاصل کر کے والی قشتالہ معہ سلطان ابو عبد اللہ کے اپنے دار الحکومت واپس گیا۔ پندرہویں جمادی الثانیہ سنہ مذکور میں والی قشتالہ نے بیرہ کی جانب قدم بڑھایا۔ اور اسکے شہر پناہ کی فصیل کو ایک جانب سے توڑ ڈالا اہل بیرہ نے گھبرا کر بخوف جان امان طلب کی اور شہر کو والی قشتالہ کو حوالہ کر کے غرناطہ چلے آئے۔ بعد اسکے قلعہ شلین کے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آیا اہل قلعہ نے پہلے بہت کچھ ہاتھ پانوں مارے۔ لیکن قضاء و قدر کو ان کی فتحیابی منظور نہ تھی اپنے ہر ارادوں میں ناکام رہے اور آخرکار قلعہ کی کنجیاں عیسائیوں کو حوالہ کر کے غرناطہ چلے آئے۔ اہل قلبنیرہ نے بلا جد و جہد بغیر کسی لڑائی کے گردن اطاعت جھکا دی اور حملہ آور فریق کو قلبنیرہ سپرد کر کے غرناطہ کی جانب نکل کھڑے ہوئے۔ ان مقامات کے مفتوح کر لینے پر دشمنان اسلام سنٹ فرید پر چڑھ آئے۔ ہر چہار طرف سے گھیر کر آتشباری شروع کر دی۔ لشکریوں کے رہنے کے مکانات جلا دیئے۔ اہل شہر نے امان حاصل کی اور غرناطہ میں ہجرت کر آئے بعد ازاں عیسائیوں نے صخرہ کی طرف کوچ کیا اور اسپر بھی قبضہ کر لیا۔ بعدہ والی قشتالہ نے ان قلعات اور مقامات کو آلات حرب، رسد، غلہ اور فوج سے مضبوط اور مستحکم کیا اور محاصرہ غرناطہ کی غرض سے ایک عظیم فوج سواران کی بھرتی کرنے کا حکم دیکر اپنے دار الحکومت میں واپس آیا۔ سلطان ابو عبد اللہ بھی اسکے ہمراہ تھا۔ قشتالہ میں واپس آکر والی قشتالہ نے سلطان ابو عبد اللہ سے جو اسکے قید میں تھا یہ معاہدہ کیا کہ جو شخص ابو عبد اللہ کا مطیع ہو گا، اسکے علم حکومت کی ہوا خواہی کریگا اسکو پورے طور سے امان دیا جائیگا۔ ساتھ ہی

Marfat.com

اسکے یہ بھی اعلان کرایا کہ قبل اسکے بلاد اسلامیہ کی جانب جو پیشقدمی کی گئی وہ اس وجہ سے کہ بادشاہ فرانس سے ناچاقی ہوگئی تھی۔ چنانچہ سلطان ابوعبداللہ پھر بلش کی طرف آیا اور اس امر کو ظاہر کرنے لگا کہ جو شخص میرے علم حکومت کا مطیع ہو جائیگا وہ آیندہ عیسائیوں کے ہاتھوں سے محفوظ رہے گا میرے پاس عیسائی سلاطین کے عہدنامے ہیں۔ مسلمانوں نے عام طور سے اسکو دم پٹی تصور کیا اور کسی نے ذرا بھی اس طرف توجہ نہ کی مگر معدودے چند مثلاً اہل بیازین وغیرہ اس فقرہ میں آگئے اور انہوں نے ابوعبداللہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کرلیا۔ اہل بیازین اور اہل غرناطہ سے گفت وشنود شروع ہوئی۔ بظاہر مراسم واتحاد قائم کرنے کی گفتگو ہوتی تھی لیکن دلوں میں کینہ وفساد بھرا ہوا تھا سولھویں شوال ۸۹۱ھ کو بحالت غفلت سلطان ابوعبداللہ بیازین میں چلا آیا اور تمام بازاروں میں صلح کی منادی کرادی اہل غرناطہ نے پھر بھی اسکو تسلیم نہ کیا اور جواب دیا کہ یہ معاہدہ صلح بھی لوشہ کے صلحنامہ کی طرح ہوگا اسوقت سلطان ابوعبداللہ کا چچا "زغل" حمراء میں تھا۔ ہر فریق اپنے بنائے ہوئے بادشاہ کی طرف داری میں بہ کمال جد وجہد مصروف ہوگیا رفتہ رفتہ بحث ومباحثہ نے لڑائی کی صورت اختیار کرلی۔ والی قشتالہ کو موقع مل گیا۔ اہل بیازین کی امداد کو فوجیں بھیجیں، الات حرب بھیجے، رسد وغلہ روانہ کیا۔ بہت بڑی خونریزی کا دروازہ کھل گیا قتل وغارت کی کوئی حد نہ تھی ستائیسویں محرم ۸۹۲ھ / ۱۴۸۶ء تک یہ سلسلہ قائم وجاری رہا آخرالامر اہل غرناطہ نے بزور تیغ جبراً بیازین پر قبضہ کرلینے کا قصد کیا چنانچہ والی غرناطہ نے بسطہ، وادی آش، مریہ، منکب، بلش اور مالقہ سے مسلمانوں کو جمع کیا اور سبھوں نے اتفاق اور اتحاد کی قسمیں لیں کہ آیندہ دشمنان اسلام کے مقابلہ میں متحد الکلمہ ہوکر رہیں گے اور ہم میں سے جسکی طرف دشمنان اسلام ذرا بھی قدم بڑھائیں گے سب کے سب متفق ہوکر لڑیں گے۔ والی بیازین (سلطان ابوعبداللہ) کو اس سے خطرہ

Marfat.com

پیدا ہوا والی قشتالہ کے پاس یہ واقعات لکھ بھیجے اُدھر والی قشتالہ تو ایسے ہی فتنوں کا منتظر تھا فوجیں آراستہ کرکے بلاد اسلامیہ کے پامال کرنے کی غرض سے اطراف بلش کی جانب کوچ کر دیا اِدھر والی بیازین نے اپنے وزیر کو مالقہ و قلعہ منشاۃ کی طرف عیسائی سلاطین کے عہد ناموں کو لیکر روانہ کیا۔ چنانچہ اہل مالقہ و قلعہ منشاۃ بخوف والی قشتالہ سلطان ابو عبداللہ کے مطیع ہوگئے بعد ازاں سرداران مالقہ اور اہل بلش نے ایک جلسہ میں مجتمع ہوکر سلطان ابو عبداللہ کی اطاعت قبول کرنے پر بحث و مباحثہ کیا لیکن کوئی نتیجہ نہ پیدا ہوا نہ وہ اپنے عہد و اقرار سے پھرے اور نہ یہ اسکے مطیع ہوئے۔ ماہ ربیع الثانی سنہ ۸۹۳ھ / ۱۴۸۷ء میں بادشاہ قشتالہ نے بلش اور مالقہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے فوج کشی کی والی غرناطہ یہ خبر پاکر معہ فوج نظام اور مجاہدین وادی آش کو چوبیسویں ماہ مذکور کو بلش کی حمایت کو آپہونچا مگر دشمنان اسلام عساکر اسلامی کے پہونچنے سے پیشتر بلش پر محاصرہ ڈالدیا تھا اور خشکی و دریا کے راستے روک لئے تھے۔ غازیان اسلام نے ایک پہاڑ پر جو کہ عیسائی لشکر کے سامنے تھا اپنا مورچہ قائم کیا اور بے ترتیبی کے ساتھ جبکہ عیسائیوں نے بلش پر حملہ کیا عیسائیوں پر حملہ آور ہوئے اتنے میں یہ خبر مسموع ہوئی کہ اہل غرناطہ نے والی بیازین (سلطان ابو عبداللہ) کی حکومت و امارت کو تسلیم کر لیا ہے۔ اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ زغل (سلطان غرناطہ) کی فوج کے ہاتھ کے طوطے اوڑ گئے اور کمال ابتری سے بھاگ کھڑی ہوئی حالانکہ عیسائیوں کو گھر جانے سے سخت تشویش پیدا ہوگئی تھی چونکہ روز ازل سے اس معرکہ میں ہزیمت کھانا مسلمانوں کی قسمت میں لکھ گیا تھا ہزیمت اوٹھا کر غرناطہ کی طرف آئے تو اہل غرناطہ نے سلطان غرناطہ کی مخالفت کا اعلان کر دیا مجبوراً وادی آش کی جانب چلے عیسائیوں نے اس امر کا احساس کرکے معہ اس فوج کے جسکو اہل غرناطہ اور مجاہدین وادی آش کے مقابلہ کے لئے مرتب کیا تھا بلش پر حملہ کر دیا اور قتل و غارت کرتے ہوئے گھس پڑے۔

بہت بڑی خونریزی ہوئی اور ناکامی کے ساتھ عساکر اسلامیہ کو ہزیمت نصیب ہوئی اہل بلنش نے لمال حد وجہد سے امان حاصل کی اور یوم جمعہ دسویں جمادی الاولیٰ سنہ مذکور کو بلنش سے دست کش ہوکر نکل کھڑے ہوئے بلنش کے مفتوح ہونے سے کل بلاد شرقی، مالقہ اور قلعہ قمارس عیسائیوں کے دایرہ حکومت میں داخل ہوگئے۔ بعد ازاں دشمنان اسلام نے مالقہ کا محاصرہ کیا۔ اہل مالقہ نے قبل اسکے والی بیازین (سلطان ابو عبداللہ کی اطاعت قبول کرلی تھی اور اس اعتبار سے گویا صلح میں داخل ہوگئے تھے جسوقت عیسائیوں نے بلنش پر قبضہ حاصل کرلیا تھا اہل مالقہ نے باظہار اخلاصمندی اپنے سپہ سالار کو ہمراہی وزیر والی بیازین ہدایا و تحائف لے کے والی قشتالہ کے پاس روانہ کیا تھا والی قشتالہ نے ذرا بھی اس طرف توجہ نہ کی وجہ یہ تھی کہ کوہ فارہ جو کہ مالقہ کا قلعہ تھا اسوقت تک والی وادی آش کے علم حکومت کا مطیع تھا۔ والی قشتالہ نے مالقہ پر پہونچکر محاصرہ کرلیا بری اور بحری راستے مسدود اور بند کردیئے۔ مدتوں محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ قائم رہا مگر محاصروں کی ایک بھی پیش نہ گئی۔ نہ اُنکے سرنگوں اور بروج آتشبار نے کام دیا اور نہ انکے توپخانہ کی گولہ باری نے قلعہ کو سر کیا تمام سرزمین اندلس کے نامی نامی عیسائی جنگ آور اور صف شکن دلاور مالقہ کے شہر پناہ پر مجتمع تھے لیکن یہ قلعہ کسی طرح سر نہوتا تھا آخر کار طول حصار کی وجہ سے غلہ کا وجود مفقود ہوگیا شدت گرسنگی سے محصوروں نے بیشیان، گھوڑے اور خچروں کو کھانا شروع کیا مگر حرف اطاعت زبان پر نہ لائے سرحدی اسلامی سلاطین کو اپنی کمک پر بلایا اپنی زبون حالت لکھی کسی نے کچھ سماعت نہ کی نہ کسی میں ہمدردی کا اثر پیدا ہوا۔ چندے اہل شہر نے ان مصیبتوں پر بھی صبر کیا اور استقلال کے ساتھ اپنے حریف کے مقابلہ پر ڈٹے رہے۔ پھر جب ضعف، ناتوانی اور فاقہ کشی سے تنگ آگئے بیرونی مدد کی توقع جاتی رہی تو صلح کا پیام دیا۔ والی قشتالہ

Marfat.com

نے کہلا بھیجا "تمنے اسوقت امان طلب کی ہے جبکہ تم اپنا زور ختم کر چکے ہو، فاقہ کشی سے تنگ آگئے ہو، بیرونی امداد سے نا امید ہو گئے اور اپنی موت کا یقین کر لیا ہے لہذا تمہاری سزا یہ ہے کہ تم لوگ بلا کسی شرط کے قلعہ کی کنجیاں ہمارے حوالہ کر دو اور شہر پناہ کے دروازے کھول دو ہم تمہارے اور تمہارے سلطان کے ساتھ معاملہ اچھا کرینگے" اہل شہر نے گھبرا کر شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے قلعہ دار نے کنجیاں قلعہ کی حوالہ کر دیں عیسائیوں نے شہر میں داخل ہوتے ہی براہ دغا جیسا کہ انکا دستور ہے سبھوں کو گرفتار کر لیا یہ واقعہ اواخر ماہ شعبان ۸۹۲ھ / ۱۴۸۶ء کا ہے فتحمند گروہ نے اگلے دن باشندگان شہر کی بابت یہ حکم صادر کیا کہ جو کچھ مال و متاع ان کے پاس اسوقت موجود ہے ابھی دیدیں اور اسقدر آٹھ ماہ کے عرصہ میں ادا کریں ورنہ ہمیشہ کے لئے غلامیت قبول کریں چنانچہ باشندگان شہر کی ایک فہرست تیار کی گئی اور جانچ و پڑتال کرنے کے بعد سب کے سب شہر سے نکال باہر کئے گئے مسلمانان مالقہ کے لئے یہ دن قیامت کے دن کا نمونہ تھا۔ ضعیف العمر، فاقہ کش مردوں بیکس و بے پناہ عورتوں کی بہت بڑی جماعت لٹے ہوئے قافلہ کی طرح حسرت و یاس سے مالقہ کے در و دیوار کو دیکھتے ہوئے سیوائیل کی جانب نکل گئی اور بعد ختم میعاد جب بقیہ زر فدیہ ادا نہ کر سکے تو بموجب عہد نامہ پندرہ ہزار آدمی ہمیشہ کے لئے نسلاً بعد نسلٍ غلام قرار دیئے گئے۔ ۸۹۳ھ / ۱۴۸۷ء میں والی قشتالہ بلش وغیرہ کی جانب بڑھا اہل بلش نے صلح کی حجت پیش کی والی قشتالہ نے صلح کی حجت ٹالی اور اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ اسقدر فتوحات بزور تیغ یا براہ مکر و فریب حاصل کرنے کے بعد والی قشتالہ اپنے دارالحکومت کو لوٹ گیا۔ پھر آگلے سال ماہ رجب ۸۹۴ھ / ۱۴۸۸ء میں بعض قلعات بسطہ (بازا) کے سر کرنے کو آیا اور بعد چند لڑائیوں کے فتح کر کے قابض ہو گیا بعد ازاں بسطہ پر حملہ آور ہوا والی وادی آش (زعفل) نے

Marfat.com

والی قشتالہ کے مورچہ قائم کرنے کے بعد وادی آش، مریہ، منکب اور بشرات کی فوجوں کو بسرافسری اپنے ایک نامور سپہ سالار کے بسطہ کی حمایت کو روانہ کیا مسلمانوں اور عیسائیوں میں سخت اور خونریز جنگ ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائیوں کو بسطہ کے قریب جانا نصیب نہوا اور نہ اسکا محاصرہ کرسکے رجب، شعبان اور رمضان اسی عنوان سے گذر گیا۔ شوال کے مہینے سے دشمنان اسلام نے محاصرہ میں شدت اور جنگ میں سختی شروع کی۔ ذیقعدہ اور ذی الحجہ میں بڑے بڑے حملے ہوئے اندرون شہر سے اہل شہر محاصروں کی مدافعت کررہے تھے اور باہر سے والی وادی آش کی فوجیں محاصروں کے حصار پر نرغہ کررہی تھیں اور محاصرین چونکہ تعداداً زیادہ تھے اسوجہ سے دونوں کا مقابلہ کررہے تھے آخری ذی الحجہ میں محاصرہ کی تکلیف کے ساتھ کمی غلہ ورسد کی بھی شکایت بڑھی بیرونی آمدورفت عیسائیوں نے مسدود کردی۔ محصوروں کا یہ خیال تھا کہ موسم سرما کے آنے پر محاصرین محاصرہ اٹھاکے خود بخود چلے جائیں گے مگر یہ خیال انکا غلط نکلا والی قشتالہ نے قیام کا حکم دیا، اور گرد ونواح کے علاقوں کو تاخت وتاراج کرنے لگا انجام کار اہل شہر نے تنگ آکے مصالحت کی گفتگو شروع کی چند عیسائی سردار شہر کی حالت دیکھنے کو گفتگوے مصالحت کے بہانہ سے شہر میں آئے۔ اہل شہر نے ان کو غلہ وغیرہ کی کمی محسوس نہونے دیا عیسائیوں نے یہ خیال کرکے کہ ابھی اہل شہر میں ہر قسم کی قوت مقابلہ کی ہے صرف اہل بسطہ کو امان دی اور اہل وادی آش منکب، مریہ، اور بشرات کو جنہوں نے انکی امداد واعانت کی تھی اس شرط سے کہ وہ بلاکسی تحریک کے شہر حوالہ کردیں امان دی اور اگر ایسا نہ کرینگے تو ان کو امان نہ دیجائیگی۔ اہل شہر نے پہلے تو ان شرائط کو منظور نہ کیا۔ خط وکتابت کا سلسلہ طول کھینچا پھر اہل شہر نے یہ خیال کرکے کہ مبادا اصلی راز نہ ظاہر ہوجاے شرائط

مذکورہ پر مصالحت کرلی اہل بسطہ، وادی آش، مریہ، منکب اور بشرات اس معاہدہ صلح کے مطابق دشمنان اسلام کے مطیع و منقاد ہوگئے۔ دسویں محرم ۸۹۵ھ/۱۴۸۹ء یوم جمعہ کو عیسائیوں نے قلعہ بسطہ میں قدم رکھا اور قابض ہوگئے اور منادی کرادی کہ جو شخص اپنی جگہ پر رہ جائیگا اسکو امن ہے اور جو شخص بلا ہتھیار صرف اپنا مال و متاع لے کر نکلے گا اسکو بھی امن ہے۔ غرض قلعہ بسطہ پر قبضہ کرنے کے بعد عیسائیوں نے مسلمانوں کو قلعہ بسطہ سے نکالکر مضافات بسطہ میں آباد کیا۔ اسکے بعد والی قشتالہ نے مریہ کا قصد کیا اہل مریہ نے بھی گردن اطاعت جھکادی رفتہ رفتہ اسی طرح کل بلاد اسلامیہ پر عیسائیوں کا تسلط ہوگیا۔ والی وادی آش (زغل) جب اس روز افزوں ترقی کو روک نہ سکا تو اسنے بھی والی قشتالہ سے مصالحت کرلی اور اوائل صفر سنہ مذکور میں اپنے کل قلعات کو دشمنان اسلام کو حوالہ کردیا۔ پس چشم زدن میں اُن کل بلاد پر جو والی وادی آش کے تحت حکومت میں تھے صلیبی پھریرا اُڑانے لگا اسوقت مسلمانوں کے قبضہ میں صرف غرناطہ باقی رہ گیا تھا جسپر سلطان ابو عبداللہ جو عیسائیوں کے اشارہ سے کٹھ پتلی کی طرح حرکات کرتا تھا حکومت کر رہا تھا۔ اور اپنے حریف چچا زغل کی معزولی اور عیسائیوں سے اسکی شکست کھانیکی خبریں سن سن کر مارے خوشی کے پھولے نہ سماتا تھا کیونکہ اسی نے عیسائیوں کو زغل کے علاقہ کے تاخت و تاراج کرنے پر اُکسایا تھا اور اسی نے اُسکو دست و پا برید دینا نیکی کوشش کی تھی مگر یہ مسرت اور خوشی چند روزہ تھی۔ اسی سنہ میں بلاد مذکورہ کے مفتوح کرلینے پر والی قشتالہ (فرڈیننڈ) نے سلطان ابو عبداللہ سے کہلا بھیجا کہ "آپ بھی قلعہ حمرا کو خالی کردیجئے جسطرح آپ کے چچا نے اپنے مقبوضات میرے حوالہ کردیئے ہیں بعوض اسکے مجھ سے بہت سا مال و زر لیجئے اور اندلس کے جس شہر میں چاہئے بیٹھکر آرام سے میرے زیر اثر حکومت کیجئے" مورخین لکھتے ہیں کہ سلطان ابو عبداللہ نے عہد نامہ میں یہ بھی شرط لکھدی تھی کہ اگر

Marfat.com

عیسائی سلاطین تمام علاقہ مقبوضہ زغل پر قبضہ کرلیں گے تو میں بھی بلاکسی حیلہ کے خود بخود غرناطہ سپرد کردوں گا۔ چنانچہ اسی شرط کے بنا پر والی قشتالہ نے مقبوضات والی وادی آش کے سرکرنے کے بعد بطور یاددہانی کے یہ تحریک پیش کی اور فوجیں آراستہ کرکے بقصد قبضہ حمراء خروج کیا۔ اصل یہ ہے کہ سلطان ابوعبداللہ اور بادشاہ قشتالہ میں باہم یہ معاملہ پہلے سے طے ہوچکا تھا اسی وجہ سے علی العموم لوگ اسکو کفار کا خیرخواہ قوم وملک کا دشمن سمجھتے تھے۔ بہرکیف اصلیت جو کچھ ہو سلطان ابوعبداللہ نے غرناطہ کے رؤساء، امراء، اراکین دولت، سرداران لشکر اور علماء کو ایک جلسہ خاص میں جمع کرکے والی قشتالہ کا پیام ظاہر کیا اور یہ بھی کہا کہ اس تحریک کا بانی مبانی میرا چچا زغل ہے کیونکہ اس نے عیسائی بادشاہ کی اطاعت قبول کرکے غرناطہ کے قبضہ پر ان کو ابھارا ہے حالت موجودہ میں دو صورتیں ہیں والی قشتالہ کی اطاعت قبول کرنا یا برسرجنگ آنا۔ حاضرین نے بالاتفاق جنگ کی رائے دی اور تیاری جنگ میں مصروف ہوئے۔ اتنے میں والی قشتالہ عیسائی فوجوں کو لیئے ہوئے میدان غرناطہ میں آ اوترا اور اہل غرناطہ سے کہلا بھیجا "بہتر یہ ہے کہ تم لوگ میری اطاعت قبول کرلو ورنہ تمہاری کھیتیاں اور ہرے بھرے باغ تاخت وتاراج کردونگا۔" اہل غرناطہ نے جواباً مخالفت کا اعلان کیا اس پر والی قشتالہ نے اپنی فوج کو تمام میدان غرناطہ میں پھیلا دیا جنہوں نے مور وملخ کی طرح پھیل کر کل کھیتیاں اور میوہ جات کے باغات کو نوچ گھسوٹ کر چٹیل میدان بنادیا یہ واقعہ ماہ رجب ۸۹۹ھ/۱۴۹۴ء کا ہے اسکے بعد مسلمانوں اور عیسائیوں میں بکثرت لڑائیاں ہوئیں۔ بعض قلعے ان لڑائیوں کے نذر ہوگئے برج ہمدان اور ملاحہ پر عیسائیوں نے قبضہ کرکے کمابیش اسکو فوج وآلات حرب سے مضبوط ومستحکم کرکے اپنے اپنے بلاد کی جانب مراجعت کی۔

اہل شہر کی مردانہ ہمت سے سلطان ابوعبداللہ کی بھی کمر ہمت بندھی آمادہ

بجنگ ہوکر معہ ان لوگوں کے جو اسوقت اسکے رکاب میں تھے شمشیر بکف دشمنان اسلام کے علاقہ کی طرف بڑھا اور بعض قلعات کو جو کہ عیسائیوں کے قبضہ میں تھے بزور تیغ فتح کرکے عیسائیوں کو تلوار کے گھاٹ اُتارا۔ مسلمانوں کو اسمیں آباد کیا اور لوٹ کر غرناطہ آیا پھر تیاری کرکے بشرات کی جانب کوچ کیا اسکے بعض بعض دیہاتوں اور قصبات کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ عیسائی اور مرتدین مکانات چھوڑ چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ قلعہ اندرش پر جا پہونچا عیسائی پھر یہ اکھاڑ کر پھینکدیا اور اسلامی جھنڈا گاڑدیا۔ اہل بشرات نے یہ رنگ دیکھکر گردن اطاعت جھکادی اسلام اور مسلمانوں کا دور دورہ پھر شروع ہوگیا۔ عیسائیوں کی غلامی اور اطاعت سے مسلمانوں کو آزادی حاصل ہوئی۔ انہیں مقامات میں سے کسی گانوں میں سلطان ابوعبداللہ کا چچا ابوعبداللہ محمد بن سعد معروف بہ زغل معہ اپنے چند آدمیوں کے مقیم تھا۔ ماہ شعبان سنہ مذکور میں اہل غرناطہ نے اس بنا پر اسکا بھی قصد کیا کہ اس نے بطمع مال و زر کفار سے مصالحت کرکے اپنے مقبوضات کو ان کے حوالہ کردیا تھا۔ زغل نے یہ خبر پاکر مریہ میں جاکے پناہ لی۔ کل مقبوضات بشرات تا حدود برجہ سلطان ابوعبداللہ کے زیر تسلط آگئے۔ اسوقت مسلمانان غرناطہ کا جوش و خروش اور اتفاق باواز بلند کہہ رہا تھا کہ اگر چندے یہ حالت باقی رہی تو کم از کم غرناطہ کا ایک مرتبہ عالم شباب پھر آنے والا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ یہ ایک سنبھالا تھا جس طرح مدتوں کا بیمار جسکے تمام قوائے نفسانی اور اعضائے جسمانی پر بیماری کا تسلط ہو جاتا ہے اور طبیعت جو کہ مدبر و سلطان بدن ہے مقاومت مرض سے عاری ہوکر تمام بدن سے سمٹکر قلب میں آجاتی ہے اور تصرف ترک کردیتی ہے قریب موت ذرا سنبھل جاتا ہے چہرہ کی زردی پر سرخی کے خطوط عیاں ہوجاتے ہیں ہنستا ہے بولتا ہے اسکے اعزہ اقارب بظاہر صحیح و تندرست سمجھتے ہیں مگر چند ہی ساعت کے بعد دفعتہً قلب کی حرکت رک جاتی ہے اور

Marfat.com

وہ دم توڑ دیتا ہے اسیطرح مسلمانوں کا یہ آخری سنبھلا لا تھا۔ نا اتفاقی اور حسد نے دلوں میں گھر کر لیا تھا بربادی اور تباہی کی گھنگور گھٹا سر پر چھائی ہوئی تھی اس مرتبہ سلطان ابو عبداللہ کے چچا زغل نے عیسائیوں کو ابھارا اور ان کے دلوں پر یہ مرتسم کر دیا کہ اہل غرناطہ کا یہ جوش دودھ کا سا اوبال ہے اُٹھا اور فرو ہو گیا۔ چنانچہ ماہ رمضان سنہ مذکور میں عیسائیوں نے قلعہ اندرش کو مسلمانوں کے قبضہ سے پھر نکال لیا اس مہم میں عیسائیوں کے ساتھ زغل بھی تھا۔ قبل اس واقعہ کے سلطان غرناطہ نے ہمدان کی طرف قدم بڑھایا۔ ہمدان میں اسوقت کسی چیز کی کمی نہ تھی فوج بھی حسب ضرورت موجود تھی غلہ اور آلات حرب بھی بکثرت تھے اہل غرناطہ نے پہونچتے ہی محاصرہ کر لیا قلعہ شکن توپیں لگا دیں برج اول، دوم اور سوم کو توڑ کر قلعہ پر دھاوا کیا قلعہ کی فصیلیں اگرچہ لوہا لاٹ تھیں مگر مسلمانوں نے اس قدر اسپر گولہ باری کی کہ بہت جلد اس میں ایک بڑا سا روزن ہو گیا۔ عساکر اسلامیہ نے گھس کر اہل قلعہ کو جسکی تعداد تقریباً دو سو تھی گرفتار کر لیا مال و اسباب اور آلات حرب جسقدر تھا سب پر قابض ہو گئے پھر آخری ماہ رمضان سنہ مذکور میں بادشاہ غرناطہ نے بقصد منکب خروج کیا۔ شہر شلوبانیہ پر پہونچتے ہی بعد خفیف محاصرہ کے قبضہ کر لیا باقی رہا قلعہ وہ برابر لڑتا رہا تا آنکہ براہ دریا مالقہ سے امدادی فوج آگئی اس اثنار میں یہ خبر لگی کہ بادشاہ قشتالہ معہ اپنی فوج کے میدان غرناطہ میں آگیا ہے۔ سلطان غرناطہ یہ سنتے ہی قلعہ شلوبانیہ سے محاصرہ اٹھا کر کوچ و قیام کرتا ہوا نیسری شوال کو عیسائیوں کا ٹڈی دل لشکر پہونچنے کے بعد غرناطہ پہونچا عیسائیوں نے برج ملاصہ اور ایک اور برج کو منہدم و مسمار کر کے آٹھویں روز وادی آش کا راستہ لیا اور وادی آش پہونچکر مسلمانوں کو جلا، وطن کر دیا ایک شخص بھی اسلام کا نام لیوا کسی گوشہ شہر میں نہ رہا۔ اسکے ساتھ قلعہ اندرش کو بھی زمیں دوز کر کے اپنے ملک کی جانب معاودت کی۔

سلطان زغل یعنی ابو عبداللہ محمد بن سعد نے ان واقعات کو آنکھوں سے دیکھ کر

سرحدی خشکی کا راستہ لیا پہلے لوہران پہونچا چندے یہاں قیام کرکے تلمسان چلا گیا اور وہیں طرح اقامت ڈالدی اسکے اہل وعیال بھی وہیں مقیم رہے۔ یہ لوگ بنو سلطان اندلس کے نام سے معروف ومشہور تھے۔ انگریزی مورخ لکھتے ہیں کہ سلطان فیض (فاس) نے اسکی آنکھیں نکلوالی تھیں مگر سبب وباعث کچھ تحریر نہیں کرتے اور اسلامی مورخ اسکا ذکر نہیں کرتے اس بابت میں موخرالذکر کو سچا باور کرتا ہوں کیونکہ اہل البیت بدری مانی البیت۔ اسی وجہ سے میں نے سلطان زغل کے بقیہ حالات زندگی کو قلمبند نہین کیا۔ وہی مورخ یہ بھی لکھتے ہیں کہ اسنے اپنی زندگی دریوزہ گری سے بسر کی اور اسکی عبا پر عربی زبان میں لکھا ہوا تھا" میں ہوں اندلس کا بدنصیب بادشاہ مجھ سے عبرت لو" میں نے اِن واقعات کو بھی کسی عربی زبان کی تاریخ میں نہیں دیکھا معلوم نہیں کہانتک یہ روایت صحیح ہے۔

بعد اسکے سلطان غرناطہ نے برشانہ کی جانب قدم بڑہایا اور محاصرہ کرکے قبضہ کرلیا جسقدر وہاں پر عیسائی موجود تھے سبھوں کو گرفتار کرلیا مگر یہ قبضہ اور کامیابی عارضی تھی اسکے تھوڑے ہی دنوں بعد عیسائی سلاطین جھُرمٹ باندہ کے برشانہ کے چھڑانے کو آپہونچے چنانچہ ماہ ذی قعدہ سنہ مذکور میں سلطان غرناطہ کو اِن مقامات سے دست کش ہونا پڑا اور یہ مقامات مسلمانوں سے ایسے خالی ہوگئے کہ گویا کبھی یہاں نہ تھے بارہویں جمادی الآخر ۸۹۶ھ ۱۴۹۰ء میں دشمنان اسلام محاصرہ غرناطہ کے قصد سے لشکرآرائی کرکے میدان غرناطہ میں آپہونچے کھیتیاں پامال کردیں باغات اوجاڑ ڈالے دیہاتوں اور قصباتوں کو ویران کردیا۔ شہر پناہ کی فصیلوں کے مقابلہ پر دَمدمے اور دُہس بندہوائے خندقیں کھدوائیں سات مہینے کامل محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ قائم وجاری رہا چونکہ مابین بشرات اور غرناطہ کوہ شلیر کی طرف والا راستہ کھُلا تھا اسوجہ سے مسلمانان غرناطہ کو اس طویل حصار سے سوائے روزانہ جنگ کے اور کوئی

Marfat.com

خاص تکلیف نہ پہونچی تا آنکہ موسم سرما آگیا سردی اور برف نے راستہ روک لیا رسد و غلہ کی کمی اس پر روزانہ جنگ اور شدت محاصرہ اس سے اہل غرناطہ بہ تنگ آگئے۔ عیسائیوں نے اکثر شہر کے بیرونی حصوں پر قبضہ کرلیا اور مسلمانوں کو آمد و رفت اور زراعت وغیرہ سے روک دیا اس سے اہل غرناطہ کا حال اور زیادہ زبوں ہوگیا یہ واقعات اوائل ۸۹۷ھ / ۱۴۹۱ء کے ہیں اکثر اہل شہر شدت فاقہ سے گھبرا کر بشرات کی جانب بھاگ گئے ماہ صفر سنہ مذکور میں عیسائیوں نے محاصرہ میں شدت کی حتی الامکان ہر طرف کے راستے روک لئے۔ رسد و غلہ کی کمی قحط اور گرانی کی موجودگی نے مسلمانوں کی رہی سہی قوت فنا کردی۔ عوام الناس مجتمع ہوکر علماء کی خدمت میں گئے اور انکی وساطت سے اہل دولت، ارباب مشورت اور سلطان سے عرض پرداز ہوئے "دشمنان اسلام کی قوت یوماً فیوماً بڑھتی جاتی ہے اور ہم لوگ بے یار و یاور ایسی بیکسی میں مبتلا ہیں کہ نہ پائے رفتن اور نہ جائے ماندن کا مضمون ہے ہم لوگ یہ سمجھتے تھے کہ فصل سرما کے آتے ہی دشمنان اسلام اپنے اپنے شہروں کو واپس جائیں گے مگر ہمارا یہ خیال غلط ثابت ہوا" انہوں نے کھیتیاں شروع کردی ہیں بازار قائم کرلئے ہیں مکانات بنوالئے ہیں اور روز بروز ہم سے قریب ہوئے جاتے ہیں ایسی حالت میں ہم اپنے اور نیز اپنی اولاد کے لئے کیا طریقہ اختیار کریں"، سلطان ابو عبداللہ نے ارکین دولت کو ایک جلسہ میں مجتمع کرکے عیسائیوں سے مقابلہ کرنے اور قلعہ حمرا، سپرد کردینے کی بابت مشورہ کیا بالآخر سبھوں نے یہ رائے قائم کی کہ قلعہ حمرا، عیسائیوں کو حوالہ کردیا جائے اور بنظر احتیاط صلح وادی آش کے شرائط سے اسکے شرائط زیادہ سخت اور مضبوط کردیئے جائیں تاکہ عیسائیوں کو موقع بدعہدی کا باقی نہ رہ جائے پس باتفاق جملہ ارباب مشورہ عہدنامہ لکھا گیا اور اہل غرناطہ کو سنا کے بادشاہ قشتالہ کو دیدیا گیا بادشاہ قشتالہ نے اُن شرائط کو منظور کرلیا

اور سلطان غرناطہ نے حمرا سے اپنا قبضہ اُٹھالیا۔ ۲- ربیع الاول سنہ مذکور میں عیسایوں نے بخوف بدعہدی پانچسو سرداران غرناطہ کو بطور ضمانت اپنے لشکر میں نظر بند کیا بعدازاں ہنستے ہوئے مسلمانوں کی حالت پر قہقہہ مارتے ہوئے حمرا میں قدم رکھا۔

عہدنامہ میں سڑسٹھ شرطیں تھیں منجملہ انکے ایک شرط یہ تھی کہ ہر خورد و کلاں کو اسکے جان کی اور اسکے مال کی معہ اسکے اہل کے امن دیجائے اور وہ لوگ اپنے اپنے مکانات اور محلوں میں اپنی اپنی جایدادوں پر قابض و متصرف رہیں اور ایک شرط یہ تھی کہ مسلمانان غرناطہ اپنی شریعت پر قائم رکھے جائیں اُن پر جو حکم کیا جاے وہ اُنہیں کی شریعت کے مطابق ہو اوقاف اور مسجدیں بدستور بحال رکھی جائیں کبھی کوئی عیسائی کسی مسلم کے مکان میں نہ جاے اور نہ مسلمانوں پر کوئی دوسرا شخص سواے مسلم کے حاکم مقرر کیا جائے۔ غرض اسی قسم کی بہت سی شرطیں تھیں جس سے اہل غرناطہ نے اپنے جان و مال اور مذہب کی حفاظت کرنا چاہی تھی مگر عیسائیوں نے بعد تسلط ان سب شرائط کو پس پشت ڈالدیا اور اسکو ایسا بھولا دیا کہ گویا کوئی اقرار ہوا ہی نہ تھا جیسا کہ تم آیندہ پڑھوگے۔

اہل غرناطہ کی مصالحت سے مطلع ہوکر اہل بشرات نے بھی انہیں شرائط پر عیسایوں سے مصالحت کرلی اور اہل غرناطہ کی طرح خط غلامی یا اطاعت لکھدیا۔

اس صلح اور معاہدہ مصالحت میں موسیٰ نے شرکت نہیں کی اور نہ اسکو یہ پسند آیا کہ قلعہ حمرا میں میری آنکھوں کے سامنے عیسائی کونسل اجلاس کرے۔ موسیٰ وہی شخص ہے جس نے اہل غرناطہ کو عیسایوں کی مخالفت پر اُبھارا تھا اور ان کے مردہ تنوں میں دوبارہ مردانگی کی روح پھونکی تھی۔ کہتے ہیں کہ موسیٰ اسی غم و غصہ میں سر سے پا تک سلاح جنگ زیب بدن کرکے اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور شہر سے باہر نکل گیا پھر اسکا کچھ پتہ و نشان نہ ملا بعض مورخین کا کلام ہے کہ آگے بڑھ کے دشمنوں کی ایک جماعت سے

Marfat.com

مڈبھیڑ ہوگئی سبھوں پر ایک ساتھ موسیٰ نے حملہ کیا۔ اکثر کو تہ تیغ کیا باقی ماندگان میں سے کچھ تو زخمی ہوئے اور کچھ سینہ سپر ہوکر لڑتے رہے آخر کار موسیٰ بھی زخمی ہوکر گھوڑے سے زمین پر گرا عیسائیوں نے اسکے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا چاہا جس طرح دلیر اور مغلوب دشمن کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ مگر موسیٰ نے نہایت نفرت کی نگاہوں سے دیکھ کر مونہہ پھیر لیا اور ذرا بڑھکر ایک عیسائی پر وار کر دیا یہ عیسائی تو سیدھا اپنے مقر کو چلتا پھرتا نظر آیا دوسرا بڑھا اسکا بھی یہی حال ہوا تھوڑے دیر تک موسیٰ گھٹنوں کے بل کھڑا ہوا لڑتا رہا یہانتک کہ اسکے اعضا نے جواب دیدیا۔ تب موسیٰ نے ایک آخری کوشش کی اور اپنے مقام سے اچھلکر اپنے آپکو دریائے زنبل میں گرا دیا دریائے زنبل نے فوراً اسکو اپنے آغوش میں لے لیا اور حملہ آور عیسائی منہ تک کر رہ گئے۔

عیسائیوں نے حمرا پر قبضہ کرنے کے بعد حسب ضرورت ترمیم شروع کی فصیلوں کو درست کرایا زمانہ محاصرہ اور جنگ میں جو مقامات ٹوٹ گئے تھے انکو از سر نو بنوایا۔ دن کو عیسائی کونسل حمرا میں اجلاس کرتا تھا اور رات کے وقت بخوف بدعہدی اپنے لشکرگاہ میں چلا جاتا تھا رفتہ رفتہ جب ان کو مسلمانوں کی جانب سے اطمینان ہوگیا تو بیخوف و خطر رہنے لگے شہر میں اپنی جانب سے حکام مقرر کئے۔

غرناطہ اور سلطان ابوعبداللہ کی حکومت کا یہ دم واپسیں تھا۔ بدقسمتی سے یا کسی گھمنڈ پر اہل غرناطہ نے یہ شرط بھی کرلی تھی کہ ایک مدت معینہ کے لئے باہم صلح رہے اگر اس عرصہ میں کوئی بیرونی مدد کہیں سے آجائیگی تو تیغ و سپر ہوکر قسمت کا فیصلہ کرینگے ورنہ قلعہ حمرا کی طرح شہر بھی سپرد کر دیا جائے گا چنانچہ اہل غرناطہ نے سلاطین فاس ترکی اور حکمران مصر سے امداد کی درخواست کی اور جب وہاں سے صدائے برنہ خاست کا مضمون ہوا تو عیسائیوں نے تخلیہ شہر کا دباؤ ڈالا اور بہ جبر سلطان ابوعبداللہ کو غرناطہ سے منتقل کرکے بشرات میں لاکے ٹھہرایا پھر بشرات سے یہ دم دیکر اندرش

Marfat.com

میں لے آئے کہ بشرائط کی زمام حکومت آپکے قبضہ میں رہے گی مگر بچند وجوہ اندرش میں آپکو قیام کرنا ہوگا سلطان ابوعبداللہ اس پر بھی راضی ہوگیا اور کشاں کشاں بشرات سے اندرش جا پہونچا۔ سلطان ابوعبداللہ کے نکلتے ہی عیسائیوں نے عساکر اسلامیہ کو بھی غرناطہ سے نکال باہر کیا۔ اسکے تھوڑے ہی دنوں بعد عیسائیوں نے بحکمت عملی سلطان ابوعبداللہ کو افریقہ کی جانب نکل جانے پر آمادہ کیا اور ایک پروانہ راہداری لکھ کر دیدیا کہ سلطان ابوعبداللہ سے کوئی شخص متعرض نہو جہاں چاہیں چلے جائیں۔ پس سلطان ابوعبداللہ کشتی پر سوار ہوکر ملیلہ پہونچا چندے قیام کرکے فاس میں جاکے قیام پذیر ہوا زمانہ جلاوطنی میں بڑے بڑے مصائب کا سامنا ہوا۔ شدت سفر، فاقہ کشی، تہیدستی، اور اس پر مستزاد یہ کہ بدفعات بیمار بھی ہوا مگر تکلیف و مصیبت کے دن اسکو جھیلنے تھے قید حیات سے سبکدوش نہوا فاس میں پہونچ کے سلطان ابوعبداللہ نے دو ایک مکان اندلس کے طرز و انداز کے بنوائے اور سنہ ۹۴۰ھ / ۱۵۳۲ء میں اس دار فانی سے رحلت کر گیا اسکے دو لڑکے تھے ایک کا نام یوسف تھا اور دوسرے کا احمد۔ انکی اولاد ۱۰۳۷ھ تک فاس میں موجود تھی جنکی اوقات بسری اوقاف کی آمدنی سے ہوتی تھی۔

بعد اسکے عیسائیوں نے آہستہ آہستہ یکے بعد دیگرے عہد نامہ مصالحت کے شرائط کے خلاف ورزی شروع کی آخر کار نوبت اس حد تک پہونچی کہ ۹۱۴ھ / ۱۵۰۸ء میں مسلمانوں کو عیسائی مذہب قبول کرنے پر مجبور کرنا شروع کیا حالانکہ اہل غرناطہ نے جن شرائط پر اطاعت قبول کی تھی ان میں سے ایک شرط یہ تھی کہ باشندگان غرناطہ پر مذہبًا کسی قسم کا دباؤ نہ ڈالا جائیگا اور وہ بدستور اپنے عقاید مذہبی پر قائم رکھے جائیں گے مگر عیسائی گورنمنٹ نے اس شرط کی طرف مطلق التفات نہ کی۔ ابتداً ہر نہڈو اراکب بشپ اور اسکے ماتحت پادریوں نے یہ رویہ اختیار کیا کہ مسلمانوں کو بہ حکمت عملی اور تالیف قلوب سے عیسائی بنانے لگے اور جب اس میں ایک گونہ ان کو کامیابی ہوچلی تو ایک

گشتی فرمان بایں مضمون جاری کیا کہ جن لوگوں کے آبا و اجداد عیسائی تھے وہ جبراً اگر جا
آکر بتسمہ لے لیں۔ اور مذہب توحید کو چھوڑ کر تثلیثی ملت اختیار کریں۔ پس ایک گروہ
کثیر جنکے مورث عیسائی مذہب رکھتے تھے جبراً عیسائی بنا لئے گئے۔ اسپر مسلمانان
غرناطہ نے کسیقدر چون چرا کیا مگر کمزوری اور کسی قسم کی قوت نہونے کی وجہ سے خاموش
ہو رہے کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ بعدازاں پادریوں اور پُرجوش عیسائیوں نے یہ شیوہ اختیار
کیا کہ علی العموم مسلمانوں کو پکڑ لیتے تھے اور اس سے کہتے کہ تمہارا دادا نصرانی تھا
مسلمانوں نے اسکو مسلم بنا لیا تھا اب تم پھر مذہب عیسائی قبول کرلو اگر اس پر وہ
بحث و مباحثہ کرتا تو بغاوت کا جرم لگا کے اسکو قید کر دیتے رفتہ رفتہ عیسائیوں کے
اس جوش نے اسدرجہ ترقی کی کہ بڑے بڑے پکے مسلمان دیندار عیسائیت نہ قبول
کرنے کے سبب سے جرم بغاوت میں گرفتار کر لئے گئے اور مسلمان ہونیکے پاداش میں
انکو سخت سے سخت عقوبت دیجانے لگی۔ اہل بیازین (البسین) کو یہ امر ناگوار گذرا
اپنے مذہب کی حمایت پر اُٹھ کھڑے ہوئے اور عیسائی حکام کو قتل کر ڈالا غرناطہ اور
اسکے مضافات میں بغاوت کا مادہ پھیل گیا۔ ہر کوچہ و بازار میں غدر مچ گیا۔ عیسائیوں
نے اس امر کا احساس کر کے کہ معاملہ طول کھینچا چاہتا ہے بہ نرمی و ملاطفت مسلمانوں
کے جوش کو فرو کیا اور سر دست کل تنازعات کو رفع دفع کر دیا مگر یہ کارروائی صرف اس
وقت کے لئے کی گئی تھی کارڈی نل زمی نس نے جو اس ہنگامہ کا بانی مبانی ہوا تھا اور
جسکو ملکہ ازابلہ نے مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی غرض سے ہر نتڈوارک بشپ کی مدد
کے لئے بھیجا تھا ملکہ ازابلہ کو سمجھا بوجھا کے ایک فرمان بایں مضمون لکھوایا کہ "پچھلے دنوں
جن لوگوں نے حاکم وقت سے بغاوت کی تھی انکی سزا یہ ہے کہ وہ قتل کئے جائیں اور اگر وہ
مذہب عیسائی قبول کرلیں گے تو سزائے موت سے نجات مل جائیگی" اس فرمان کے
جاری ہونے سے اکثر لوگ کیاؤ دیہات کیا شہر والے عیسائی ہو گئے۔ چند لوگوں نے

نصرانیت کے قبول کرنے سے انکار کیا باہر کا نکلنا بند کر دیا خانہ نشین ہو گئے ایسا ہی نفیق اور اندرش کے دیہاتوں اور بعض بعض مقامات کے رہنے والوں نے بھی کیا۔ لیکن کوئی معقول نتیجہ پیدا نہوا دشمنان اسلام نے انکی استیصال و بیخ کنی کی غرض سے فوجیں فراہم کیں اور ایک سرے سے بتوں کو قتل کر ڈالا قید کر لیا صرف وہ لوگ اس مصیبت سے محفوظ رہے جنہوں نے کوہ بلنقہ کو اپنا ملجا و ماوا بنا رکھا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں ان کی مدد کی دشمنان اسلام سے بارہا تیغ و سپر ہوئے انہیں لڑائیوں میں والی قرطبہ مارا گیا اس عارضی کامیابی سے مسلمانوں کو بجائے فائدہ پہونچنے کے سخت نقصان کا سامنا کرنا پڑا عیسائیوں کی جوش انتقام کی آگ بھڑک اٹھی کونٹ آف ٹنڈلا نے قلعہ گوجا کو یلغار کر کے چھین لیا کونٹ آف سیرن نے ایک مسجد کو باروت سے اڑا دیا اس مسجد میں ایک بڑے صوبہ کی عورتیں اور بچے حفاظت کی غرض سے پناہ گزیں اور بند تھے شاہ فرڈی ننڈ نے قلعہ لنجارن کو فتح کر لیا جو تمام کوہستان کا پھاٹک تھا ہزارہا مسلمان ان بلوں میں کام آگئے باقی ماندگان نے امان حاصل کی اور مع اپنے اہل و عیال کے فاس کی جانب جلاء وطن ہو کر چلے گئے ان جلاء وطنوں کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ خفیف مال و اسباب اپنے ہمراہ لیجائیں گرانبہا اسباب اور ذخیروں میں ہاتھ نہ لگائیں۔ چنانچہ ان جلاء وطنوں نے کمال یاس و حسرت سے مصر، مراکو اور ترکی کا راستہ لیا اور وہاں پہونچکر صنعت و حرفت کو ذریعہ معاش بنایا۔

ان واقعات سے گویا کوہستان بلنقہ کی منازعت ختم ہو گئی تھی اور اُن مسلمانوں نے عیسائی مذہب قبول کر لیا تھا جنہوں نے وطن کی محبت کو مذہب پر ترجیح دیا تھا مگر صرف ظاہر داری کے لئے عیسائی بنے ہوئے تھے اسکے فرائض کو بجبر و اکراہ کمال بیدلی سے ادا کر رہے تھے۔ اور در پردہ نمازیں پڑھتے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ حاکم وقت کے ظلم سے بچنے کے خیال سے اپنے بچوں کو گرجا میں لیجاتے اور بپتسمہ دلاتے لیکن پادری کی نظروں سے غائب ہو کر یا کم از کم اپنے مکان پر پہونچکر ان کے منہ کو بڑی احتیاط سے دھو ڈالتے تھے۔

Marfat.com

علی ہذا پہلے گرجا میں نکاح کراتے پھر اپنے گھر پر آکے بموجب مذہب اسلام دوبارہ نکاح کرتے غرض اس صورت و حالت سے مسلمانوں نے تقریباً پچاس برس اور گذرائے عیسائیوں کے دلوں میں کینہ اور تعصب کی آگ تو بھری تھی ان مسلمانوں کے دریافت حال کی غرض سے جاسوس اور مخبر مقرر کئے اور جب انکو یہ معلوم ہوگیا کہ یہ لوگ بظاہر عیسائی ہیں اور ان کے دلوں میں اسوقت تک اسلام کی محبت بھری ہوئی ہے ان نرم دل پیروان عیسیٰؑ نے ان میں سے گروہ کثیر کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈالکر جلا دیا آلات حرب کا کیا ذکر ہے چھوٹے چاقو کے رکھنے کی ممانعت کردی مسجدوں کو جبراً بند کر دیا۔ حمامات منہدم اور مسمار کرادیئے مسلمانوں کے علمی سرمایہ اور لاکھوں کتابوں کو جلا کر خاکستر کر دیا ان سب وحشیانہ ظلموں سے بڑھکر یہ ستم ڈھایا کہ وضع اور قطع اور نام و لباس تبدیل کرڈالنے کا عام حکم دیدیا زبان رسم و رواج بھی بدلنے پر مجبور کیا۔ اس نامنصفانہ اور وحشیانہ سلوک کا یہ نتیجہ ہوا کہ مسلمانوں نے بحکم ہر کہ بتنگ آید بجنگ آید مجتمع ہوکر عیسائیوں سے کلہ بکلہ لڑنے پر کمر باندھ لی اور اس کوہستان بلنقہ کو اپنا ملجا و ماوا بنا کے دشمنان اسلام سے تیغ و سپر ہونے لگے۔ کئی سال مسلسل یہ سلسلہ جاری و قائم رہا۔ سفاکی غارتگری کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا خونریزیاں اور شدید جسمانی عقوبتوں کے مسلمان نشانہ بنے ہوئے تھے۔ اماں دے کے قتل کرنا وحشیانہ کشت و خون عیسائیوں کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ کوہستان بلنقہ کے تمام دیہات اور اسکا سارا پُرفضا میدان مسلخ و مذبح بنا ہوا تھا۔ جان بخشی اور عفو تقصیر کا ان لوگوں نے سبق ہی نہیں پڑھا تھا زندوں کو آگ میں ڈالدینا انکے نزدیک کوئی بات نہ تھی عورت، مرد اور بچوں کو انکھوں کے سامنے ذبح کرادینا معمولی شغل تھا باایں ہمہ مسلمانوں نے کمال استقلال سے ان سب نابردا شتنی ظلموں اور وحشیانہ سلوک کا مقابلہ کیا اور سینہ سپر لڑتے اور مرتے کھپتے رہے بکرات و مرات اپنے مذہب اور ملک کی حمایت پر ڈٹے جسکو شاہ اسپین حد درجہ کی جد و جہد سے رفع و دفع کرتا گیا آخرکار مسلمان اسقدر کمزور ہوگئے کہ ان میں مقابلہ و جنگ کی قوت

Marfat.com

باقی نہ رہ گئی اور نہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے کسی کو انکا مددگار اور معین بنایا یہانتک کہ عیسائیوں نے اُن پس ماندگان کو بھی جنکو یحبر جلاء وطنی یا غلامیت کے کوئی چارہ کار نہ تھا ۱۰۱۷ھ ۱۶۰۸ء میں جلاء وطن کر دیا۔ ہزاروں نے فاس کا راستہ لیا اور ہزاروں تلمسان کی جانب روانہ ہوئے۔ عوام الناس کا ایک گروہ ٹونس کی طرف نکل کھڑا ہوا۔ ان غریب جلاوطنوں پر جنہوں نے تلمسان اور فاس کا رخ کیا تھا یہ آفت آئی کہ رہزنوں اور بادیہ نشینوں نے انکو لوٹ لیا جان سے بھی گئے اور مال سے بھی۔ ان میں سے صرف چند لوگ جانبر ہوئے اور جن لوگوں نے ٹونس کی طرف سفر اختیار کیا تھا ان کا اکثر حصہ صحیح وسالم ٹونس پہونچا اور سلطان ٹونس کے حکم سے ان لوگوں نے ویران مقامات کو آباد کیا۔

کہتے ہیں کہ بیس ہزار سے زیادہ مسلمان تو پہلی لڑائیوں میں کام آئے تھے اور تقریباً پچاس ہزار خاص صوبہ بلنقہ میں اس دن تک کھیت رہے تھے جبکہ ڈوں جون شاہ قلب کے سوتیلے بھائی نے عیسائی رسولوں اور شہیدوں کی عزت میں مسلمان قیدیوں کو ذبح کرکے تہوار منایا تھا

خانہ بربادی اور جلاء وطنی کے سلسلہ میں غرناطہ کے خاتمہ سے گیارہویں صدی کے عشرہ دوم تک (مطابق سترہویں صدی عیسوی) تیس لاکھ مسلمان جلاء وطن اور خانہ برباد کیے گئے انتہیٰ ملخصاً من کتاب نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب من صفحہ ۶۷۲ الی صفحہ ۸۱۴ من الباب الثانی من المجلد الثانی للشیخ العلامۃ ابوالعباس احمد بن محمد المقری

اندلس میں مسلمانوں کی ہزار سالہ حکومت گویا ایک خواب تھا کہ جب تک اس عالم میں رہے سب کچھ پیش نظر تھا مگر جوں ہی آنکھیں کھلیں نہ وہ منظر پیش نظر رہا اور نہ وہ عالم باقی رہ گیا۔ یا سراب کی سی کیفیت تھی کہ تشنہ لبوں کو دور سے پانی کا وادی معلوم ہوا اور جب قریب گئے تو سوائے تودہ ریگ کے اور کچھ نہ تھا۔ یہی حالت بعینہٖ مسلمانوں کی اندلس میں ہوئی کہ جب تک اس ملک کی زمام حکومت اس قوم کے قبضہ اقتدار میں رہی

Marfat.com

اسوقت تک یہ ملک شائستگی اور سچی تہذیب کا سرچشمہ، علوم اور فنون کا معدن تمام یورپ کا استاد بنا رہا مگر جوں ہی مسلمانوں کو جلاوطنی اور خانہ بربادی نصیب ہوئی مملکت ہسپانیہ سے سونے کی چڑیا اڑ گئی اب کوئی شخص ممالک متمدنہ میں اسکو شمار تک نہیں کرتا۔

مسلمانوں پر یہ عام مصیبتیں شاہ فرڈی ننڈ، ملکہ ازابلہ چارلس پنجم اور فلپ دوم کے ہاتھوں نازل ہوئیں ان لوگوں نے جو سلوک مسلمانان اندلس کے ساتھ کئے اسکو منصفانہ یا دانشمندانہ سلوک سے تعبیر کرنا انصاف اور عقل کا خون کرنا ہے انہوں نے ان پر سخت وحشیانہ ظلم کئے اور ان سے حد درجہ کی دغابازی کی اگر عیسائی سلاطین اس عہدنامہ کی شرائط کو پیش نظر رکھتے جو فیما بین انکے اور آخری فرمانروائے غرناطہ کے ہوا تھا تو نہ اسقدر کشت وخوں کی نوبت آتی اور نہ بغاوت کی آگ بھڑکتی۔ ان تمام خونریزیوں اور غارتگریوں کے ذمہ دار یہی نرم دل عیسائی سلاطین ہیں جنہوں نے طرح طرح کے وحشتناک قوانین اجرا کئے اور بزور تیغ دین عیسائی کی اشاعت کی۔ جسوقت ہم اندلس کے ان دونوں فاتحوں کا مورخانہ حیثیت سے موازنہ کرتے ہیں تو زمین وآسمان کا فرق محسوس ہوتا ہے۔ مسلمانوں نے جسوقت اندلس کو فتح کیا تھا اسوقت انکی عام حالت بادیہ نشینوں کی سی تھی وہ بادیہ عرب سے نکلکر آئے تھے جہاں پر تھوڑے دنوں پیشتر بات بات پر لڑ جانا اور اس لڑائی کا مدتوں کا قائم رہنا انکے مائیں ہاتھ کا کھیل تھا مگر جب وہ فتحمندی کا جھنڈا لیکر اندلس کی تسخیر کو آئے تھے اسوقت شائستگی تہذیب، ہمدردی انسانی اور مساوات کو بھی اپنے ہمراہ لائے تھے اسکی تعلیم انکو انکے پاک مذہب سے ملی تھی یہی وجہ تھی کہ نہ توانہوں نے اہل اسپین کی زبان تبدیل کرنے کا قانون جاری کیا تھا اور نہ انہوں نے انکے رسم ورواج بدلے تھے اور نہ انکو جبراً مسلمان کیا تھا انہوں نے نہایت نیک نیتی سے اہل اسپین کے ساتھ باوجودیکہ انکا شمار مفتوحہ اقوام میں تھا بلالحاظ مذہب وملت مساوات اور یگانگیت کا برتاؤ کیا اور ایسی تالیف

قلوب کی اور اپنے اخلاق حسنہ کا ایسا سکہ جمایا کہ اُنہوں نے خود بخود بلا جبر و اکراہ مذہب اسلام کو قبول کرنا شروع کر دیا اور بجائے اپنی زبان کے سیکھنے کے عربی کی تعلیم کو باعث فخر و عزت سمجھنے لگے اب بھی سیکڑوں کیا ہزاروں الفاظ عربی کے زبان اسپین میں موجود ہیں اصل یہ کہ ان غزپوں نے صرف انکے ملک پر قبضہ نہیں کیا تھا بلکہ یہ انکے دلوں پر انکی زبانوں پر قابض ہو گئے تھے جبر سے نہیں، رضامندی سے۔ اور جب عیسائیوں نے بدنصیب و غربت زدہ مسلمانوں سے اندلس پر قبضہ حاصل کیا تو باوجود عہد و اقرار کے کیا کچھ نہیں کیا مسلمانوں کو جبراً عیسائی بنایا۔ رسم و رواج اور نام کے بدلنے پر مجبور کیا۔ انکے بچوں کو گرجا میں لیجانے اور بپتسمہ دلانے کا حکم دیا۔ عیسائیوں کی طرح گرجا میں انکے نکاح پڑھوانے پر زور دیا۔ انکو خوش قطع اور خوش وضع لباس چھوڑنے کا حکم صادر کیا اور اصل اسپین کی طرح کوٹ پتلون پہننے اور ٹوپیاں دینے کا دباؤ ڈالا۔ انکے حمامات مسمار کرا دیئے۔ مسجدوں کو حکماً بند کرا دیا اور بعض کو منہدم کرا کے کلیسا بنایا اور کسی کو عدالت کا کمرہ مقرر کیا۔ لاکھوں کتابیں جو مسلمانوں کی عمر بھر کا سرمایہ علمی تھا جلا کر خاکستر کر دیا اور اسپر بھی جب انکے کلیجہ کو ٹھنڈک نہ پہونچی تو انہوں نے اس ملک سے انکا بیخ و بن اکھاڑ کر پھینک دیا یعنی کل مال و اسباب چھین کر جلاوطن کر دیا

+ ببیں تفاوت از کجاست تا بکجا +

مسلمانوں پر یہ آفتیں صرف اسوجہ سے نازل ہوئیں کہ اُنہوں نے قرآن مجید سے کوئی تعلق نہ رکھا تھا ارشادات نبوی کو پس پشت ڈالدیا تھا۔ انابت الی اللہ دلوں سے جاتی رہی تھی اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں خود غرضی آگئی۔ ہمدردی اور اخوت اسلامی جاتی رہی اُولوالامر کی طاعت سے سبکدوش ہو گئے۔ عیسائیوں کے دوست اور ہوا خواہ بن گئے اور باہم لڑ جھگڑ کر عیسائیوں کی بڑھتی ہوئی قوت کو مدد پہونچایا جسکی سخت ممانعت اور بیحد تاکید آئی ہے اللہ تعالیٰ نے ان پر وہ مصائب نازل کئے کہ جسکے سننے سے کلیجہ

منہ کو آتا ہے دوران فتح اندلس میں اللہ جل شانہ نے اپنے قرآن مجید کی آیہ کریمہ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝ (اور تمکو مالک بنایا انکی زمیں اور انکے گھر اور انکے مال کا اور ایسی زمیں کا جسپر کبھی تمہارے قدم نہیں پھرے۔ اور ہے اللہ ہر چیز کے کرنے پر قادر) کی پیشین گوئی پوری کی پھر جب مسلمانوں نے اپنی حالت بدل دی تو بحکم اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰي يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۭ (بیشک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں تبدیل کرتا جب تک کہ وہ اپنی حالت آپ نہ بدلیں) طرح طرح کی مصیبتوں میں اللہ تعالےٰ نے انکو مبتلا کیا اور آخر کار وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ (نہ مانیں گے اگر تو مار دیگا اونکو دکھ کی مار دنیا و آخرت میں اور نہیں ہے اونکا روے زمیں میں کوئی حمائتی اور نہ مددگار) کی پیشین گوئی کو سچ کر دکھایا کسی نے ذرا بھی انکی مدد نہ کی حالانکہ سلطان مراکو، سلطان ترکی اہل ٹونس اور خدیو مصر کو بہت زیادہ موقع امداد کا حاصل تھا۔ واللہ یفعل ما یشاؤ ویحکم ما یرید انتہی کلام المترجم۔

اخبار ملوک بنو اوفونش از جلالقہ ملوک اندلس و فرانس و شکنش و برتغال وغیرہم

اُسوقت چار سلاطین عیسائی ہر چہار طرف سے بلاد اسلامیہ کو گھیرے ہوئے تھے اور ملت اسلامیہ اِن لوگوں کے ساتھ دریا پار مقام کرنے میں عاجز ہو گئی تھی حالانکہ ان لوگوں نے اکثر اُن بلاد کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیا تھا جسکو فتوحات اسلامی نے اپنے ابتداے دور میں سر کیا تھا

اِن چاروں عیسائی سلاطین میں سے بادشاہ قشتالہ (کسٹائل) کے مقبوضات وسیع اور بڑے تھے قشتالہ، غلیشیہ اور قرنتیرہ وغیرہ۔ اسکے تحت حکومت تھے قرنتیرہ میں بسیط قرطبہ، اشبیلیہ، طلیطلہ اور جیان وغیرہ شامل تھے جسکی حد جوف جزیرہ سے مغرب سے

Marfat.com

مشرق تک پھیلی ہوئی تھی

مغرب کی جانب سے بادشاہ برتغال (پرتگیز) کی سرحد ملتی تھی اسکے مقبوضات کا رقبہ کم تھا صرف اشبونہ پر اسکا قبضہ و تصرف تھا مجھے اسوقت تک یہ نہیں معلوم ہوا کہ بادشاہ پرتغال کا نسب کیا ہے۔ گمان غالب یہ ہوتا ہے کہ یہ ان سرداروں کے اعقاب (پس ماندگان نسل) سے ہے جنہوں نے گذشتہ زمانہ میں نبوادفونش کے مقبوضات پر قبضہ حاصل کیا تھا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائیگا۔ عجب نہیں کہ یہ ان کی اولاد و احفاد سے ہوں اور انکے بہترین نسب سے شمار کئے جاتے ہوں واللہ اعلم۔

بادشاہ قشتالہ کے مقبوضات سے جانب شرق بادشاہ نبرہ کا ملک ملا ہوا تھا اور یہی بادشاہ بشکنش کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا اسکے مقبوضات کا بھی رقبہ کم اور چھوٹا تھا صوبجات قشتالہ اور مقبوضات بادشاہ برشلونہ کی دریبانی زمین اسکے قبضہ میں تھی بادشاہ نبرہ کا دارالسلطنت شہر پنبلونہ میں تھا اسکے علاوہ جو بلاد تھے اس پر بادشاہ برشلونہ کا قبضہ تھا اب ہم ان لوگوں کے حالات زمانہ فتح اسلامی سے بیان کیا چاہتے ہیں جس سے تمکو بالتفصیل انکے حالات سے آگاہی حاصل ہو جائیگی۔

جسوقت زمانہ فتح اسلامی میں مسلمانوں نے عیسائیوں کو ۹۱۰ھ میں مغلوب کر کے لزریق (راڈرک) بادشاہ قوط (گاتھ) کو تہ تیغ کیا اور تمام جزیرہ اندلس میں سیلاب کی طرح پھیل گئے اسوقت کل عیسائی گروہ اندرونی بلاد اندلس سے سمٹکر ساحل بحر کی طرف بھاگ نکلے اور قشتالہ کی پرلی طرف کی سرحدوں کو عبور کر کے جلیقیہ میں جا کے مجتمع ہوئے۔ ان لوگوں پر تین شخصوں نے حکومت کی۔ ابن ناقلہ اونیس سال حکومت کرتا رہا ۱۳۳ھ میں اسنے وفات پائی بجائے اسکے قافلہ تخت نشین ہوا دو برس حکومت کر کے یہ بھی مر گیا پس ان لوگوں نے ان دونوں کے بعد ادفونش بن لبطرہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا اسی ادفونش کی اولاد اسوقت تک حکمرانی کی کرسی پر متمکن ہے۔ یہ نسباً عجم میں سے جلالقہ کے خاندان سے ہے

Marfat.com

جیساکہ اوپر بیان کیا گیا۔ ابن حیان کا یہ گمان ہے کہ یہ قوط کی نسل سے ہے اور میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ قوم قوط (گاتھ) تباہ و برباد اور ہلاک ہو گئی اور یہ کم دیکھا گیا ہے کہ کوئی قوم بعد تباہی اور بربادی کے پھر صحیح حالت پر آجائے بلکہ یہ ایک جدید بادشاہ دوسرے گروہ کا ہے۔ واللہ اعلم۔

الغرض اوفونش بن بطرہ نے ان پس ماندگان اور بقیۃ السیف عیسائیوں کو ان بلاد کی حمایت کرنے پر مجتمع اور متفق کیا جو مسلمانوں کے قبضہ و تصرف سے بچ رہے تھے اسوقت اسلامی فتوحات کا سیلاب جلیقیہ تک پہونچ گیا تھا۔ اور جلیقیہ کے فتح کے بعد کچھ ایسے اتفاقات پیش آئے تھے کہ اسلامی دلاوروں نے تیغ دپسر رکھ دیا تھا اتنے میں دولت اسلامیہ کے قوائے حکمرانی اندلس میں ضعیف ہو گئے اور عیسائیوں نے اکثر اُن بلاد پر جسکو مسلمانوں نے عیسائیوں سے چھین لیا تھا قبضہ حاصل کر لیا۔ اٹھارہ سال حکومت کرنے کے بعد اذفونس بن بطرہ نے ۱۴۲ھ / ۷۵۹ء میں وفات پائی اسکا بیٹا فرویلہ حکمراں ہوا اسنے گیارہ سال حکومت کی اسکی شان و شوکت بڑھی قوائے حکمرانی کو مضبوطی ہوئی اسی زمانہ میں اتفاق وقت سے عبدالرحمٰن داخل کو نظام حکومت کے درستی کی ضرورت پیش آگئی پس فرویلہ نے شہر یک، برتغال، سمورہ، سلمنقہ، شقرینہ اور قشتالہ وغیرہ کو مسلمانوں کے قبضہ و تصرف سے نکال لیا ۱۵۸ھ / ۷۷۴ء میں یہ ہلاک ہو گیا اسکا بیٹا شیلون سریر آرائے حکومت ہوا دس سال تک اسکی حکومت رہی ۱۶۸ھ / ۷۸۴ء میں یہ بھی مر گیا تب عیسائیوں نے اذفونش کے سر پر تاج شاہی رکھا۔ سمول ناط نامی ایک عیسائی نے اس سے بغاوت کی اور دفعتہً حملہ کر کے اسکو مار ڈالا اور بجائے اسکے سات برس تک حکومت کرتا رہا اس واقعہ کے بعد ہی امیر عبدالرحمٰن کی حکومت اندلس میں ایک طاقت ور حکومت ہو گئی اسکی فوجوں نے سرزمین

۱؎ میرے نزدیک یہ کاتب کی غلطی ہے بجائے ۱۴۲ھ کے ۱۵۲ھ / ۷۶۹ء ہونا چاہئے کیونکہ ۱۳۲ھ میں ابن فاقلہ نے وفات پائی تھی اور ۲۰ برس تک اُسکا بیٹا فاقلہ حکمراں رہا اس حساب سے ۱۳۵ھ میں اذفونش سریر حکومت پر متمکن ہوا اٹھارہ برس اس نے حکومت کی پس اس لحاظ سے اذفونش کا انتقال ۱۵۳ھ میں ہوا نہ کہ ۱۴۲ھ میں

Marfat.com

جلیقیہ پر جہاد کیا۔ متعدد قلعات بزور تیغ مفتوح کئے ہزارہا قیدی اور بہت سا مال غنیمت عساکر اسلامیہ کے ہاتھ آیا۔ بعد سمول کے انہیں عیسائیوں میں سے اوفونش نامی ایک دوسرے شخص نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔

ابن حیان نے تحریر کیا ہے کہ رذمیر کی حکومت ۳۱۹ھ/۹۳۱ء عہد حکومت ناصر میں تھی خلیفہ ناصر نے اس پر بقصد جہاد فوج کشی کی تھی تا آنکہ غزوہ خندق میں مسلمانوں کو بمقابلہ عیسائی جنگ اوروں کے پسپا ہونا پڑا یہ واقعہ ۳۲۷ھ/۹۳۸ء کا ہے غزوہ خندق شہر سنت اکس کے قریب ایک میدان میں ہوا تھا جیسا کہ اپنے موقع پر ذکر کیا گیا بعدہ ۳۳۳ھ/۹۴۴ء میں رذمیر عیسائی بادشاہ مرگیا اسکا بھائی سانجہ (سانکو) سریر حکومت پر متمکن ہوا اسکی دلیری اور مردانگی غیر معمولی تھی نہایت چالاک اور ہوشیار تھا مگر باین ہمہ اراکین و سرداران دولت کے ہاتھوں اسکی حکومت کو بیحد نقصان اٹھانا پڑا اس کی حکومت کا شیرازہ درہم و برہم ہوگیا اسکے بعد نبوا فونش کو جلالقہ میں پھر حکومت کرنا نصیب نہوا لیکن بعد زمانہ طوائف الملوکی پھر اسکا دور دورہ ہوا اس کا ذکر اوپر کیا گیا۔

ابن حیان نے نقل کیا ہے کہ اس گروہ کی بادشاہت میں فرولند (فرڈی ننڈ) بن عبد سلب سردار البتہ و قلاع کے ہاتھوں انقلاب پیدا ہوا۔ یہ ان کل عیسائی سرداروں سے معظم و محترم تھا جو بڑے عیسائی بادشاہ کی طرف سے مختلف صوبوں کی گورنری پر مامور تھے پس اسنے صوبہ البتہ میں سانچہ کی مخالفت کا اظہار کیا اور اپنی کمک پر بمقابلہ سانچہ کے بادشاہ بشکنش کو لے آیا۔ سانچہ ان واقعات سے مطلع ہوکر خلیفہ ناصر کی خدمت میں فریادی بنکر دربار قرطبہ میں حاضر ہوا امداد کی درخواست کی چنانچہ خلیفہ ناصر نے اسکو مالی اور فوجی مدد دی اس امداد و اعانت کے بدولت خلیفہ ناصر کو سمورہ پر قبضہ مل گیا اور اسنے وہاں پر مسلمانوں کو ٹھہرایا۔ سانچہ اور فرولند میں مدتوں لڑائی کا سلسلہ جاری و قائم رہا تا آنکہ فرولند انہیں لڑائیوں میں سے کسی لڑائی میں گرفتار کر لیا گیا پھر بادشاہ بشکنش اور سانچہ میں اس شرط پر مصالحت ہوگئی کہ فرولند بن عبد سلب اسکا قیدی اسکے پاس بھیجدیا جائے چنانچہ سانچہ نے اسکو رہا کر دیا۔ بعد اسکے ۳۱۵ھ/۹۶۲ء میں اردون اوفونش (اورڈونو) خلیفہ مستنصر

کی خدمت میں فریادی صورت بنائے ہوے حاضر ہوا اور بمقابلہ سانچہ کے امداد واعانت کی درخواست کی مستنصر نے اسکی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور اپنے نامور سپہ سالار غالب کو اسکی کمک پر مامور کیا۔ اس واقعہ کے بعد اِدہر سانچہ بادشاہ اوفونش مقام بطلیوس میں مرگیا۔ اسکا بیٹا رذمیر بجاے اسکے اِن لوگوں پر حکومت کرنے لگا اُدہر فرولند بن عبد شلب سردار البتہ بھی راہِ نورد بادیہ ہلاک ہوا اسکا بیٹا غریسہ اس صوبہ کا مالک و سردار بنایا گیا۔ اتنے میں خلیفہ حکم مستنصر نے وفات پائی اور رذمیر نے سرحدی شہروں کو تاخت و تاراج کرنا شروع کر دیا رفتہ رفتہ اسکی بدمعاملگی اور ایذا رسانی بڑھتی گئی یہانتک کہ اللہ تعالی نے اسکی سرکوبی پر منصور بن عامر حاجب خلیفہ ہشام موید کو مامور کیا پس اسنے رذمیر کے مقبوضات پر خوب حملے کئے بکرات و مرات بقصد جہاد اسپر فوج کشی کی کئی بار سمورہ میں اسکا محاصرہ کیا بعدہ لیون کی جانب بڑھا اور اُس سکو بھی اپنے محاصرہ میں لے لیا اس واقعہ سے کچھ دنوں پہلے غریسہ نے فرولند والی البتہ پر بھی یلغار کیا تھا بادشاہ لشبنش اسکی کمک پر آیا ہوا تھا منصور نے اپنے پُرزور حملوں سے ان دونوں کو فاش شکست دی بعدازاں یہ دونوں متفق ہوکر رذمیر کے ساتھ منصور کے مقابلہ پر آئے مقام سنت ماکس پر سخت اور خونریز جنگ ہوئی منصور نے اس میدان کو بھی جیت لیا اور ان سب عیسائی سلاطین کو ہزیمت دیکر سنت ماکس پر قبضہ کر لیا اور بعد فتحیابی کے اسکے قلعہ کو منہدم اور شہر کو ویران کر ڈالا۔ اِن پے در پے ہزیمتوں سے جلالقہ کے چھکے چھوٹ گئے رذمیر کو بداقبال اور شوم کہنے لگے اسکے چچا برمندین اردون اسکے برخلاف علم مخالفت بلند کرکے حکومت و سلطنت کا دعویدار ہوا، عیسائیوں میں نفاق اور باہمی کینہ کی آگ بھڑک اٹھی بعد اسکے رذمیر نے سنہ ۲۷۴ھ ۹۸۴ء میں منصور کی اطاعت قبول کر لی اور اسکے بعد ہی مرگیا اسکے مرنے پر اسکی ماں بھی منصور کی مطیع و فرمانبردار رہی اور جلالقہ بالاتفاق برمند بن اردون کو اپنا بادشاہ بنائے رہے منصور نے جلالقہ پر پھر چڑھائی کر دی، برمند کو یہ امر نہایت شاق گذرا بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے مگر کچھ بن نہ آئی اور منصور نے حیون کو بزور تیغ فتح کرکے سمورہ کی جانب قدم بڑھایا

Marfat.com

برمند سمورہ کو چھوڑ کر بھاگ گیا اہل سمورہ نے شہر کو منصور کے حوالہ کر دیا پس منصور نے سمورہ کو تاخت و تاراج کر کے چٹیل میدان بنا دیا اس مقام کے سر ہونے سے جلالقہ کے قبضہ میں بجز چند کوہستانی قلعات کے اور کوئی قلعہ باقی نہ رہا جو کہ انکے ملک اور بحر اخضر کے درمیان میں حائل تھے بعدہ برمند کی یہ کیفیت رہی کہ کبھی مطیع اور فرمانبردار ہو جاتا تھا اور کبھی بدعہدی کر کے مخالفت کا اعلان کر دیتا تھا منصور اس پر بنفسہ یلغار کرتا رہتا تھا بالآخر برمند نے اپنی ناکامی کا یقین کر لیا اور ۳۸۵ھ/۹۹۵ء میں منصور کے دربار میں حاضر ہو کر گردن اطاعت جھکا دی اور اپنے کل مقبوضات کی زمام حکومت منصور کو حوالہ کر دی منصور نے اسکے ساتھ فیاضانہ سلوک کئے اسکو اسکے مقبوضات کی سند حکومت عنایت کی اور اپنا باجگذار بنا کے پھر اسکے ملک کو واپس فرمایا۔ ۳۸۹ھ/۹۹۰ء میں بنظر حفاظت بلاد سرحدی مسلمانوں کے ایک گروہ کو سمورہ میں آباد کیا اور ابو الاحوص معن بن عبد العزیز نجیبی کو اسکی سند حکومت عطا کی۔

چونکہ غرسیہ بن فرولند نے مخالفین منصور کی اعانت کی تھی اسوجہ سے منصور نے اسکی گوشمالی کی طرف توجہ کی چنانچہ فوجیں مرتب کر کے شہر اشبونہ دار السلطنت غلیسیہ (گلیسیا) پر چڑھائی کر دی اور بزور تیغ اسپر قابض ہو کر ویران اور خراب کر ڈالا۔ اس واقعہ کے بعد غرسیہ کا انتقال ہو گیا اسکا بیٹا سانچہ سریر حکومت پر متمکن ہوا منصور نے ان سب سلاطین پر جزیہ قائم کیا اور کل اہل جلیقیہ کو اپنے عام حکومت کے سایہ میں لے لیا یہ لوگ منصور کے شاہی اقتدار کو اسی طرح تسلیم کرتے تھے جسطرح کہ گورنران صوبجات اپنے بادشاہ کی شاہی جاہ و جلال کو مانا کرتے ہیں۔ صرف برمند بن اردون اور مسدبن عبد شلب والی غلیسیہ اس اثر سے محفوظ رہا کیونکہ یہ دونوں خود مختاری کے ساتھ حکمرانی کر رہے تھے با ایں ہمہ مسدبن عبد شلب نے مراسم اتحاد قائم کرنے کی غرض سے اپنی بیٹی کو ۳۹۳ھ/۱۰۰۳ء میں منصور کی خدمت میں بطور کنیز خدمت کرنے کو بھیجا پس منصور نے اسکو آزاد کر کے اپنے حبالہ نکاح میں داخل کر لیا۔ بعد چندے برمند نے سرکشی کی منصور کو اس کی خبر لگی فوجیں آراستہ کر کے چڑھائی کر دی اور کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے سینٹ یاقب (سینٹ یعقوب یا یاگو)

Marfat.com

تک پہونچ گیا جہاں پر کہ ہر سال عیسائیوں کا جم غفیر حج و زیارات کو آتا تھا اور یعقوب حواری کی قبر تھی یہ مقام غلیسیہ کے انتہائی سرحد پر واقع ہے عیسائیوں نے منصور کی آمد کی خبر پاکر اس مقام کو خالی کر دیا تھا منصور نے سینٹ یعقوب کو منہدم کرا دیا اسکے دروازوں کو دار الحکومت قرطبہ میں اٹھالایا اور جامع قرطبہ میں اس طریقہ کے مطابق کہ ہر حکمراں کچھ نہ کچھ اسکی عمارت میں اضافہ کرتا چلا آتا تھا بطور اپنی یادگار کے لگا دیا۔ برمندین ارذون نے منصور کی ان کامیابیوں سے متاثر ہوکر مصالحت اور نیز شرائط صلح طے کرنے کی غرض سے اپنے بیٹے بلانہ کو معن بن عبد العزیز والی جلیقہ کے ہمراہ بارگاہ خلافت قرطبہ کی جانب روانہ کیا۔ منصور نے اپنی فیاضی اور سیر چشمی سے برمند کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور اس سے مصالحت کر لی پس بلانہ نے کامیابی کے ساتھ اپنے باپ کی طرف مراجعت کی۔ بعدہ منصور نے عیسائی امراء میں سے ارغوس کے سر کرنے پر کمر ہمت باندھی جو اطراف جلیقیہ میں بابیں سمورہ و قشیلہ حکمرانی کر رہا تھا اسکا دار الحکومت سنٹ بریہ میں تھا۔ پس ۳۸۵ھ میں کمال مردانگی سے فتح کر کے دائرہ حکومت اسلامیہ میں داخل کر لیا۔ پھر برمند بن ارذون بادشاہ نبوادفونش نے بادیہ ہلاکت کا سفر اختیار کیا اسکا بیٹا افونش حکمراں ہوا اسنے خود مختاری حکومت کا اعلان کیا مسدین عبد شلب آڑے آیا اس نزاع کے فیصلہ کرنے کو عبد الملک بن منصور کو حکم مقرر کیا منصور نے اصبغ بن سلمہ قاضی نصاریٰ کو ان دونوں کی خصومت کے فیصلہ کرنے پر متعین فرمایا اصبغ نے مسدین عبد شلب کے حق میں فیصلہ کیا پس افونش بن برمند اس زمانہ سے مسدین عبد شلب کی نگرانی و ظل حکومت میں حکمرانی کرتا رہا تا آنکہ ۳۹۸ھ میں افونش نے براہ فریب و مکر مسد کو مار کر اسکی حکومت کو نیست و نابود کر دیا اور اپنے باپ کے عہد حکومت کے امرار سے اور نیز اُن لوگوں سے جو اسکی قوم کے تھے مراسم شاہی کے بجا لانے کا خواستگار رہا چنانچہ افونش کو اس ارادے میں کامیابی ہوئی اس نے اپنی جانب سے ان لوگوں کو مامور کیا جو اسکے پاس رہتے تھے اور جن پر اسکو اعتماد تھا رفتہ رفتہ اسکے زمانہ میں ملوک بنی ارغوس اور بنی فرولند وغیرہ کا ذکر و

تذکرہ نسیاً منسیا ہوگیا جنکے حالات اوپر تحریر کرلئے ہیں۔ ان لوگوں کی حکومتیں بنی افونش میں سے سانچہ بن ردمیر کے زمانہ حکمرانی میں تھیں۔ افونش نے ان سب چھوٹی چھوٹی حکومتوں کو ایک جا کرکے متفقہ قوت سے عبدالملک مظفر بن منصور کے مقابلہ کی تیاری کی بادشاہ بشکنش نے فوجی اور مالی مدد دی قلونیہ کے باہر ایک میدان میں دونوں حریف کا مقابلہ ہوا سخت اور خونریز جنگ کے بعد اس نے انکو ہزیمت دی اور بصلح قلعہ کو مفتوح کرلیا۔

ان واقعات کے بعد منصور اور اسکے بیٹوں کی حکومت کا سلسلہ منقطع ہوگیا چوتھی صدی کے شروع میں بربریوں کے فتنہ وفساد کی گرم بازاری ہوئی۔ سانچہ بن غرسیہ والی البتہ کو مسلمانوں سے بدلہ لینے کا موقع مل گیا۔ ہمیشہ ایک نہ ایک گروہ کو دوسرے کے خلاف ابھار دیتا اور اسکی مدد کرتا تھا یہانتک کہ اسکی بعض امیدیں حاصل ہوگئیں اسی اثنار میں بادشاہ بشکنش نے اس کو ۴۰۶ھ / ۱۰۱۵ء میں مار ڈالا اور عیسائیوں نے آہستہ آہستہ ان بلاد کو جو کہ قشتالہ اور جلیقیہ میں واقع تھے اور جہاں پر یہ اس سے پیشتر مغلوب ہوچکے تھے دبا لیا۔ افونش برابر جلیقیہ اور اسکے صوبوں پر حکمرانی کرتا رہا اور اسی کے خاندان میں سلسلہ حکومت قائم وجاری رہا تا آنکہ اندلس میں طوائف الملوکی کا زمانہ آگیا اور لمتونہ ملوک مغرب میں سے مرابطیون نے ملوک الطوائف اندلس پر غلبہ واستیلار حاصل کرکے کل ملک اندلس کو اپنے علم حکومت کا ماتحت ومطیع بنالیا۔ اور عربوں کی حکومت ملک اندلس سے منقطع اور منقرض ہوگئی۔

تواریخ اور حالات لمتونہ میں لکھا ہوا ہے کہ جس بادشاہ قشتالہ نے ملوک الطوائف اندلس پر ۴۵۰ھ / ۱۰۵۸ء میں خراج قائم کیا تھا وہ بطیئین تھا بظاہر یہ مفہوم ہوتا ہے کہ یہ شخص سانچہ بن امرک پر جوکہ اندنوں بنی افونش کا بادشاہ تھا مستولی اور متغلب تھا اور یہ انکے اخبار میں مذکور ہے۔ اور جب یہ مرگیا تو زمام حکومت اسکے بیٹوں فرولند اور غرسیہ اور رذمیر نے اپنے اپنے ہاتھوں میں لی مگر ان سبھوں کا نگراں اور انکے کاموں کا منصرم فرولند تھا۔ ابن نے سنت بریہ اور اکثر صوبجات ابن افطس پر قبضہ کرلیا تھا۔ پھر یہ سانچہ، غرسیہ اور الفنش کو چھوڑ کر مرگیا۔ ان لوگوں

میں نا اتفاقی پیدا ہوگئی لڑنے بھڑنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت وسلطنت پر الفنش تن تنہا قابض و متصرف ہوگیا اسی کے زمانہ میں ظاہر اسماعیل بن ذی النون نے ۴۶۷ھ/۱۰۷۴ء میں وفات پائی۔ اور اسی نے ۴۷۸ھ/۱۰۸۵ء میں طلیطلہ پر قبضہ کر لیا تھا اندنوں جزیرہ اندلس میں اسکے قبضہ سے اسکی بڑی عزت تھی۔ اسکے بطارقہ اور سرداران دولت سے برہانس ملقب بہ انبنذور تھا اسکے معنی دو ملک الملوک ہیں اس سے اور یوسف بن تاشفین سے مقام زلاقہ میں مڈبھیڑ ہوئی تھی اس لڑائی میں اسکی ہزیمت ہوئی تھی۔ یہ واقعہ ۴۸۱ھ/۱۰۸۸ء کا ہے۔ اس نے ابن ہود کا سرقسطہ میں محاصرہ کیا چونکہ اسکے چچازاد بھائی رذمیر سے اور اس سے اَن بن تھی اس نے سید ان خالی دیکھ کے طلیطلہ پر چڑھائی کر دی اور پہونچتے ہی محاصرہ ڈالدیا مگر کامیابی نصیب نہوئی۔ اسی زمانہ میں قمرنے یلیہ کا، غرسیہ نے مریہ کا، برہانس نے مریہ کا اور قسطون نے شاطبہ و سرقسطہ کا محاصرہ کر لیا بعد ازاں ۴۸۹ھ/۱۰۹۵ء میں الفنش نے بلنسیہ پر قبضہ کر لیا پھر مرابطیون نے ملوک الطوائف اندلس پر مستولی اور غالب ہو کر بلنسیہ کو عیسائیوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ ۵۰۱ھ/۱۱۰۷ء میں الفنش مرگیا جلالقہ کی زمام حکومت الفنش کی بیوی نے اپنے ہاتھ میں لی اور رذمیر سے اپنا عقد کر لیا مگر بعد چندے اس سے علیحدگی اختیار کر کے اپنے قیدیوں میں سے ایک قیدی کے ساتھ زن وشوئی کا تعلق پیدا کیا۔ اس سے ایک بیٹا پیدا ہوا جسکو عیسائی سلیطین کے نام سے موسوم کرتے تھے ۵۰۳ھ/۱۱۰۹ء میں ابن رذمیر اور ابن ہود سے سرقسطہ کے باہر وہ لڑائی ہوئی جسمیں ابن ہود عیسائیوں کے ہاتھ شہید ہوا ابن رذمیر نے سرقسطہ کے قلعہ پر اپنے اقبال کا جھنڈا گاڑ دیا۔ عماد الدولہ اور اسکا بیٹا روطہ کی طرف بھاگ گیا مدتوں وہیں مقیم رہا تا آنکہ سلیطین نے بمصالحت اپنے پاس بلا کے فشتالہ کی جانب روانہ کیا۔ بعد اسکے رذمیر اور اہل فشتالہ میں لڑائیاں ہوئیں انہیں لڑائیوں کے سلسلہ میں برہانس ۵۰۶ھ/۱۱۱۲ء میں مرگیا یہ واقعہ لمتونہ میں مرابطیون کے آخری دور حکومت میں واقع ہوا۔ پھر ان لوگوں کی حکومت وسلطنت موحدین کے ہاتھوں نیست ونابود ہوگئی۔ زمانہ حکومت منصور یعقوب بن امیر المومنین یوسف بن عبد المومن میں عیسائیوں کی حکومت انکے تین بادشاہوں

Marfat.com

الفنش، بیوح اور ابن الرند میں محدود تھی ان میں سے الفنش بنظر طاقت و قوت اور بلحاظ ملک و دولت پچھلے دو سے بڑا تھا یہی عیسائی لشکر اور عیسائی امراء کا جنگ ارک میں جسمیں منصور کو ان پر فتحیابی نصیب ہوئی تھی ۵۹۱ھ/۱۱۹۴ء میں سردار اور میدان جنگ کا سپہ سالار تھا۔ بیوح والی لیون وہ ہے جس نے عام العقاب میں ناصر کے ساتھ بدعہدی کی تھی تفصیل اسکی یہ ہے کہ بیوح نے خط و کتابت کرکے ناصر سے مراسم اتحاد پیدا کئے اور باظہار دوستی ناصر کے پاس آیا مشفقانہ نصیحت کی ناصر نے براہ عزت افزائی بہت سا مال عنایت کیا بعد ازاں بیوح نے اپنے دارالحکومت میں واپس اکر ناصر کے مراسم و اتحاد کو دور سے سلام کرکے رخصت کر دیا۔ معرکہ آرائی کی نوبت آئی نتیجہ یہ ہوا کہ جنگ عقاب میں اسکو دوبارہ ہزیمت اوٹھانا پڑی۔ بعد اسکے ناصر نے وفات پائی مستنصر سریر حکومت پر جلوہ آرا ہوا اور بنی عبد المومن کی ہوا بگڑ گئی۔ الفنش نے ان قلعات اور مقامات پر قبضہ کرلیا جسپر مسلمانوں کا پھریرہ لہرا رہا تھا بعدہ الفنش بھی صحرائے ہلاکت کا رہ نورد ہوا۔ اسکا بیٹا ہرانذہ تخت نشین ہوا۔ یہ احول (بھنگا) تھا اور اسی لقب سے ملقب کیا جاتا تھا۔ یہ وہی شخص ہے جس نے قرطبہ اور اشبیلیہ کو بنو ہود کے قبضہ اقتدار سے نکال کر اپنے دائرہ حکومت میں داخل کیا تھا اسی کے عہد حکومت میں بادشاہ ارغون نے بلاد اسلامیہ اندلوسیہ پر فوج کشی کی تھی جس سے تمام بلاد شرقی اندلس میں ایک عام ہل چل پڑ گئی تھی۔ شاطبہ، دانیہ، بلنسیہ، سرقسطہ اور کل سرحد شرقی کے بلاد مسلمانوں کے قبضہ و تصرف سے نکل گئے اور مسلمانوں نے ہر چہار طرف سے سمٹ کر ساحل بحر کو اپنا ملجا و ماوا بنایا پس پس ان بقیہ مسلمانوں پر بعد ابن ہود کے ابن احمر حکمراں ہوا۔ پھر ہرانذہ مرگیا اسکا بیٹا سریر حکومت پر متمکن ہوا۔ اور جب یہ بھی مرگیا تو اسکا بیٹا ہرانذہ ثانی عیسائی گورنمنٹ کے عنان حکومت کا مالک و وارث ہوا۔ اسکے زمانہ حکومت میں سلطان بنو مرین سلطان ابن احمر کی امداد و اعانت کو اندلس آیا تھا اندنوں اسکا بادشاہ یعقوب بن عبد الحق تھا۔ عیسائی فوجوں سے ایک وسیع وادی میں معرکہ آرائی ہوئی عیسائی لشکر پر بنی افونش کے غلاموں میں سے ایک سفلہ

سپہ سالاری کر رہا تھا جو عیسائیوں کا نہایت معتمد علیہ اور مایہ ناز و فخر تھا۔ سلطان یعقوب بن عبدالحق نے اسکو ہزیمت دی جس سے عیسائیوں کی جماعت منتشر ہوگئی مگر سلسلہ فتنہ و فساد برابر جاری و قائم رہا۔ سلطان یعقوب نے کبھی اور کسی وقت اندلس کو اپنا مقر حکومت یا دار القرار نہیں بنایا ہمیشہ اپنے ملک اور دار الحکومت میں بیٹھا ہوا وقتاً فوقتاً عیسائیوں کے مقبوضات پر تاخت و تاراج کرتا تھا اور اپنے آئے دن کے جہاد اور فوج کشی سے سرکش عیسائیوں کی سرکوبی میں مصروف رہا تا آنکہ عیسائی سلاطین نے مصالحت کا پیام دیا۔ اور باہم مصالحت ہوگئی۔ اسی زمانہ میں ہرانده بادشاہ قشتالہ اور اسکے بیٹے سانچہ میں باہم مخالفت پیدا ہوگئی۔ ہرانده بطور وفد کے سلطان یعقوب کی خدمت میں اپنے بیٹے سانچہ کی زیادتیوں کی شکایت کرنے کو حاضر ہوا اور دست بوسی کے بعد امداد و اعانت کی درخواست کی۔ سلطان یعقوب نے اپنی فیاضی اور دریادلی سے اسکی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا مالی اور فوجی مدد دی ہرانده نے مال کے بدلے اپنے تاج کو جو کہ اسکے اسلاف کے زمانہ سے مخزون چلا آتا تھا بطور رہن کے بارگاہ سلطانی میں حاضر کیا یہ تاج سلاطین بنی عبدالحق حکمرانان بنی مرین کے خزانہ شاہی میں اسوقت تک موجود ہے۔ اسکے بعد ہرانده ۶۸۳ھ / ۱۲۸۴ء میں مرگیا اسکا بیٹا سانچہ مستقل طور سے حکمرانی کرنے لگا۔ سلطان یعقوب کے انتقال کے بعد سانچہ بھی بارگاہ سلطانی میں درخواست مصالحت پیش کرنے کو حاضر ہوا چنانچہ سلطان یوسف بن یعقوب نے اس سے مصالحت کرلی۔ مگر سانچہ نے ایفاء عہد نہ کیا خلاف صلحنامہ کے آتش جنگ کو مشتعل کرکے طریف کا محاصرہ کرلیا اور قابض ہوگیا ۶۹۳ھ / ۱۲۹۳ء میں یہ بھی راہی عدم ہوا اسکا بیٹا ہرانده تخت نشین ہوا اور ۷۱۲ھ / ۱۳۱۲ء میں ابر حکومت سے سبکدوش ہوکر ملک عدم کی رہ نوردی اختیار کی اسکا بیٹا بطرہ سریر حکومت پر متمکن ہوا۔ یہ ایک نوعمر چھوکرا تھا اسکے چچا جبران نے اسکی نگرانی اور اسکے حکومت و سلطنت کا انصرام اپنے ہاتھ میں لیا جسوقت عیسائیوں نے غرناطہ پر ۷۱۸ھ / ۱۳۱۸ء میں چڑھائی کی تھی تو یہ دونوں چچا اور بھتیجہ بھی آئے ہوئے تھے بطرہ کے بعد اسکا بیٹا ہنشہ تخت نشین ہوا یہ بھی صغیر السن تھا اسکی کفالت اسکے اراکین دولت نے کی جب سن شعور کو پہونچا تو بذات خاص

Marfat.com

حکمرانی کرنے لگا۔ اسنے سلطان ابوالحسن پر جبکہ وہ طریف کا ۷۵۱ھ میں محاصرہ کئے ہوئے تھا فوج کشی کی تھی اور حملہ آور ہوا تھا اتفاق سے طاعون جارف میں مرگیا تب اسکا بیٹا بطرہ وارث تاج وتخت ہوا بطرہ اور قمط برشلونہ سے چل گئی بطرہ نے کئی بار قمط پر فوج کشی کی اور اس کے صوبجات پر قبضہ کرلیا۔ بلنسیہ کا بھی بکرات ومرات محاصرہ کیا بالآخر ۷۶۳ھ/۱۳۶۱ء میں قمط کو فتحیابی ہوئی اکثر بلاد قشتالہ پر قبضہ کرلیا عیسائیوں کے مختلف فرقوں اور گروہوں نے بھی بوجہ ظلم وجور بطرہ قمط کی اعانت کی بطرہ گھبراکر فرانس کے اس گروہ میں چلا گیا جو کہ قشتالہ کے اس پار اندرونی حصہ میں لیمانیہ دقرطانیہ کے اطراف میں ساحل بحر اخضر اور جزیرہ تک آباد تھے پس اسکے بادشاہ بلنس غالس نے ایک بہت بڑی فوج بطرہ کی کمک کو مرتب کرکے قشتالہ پر فوج کشی کی چنانچہ قشتالہ اور قرنتیرہ وغیرہ پر قبضہ کرلیا اور بطرہ کو ان بلاد کی عنان حکومت سپرد کرکے اپنے بلاد کی جانب مراجعت کی۔ ان لوگوں کے واپسی سے چند دنوں قبل ایک وبا عظیم ان لوگوں میں پھیل گئی تھی جس سے ان کا گروہ کثیر ہلاک ہوگیا تھا۔ بعد اسکے بطرہ اور اسکے بھائی قمط میں جنگ وجدال کا سلسلہ مسلسل جاری وقائم رہا یہانتک کہ قمط کو فتحیابی نصیب ہوگئی اور بطرہ ایک قلعہ میں پناہ گزیں ہوگیا بعد چندے جسوقت بطرہ کو اس امر کا احساس ہوگیا کہ قمط عنقریب مجھکو گرفتار کرلے گا خفیہ طور سے اپنے کسی ہوا خواہ کو لکھ بھیجا کہ میں تمہارے جوار میں پناہ گزیں ہوا چاہتا ہوں اس نے اقراری جواب دیا اتفاق سے قمط کو اسکی خبر لگ گئی پس قمط نے اسی ہوا خواہ کے مکان میں بطرہ کو ۷۸۲ھ/۱۳۸۰ء میں حملہ کرکے قتل کرڈالا اور بنواذفونش کے کل مقبوضہ بلاد پر مستولی ومتصرف ہوگیا بطرہ کا بیٹا اپنے باپ کے مارے جانے کے بعد معہ اپنے وزیر کے قرمونہ میں پناہ گزیں اور قلعہ نشین ہوگیا تھا قمط نے بحکمت عملی اسکو قرمونہ سے اُتار لیا اور اس طور سے آہستہ آہستہ قشتالہ کی حکومت پر مستولی ہوگیا۔ بلنس غالس بادشاہ فرانس نے اس لڑکے کے ذریعہ سے جو کہ بطرہ کی بیٹی کے بطن سے تھا قمط سے جھگڑا شروع کیا جیسا کہ نواسوں کی وراثت کی بابت عجمیوں کی عادت ہے چنانچہ قمط اور بلنس غالس میں مدتوں لڑائی کا سلسلہ

Marfat.com

جاری اور قائم رہا جسکی وجہ سے وہ لوگ مسلمانوں سے غافل و بے پروا ہو گئے اور ان لوگوں نے اس خراج کا دینا بند کر دیا جو عیسائیوں نے ان پر بوجہ کمزوری کے قائم کر لیا تھا بعدہ ۷۹۱ھ / ۱۳۸۸ء میں قمط مر گیا اسکا بیٹا سانچہ سریر حکومت پر متمکن ہوا اسکا دوسرا بیٹا غرسس غرناطہ کی طرف بھاگ گیا بعد چندے اطراف قشتالہ کی جانب لوٹ آیا۔ اسوقت (آٹھویں صدی ہجری میں) مملکت قشتالہ کی یہی کیفیت ہے اور اسی صورت سے وہاں کی حکومت جاری و قائم ہے اور انفنش بادشاہ فرانس کے ساتھ ان کی منازعت چلی جارہی ہے اسیوجہ سے انکی دشمنی سے مسلمانان اندلس محفوظ ہیں واللہ من وراءہم محیط۔

بادشاہ برتغال کا رقبہ حکومت جسکی سلطنت غربی اندلس اطراف اشبونہ میں ہے بہ نسبت بادشاہ قشتالہ کے کم ہے صرف صوبجات جلیقہ قبضہ و تصرف میں ہیں باین ہمہ اسکا بادشاہ اسوقت خود اختیاری حکومت و سلطنت کی وجہ سے دوسروں سے ممتاز سمجھا جاتا ہے اور نسبًا ابن اونفنش کا شریک ہے میں نہیں سمجھتا کہ اسکا نسب کس طرح بنو اونفنش سے جا ملتا ہے۔

بادشاہ برشلونہ جسکی حکومت کا سکہ شرقی اندلس میں چلتا ہے یہ ایک وسیع حکومت اور عظیم مملکت کا مالک ہے۔ ارغون، شاطبہ، سرقسطہ، بلنسیہ، جزیرہ دانیہ، میورقہ اور منورقہ وغیرہ اسکے علم حکومت کے مطیع ہیں نسبًا ان کو فرانس سے تعلق ہے۔ اسکے بادشاہ کا حال جیسا کہ ابن حیان نے نقل کیا ہے یہ ہے کہ قوم قوط (گاتھ) جن لوگوں کی حکومت اس سے پہلے اندلس میں تھے وہی لوگ مملکت فرانس کے قدیمی بادشاہ تھے۔ پھر اہل فرانس اور قوم قوط میں مخالفت پیدا ہوئی ان لوگوں نے انکے عہد و اقرار نامجات کو غیر قابل العمل تصور کر کے داخل دفتر کر دیا برشلونہ مملکت فرانس کا ایک صوبہ تھا پس جسوقت اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو آفتاب اسلام کی روشنی سے منور کیا اور فتوحات اسلامیہ کا سیلاب تمام بلاد اندلس میں چشم زدن میں پھیل گیا تو اسی عداوت کی وجہ سے فرانس نے قوط کی اعانت و مدد نہ کی۔ مسلمانوں نے قوم قوط کے سرکرنے کے بعد فرانس پر دھاوا کیا اور برشلونہ کو ان کے قبضہ

Marfat.com

ست تبال کردند و حکومت اسلامیہ میں شامل کرلیا پھر اسکے سرحدوں سے متجاوز ہوکر اس
ث ہوئے یہ شہر بھی قابض ہو گئے اور اسکے دارالحکومت جزیرہ ایونہ کو بھی فرانس سے
چھین لیا نبرونہ کے اطراف پر بھی قابض ہو گئے اور اسکے اطراف پر بھی فرانس سے قبضہ لیا
تھا مگر اطراف سے ہٹ بیٹھے تھے۔ بعد اسکے جسوقت مشرق میں دولت امویہ کا خاتمہ ہوا اور
دولت عباسیہ نے عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی اسوقت اندلس میں عربوں پر
بھی مصیبتیں نازل ہوئیں باہم خانہ جنگیوں میں مصروف ہو گئے فرانس نے موقع پاکر اپنے
بلاد کو جنپر مسلمانوں نے قبضہ کرلیا تھا برشلونہ تک پھر واپس لے لیا اور تقریباً ہجرت کی دوسری
صدی میں اس پر قابض ہو گئے ان لوگوں نے اس صوبہ پر اپنی طرف سے ایک عیسائی امیر مقرر
کیا جو بادشاہ روما فرانس کا مطیع اور ماتحت تھا اسوقت روما کا بادشاہ قارلہ اکبر تھا یہ بہت بڑا
جابر اور سرکش تھا بعد چندے انکے ملوک کے ضعف اور اختلاف کی وجہ سے انمیں بھی اختلاف
و مناقشہ پیدا ہو گیا جیسا کہ مسلمانوں میں اسلامی سلاطین کے ضعف کی وجہ سے مخالفت باہمی
اور چھوٹی چھوٹی متعدد حکومتیں قائم اور پیدا ہو گئی تھیں پس گورنران صوبجات نے اپنے اپنے
مقبوضہ ممالک کو دبا لیا اور خود سر حکومت کے دعویدار ہو گئے ازانجملہ ملوک برشلونہ تھے انہوں
نے بھی اپنے مقبوضہ صوبہ کو اپنا ملک سمجھکر خود اختیاری حکومت کی بنا رکھ ڈالدی۔ اور ملوک بنی
امیہ ابتداً ملوک برشلونہ سے مصلحتاً مصالحت اور اتحاد کا برتاؤ اسوجہ سے رکھتے تھے کہ مبادا
بادشاہ روما یا بادشاہ قسطنطنیہ دوسری جانب سے ان لوگوں کا معین و حامی نہو جائے۔
پھر جب منصور بن ابی عامر کا دور حکومت آیا تو اسکو عیسائیوں کا تسلط برشلونہ پر پسند
نہ آیا فوجیں تیار کیں آلات حرب سے انکو آراستہ کیا اور خود امیر لشکر ہوکر اُن پر بقصد جہاد
فوج کشی کردی چنانچہ ملوک برشلونہ کے بلاد کو تاخت و تاراج کرتا ہوا برشلونہ تک پہونچ گیا
اور اسکو بھی فتح کرکے اپنی فتحیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ ان دنوں اسکا بادشاہ بردیل بن طیر تھا اسکی
حالت اسوقت ویسا ہی تھی جیسا کہ اور ملوک نصاری کی تھی۔ بردیل نے وقت وفات تیں

Marfat.com

بیٹے چھوڑے۔ قلہ، ہیمند اور اومنقود۔ پھر اومنقود نے عبدالملک بن منصور سے بدعہدی کی عبدالملک نے اس پر جہاد کیا اور اسکے بلاد میں سے کسی شہر کی سرحد میں اسکو گرفتار کرلیا۔ اسکے بعد بربریوں کے فتنہ کی گرم بازاری ہوئی اومنقود اس فتنہ میں بربریوں کا شریک اور انکا ہوا خواہ تھا۔ انہیں لڑائیوں میں اومنقود نے ۴۰۸ھ میں بادیہ ہلاکت کا سفر اختیار کیا ہیمند قہا برشاونہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ ۴۱۰ھ میں یہ بھی رہگرائے ملک عدم ہوا اسکا بیٹا یلتنفیر تخت نشین ہوا چونکہ یہ کم سن تھا اسکی ماں امور سیاست کی نگراں ہوئی۔ اس سے اور اور ملوک طوائف اندلس یحییٰ بن منذر سے لڑائی ہوئی تھی یہ وہی عیسائیہ ملکہ ہے جس نے سرحد طرطوشہ پر قبضہ کرلیا تھا۔ سلسلہ حکومت ہیمند ہی کے نسل میں قائم رہا۔ موحدوں کے آخری دور حکومت میں اسکا بادشاہ جامعہ بن بطیرہ بن اوفونش بن ہیمند تھا اسی نے بلنسہ کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکالا ہے اندنوں (یعنی آٹھویں صدی ہجری میں) ان کے بادشاہ کا نام بطرہ ہے مجھے اسکے نسب سے کوئی ذاتی اطلاع نہیں ہوئی کہ کس طرح پر اسکا نسب اسکی قوم سے ملتا ہے اس صدی (آٹھویں) کے تیسویں سال میں اس نے سریر حکومت پر قدم رکھا تھا اور اسوقت تک یہ زندہ ہے اسکا بیٹا بوجہ اسکے ضعیف و معمر ہونے کے اسپر غالب ہے واللہ وارث الارض ومن علیہا وہو خیر الوارثین۔

اخبار حکمرانان عرب جنہوں نے زیر اثر دولت عباسیہ بادیہ پر حکومت کی

ان حکمرانان عرب میں سے جنہوں نے علم خلافت عباسیہ کے زیر اثر بلاد اسلامیہ پر حکمرانی کے پہلے ہم بنو اغلب والیان افریقیہ کے حالات معرض تحریر میں لاتے ہیں اور انکے ابتدائے حکومت اور جملہ احوال کو لکھا چاہتے ہیں۔

عہد خلافت عثمانؓ بن عفان کے تذکرہ میں عبداللہ بن ابی سرح کے ہاتھوں افریقیہ کی فتح کی کیفیت ہم تحریر کرآئے ہیں کہ یہ بیس ہزار صحابہ اور سرداران عرب کی جمعیت سے افریقیہ پر حملہ آور ہوئے تھے۔ عیسائیوں کے اس گروہ کو جو کہ وہاں پر فرانس، روم اور

Marfat.com

بربر کا موجود تھا منتشر و پراگندہ کیا تھا انکے دارالسلطنت سبیطلہ کو منہدم و مسمار کرکے انکے مال و اسباب چھین لئے تھے ان کی عورتوں اور لڑکیوں کو لونڈیاں بنالیں تھیں۔ انکے حکومت کے شیرازہ کو درہم و برہم کر دیا تھا سو ان عرب نے افریقہ کے میدانوں کو اپنا جولانگاہ بنا لیا اور اہل کفر کو اس سختی سے قتل و قید کرنا شروع کیا کہ اہل افریقہ نے عبداللہ بن ابی سرح فاتح افریقہ کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی کہ تین سو قطار سونا آپ ہم سے لیکر معہ عرب کے اپنے ملک کو واپس جائیں چنانچہ عبداللہ بن ابی سرح نے اس درخواست کو منظور کا درجہ عنایت کیا اور ۲۷ھ میں مصر کی جانب معاودت کی۔

معاویہ بن خدیج ۳۴ھ میں معاویہ بن ابی سفیان نے معاویہ بن خدیج کو فی گورنر مصر کو افریقہ پر جہاد کرنے کی ہدایت کی پس معاویہ بن خدیج نے فوجیں آراستہ کرکے افریقہ کی طرف قدم بڑھایا۔ جلولاء پر پہونچکر ہنگامہ کارزار گرم کر دیا رومیوں کے اُس لشکر سے مقابلہ ہوا جسکو بادشاہ قسطنطنیہ نے افریقہ کی حمایت کی غرض سے روانہ کیا تھا مقام قصر اجم میں دونوں حریف کا مقابلہ ہوا نہایت سخت اور خونریز لڑائی کے بعد مسلمانوں نے عیسائیوں کو شکست دی اور کمال ابتری کے ساتھ انکو انکے ملک کی جانب لوٹا دیا جلولاء پر اسلامی جھنڈا نصب کر دیا گیا بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا اطراف و جوانب کو جی کھولکر تاخت و تاراج کیا اور واپس آئے۔

عقبہ بن نافع ۴۵ھ میں معاویہ بن ابی سفیان نے عقبہ بن نافع بن عبداللہ بن قیس فہری کو افریقہ کے سرکرنے پر مامور کیا اور معاویہ بن خدیج کے قبضہ سے اسکی عنان حکومت نکال لی پس عقبہ بن نافع نے قیروان کو آباد کیا بربریوں سے معرکہ آرا ہوئے اور ان کے ملک کو معقول طور سے پامال کیا۔

ابو المہاجر پھر معاویہ بن ابی سفیان نے مصر اور افریقہ کی حکومت پر مسلمہ بن مخلد کو مامور کیا اسنے عقبہ کو حکومت افریقہ سے معزول کرکے اپنے غلام ابو المہاجر دینار کو ۵۵ھ میں اسکی

سند حکومت عطا کی۔ ابو المہاجر نے مغرب پر جہاد کیا فتح کرتا ہوا تلمسان تک پہونچا عقبہ نے قیروان کو اپنی معزولی کی وجہ سے خراب و ویران کر ڈالا۔ مگر ابو المہاجر کی ترقی کو نہ روک سکا اسکے ہاتھ پر متعدد لڑائیوں کے بعد جسمیں اسکو فتحیابی نصیب ہوئی تھی کسیلہ اوربی مشرف باسلام ہوا۔

عقبہ بن نافع کی دوبارہ گورنری

جسوقت یزید بن معاویہ نے عثمان حکومت وسلطنت اپنے قبضہ اقتدار میں لی اسوقت عقبہ بن نافع نے ۶۲ھ میں افریقہ کی جانب مراجعت کی چنانچہ عقبہ نے افریقہ میں داخل ہوکر بربریوں کو مرتد پایا۔ پس اس نے ان لوگوں پر حملہ کی تیاری کی۔ زہیر بن قیس بلوی کو مقدمہ (ہراول) پر متعین کیا۔ رومی اور فرانسیسی لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔ متعدد لڑائیوں کے بعد ان کے قلعات ملبس اور باغایہ کو فتح کر لیا زاب کے دارالسلطنت اذنہ پر بھی بزور تیغ قابض ہوگیا اسکے بادشاہ کو جو کہ بربری نسل سے تھا قید کر لیا۔ بیحد مال غنیمت ہاتھ لگا بعدازاں طنجہ کی جانب کوچ کیا بلیاں بادشاہ غمارہ اور والی طنجہ نے علم حکومت اسلام کے آگے گردن اطاعت جھکادی۔ ہدایا اور تحایف پیش کئے بلاد بربر اور اسکے اس پار مغرب کے سر کرنے کی بھی رہنمائی کی دلیلی، صنذ، رہون، بلاد مصامدہ اور بلاد سوس وغیرہ کے فتح کرنے کی راہیں بتلائیں۔ یہ لوگ اسوقت تک مجوسی مذہب کے پابند تھے، عیسائی مذہب میں داخل نہیں ہوئے تھے چنانچہ عقبہ نے ان بلاد کی جانب قدم بڑھایا۔ بہت بڑی اور نمایاں فتح نصیب ہوئی۔ ہزاروں مردوں اور عورتوں کو لونڈی غلام بنایا بیحد مال واسباب ہاتھ آیا۔ حد سے زیادہ ان لوگوں کے ساتھ سختی سے پیش آیا فتح کرتا ہوا سوس پہونچا۔ سوفہ اہل شام سے سوس کے سرحد پر لڑائی ہوئی کھیت مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ عقبہ نے بحر محیط پر چندے قیام کرکے مراجعت کی اور اپنی فوج ظفر موج کو قیروان میں آملنے کی ہدایت فرمائی۔

چونکہ کسیلہ بادشاہ اروبہ اور برانس بربری کو بوجہ محاصرہ اور جنگ کے عقبہ بن نافع کی جانب سے دلی کینہ پیدا ہوگیا تھا ان لوگوں نے بوقت مراجعت موقع پاکر مقام تہودا میں

عساکر اسلامیہ سے چھیڑ چہاڑ کی عقبہ معہ تین سو کبار صحابہ اور تابعین کے کھیت رہا اسی لڑائی میں محمد بن اوس انصاری معہ چند مسلمانوں کے قید کر لیا گیا تھا جس کو والی قفصہ نے رہا کر کے معہ ان لوگوں کے جو اسکے ہمراہ تھے قیروان بھیجدیا۔ اسی اثنار میں زہیر بن قیس بھی قیروان واپس آیا ان واقعات کو سن کے آگ بگولا ہو گیا اور برائس کی سرکوبی کے قصد سے فوج کی درستی کا حکم دیا حنش بن عبداللہ صنعانی نے اس لڑائی سے مخالفت کی اور اسکے لشکر سے علیحدہ ہو کر مصر کا راستہ لیا۔ چند لوگوں نے اسکی متابعت کی مجبوراً زہیر کو بھی ان لوگوں کے ساتھ نکلنا پڑا برقہ میں پہونچکر انتظار امداد قیام پذیر ہوا۔ ہیرو کے چلے آنے کی وجہ سے ان لوگوں نے جو اسوقت قیروان میں تھے کسیلہ سے امن کی درخواست کی کسیلہ نے ان لوگوں کو امن دی قیروان میں آیا اور یہ لوگ اسکے ظل حمایت میں مقیم رہے۔

زہیر بن قیس بلوی جسوقت عبدالملک بن مروان نے عنان خلافت اپنے قبضہ اقتدار میں لی اسوقت اسنے برقہ میں زہیر بن قیس بلوی کی کمک پر فوجیں روانہ کیں اور بربریوں کے میدان جنگ کا زہیر کو افسر اعلیٰ مقرر کیا پس زہیر ۷۶ھ میں افریقہ پر حملہ آور ہوا مقام میس اطراف قیروان میں کسیلہ سے مڈبھیڑ ہوئی نہایت سخت اور خونریز لڑائیوں کے بعد زہیر نے کسیلہ کو ہزیمت دی اور اثنار گیرو دار میں اسکو قتل کر ڈالا علاوہ اسکے اور بہت سے سرداران بربر اور انکے نامی نامی جنگجو کھیت رہے۔ بعد اسکے زہیر نے مشرق کی جانب مراجعت کی اور یہ کہا کہ میں اس اطراف میں جہاد کی غرض سے آیا تھا۔ مگر اب مجھے یہ خوف پیدا ہوا ہے کہ میرا نفس دنیا کی جانب مائل ہو رہا ہے چنانچہ مصر کی طرف کوچ کیا سواحل برقہ پر بادشاہ قسطنطنیہ کی جنگی کشتیوں کے بیڑے نے مزاحمت کی جو زہیر کے روک تھام کو روانہ کیا گیا تھا زہیر نے کمال مردانگی سے مقابلہ کیا۔ عیسائیوں کی جمعیت بہت زیادہ تھی رحمۃ اللہ علیہ کو اس واقعہ میں شہادت نصیب ہوئی۔

حسان بن نعمان غسانی پھر عبدالملک بن مروان نے عبداللہ بن زہیر کی شہادت

Marfat.com

اور مستقل حکومت حاصل کرنے کے بعد حسان بن نعمان غسانی کو افریقہ پر جہاد کرنے کا حکم دیا اور عظیم فوج سے اسکی مدد کی چنانچہ حسان بن نعمان قیراوان میں داخل ہوا اور تیرہ ور تیغ قرطاجنہ کو مفتوح کرکے ویران کر ڈالا جسقدر رومی اور فرانسیسی قرطاجنہ میں تھے صقلیہ اور اندلس کی جانب بھاگ گئے بعدازاں پھر عیسائیوں نے صطفورا اور تبزوت میں متفق ہوکر عساکر اسلامیہ کا مقابلہ کیا حسان نے اس معرکہ میں بھی ان لوگوں کو ہزیمت دی عیسائیوں نے باجہ اور بونہ میں جاکے پناہ لی بعدہ حسان نے کاہنہ ملکہ جزارہ کے قصد سے کوہ اوراس کی طرف قدم بڑھایا اُن دنوں ملوک بربر میں سے اسکی قوت وشکوکت بہت بڑھی چڑھی تھی اس سے اور عساکر اسلامیہ سے لڑائیاں ہوئیں۔ کھیت بربریوں کے ہاتھ رہا مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی ایک گروہ گرفتار کرلیا گیا بعد خاتمہ جنگ کاہنہ کے سوائے خالد بن یزید قیسی کے سبھوں کو رہا کردیا۔ اِن کو اپنے دو لڑکوں کے ساتھ دودھ پلایا اوران کو انکا رضاعی بھائی بنایا اور عرب کو افریقہ سے نکال دیا۔

حسان نے شکست کھاکے برقہ میں پہونچکر دم لیا خلیفہ عبدالملک کا فرمان پہونچا لکھا تھا کہ جب تک دارالخلافت سے امدادی فوجیں نہ پہونچیں تم برقہ میں قیام پذیر رہو۔ چنانچہ ۷۰ھ میں دارالخلافت دمشق سے امدادی فوجیں وارد برقہ ہوئیں پس حسان نے سامان جنگ درست کرکے افریقہ کی جانب کوچ کیا اور خالد بن یزید سے درپردہ خط وکتابت کرکے ملالیا اور اور اسکو کاہنہ کے خلاف ابھار دیا پس ایک روز بحالت غفلت خالد نے کاہنہ کا کام تمام کردیا حسان نے کوہ اوراس پر رہوکر قبضہ کرلیا اور اسکے گرد ونواح کو تاخت وتاراج کرکے قیروان کی جانب مراجعت کی اس واقعہ کے بعد سے بربریوں کو جان ومال کی امان دی گئی اُن پر اور رومیوں اور فرانسیسیوں پر جوان کے ساتھ تھے خراج مقرر کیا گیا اور یہ شرط لکھالی گئی کہ بارہ ہزار بربر جوان ہمیشہ ہر جہاد میں عساکر اسلامیہ کے ہمرکاب رہا کریں خلیفہ عبدالملک نے حسان کی واپسی کے بعد عساکر اسلامیہ میں سے صالح نامی ایک شخص کو بجائے حسان کے افریقہ پر مامور ومتعین کیا۔

موسیٰ ابن نصیر | ولید بن عبدالملک نے سریر خلافت پر متمکن ہوکر اپنے چچا عبداللہ کو

Marfat.com

جو کہ مصر کا گورنر تھا (بعضے کہتے ہیں کہ عبدالعزیز کو) لکھ بھیجا کہ موسیٰ ابن نصیر کو جہاد کی غرض سے افریقیہ کی جانب روانہ کرو۔ موسیٰ کا باپ نصیر معاویہ کا محافظ (باڈی گارڈ) تھا چنانچہ عبداللہ نے موسیٰ بن نصیر کو افریقیہ کی جانب کوچ کرنے کا حکم دیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا قیروان پہونچا۔ قیروان میں صالح گورنری کر رہا تھا جسکو حسان کے بعد خلیفہ عبدالملک نے مامور کیا تھا۔ موسیٰ نے اسکو بھی فوج کے ایک حصہ کا سردار مقرر کیا۔ بربریوں کی اس وقت یہ کیفیت تھی کہ ان لوگوں نے عہد و اقرار کو نسیاً منسیاً کر کے بلاد اسلامیہ پر دانت لگایا تھا۔ موسیٰ نے ملک افریقیہ میں اپنی فوج کو پھیلا دیا جزیرہ میورقہ کی جانب اپنے بیٹے عبداللہ کو براہ دریا حملہ کرنے کو روانہ کیا بہت سا مال غنیمت اور قیدی لے کے واپس آیا تب اسکو دوسری جانب بڑھنے کا حکم دیا اسی طرح اپنے دوسرے بیٹے مروان کو ایک سمت کی طرف حملہ آور ہونے کا اشارہ کیا اور خود بھی ایک جانب کو بڑھا بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا ہزاروں کو گرفتار کر کے غلام بنا لیا مال غنیمت سے جو خمس نکالا گیا تھا اس میں ستر ہزار قیدی تھے۔ موسیٰ نے ان اطراف سے ایک گونہ فراغت حاصل کر کے طنجہ پر فوج کشی کی درعہ اور صحرا سے تافیلالت کو مفتوح کیا اور اپنے بیٹے کو اس کی جانب روانہ کیا۔ بربریوں کو اسکی شوکت و جلالت اور جنگ و جدال سے اپنی ناکامی کا یقین ہو گیا بعضوں نے اطاعت کی گردنیں جھکا دیں مصامدہ نے بطور ضمانت اپنے سرداروں اور امیروں کے لڑکوں کو عساکر اسلامیہ کے حوالہ کر دیا موسیٰ نے ان لوگوں کو طنجہ میں ٹھہرایا یہ واقعہ ۸۸ھ کا ہے بعد ازاں موسیٰ نے طنجہ کی گورنری پر طارق بن زیاد لیثی کو مامور کیا۔ طارق نے طنجہ سے اندلس کی طرف اقدام بڑھایا۔ اندلس کے فتح کی بلیاں (جولیس) بادشاہ غمارہ (والی قلعہ سیوٹا) نے طارق کو ترغیب دی تھی چنانچہ ۹۲ھ میں اندلس مفتوح ہوا اسکے بعد ہی موسیٰ بن نصیر بھی اندلس جا پہونچا اور اسکی فتح کی تکمیل کی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ بعد فتح اندلس موسیٰ بن نصیر نے افریقیہ پر بجائے اپنے عبداللہ اپنے بیٹے کو اور اندلس پر اپنے دوسرے بیٹے عبدالعزیز کو مامور کر کے مشرق کی جانب مراجعت کی۔ اتنے میں ولید نے وفات پائی اور سلیمان

Marfat.com

نے سریر خلافت پر ۹۶ھ میں قدم رکھا۔ اس نے موسیٰ سے ناراض ہوکر قید کر دیا۔

محمد بن یزید سلیمان نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد موسیٰ کو قید کر دیا اور اسکے بیٹے عبداللہ کو حکومت افریقہ سے معزول کرکے بجائے اسکے محمد بن یزید (قریش کے غلام) کو سند حکومت عطا کی پس محمد بن یزید ہی گورنری افریقہ پر رہا تا آنکہ سلیمان نے وفات پائی

اسماعیل بن مہاجر سلیمان کی وفات کے بعد عمر بن عبدالعزیز نے عبائے خلافت زیب بدن کیا انھوں نے افریقہ کی گورنری پر اسماعیل بن عبداللہ بن ابی المہاجر کو متعین کیا یہ شخص نہایت نیک دل خلیق اور عادات حسنہ کا مخزن تھا اسی کے زمانہ گورنری میں کل بربری مشرف باسلام ہوئے

یزید بن ابی مسلم یزید بن عبدالملک نے سریر خلافت پر متمکن ہوکر افریقہ کی سند حکومت یزید بن مسلم (یہ حجاج کا غلام اور نیز سکریٹری تھا) کو عطا کی ۱۰۱ھ میں یزید بن ابی مسلم وارد افریقہ ہوا اسنے بربریوں کے ساتھ بڑی بدخلقی کی کج ادائی سے پیش آیا۔ آدمیوں پر باوجود دائرہ اسلام میں داخل ہو جانے کے جزیہ مقرر و قائم کیا جیسا کہ حجاج نے عراق میں کیا تھا۔ بربریوں نے اسکی حکومت کے ایک مہینہ بعد قتل کر ڈالا اور محمد بن یزید کو جو کہ اسماعیل کے پہلے گورنر تھا اپنا امیر حکمران بنایا اور یزید بن عبدالملک کی خدمت میں بغرض اظہار اطاعت یزید بن ابی مسلم کے قتل کر ڈالنے کی معذرت لکھی یزید بن عبدالملک نے انکی معذرت کو قبول فرمایا اور محمد بن یزید کو گورنری افریقہ پر بحال و قائم رکھا۔

بشر بن صفوان کلبی بعدازاں یزید بن عبدالملک نے افریقہ کی گورنری پر بشر بن صفوان کلبی کو متعین کیا چنانچہ ۱۰۳ھ میں بشر بن صفوان افریقہ میں وارد ہوا۔ نظام حکومت کو درست کرکے بغاوتوں اور خودسریوں کو رفع دفع کیا اور بنفس ۱۰۴ھ میں صقلیہ پر جہاد کی غرض سے حملہ آور ہوا

عبیدہ بن عبدالرحمٰن پھر ہشام بن عبدالملک نے بشر بن صفوان کو حکومت افریقہ سے معزول کرکے بجائے اسکے عبیدہ بن عبدالرحمٰن سلمی برادرزادہ ابوالاعور کو سند حکومت عطا کی پس ۱۱۰ھ میں عبیدہ وارد افریقہ ہوا

Marfat.com

عبیداللہ بن حجاب

بعد چندے عبیدہ بن عبدالرحمٰن مذکور کو ہشام بن عبدالملک تاجدار خلافت امویہ نے معزول کرکے عبیداللہ بن حجاب (بنو سلون کے غلام) کو گورنری افریقہ پر مامور کیا عبیداللہ بن حجاب مصر کا والی تھا ہشام نے اسکو افریقہ کی گورنری پر جانے کا حکم دیا۔ پس عبیداللہ نے مصر پر اپنے بیٹے ابوالقاسم کو اپنا قائم مقام بنا کر افریقہ کی جانب کوچ کیا ۱۱۱ھ میں افریقہ پہونچا جامع تونس تعمیر کرائی۔ جنگی و بحری مرکبوں کے بنانے کے لئے ایک دارالصناعہ بنایا۔ طنجہ کی حکومت پر اپنے بیٹے اسماعیل کو مامور کیا اور عمر بن عبیداللہ بن مرادی کو اسکے ہمراہ بھیجا۔ اندلس کی امارت عقبہ بن حجاج قیسی کو دی اور حبیب بن عبیدہ بن عقبہ بن نافع کو ملک مغرب پر جہاد کرنے کا حکم دیا چنانچہ حبیب بن عبیدہ جہاد کرتا ہوا اقصائے سوس اور سرزمین سودان تک پہونچ گیا بہت سا مال غنیمت از جنس سیم و زر لونڈی غلام لے کے مراجعت کی۔ تمام بلاد مغرب اور قبائل بربر کو زیر و زبر کر دیا۔ بعد ازاں دوبارہ براہ دریا ۱۲۲ھ میں صقلیہ پر جہاد کیا اس مہم میں عبدالرحمٰن بن حبیب بھی اسکے ہمرکاب تھا سرقوسہ پر پہونچ کے پڑاؤ کر دیا جو کہ صقلیہ کا بہت بڑا شہر تھا نہایت سختی سے کل جزیرہ پر تاخت و تاراج کا ہاتھ بڑھایا آخرالامر اہل صقلیہ نے جزیہ دینا قبول کیا۔

چونکہ محمد بن عبداللہ والی طنجہ نے بربریوں کے ساتھ بدسلوکی شروع کر دی تھی اور ان میں سے جو لوگ مشرف باسلام ہوگئے تھے اُن پر بھی جزیہ قائم کرنے کا باین گمان فاسد قصد کر لیا تھا کہ یہ مال غنیمت ہے اسوجہ سے بربریوں کو اشتعال پیدا ہوا اور سب کے سب متفق ہو کر بغاوت کرنے پر آمادہ ہوگئے تھے اس اثنار میں یہ خبر لگی کہ لشکر اسلام بسرکردگی حبیب بن عبیدہ صقلیہ پر جہاد کرنے کو گیا ہوا ہے میسرہ مطفری صفریہ خوارج کے علم حکومت کا مطیع ہو کر طنجہ پر چڑھ آیا اور اور محمد بن عبداللہ کو قتل کر کے طنجہ پر قابض ہوگیا بربریوں نے بھی اسکی اطاعت کا غاشیہ اپنے گردنوں پر رکھ لیا اور اسکی حکومت و خلافت کی بیعت کر کے "امیرالمومنین" کے لقب سے مخاطب کرنے لگے رفتہ رفتہ یہ باتیں تمام قبائل افریقہ میں پھیل گئیں۔ عبداللہ بن حجاب نے

Marfat.com

ان واقعات سے مطلع ہوکر خالد بن حبیب فہری کو بسرافسری باقیماندہ لشکر اسلام جو اسوقت اسکے ساتھ تھا اس طوفان بے امتیازی کے روک تھام کو روانہ کیا اور حبیب بن عبیدہ کو معہ اس لشکر اسلام کے جو اسکے رکاب میں تھا طلب کرکے خالد کی روانگی کے بعد ہی بطور کمک افریقہ کی جانب بڑھنے کا حکم دیا۔ اطراف طنجہ میں میسرہ اور بربریوں کے عساکر اسلامیہ کا مقابلہ ہوا سخت اور خونریز لڑائی ہوئی پھر آپ ہی آپ فریقین جنگ سے ہاتھ کھینچ کر علیحدہ ہوگئے میسرہ نے طنجہ کی جانب مراجعت کی بربر نے میسرہ کی کج ادائی کی وجہ سے میسرہ پر پلٹ کر حملہ کر دیا اور اسکو قتل کرکے بجائے اسکے خالد بن حبیب زناتی کو اپنا امیر بنایا کل بربر نے اسکی امارت کو تسلیم کیا۔ اتنے میں خالد بن حبیب لشکر عرب اور فوج ہشام لئے ہوئے پہونچ گیا۔ ایک دوسرے سے گتھ گیا اس معرکہ میں ان لوگوں کو ہزیمت ہوئی خالد بن حبیب اور عرب کا ایک گروہ کھیت رہا اسی مناسبت سے اس لڑائی کا نام غزوۃ الاشراف رکھا گیا۔ ان واقعات سے عبیداللہ بن حجاب سے افریقہ باغی ہوگیا۔ اسکی خبر اندلس میں پہونچی تو اہل اندلس نے اپنے گورنر عقبہ بن حجاج کو معزول کرکے عبدالملک بن قطن کو اپنا امیر بنالیا جیسا کہ بیان کیا گیا۔

کلثوم بن عیاض جسوقت ہشام بن عبدالملک کے دربار خلافت میں مغرب میں عساکر اسلامیہ کی ہزیمت اور عبیداللہ بن حجاب سے افریقہ کی بغاوت خبر موصول ہوئی تاجدار خلافت اموی نے عبیداللہ بن حجاب کو واپس آنے کو لکھا اور افریقہ کی حکومت پر ۱۲۳ھ میں کلثوم بن عیاض کو متعین فرمایا۔ اسکے مقدمۃ الجیش (ہراول) پر بلخ میں بیشر قشیری تھا کلثوم نے قیروان میں پہونچکر اہل قیروان میں پہونچکر اہل قیروان کے ساتھ برے برتاؤ کئے اہل قیروان نے حبیب بن عبیدہ سے شکایت کی حبیب اسوقت تلمسان میں مقیم تھا اور بربریوں کا موافق اور ہوا خواہ تھا چنانچہ حبیب نے کلثوم بن عیاض کو یہ واقعات لکھ بھیجے اور آئندہ ایسے افعال کے ارتکاب سے منع کیا اور کسیقدر دھمکی بھی دی۔ کلثوم بن عیاض نے معذرت کی اور قیروان پر عبدالرحمن بن عقبہ کو اپنا نائب مقرر کرکے براہ سبتہ کوچ کیا رفتہ رفتہ تلمسان پہونچا۔ حبیب بن عبیدہ سے مڈبھیڑ ہوئی

Marfat.com

دو دو ہاتھ دونوں لڑ گئے پھر متفق ہو کر دونوں خود کردہ پر پشیمان ہو کر لشکر اسلام کی طرف لوٹے۔ بربریوں نے ان لوگوں پر وادی طنجہ یعنی وادی سیوا میں حملہ کیا۔ بلج کو جو کہ ہراول کا افسر تھا ہزیمت ہوئی بھاگ کر کلثوم کے پاس پہونچا۔ بربری بھی تعاقب کنان پہونچ گئے نہایت سختی سے لڑائی ہونے لگی۔ کلثوم اور حبیب بن عبیدہ کام آئے لشکر اسلام کا اکثر حصہ کھیت رہا اہل شام نے معہ بلج بن بشیر کے سبتہ میں جا کے پناہ لی۔ بربریوں نے پہونچ کر محاصرہ ڈالدیا محصورین نے عبدالملک بن قطن امیر اندلس سے اندلس میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی عبدالملک نے ان لوگوں کو صرف ایک برس قیام کی اجازت دی اور اس امر پر ان سے ضمانت لے لی۔ انقضائے مدت کے بعد عبدالملک نے ان لوگوں سے ایفاء وعدہ کا مطالبہ کیا ان لوگوں نے پہلے کچھ حیلہ وحوالہ کیا جب اس سے کام نہ چلا تو ایک روز ان لوگوں نے اسکو قتل کر ڈالا اور بلج نے اندلس پر قبضہ کر لیا عبدالرحمن بن حبیب بن عبیدہ بن عقبہ بن نافع بھی جسوقت اسکا باپ حبیب کلثوم کے ساتھ مارا گیا اور بلج نے اندلس میں پہونچ کے قبضہ کر لیا اس امید موہوم پر کہ کبھی نہ کبھی میں بھی حکومت اندلس پر قابض ہو جاؤں گا اندلس چلا گیا اور اسی فکر میں ڈوبا رہا۔ پس جب ابو الخطار منجانب حنظلہ امیر اندلس ہو کر وارد اندلس ہوا تو عبدالرحمن حکومت اندلس سے ناامید ہو کر ۱۲۶ھ میں تونس کی جانب واپس آیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ہشام نے وفات پائی تھی اور ولید بن یزید سریر خلافت پر متمکن ہو چکا تھا پس عبدالرحمن حکومت وسلطنت کا دعویدار ہو گیا اور قیروان کی طرف کوچ کر دیا۔ حنظلہ نے یہ سنکر عبدالرحمن کے روک تھام کے لیے اپنے لشکر کے چند سرداروں کو عبدالرحمن کے پاس بھیجا۔ عبدالرحمن نے بلطائف الحیل ان لوگوں سے ملاقات تک نہ کی اور نہایت تیزی سے قیروان کی جانب سفر کرنے لگا حنظلہ نے اس امر کا احساس کر کے کہ عنقریب مسلمانوں میں باہم خونریزی کا سلسلہ جاری ہوا چاہتا ہے ۱۲۷ھ میں افریقہ سے مغرب کی جانب مراجعت کی اور عبدالرحمن نے دارالامارت میں داخل ہو کر افریقہ کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور مروان بن محمد کو اپنی جانب سے افریقہ کی گورنری پر مامور کیا۔ بعد اسکے خوارج

Marfat.com

ہر چہار طرف سے عبدالرحمن پر ٹوٹ پڑے۔ عمر بن عطاب ارزمی نے طبنیاش میں، عروہ بن ولید صفری نے تونس میں ثابت صنہاجی نے باجہ میں اور عبدالجبار بن حرث نے طرابلس میں علم مخالفت و پیکار بلند کیا۔ یہ لوگ فرقہ اباضیہ سے تھے۔ عبدالرحمن نے سنہ ۱۳۱ھ میں ثابت اور عبدالجبار پر فوج کشی کی اور ان دونوں کو ہزیمت دے کے اثنار جنگ میں دونوں کو ملک عدم کی طرف چلتا کیا۔ اسی زمانہ میں عبدالرحمن نے اپنے بھائی الیاس کو عمر بن عطاب کی گوشمالی کی غرض سے طبنیاس روانہ کیا تھا الیاس نے بھی عمر کو ہزیمت دے کے مار ڈالا بعد ازاں عبدالرحمن نے عروہ کی سرکوبی کو تونس پر چڑھائی کی اور اسکا بھی کام تمام کر دیا۔ ان لوگوں کے مارے جانے سے خوارج کی جمعیت منتشر ہو گئی۔

پھر سنہ ۱۳۵ھ میں عبدالرحمن نے بربر سے جنگ کرنے کو اطراف تلمسان پر چڑھائی کی بربر کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی عبدالرحمن نے کامیابی کے ساتھ مراجعت کی بعدہ ایک فوج کو براہ دریا صقلیہ کی طرف روانہ کیا اور دوسری فوج کو سردانیہ کی جانب بڑھنے کا حکم دیا۔ فرانسیسیوں سے بہت سخت لڑائی ہوئی خوب خوب ان کو نیچا دکھایا تا آنکہ عیسائیان فرانس نے جزیہ دینا قبول و منظور کیا۔ ان واقعات کے بعد بنو عباس کی حکومت کا دور آگیا عبدالرحمن نے اظہار اطاعت کی غرض سے خلیفہ سفاح کی خدمت میں عرضداشت روانہ کی بعد اسکے ابو جعفر منصور کے دربار میں بھی اطاعت فرمانبرداری کی عرضی بھیجی۔ بنو امیہ کا ایک گروہ کثیر افریقہ چلا آیا۔ منجملہ ان لوگوں کے جو کہ افریقہ میں اسکے پاس چلے آئے تھے قاضی وعبدالمومن پسران ولید بن یزید تھے ان کے ہمراہ ان کی چچازاد بہن بھی چلی آئی تھی عبدالرحمن نے اپنے بھائی الیاس کا عقد اس سے کر دیا۔ بعد چندے عبدالرحمن تک یہ خبر پہونچائی گئی کہ قاضی وعبدالمومن حکومت وسلطنت کے دعویدار ہیں عبدالرحمن نے یہ سنتے ہی ان دونوں بھائیوں کو قتل کرا دیا عبدالرحمن کے اس فعل سے مقتولوں کی چچازاد بہن کو بیحد ناراضی پیدا ہوئی اپنے شوہر الیاس کو اسکے بھائی عبدالرحمن کی جانب سے برانگیختہ کر دیا اور کینہ وعداوت کا بیج اسکے دل میں کافی طور سے بو دیا۔ اتفاق سے

Marfat.com

انہیں دنوں عبدالرحمٰن نے تھوڑے سے تحائف ایک معذرت نامہ کے ساتھ خلیفہ ابوجعفر منصور کی خدمت میں روانہ کیا تھا خلیفہ منصور نے معذرت کو قبول نہ فرمایا اس پر عبدالرحمٰن نے خلیفہ منصور کو بُرے الفاظ سے مخاطب کیا منصور نے تہدیدآمود فرمان تحریر کیا اور خلعت بھیجی عبدالرحمٰن نے بغاوت کا اظہار کر دیا اور برسرِ منبر اسکی خلعت پھاڑ ڈالی۔ اسکے بھائی الیاس کو جس مقصد کے حاصل کرنے کا تمنا شی تھا موقع مل گیا سرداران لشکر کو ملا جلا کے عبدالرحمٰن کی مخالفت اور خلیفہ منصور کی دوبارہ حکومت و خلافت تسلیم کرنے پر اُبھار دیا اس معاملہ میں اپنے بھائی عبدالوارث کو شریک اور رازدار بنا لیا۔ عبدالرحمٰن کو ان دونوں کے ارادہ سے آگاہی ہوگئی الیاس کو ٹونس جانے کا حکم دیا روانگی کے وقت رخصت کرنے کی غرض سے آیا اسکے ساتھ اسکا بھائی عبدالوارث بھی تھا پس الیاس و عبدالوارث نے عبدالرحمٰن کو مار ڈالا یہ واقعہ ۱۳۷ھ میں عبدالرحمٰن کی حکومت کے دسویں سال واقع ہوا۔

حبیب بن عبدالرحمٰن عبدالرحمٰن کے مارے جانے کے بعد اسکا بیٹا حبیب ٹونس کی طرف بھاگ گیا الیاس اور عبدالوارث نے ہر چند اسکی تلاش کی قصر امارت کے دروازے بند کرا لئے مگر حبیب ہاتھ نہ آیا اسکا چچا عمران بن حبیب ٹونس میں تھا۔ الیاس نے حبیب کا تعاقب کیا عمران اور الیاس میں خوب خوب لڑائیاں ہوئیں بالآخر اس پر مصالحت ہوگئی کہ قفصہ، قصطیلہ اور نفزاوہ حبیب کو دیا جائے۔ ٹونس، صفاقس یعنی تبرزو اور جزیرہ پر عمران کا قبضہ رہے باقی بلاد افریقیہ الیاس کے زیر حکومت تصور کیا جائے اس صلح کی تکمیل ۱۳۸ھ میں ہوئی۔ چنانچہ حبیب نے اپنے بلاد کی طرف جو کہ بروے صلحنامہ اسکو ملے تھے کوچ کیا اور الیاس نے معہ اپنے بھائی عمران کے ٹونس کا راستہ لیا۔ اثنار راہ میں الیاس نے عمران کے ساتھ دغا کی اسکو معہ ایک گروہ شرفاء کے مار کر قیروان کی جانب لوٹ آیا اور اظہار اطاعت کی غرض سے ایک عرضداشت معرفت عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم قاضی افریقیہ دربار خلافت ابوجعفر منصور میں روانہ کی بعد اسکے حبیب نے ٹونس پہونچکر قبضہ کر لیا الیاس کو اسکی خبر لگی تو اسنے ٹونس میں پہونچ کے لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا حبیب نے میدان خالی دیکھ کر

Marfat.com

چپکے سے قیروان کا راستہ لیا اور پہونچتے ہی قابض ہوگیا جیل کے دروازہ کھولدیئے۔ الیاس اس واقعہ سے مطلع ہوکر بہ تلاشِ حبیب قیروان کی طرف لوٹا۔ اسکے اکثر ہمراہی اس سے علیحدہ ہوکر حبیب سے جاملے پس جسوقت دونوں چچا بھتیجہ ایک دوسرے کے مقابلہ پر آیا حبیب نے اپنے چچا الیاس کو جنگ کی غرض سے للکارا چنانچہ دونوں شمشیر بکف میدان میں آگئے حبیب نے نہایت تیزی سے اپنے چچا کا کام تمام کردیا اور مظفر و منصور قیروان میں داخل ہوکر قبضہ کرلیا یہ واقعہ آخری ۱۳۸ھ کا ہے اسکا دوسرا چچا عبدالوارث بربر کے قبائل سے قبیلہ وریجومہ میں جاکے پناہ گزیں ہوا اس قبیلہ کا سردار انذنوں عاصم بن جمیل نامی ایک شخص تھا۔ اسکو کہانت میں یدطولیٰ حاصل تھا اسنے دعویٰ نبوت کیا تھا عبدالوارث کو اسی نے امن دی تھی حبیب نے یہ خبر پاکر ان لوگوں پر چڑھائی کی ان لوگوں نے حبیب کو قابس کی جانب ہزیمت دی اس سے ان لوگوں کی حکومت مستقل اور مستحکم ہوگئی۔ قیروان کے عربوں نے عاصم بن جمیل کو قیروان پر حکومت کرنے کے لئے لکھ بھیجا مگر شرط یہ کی کہ خلیفہ منصور کی حکومت تسلیم اور اسکی دولت کی حمایت کرنا ہوگی عاصم نے اس شرط کو منظور نہ کیا۔ فوجیں راستہ کرکے قیروان پر چڑھ آیا عربوں کو اس معرکہ میں ہزیمت ہوئی۔ کمال ابتری سے پسپا ہوئے۔ عاصم نے مسجدوں کو ویران و مسمار کردیا اور انکی بے توقیری کی۔ بعدازاں بقصد حبیب بن عبدالرحمٰن قابس کی طرف بڑھا دونوں حریف میں لڑائی ہوئی میدان عاصم کے ہاتھ رہا حبیب شکست کھاکے کوہ اوراس چلا گیا اہل کوہ اوراس نے اسکو اپنے یہاں پناہ دی اتنے میں عاصم آپہونچا دونوں میں لڑائی ہوئی میدان اہل جبل اور اسکے ہاتھ رہا ایک گروہ اسکے ہمراہیوں کا مارا گیا۔ اسکے بعد ۱۴۰ھ میں عبدالملک نامی ایک شخص حبیب بن عبدالرحمٰن کو قتل کرکے حکومت وریجومہ اور قیروان پر قابض و متصرف ہوگیا الیاس کی حکومت افریقہ پر ڈیڑھ سال رہی اور حبیب کی امارت تین سال۔

عبدالملک بن ابی الجعد وریجومی

عبدالملک بن ابی الجعد نے حبیب بن عبدالرحمٰن کو قتل کرکے قبائل وریجومہ میں قیروان کی طرف مراجعت کی اور پہونچتے ہی قیروان پر قابض ہوگیا

Marfat.com

کی۔ اغلب نے حسن کو ہزیمت دے کے قیروان کی طرف قدم بڑھایا۔ حسن نے پلٹ کر قیروان کے باہر اغلب پر پھر حملہ کر دیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی اثنار جنگ میں اغلب کو ایک تیر آ لگا جس سے وہ تڑپ کر مر گیا اسکے ہمراہیوں نے ابوالمخارق عفار طائی کو اپنا امیر بنایا جو کہ طرابلس کی حکومت پر تھا اور نہایت مردانگی سے حسن پر حملہ آور ہوئے حسن شکست کھا کے ٹونس کی جانب بھاگا اور جب وہاں بھی اسکو پناہ نہ ملی تو کتامہ میں جا کے دم لیا اور سواران ابوالمخارق اسکے تعاقب میں تھے دو مہینے بعد کتامہ سے پھر ٹونس کی طرف مراجعت کی شاہی لشکر نے گرفتار کر کے قید حیات سے سبکدوش کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اغلب کے ہمراہیوں نے اسکو اس مقام پر قتل کیا تھا جہاں پر کہ اغلب مارا گیا تھا۔ ان واقعات کے بعد ابوالمخارق عفاری طائی افریقہ پر حکمرانی کرتا رہا تا آنکہ وہ حوادث پیش آئے جسکو ہم ذکر کرنے والے ہیں۔

عمر بن حفص ہزار مرد

خلیفہ ابوجعفر منصور نے اغلب بن سالم کے مارے جانے کی خبر سنکر بجائے اسکے افریقہ پر عمر بن حفص ہزار مرد کو مامور کیا۔ عمر بن حفص قبیصہ بن ابی صفرہ برادر مہلب کی اولاد سے تھا۔ چنانچہ سنہ ۱۵۱ھ میں عمر بن حفص وارد افریقہ ہوا۔ تین برس تک کمال انتظام سے حکومت کرتا رہا بعد ازاں شہر طبنہ کی بنا نیکی غرض سے طبنہ کی طرف روانہ ہوا اور قیروان پر بجائے اپنے ابوحازم حبیب بن حبیب مہلبی کو مامور کر گیا عمر بن حفص کی روانگی طبنہ کے بعد بربریوں نے افریقہ میں یورش کی۔ اہل افریقہ کو دبا لیا قیروان کی طرف بڑھے۔ ابوحازم سے لڑائی ہوئی ان لوگوں نے ابوحازم کو مار ڈالا۔ بعد ازاں بربر اباضیہ نے طرابلس میں مجتمع ہو کر ابوحاتم یعقوب بن حبیب اباضی کو اپنا امیر مقرر کیا ابوحاتم بنی کندہ کا خادم تھا۔ ان دنوں طرابلس کی حکومت پر جنید بن یشار اسدی عمر بن حفص کی طرف سے مامور تھا عمر بن حفص نے اسکی کمک پر فوجیں روانہ کیں چنانچہ ابوحاتم سے مڈبھیڑ ہوئی۔ ابوحاتم نے شاہی لشکر کو ہزیمت دیکر قابس میں ان پر محاصرہ ڈالدیا اس واقعہ سے تمام افریقہ میں بغاوت پھیل گئی۔ پھر بربریوں نے فوجیں فراہم کر کے طبنہ کی جانب کوچ کیا اور عمر بن حفص کا اسمیں محاصرہ کر لیا۔ محاصرین میں

ابو قرہ یعقوبی چالیس ہزار صفریہ کی جمعیت سے عبد الرحمٰن بن رستم پندرہ ہزار اباضیہ کے ساتھ اور مسور زناتی دس ہزار اباضیہ کو لیکر آیا ہوا تھا علاوہ انکے بہت سے خوارج صہناجہ، زناتہ اور ہوارہ کے آئے ہوئے تھے جو شمار اور تعداد سے باہر تھے۔ عمر بن حفص نے نہایت دانائی سے ان لوگوں کی مدافعت کی ان کے سرداروں کو مال وزر دیکر انکی مجموعی قوت اور اتحاد کو توڑ دیا۔ ابو قرہ کے ہمراہیوں کو بھی ایک مقدار کثیر مرحمت کیا یہ لوگ بلا جدال وقتال لوٹ کھڑے ہوئے مجبوراً ابو قرہ نے بھی انکی متابعت کی۔ عمر بن حفص نے اس امر کا احساس کر کے ایک فوج عبد الرحمٰن بن رستم کے مقابلہ پر بھیجدی یہ اسوقت مقام تھودا میں تھا بس عبد الرحمٰن شکست کھا کے تاہرت کی جانب بھاگا۔ عبد الرحمٰن کی شکست اور ہزیمت سے اباضیہ پر طبنہ کا محاصرہ قائم رکھنا دشوار ہو گیا۔ بدرجہ لاچاری محاصرہ اٹھا لیا۔ ابو حاتم نے قیروان میں پہونچ کے محاصرہ ڈالدیا۔ آٹھ مہینے تک نہایت شدت سے محاصرہ کئے رہا۔ عمر بن حفص نے یہ خبر پاکر کوچ کیا اور طبنہ کی محافظت کے لئے فوجیں بھیجدیں۔ ابو قرہ اس سے مطلع ہو کر طبنہ پر آپہونچا اہل طبنہ نے اس کو ناکامی کے ساتھ پسپا کر دیا۔ ابو حاتم اور اسکے ہمراہی جو کہ قیروان کا محاصرہ کئے ہوئے تھے یہ خبر پاکر کہ عمر بن حفص انکی طرف آرہا ہے بقصد جنگ ومقابلہ عمر بن حفص کی جانب بڑھے عمر بن حفص کو جاسوسوں نے حریف کے نقل وحرکت سے مطلع کر دیا پس عمر بن حفص اربس سے ٹونس کی طرف جھک پڑا اور وہاں سے ایک غیر متعارف راستہ طے کر کے قیروان پہونچ گیا اور ہر چہار طرف سے اسکو گھیر لیا ابو حاتم اور بربر بھی اسکے پیچھے پیچھے قیروان آپہونچے اور عمر بن حفص کے لشکر کا محاصرہ کر لیا۔ اسوقت قیروان ایک نقطہ کی طرح دو دائروں کے درمیان میں تھا۔ محصوروں اور محاصروں کی قوتیں ایک دوسرے کے حصار اٹھا دینے میں صرف ہو رہی تھیں آخر کار عمر بن حفص مرنے پر کمربستہ ہو کر ابو حاتم کے حصار اٹھانے کی غرض سے نکل کھڑا ہوا کھیت ابو حاتم کے ہاتھ رہا عمر بن حفص عین معرکہ میں مارا گیا یہ واقعہ آخری ۱۵۴ھ کا ہے بجائے اسکے اسکا مادری بھائی حمید بن صخر امیر لشکر ہوا۔ اس سے اور

ابو حاتم سے اس شرط سے کہ قیروان میں خلافت عباسیہ کا شاہی اقتدار تسلیم کیا جاے مصالحت ہوگئی چنانچہ شاہی لشکر کا حصہ کثیر طبنہ چلا آیا۔ ابو حاتم نے قیروان کے دروازہ کو جلا دیا اور شہر پناہ کو توڑوا ڈالا

یزید بن حاتم بن قبیصہ بن مہلب

جسوقت خلیفہ منصور تک یہ خبر پہونچی کہ اہل افریقیہ نے عمر بن حفص گورنر افریقیہ کے خلاف بغاوت کردی ہے اور طبنہ میں بعدہ قیروان میں اسکا محاصرہ کرلیا ہے تو خلافت پناہی نے ساٹھ ہزار جنگ آوروں کی جمعیت سے یزید بن حاتم بن قبیصہ بن مہلب بن ابی صفرہ کو عمر بن حفص کی کمک پر روانہ کیا۔ اسکی خبر عمر بن حفص تک پہونچی تو اسی غرہ پر یہ مرنے پر کمربستہ ہوکر میدان جنگ میں آگیا تا آنکہ مارا گیا۔ اسکے بعد یزید بن حاتم قریب قیروان پہونچا اسوقت ابو حاتم یعقوب بن حبیب قیروان پر قابض تھا پس اسنے قیروان پر بجاے اپنے عمر بن عثمان فہری کو مامور کیا اور فوجیں آراستہ کرکے یزید کے مقابلہ کے قصد سے طرابلس کی جانب بڑھا۔ جوں ہی ابو حاتم نے قیروان سے کوچ کیا عمر بن عثمان نے علم مخالفت بلند کرکے اسکے ہمراہیوں کو قتل کرڈالا۔ اسی اثنار میں ابو المخارق عفار بھی موقع پاکر نکل کھڑا ہوا ابو حاتم کو مجبوراً اُن لوگوں کی طرف مراجعت کرنا پڑی یہ دونوں آمد کی خبر سنکر قیروان سے نکل بھاگے سواحل کتامہ سے ساحل جیجل پر جاکے پناہ لی ابو حاتم انکا تعاقب چھوڑکر قیروان کی طرف جھکا اور عبد العزیز بن سبع مغافری کو قیروان پر مامور کرکے یزید کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ یزید کو اسکی خبر لگی تو اس نے طرابلس کا راستہ لیا۔ ابو حاتم کوچ وقیام کرتا ہوا جبال نفوسہ تک پہونچا یزید کی فوجوں نے پیچھا کیا ابو حاتم نے انکو شکست دیدی تب یزید بنفسہ ابو حاتم کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ بربر کی فوج میدان جنگ سے کھونگھٹ کھا گئی ابو حاتم معہ تین ہزار ہمراہیوں کے کھیت رہا۔ یزید بعوض خون عمر بن حفص ہزیمت خوردہ گروہ کا دور تک قتل کرتا ہوا تعاقب کرتا چلا گیا بعد ازاں قیروان کی جانب روانہ ہوا ۱۵۵ھ کے نصف دور تمام ہوتے ہوتے قیروان پہونچا۔

عبد الرحمن بن عبد الرحمن فہری ابو حاتم کے ساتھ تھا خاتمہ جنگ کے بعد اسنے کتامہ میں جاکے

Marfat.com

پناہ لی۔ یزید نے اسکی گرفتاری وجستجو پر چند دستہ فوج کو مامور کیا بس انہوں نے اسکا کتامہ میں محاصرہ کر لیا اور کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے کتامہ میں گھس پڑے عبدالرحمٰن بھاگ گیا۔ کل وہ لوگ جو اس کے ہمراہ تھے مارے گئے۔

ان مہمات سے فارغ ہوکر یزید انتظام وانصرام حکومت کی طرف متوجہ ہوا بس ابوالمخارق عفار کو زاب پر متعین کیا اور خود طبنہ میں قیام پذیر ہوا مستعد و لڑائیوں میں جو اسکو دربجومہ کے ساتھ پیش آئیں بربریوں کو خوب خوب ماماں کیا تا آنکہ عہد خلافت ہارون الرشید ۱۷۰ھ میں راہی ملک آخرت ہوا۔ عنان حکومت اسکے بیٹے داؤد نے اپنے ہاتھ میں لی۔ بربر لے اس پر خروج کیا۔ یہ بھی اُن پر حملہ آور ہوا بعدہ واپس ہوکر قیروان آیا بقیہ اسکے حالات ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

روح بن حاتم یزید بن حاتم کے مرنے کی خبر خلیفہ رشید تک پہونچی تو اُسکے بھائی روح بن حاتم کو جو کہ فلسطین کا گورنر تھا دارالخلافت میں طلب کر کے اسکے بھائی یزید کی ماتم پرسی کی اور سند حکومت افریقیہ عنایت فرما کے روانگی کا حکم دیا۔ ۱۷۱ھ کے نصف میں روح وارد افریقیہ ہوا۔ داؤد بن یزید نے دارالخلافت بغداد کا راستہ لیا۔ چونکہ یزید نے خوارج کو بیحد ذلیل اور حد درجہ پامال کیا تھا اور اپنے رعب وداب کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بٹھا لیا تھا اسوجہ سے روح کا زمانہ حکومت نہایت سکون اور امن سے گذرا۔ صرف ایک عبدالوہاب بن رستم وہبیہ سے خطرہ کا اندیشہ تھا اس سے بھی مصلحتاً مصالحت کر لی بعدازاں ماہ رمضان ۱۷۶ھ میں اسنے وفات پائی۔ اس سے پیشتر خلیفہ رشید نے روح کے عزیزوں میں سے نصر بن حبیب کو حکومت افریقیہ کی سند خفیہ طور سے عنایت کر دی تھی اس نظر سے بعد روح کے نصر نے عنان حکومت افریقیہ اپنے ہاتھ میں لی اور حکمرانی کرنے لگا یہاں تک کہ فضل کو افریقیہ کی گورنری مرحمت ہوئی۔

فضل بن روح جسوقت روح بن حاتم نے وفات پائی بجاے اسکے نصر بن حبیب حکمرانی کرنے لگا روح کا بیٹا فضل سیدھا دارالخلافت چلا گیا خلیفہ رشید نے اسکو بجاے اسکے باپ روح کے افریقیہ کی سند حکومت عطا کی پس فضل ماہ محرم ۱۷۷ھ میں قیروان واپس آیا۔ ٹونس کی حکومت

Marfat.com

پر مغیرہ اپنے بھائی بشیر بن روح کے بیٹے کو مامور کیا۔ چونکہ مغیرہ ایک نوعمر شخص تھا لشکریوں نے حقارت کی نگاہ سے دیکھا۔ اور فضل سے ان لوگوں کو اسکی بدخلقی اور ظالمانہ حرکات کی وجہ سے منافرت پیدا ہوئی فضل نے بھی ان لوگوں پر نصر بن حبیب کی محبت اور ہوا خواہی کا الزام لگایا۔ اتنے میں اہل ٹونس نے مغیرہ سے مستعفی ہونے کی تحریک کی مغیرہ نے اس سے انکار کیا اس پر اہل ٹونس نے علم مخالفت بلند کرکے مغیرہ کو معزول کر دیا اور عبداللہ بن جارود کو اپنا امیر بنا لیا۔ عبداللہ بن جارود عبدربہ انباری کے نام سے مشہور و معروف تھا اہل ٹونس نے بغرض اظہار اطاعت اسکے ہاتھ پر بیعت کرکے مغیرہ کو اپنے شہر سے نکال دیا۔ اور براہ چاپلوسی فضل کو لکھ بھیجا، جسکو آپ چاہئے ٹونس کی حکومت پر مقرر فرمائے، اہل ٹونس پر اپنے چچازاد بھائی عبداللہ بن یزید بن حاتم کو مقرر کیا چنانچہ عبداللہ فضل سے رخصت ہوکر ٹونس کی جانب روانہ ہوا جوں ہی ٹونس کے قریب پہونچا عبداللہ بن جارود نے ایک گروہ کو عبداللہ بن یزید سے ملنے اور ٹونس آنے کی وجہ دریافت کرنے کی غرض سے بھیجا۔ ان لوگوں نے براہ کینہ عبداللہ بن جارود کے خوش کرنے کو عبداللہ بن یزید کو مار ڈالا۔ اسوجہ سے عبداللہ بن جارود کو مخالفت کا اظہار مجبوراً کرنا پڑا۔ عبداللہ بن یزید کے قتل کا محرک سپہ سالاران خراسانیہ میں سے محمد بن فارسی ہوا تھا۔ عبداللہ بن جارود نے اظہار مخالفت کے بعد تمام بلاد کے سپہ سالاروں اور عمال کو فضل کی مخالفت پر ابھار دیا سب کے سب فضل سے باغی اور منحرف ہوگئے عبداللہ بن جارود کی جمعیت بڑھ گئی۔ فضل نے اس طوفان کے روک تھام کی غرض سے خروج کیا مگر پہلے ہی حملہ میں ہزیمت کھا کر بھاگ نکلا عبداللہ بن جارود نے تعاقب کیا قریب قیروان پھر مقابلہ ہوگیا عبداللہ بن جارود نے بجائے جنگ کے چند لوگوں کو فضل اور نیز اسکے اہل وعیال پر قابس تک پہونچا دینے کے لیئے مامور کر دیا پھر اسکو اثنار راہ سے واپس کرکے ۱۷۸ھ کے نصف دور تمام ہوتے ہوتے قتل کر ڈالا۔ اب عبداللہ بن جارود کو پورے طور سے جمعیت حاصل ہوگئی تھی لوٹ کر ٹونس آیا مگر آرام سے بیٹھنا نصیب نہوا لشکر کے ایک حصہ کو جسکا سردار مالک ابن منذر تھا فضل کے واقعہ قتل سے برہمی پیدا ہوئی رفتہ رفتہ کینہ اور عداوت کے

Marfat.com

حد تک پہونچی۔ ایک روز متفق ہوکر قیروان کو یورش کرکے لے لیا عبداللہ بن جارود نے اس واقعہ سے مطلع ہوکر ٹونس سے قیروان کی طرف کوچ کیا اور پہونچتے ہی ان سبھوں کو معہ مالک بن منذر کے قتل کی سزادی علاوہ انکے چند نامی نامی سرداروں کو بھی قتل کرادیا باقی ماندگان نے اندلس میں جاکے پناہ لی اور اپنی سرداری وحکومت پر صلت بن سعید کو مامور کیا پھر بعد چندے قیروان کی طرف واپس آئے اور افریقہ میں بغاوت کا ایک طوفان برپا ہوگیا۔

ہرثمہ بن اعین خلیفہ رشید نے فضل بن روح کے مارے جانے اور افریقہ میں بغاوت پھوٹ نکلنے سے مطلع ہوکر بجائے فضل کے ہرثمہ بن اعین کو سند حکومت عنایت کی اور عبداللہ بن جارود کے پاس یحییٰ بن موسیٰ کو اسوجہ سے کہ اہل خراسان کی آنکھوں میں اسکی عزت وتوقیر تھی علم خلافت کی اطاعت کا پیام لیکے روانہ کیا بعضوں کا بیان ہے کہ یقطین کو بھیجا تھا عبداللہ بن جارود نے علاء بن سعید کے مہم سے فارغ ہونے کی شرط پر علم خلافت کے مطیع ہونے کا اقرار کیا یقطین (یا یحییٰ) نا ڈگیا کہ عبداللہ بن جارود مغالطہ دے رہا ہے فوراً عبداللہ بن جارود کے دوست ومصاحب محمد بن فارسی سے سازش کرنے کی بنا ڈالدی اور بہت سا مال دینے کے وعدہ پر ملالیا عبداللہ بن جارود کو کسی ذریعہ سے اسکی خبر لگ گئی گھبراکر اپنی حکومت کے ساتویں مہینے ماہ محرم ۱۷۹ھ میں بخوف علاء بن سعید قیروان سے نکل بھاگا۔ محمد بن فارسی اسکے ساتھ تھا دونوں نے قیروان سے نکل کر بقصد جنگ درستی سامان وفراہمی فوج کی جانب توجہ کی۔ ایک روز عبداللہ بن جارود نے محمد بن فارسی کو تنہائی میں مشورہ کی غرض سے بلایا۔ فریق مخالف نے پہلے ہی سے اسکے ہمراہیوں میں سے ایک شخص کو ان دونوں کے قتل پر مامور کر رکھا تھا پس اس شخص نے محمد بن فارسی کو مار ڈالا باقی رہا عبداللہ بن جارود وہ اور اسکے ہمراہی بھاگ کھڑے ہوئے۔ علاء بن سعید اور یقطین قیروان کی طرف بڑھے علاء بن سعید پہلے پہونچا اور قابض ہوگیا عبداللہ بن جارود کے ہمراہیوں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ عبداللہ بن جارود بھاگ کر ہرثمہ کے پاس پہونچا ہرثمہ نے اسکو خلیفہ رشید کی خدمت میں بھیجدیا اور یہ لکھ بھیجا کہ علاء بن سعید نے

Marfat.com

اسکو قیروان سے نکالا ہے خلیفہ رشید نے علار کے بھیجنے کا فرمان روانہ فرمایا چنانچہ ہرثمہ نے علار کو ہمراہی لیقطین دربار خلافت کی طرف روانہ کیا خلیفہ رشید نے عبداللہ بن جارود کو جیل میں ڈالدیا اور علار کے ساتھ بحسن سلوک پیش آیا تا آنکہ مصر میں اسنے وفات پائی

ان واقعات کے بعد ہرثمہ نے قیروان کی جانب کوچ کیا سفر و قیام کرتا ہوا ۱۸۷ھ میں وارد قیروان ہوا۔ لوگوں کو امن دی۔ آتش بغاوت فرو ہوگئی۔ اپنے آنے کے ایک برس بعد قصر کبیر مقام منستیر میں تعمیر کرایا اور طرابلس کا شہر پناہ دریا کے متصل بنوایا۔ اسوقت ابراہیم بن اغلب زاب اور طبنہ کی گورنری پر تھا اس نے ہرثمہ کی خدمت میں ہدایا اور تحایف بھیجے ملاطفت آمیز اور خوشامدانہ خطوط لکھے۔ ہرثمہ نے اسکو اسکے عہدہ پر بحال رکھا۔ پس اس نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا رعایا کے ساتھ عادلانہ برتاؤ کئے۔

بعد چندے ہرثمہ کی مخالفت پر عیاض بن وہب ہواری اور کلیب بن جمیع کلبی اٹھ کھڑے ہوئے دونوں نے متفق ہوکر بہت بڑا لشکر مجتمع کر لیا۔ ہرثمہ نے ان دونوں کی سرکوبی پر سپہ سالاران خراسانیہ میں سے یحیی ابن موسیٰ کو مامور کیا یحیی کی حسن کارگذاری سے عیاض اور کلیب کی جمعیت منتشر ہوگئی اسکے بہت سے ہمراہیوں کو مار ڈالا۔ اور آتش بغاوت فرو کرکے قیروان کی جانب مراجعت کی ہرثمہ نے اس امر کا احساس کرکے کہ افریقہ میں آئے دن میری مخالفت پر علم بلند ہوا کرتا ہے حکومت افریقہ سے استعفار پیش کیا خلیفہ رشید نے استعفار منظور فرمالیا۔ ہرثمہ افریقہ سے اپنی حکومت و گورنری کے ڈھائی برس بعد عراق لوٹ آیا۔

محمد بن مقاتل کعبی | بعد اسکے خلیفہ رشید نے افریقہ کی گورنری پر محمد بن مقاتل کعبی کو مامور کیا محمد بن مقاتل خلیفہ رشید کا ساختہ پرداختہ تھا ۱۸ رمضان ۱۸۱ھ میں وارد قیروان ہوا۔ چونکہ محمد بن مقاتل میں خصائل خسیسہ اور عادات رذیلہ کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے لشکریوں نے اس سے مخالفت کا اعلان کرکے مخلد بن مرہ ازدی کو اپنا سردار بنایا محمد بن مقاتل نے اسکے روک تھام کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ مخلد کو ہزیمت ہوئی اور اثنار دار و گیر میں مارا گیا بعد ازاں

سنہ ۱۸۳ھ میں تمام بن تمیم تمیمی نے ٹونس میں علم مخالفت بلند کیا عوام الناس کا جم غفیر مجتمع ہوگیا تمام نے سبھوں کو فوجی لباس پہنا کر قیروان کی جانب کوچ کیا۔ محمد بن مقاتل اس سے مطلع ہوکر فوجیں آراستہ کرکے مقابلہ پہ آیا۔ دونوں حریف کا ایک میدان میں مقابلہ ہوا میدان جنگ تمام کے ہاتھ رہا محمد بن مقاتل شکست کھاکے قیروان کی جانب بھاگا تمام تعاقب کرتا ہوا قیروان پہونچ گیا بالآخر تمام نے محمد بن مقاتل کو افریقہ چھوڑکر چلے جانے کی شرط سے امان دی چنانچہ محمد بن مقاتل نے افریقہ کو خیرآباد کہکر طرابلس کا راستہ لیا۔ رفتہ رفتہ یہ خبر ابراہیم بن اغلب تک زاب میں پہونچی محمد بن مقاتل کے اس فعل سے بیحد ناراض ہوا فوراً فوجیں آراستہ کرکے قیروان کی طرف بڑھا۔ تمام مقابلہ سے جی چوراکر ٹونس کی طرف بھاگا ابراہیم نے قیروان پر قبضہ کرلیا اور محمد بن مقاتل کو طرابلس سے طلب کرکے آخری سنہ ۱۸۳ھ میں قیروان کی امارت دوبارہ عنایت کی تمام نے سامان جنگ درست کرکے ان لوگوں پر پھر حملہ کیا ابراہیم بن اغلب معہ اپنے سرداران لشکر کے مقابلہ پر آیا تمام کو اس معرکہ میں ہزیمت ہوئی ابراہیم تعاقب کنان ٹونس تک پہونچا تمام نے امن کی درخواست کی ابراہیم نے اسکو امن دی اور معہ اسکے قیروان آیا اور قیروان سے بغداد کی طرف روانہ کردیا خلیفہ رشید نے جیل میں ڈالدیا۔

ابراہیم بن اغلب جس وقت محمد بن مقاتل نے قیروان کی عنان حکومت دوبارہ اپنے ہاتھ میں لی اہل ملک کو اسکی حکومت سے ناراضی پیدا ہوئی۔ نامہ و پیام کرکے ابراہیم بن اغلب کو خلیفہ رشید سے سند حکومت افریقہ کی درخواست دینے پر آمادہ کیا۔ پس ابراہیم نے دربار خلافت میں حکومت افریقہ کی اس شرط سے درخواست کی کہ ایک لاکھ دینار جو مصر سے افریقہ بغرض انتظام روانہ کیا جاتا ہے موقوف کردیا جاے علاوہ بریں چالیس ہزار دینار سالانہ افریقہ سے بطور خراج دربار خلافت میں بھیجا کرونگا کسی ذریعہ سے خلیفہ رشید کو اسکی دولتمندی اور تمول کا حال بھی معلوم ہوگیا اپنے معاجیون سے اس معاملہ میں مشورہ کیا ہرثمہ نے ابراہیم بن اغلب کی درخواست منظور کرلینے اور سند حکومت افریقہ عطا فرمانے کی راے دی چنانچہ خلیفہ رشید نے نصف سنہ ۱۸۴ھ میں سند حکومت

Marfat.com

افریقہ لکھ کر ابراہیم کے پاس روانہ کردیا ابراہیم سند حکومت افریقہ حاصل کرکے کرسی حکومت پر رونق افروز ہوا انتظام ملکی اور فوجی کو معقول طور سے سنبھالا محمد بن مقاتل افریقہ سے مشرق چلا آیا تمام ملک مغرب میں ابراہیم بن اغلب کی گورنری سے امن وچین کی منادی پھر گئی قیروان کے قریب عباسیہ نامی ایک شہر آباد کیا اور معہ اپنے جملہ اراکین حکومت کے عباسیہ میں اُٹھ آیا ۱۸۹ھ میں حمدیس نامی ایک شخص نے سرداران عرب سے ٹونس میں علم خلافت کے خلاف خروج کیا پیاپھریرہ اُتار کر پھینکدیا۔ ابراہیم بن اغلب نے عمران بن مجالد کو بسرافسری افواج شاہی حمدیس کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد حمدیس کو ہزیمت ہوئی تقریباً اسکے دس ہزار ہمراہی کھیت رہے اس واقعہ کے بعد ابراہیم نے اپنی توجہ وہمت کو المغرب الاقصیٰ کے نظم و نسق کی جانب مصروف کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ اس ملک میں دعوت علویہ بذریعہ ادریس بن عبداللہ ظاہر ہو چکی تھی عبداللہ نے پیک اجل کو لبیک کہکر ملک عدم کا راستہ لیا تھا اور بربریوں نے اسکے چھوٹے بیٹے کو اسکا قائم مقام بنایا تھا اسکا غلام راشد اسکی کفالت ونگرانی کر رہا تھا تاآنکہ ادریس بڑا ہوا اور اسکی حکومت کو راشد کی وجہ سے استحکام واستقلال حاصل ہو گیا۔ ابراہیم بن اغلب ہمیشہ بربریوں کو مال وزر دے کے ملاتا جلاتا رہتا تھا آخر کار راشد مارا گیا اور اسکا سر اُتار کر ابراہیم کے پاس لایا گیا۔ راشد کے مارے جانے کے بعد ادریس کی حکومت وریاست کا انتظام سرداران بربر سے بہلول بن عبدالرحمن مظفر کرنے لگا اس نے بھی نہایت دانائی سے حکومت وسلطنت کے نظام کو درست کیا۔ ابراہیم بن اغلب ہمیشہ اسکو بھی اپنے عاملانہ تدابیر اور حکمت عملیوں سے ملاتا رہا۔ خطوط اور تحائف برابر بھیجتا رہا بہلول آخر انسانی ہی تھا کہاں تک ابراہیم کے احسانات کو فراموش کرتا دعوت ادارسہ سے اعراض کرکے علم حکومت عباسیہ کی اطاعت کا اظہار کردیا ادریس نے اس سے مطلع ہو کر اس سے مصالحت کرلی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے ذریعہ سے اسکے لطف وعنایت کا خواستگار ہوا پس وہ اسکی ایذا رسانی سے باز رہا۔

بعد اسکے اہل طرابلس نے ۱۸۹ھ میں ابراہیم بن اغلب سے مخالفت کا اظہار کیا اور اسکے

Marfat.com

گورنر سفیان بن مہاجر کو حملہ کر کے دارالامارت سے مسجد کی طرف نکالدیا اور اسکے بہت سے ہمراہیوں کو مار ڈالا پھر اسکو طرابلس چھوڑ کر چلے جانے کی شرط پر امان دی چنانچہ سفیان اپنی حکومت کے چند مہینے بعد طرابلس سے نکل کھڑا ہوا اہل طرابلس نے اپنی سرداری و حکومت پر ابراہیم بن سفیان تمیمی کو مامور کیا۔ ابراہیم بن اغلب نے اس واقعہ سے مطلع ہوکر فوجیں روانہ کیں۔ شاہی فوج نے ابراہیم بن سفیان کو ہزیمت دیدی اور بزور و جبر طرابلس میں داخل ہوگئی۔ طرابلس میں داخل ہوکر ابراہیم بن سفیان کو حاضر کرنے پر اہل طرابلس کو مجبور کیا۔ تھوڑی سی ردو کد کے بعد آخری سنہ ذی الحجہ مذکور میں اہل طرابلس نے ابراہیم کو پیش کیا ابراہیم بن اغلب نے اسکی اور نیز اہل طرابلس کی خطائیں معاف کردیں اور انکے وطن کی جانب ان لوگوں کو واپس کردیا۔

پھر سنہ ۱۹۵ھ میں عمران بن مجالد ربعی نے ٹونس میں بغاوت کا جھنڈا بلند کیا اس بغاوت میں قریش بن تونسی بھی شریک تھا۔ نہایت قلیل مدت میں ان دونوں کی جمعیت بڑھ گئی عمران نے قیروان کی جانب قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہوگیا قریش بھی تونس سے قیروان آرہا۔ ابراہیم نے عباسیہ کے اردگرد خندقیں کھدوائیں دھس اور ردمے بندھوا کے قلعہ نشین ہوگیا عمران اور قریش پر ایک سال تک ابراہیم کا محاصرہ کئے رہے ابراہیم اور عمران و قریش سے متعدد لڑائیاں ہوئیں لیکن فتحمندی کا سہرہ ابراہیم بن اغلب کے سر رہا۔ زمانہ محاصرہ میں عمران اسد بن فرات قاضی کو بھی بغاوت پر ابھار رہا تھا مگر اسد نے اس سے انکار کیا اسی اثنار میں خلیفہ رشید نے بہت سا مال و زر ابراہیم کے پاس بھیجا ابراہیم نے داد دہش شروع کردی جسکی وجہ سے بہت سے ہمراہیان عمران اسکے پاس چلے آئے اور عمران کا کارخانہ درہم و برہم ہوگیا۔ پریشان ہوکر زاب چلا گیا اور وہیں ٹھہرا رہا یہانتک کہ ابراہیم ابن اغلب نے وفات پائی۔

ابراہیم بن اغلب نے اس مہم سے فارغ ہوکر اپنے بیٹے عبداللہ کو سنہ ۱۹۶ھ میں طرابلس کی حکومت پر روانہ کیا۔ لشکریوں نے بغاوت کی اور دارالامارت میں اسکا محاصرہ کرلیا پھر اس شرط پر کہ طرابلس چھوڑ کر عبداللہ چلا جائے عبداللہ کو امان دی چنانچہ عبداللہ نے طرابلس کو چھوڑ دیا

Marfat.com

Marfat.com

نے حکومت وامارت کے نظام کو معقول طور سے درست اور مضبوط کر دیا تھا۔ فی نفسہ یہ شخص ظالم اور جابر تھا تا آنکہ اسکا زمانہ وفات آگیا کہا جاتا ہے کہ اہل حمود اور مہریک کے اولیاء صالحین سے حفص بن حمید کی دعوت کے زمانہ میں اسکی موت وقوع میں آئی تھی یہ ایک جماعت کے ساتھ بطور وفد (ڈیپوٹیشن) عبداللہ کی خدمت میں عبداللہ کے جور وستم کی شکایت کرنے کو آیا ہوا تھا عبداللہ نے کچھ سماعت نہ کی حفص نے عبداللہ کے دربار سے نکل کر عبداللہ کے خلاف لوگوں کو ابھارنا شروع کیا اتفاق سے اسی زمانہ میں عبداللہ کے کان میں ایک زخم ہوگیا جسکے وجہ سے ماہ ذی الحجہ ۲۰۱ھ میں اپنی حکومت کے پانچ سال پورے کرکے مرگیا۔

زیادۃ اللہ کی حکومت ابوالعباس عبداللہ کے مرنے پر اسکا بھائی زیادۃ اللہ حکمران ہوا خلیفہ مامون کی جانب سے تقرری کا فرمان صادر ہوا اور یہ لکھ بھیجا کہ منبروں پر عبداللہ بن طاہر کے حق میں دعا کی جاے۔ زیادۃ اللہ کو اس سے بیحد ملال پیدا ہوا شاہی قاصد کے ساتھ چند دینار جو کہ ادارسہ کے مسکوک کئے ہوئے تھے دارالخلافت بغداد روانہ کیا۔ اس سے اس امر کا اظہار مقصود تھا کہ آیندہ ہم خلافت عباسیہ کے علم حکومت کے مطیع نہ رہیں گے بلکہ حکمران ادارسہ کے علم حکومت کے سایہ میں رہنا پسند کرینگے۔ بعدہ اسکے اعزہ واقارب سے اغلب کے بھائیوں اور اسکے بھائی ابوالعباس محمد کے بیٹے اور ابومحمد بھر اور ابراہیم ابوالاغلب وغیرہم نے حج کرنے کی اجازت طلب کی زیادۃ اللہ نے ان لوگوں کو سفر حج کی اجازت دیدی چنانچہ وہ لوگ بعد ادائے فرض حج واپس ہوکر مصر میں مقیم ہوئے تا آنکہ زیادۃ اللہ اور فوج میں ان بن ہوگئی باہم لڑائیاں شروع ہوگئیں پس زیادۃ اللہ نے اپنے اعزہ واقارب کو جو مصر میں مقیم تھے بلا بھیجا اور اپنے بھائی اغلب کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔ فتنہ وفساد کی گرم بازاری ہوئی ہر امیر نے ایک ایک صوبہ کو دبالیا اور اسپر قابض ہوکر حکمرانی کرنے لگا۔ پھر اسپر بھی ان کو قناعت نہ ہوئی سب کے سب مجتمع ہوکر قیروان پر حملہ آور ہوئے اور اسکا محاصرہ کرلیا۔ سب کے پہلے بغاوت اور مخالفت کا بانی مبانی اور آتش فساد کا مشتعل کرنے والا زیاد بن سہل بن صقیلہ تھا ۲۰۷ھ میں اس نے

Marfat.com

خروج کیا تھا اور شہر باجہ پر محاصرہ ڈالا تھا پس زیادۃ اللہ نے اسکی سرکوبی کی غرض سے فوجیں روانہ کیں چنانچہ زیادۃ اللہ کی فوج نے زیاد کو ہزیمت دی اور اثنار وار و گیر میں گرفتار کرکے مار ڈالا اسکے ساتھ اسکے بہت سے ہمراہی بھی مارے گئے تھے۔ بعد اسکے منصور ترندی نے طبنہ میں سر اٹھایا فوجیں آراستہ کرکے ٹونس پر چڑھ آیا اور قابض ہو گیا۔ ٹونس کا گورنر اسمٰعیل بن سفیان نامی ایک شخص تھا منصور نے اسکو قتل کرکے لشکریوں کو پھر اپنا مطیع بنا لیا۔ زیادۃ اللہ نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ایک عظیم فوج کو بسرافسری اپنے چچازاد بھائی غلبون کو جو اسکا وزیر بھی تھا اور جسکا نام اغلب بن عبداللہ بن اغلب تھا روانہ کیا اور چلتے چلتے بتاکید کہدیا کہ اگر تم لوگ میدان جنگ سے ہزیمت اٹھا کے آؤ گے تو تو تمہاری جان کی خیر نہیں میں تم لوگوں کو قتل کرڈالونگا۔ اتفاق یہ پیش آیا کہ منصور نے ان لوگوں کو ہزیمت دیدی۔ ان لوگوں کو اپنی جانوں کا خطرہ ہوا۔ چنانچہ بخوف جان ان لوگوں نے وزیر غلبون کی رفاقت ترک کردی بلاد افریقہ میں پھیل گئے باجہ، جزیرہ، صطفورہ اور زرابس وغیرہ پر قابض و متصرف ہو گئے تمام افریقہ میں بے امنی پھیل گئی پھر یہ سب منصور کے پاس جاکر مجتمع ہوے منصور نے ان گوں کو مرتب و مسلح کرکے قیروان کی طرف کوچ کیا اور پہونچتے ہی قابض ہو گیا زیادۃ اللہ کا عباسیہ میں چالیس دن تک محاصرہ کیے رہا۔ قیروان کی شہر پناہ بنوائی جسکو ابراہیم بن اغلب نے خراب و مسمار کرادیا تھا۔ بعد اسکے زیادۃ اللہ نے اس پر فوج کشی کی دونوں میں مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں بالآخر منصور کو ہزیمت ہوئی بھاگ کر ٹونس پہونچا زیادۃ اللہ نے قیروان کا شہر پناہ منہدم کرادیا۔ سپہ سالاران لشکر نے بھاگ بھاگ کر ان شہروں میں جاکے دم لیا جس پر قابض و متصرف ہو گئے تھے۔ چنانچہ عامر بن نافع ارزق سبطہ میں جاکے قلعہ نشین ہوا۔ زیادۃ اللہ نے سنہ ۲۰۹ھ میں ایک فوج بسرکردگی محمد بن عبداللہ بن اغلب عامر کی سرکوبی کو روانہ کی عامر نے اس فوج کو ہزیمت دیدی فوج واپس آئی۔ منصور نے بھی ٹونس کی جانب مراجعت کی اسوقت زیادۃ اللہ کے زیر حکومت افریقہ میں صرف تونس، ساحل، طرابلس اور نفزاوہ باقی رہ گئے تھے۔ باغی فوج نے زیادۃ اللہ کے

Marfat.com

پاس کہلا بھیجا کہ "اگر تم افریقہ سے کوچ کر جاؤ تو تم کو امان دیجائے زیادۃ اللہ نے اسکا کچھ جواب نہ دیا پھر یہ خبر مشہور ہوئی کہ نفراوہ کے بربریوں کے بلانے پر عامر بن نافع نفراوہ کی جانب بڑھ رہا ہے پس زیادۃ اللہ نے دو سو جنگ آوروں کو عامر بن نافع کے روک تھام کی غرض سے نفراوہ کی طرف روانہ کیا عامر یہ خبر پاکر نفراوہ سے لوٹ آیا اور اسکو قسطیلہ کی جانب ہزیمت دے کے پھر واپس آیا پھر نفراوہ سے نکل کھڑا ہوا۔ سفیان نے قسطیلہ پر قبضہ کر کے شیرازہ حکومت کو درست و مرتب کر لیا یہ واقعات ۲۰۹ھ کے ہیں۔ بعد اسکے زیادۃ اللہ نے قسطیلہ، زاب اور طرابلس پر قبضہ حاصل کر کے حکومت و امارت کے نظام کو درست کیا۔

پھر منصور طبنذی اور عامر بن نافع میں باہم مخالفت پیدا ہو گئی۔ منصور ہمیشہ عامر کو حسد کی آنکھوں سے دیکھتا اور ہر کام میں اسکو دباتا تھا عامر نے اس امر کا احساس کر کے لشکر کو ملا لیا ایک روز سب کو مجتمع کر کے منصور کا اسکے قصر میں جو کہ طبنذہ میں تھا محاصرہ کر لیا تا آنکہ منصور نے اس شرط پر کہ افریقہ چھوڑ کر میں مشرق کی طرف روانہ ہو جاؤں گا امن کی درخواست کی عامر نے یہ درخواست منظور کر لی چنانچہ منصور طبنذہ سے نکل کر مشرق کی جانب روانہ ہوا پھر کچھ سوچ سمجھ کر لوٹا عامر نے دوبارہ محاصرہ کر لیا۔ تا آنکہ منصور دوبارہ پسہ سالاران لشکر میں سے بذریعہ عبدالسلام بن مفرح سپہ سالار، امن کا خواستگار ہوا عبدالسلام نے عامر کی خدمت میں منصور کی درخواست امن پیش کی عامر نے بایں شرط امن دی کہ منصور افریقہ چھوڑ کر کشتی پر سوار ہو کر مشرق چلا جائے۔ اس شرط کے مطابق عامر نے منصور کو اپنے چند معتمد علیہ سرداروں کے ہمراہ ٹونس کی جانب روانہ کیا اور در پردہ اپنے بیٹے کو کہلا بھیجا کہ جسوقت منصور تمہارے پاس ہو کر گزرے براہ فریب موقع پاکر مار ڈالنا۔ پس عامر کے بیٹے نے منصور اور اسکے بیٹے کے ساتھ یہی برتاؤ کیا اسکا اور اسکے بیٹے کا سر اوتار کر اپنے باپ عامر کی خدمت میں بھیجدیا۔ اس واقعہ کے بعد عامر بن نافع شہر ٹونس ہی میں مقیم رہا یہانتک کہ ۲۱۴ھ میں انتقال کیا۔ عبدالسلام بن مفرح باجہ کی طرف لوٹ آیا اور وہیں طرح اقامت ڈالدی۔ تا انکہ فضل بن ابی العین نے جزیرہ شریک میں

Marfat.com

سنہ ۲۱۸ھ میں علم بغاوت بلند کیا عبدالسلام بن مفرح ربعی فضل کی کمک کو روانہ ہوا اسی اثنار میں زیادۃ اللہ کی فوجیں بھی پہونچ گئیں - دونوں کے مقابلہ میں جی توڑ کر لڑیں عبدالسلام مارا گیا فضل ٹونس کی طرف شکست کھاکر بھاگا اور وہاں جاکے قلعہ نشین ہوگیا - زیادۃ اللہ کی فوجوں نے ٹونس میں پہونچ کر محاصرہ ڈالا اور بزور تیغ اس کو مفتوح کرلیا - ہزار ہا اہل ٹونس مارے گئے بہتیرے بھاگ گئے - خاتمہ جنگ کے بعد زیادۃ اللہ نے امن کی منادی کرادی اہل ٹونس پھر اپنے اپنے مکانات میں آکے رہنے لگے -

سنہ ۲۱۹ھ میں اسد بن فرات نے صقلیہ کو بزور تیغ لڑکر مفتوح کیا صقلیہ صوبجات روم سے تھا اسکا حکمران بادشاہِ قسطنطنیہ کے زیر حکومت تھا - سنہ ۲۱۱ھ میں ایک بطریق جسکا نام قسنطیل تھا صقلیہ کا حکمراں مقرر کیا گیا اس نے ایک رومی سپہ سالار کو جو نہایت شجاع اور دلیر تھا بحری فوج کا سردار بنایا - پس اس سپہ سالار نے سواحل افریقہ پر لوٹ مار شروع کردی - نظام حکومت کو درہم وبرہم کردیا ایک مدت کے بعد بادشاہ روم نے قسنطیل کو اس سپہ سالار کے گرفتار کرلینے اور قتل کرڈالنے کو لکھ بھیجا کسی ذریعہ سے اسکی خبر سپہ سالار تک پہونچ گئی فوراً بغاوت کا اظہار کردیا - اسکے ہمراہیوں کو بھی یہ سن کے جوش اور تعصب پیدا ہوا سامان جنگ اور سفر درست کرکے صوبہ صقلیہ کے شہر سرقوسہ کی طرف کوچ کردیا اور پہونچتے ہی قابض ہوگیا - قسنطیل اس واقعہ سے مطلع ہوکر مقابلہ پر آیا لڑائیاں ہوئیں کھیت سپہ سالار کے ہاتھ رہا قسنطیل شکست کھاکر بھاگا - سپہ سالار کی فوج نے تعاقب کیا شہر تقانیہ میں پہونچکر گرفتار کرلیا گیا اور وہیں مارڈالا گیا سپہ سالار نے صقلیہ میں پہونچکر قبضہ کرلیا اور شاہی لقب سے اپنے کو ملقب کیا' اطراف جزیرہ کی حکومت بلاطہ نامی ایک شخص کو دی - اسکا چچازاد بھائی میخائیل شہر ملیرم میں حکومت کررہا تھا - اس نے اور اسکے چچازاد بھائی نے سپہ سالار مذکور سے مخالفت کا اظہار کیا بلاطہ نے سرقوسہ کو دبالیا - سپہ سالار جنگی کشتیوں کا بیڑہ مرتب اور درست کرکے زیادۃ اللہ کی خدمت میں استمداد کی غرض سے افریقہ میں حاضر ہوا زیادۃ اللہ نے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت فرمایا اور ایک عظیم فوج اسکی کمک پر روانہ کیا اس فوج

اور مہم کی افسری اسد بن فرات قاضی قیروان کو مرحمت کی ماہ ربیع ۲۱۲ھ میں یہ مہم روانہ ہوئی اسد کوچ و قیام کرتا ہوا شہر مازر میں پہونچکر قیام پذیر ہوا بعدہ فوج کو درست و مرتب کرکے بلاطہ پر حملہ کیا۔ بلاطہ کے رکاب میں رومیوں کا بہت بڑا لشکر تھا اور روم کے بہت سے نامی نامی سپہ سالار سورما اسکی کمک پر آئے ہوئے تھے بلاطہ کو اس معرکہ میں ہزیمت ہوئی رومی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھاگئی بہت سا مال غنیمت فتحمند گروہ کے ہاتھ لگا۔ بلاطہ نے بھاگ کر قلویزہ میں دم لیا۔ مگر اس جاں باختہ کو وہاں بھی پناہ نہ ملی مارا گیا۔ عساکر اسلامیہ نے جزیرہ کے متعدد قلعات پر قبضہ کرلیا اور جوش کامیابی میں فتح کرتے ہوئے قلعہ کرات تک پہونچ گئے۔ قلعہ کرات میں بہت سے رومی گرد و نواح کے آآکے مجتمع ہوگئے تھے پہلے تو ان لوگوں نے قاضی اسد بن فرات کو صلح اور اداے جزیہ کا دھوکا دیا مگر جب قرائن سے امادہ بجنگ نظر آئے تو قاضی اسد نے محاصرہ کا حکم دیا۔ عیسائیوں نے شہر پناہ اور قلعہ کے دروازے بند کرلئے قاضی اسد نے نہایت ہوشیاری سے حصار کرکے قرب وجوار کے شہروں پر تاخت و تاراج کی غرض سے اپنی فوج کو متعدد دستوں پر منقسم کرکے پھیلا دیا۔ مال غنیمت کی بیحد کثرت ہوئی بعد ازاں اسلامی لشکر نے سرقوسہ کا برأ و بحراً محاصرہ کرلیا سرقوسہ کو افریقہ سے اچانک مدد پہونچ گئی۔ اہل افریقہ نے بلیرم کو اپنی حفاظت میں لے کے عساکر اسلامیہ پر حملہ کیا عساکر اسلام اسوقت سرقوسہ کا محاصرہ تھا۔ رومیوں نے محاصرہ اُٹھا دینے کی بلیغ کوشش کی مگر ناکامیاب رہے اسلامیوں نے نہایت مضبوطی اور احتیاط سے محاصرہ کر رکھا تھا پھر اتفاق وقت سے عساکر اسلام میں وبائی بیماری پھیل گئی جس سے ایک گروہ کثیر نے جاں بحق تسلیم کردی۔ اسد بن فرات امیر افواج اسلامیہ نے اسی زمانہ میں وفات پائی شہر قصریانہ میں مدفون ہوا اسی اسلامی فوج میں وہ سپہ سالار بھی تھا جسکی کمک پر اسلامی لشکر آیا ہوا تھا اہل قصریانہ نے اسکو دھوکا دیکر مار ڈالا۔ اسکے بعد قسطنطنیہ سے ایک تازہ دم فوج عیسائیوں کی کمک پر آگئی۔ ہنگامہ کارزار پھر گرم ہوگیا۔ اس معرکہ میں مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی۔ بقیۃ السیف نے قصریانہ کی جانب پناہ گزین ہونے کی غرض سے

قدم بڑھایا۔ بعدازاں احمد بن حواری امیر عساکر اسلامیہ نے وفات پائی بجائے اسکے زہیر بن عوف امیر افواج اسلامی مقرر کیا گیا۔ رومیوں اور مسلمانوں سے پھر معرکہ آرائی شروع ہوئی رومیوں نے بکرات و مرات عساکر اسلام کو ہزیمت دی اور انہیں کے لشکر گاہ میں انکا محاصرہ کر لیا طول جنگ اور شدت حصار سے مسلمانوں میں اضطراب پیدا ہو چلا۔ اسی اثنار میں اُن مسلمانوں نے جو کبر کیپ میں تھے فصیلوں اور شہر پناہ کی دیواروں کو منہدم کر کے مازر کی جانب کوچ کیا مگر عیسائی فوجوں کی کثرت کی وجہ سے اپنے محصور بھائیوں تک پہونچ سکے۔ لشکر اسلام اسی حالت میں سنہ ۲۱۴ھ تک مبتلا رہا۔ ہلاکت کی نوبت پہونچ گئی تھی کہ چند جنگی کشتیاں افریقہ سے بطور کمک کے آگئیں اور اندلس کا ایک بیڑہ جنگی جو بقصد جہاد نکلا ہوا تھا آپہونچا۔ لشکر اسلام کو محاصرہ میں دیکھ کے تیں ہو کشتیاں ساحل جزیرہ سے لگا دی گئیں ہزیران اسلام خشکی پر اوتر پڑے رومیوں کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے۔ محاصرہ اٹھا کے چلتے پھرتے نظر آئے۔ مسلمانوں نے سنہ ۲۱۸ھ میں شہر بلیرم کو امان کے ساتھ فتح کر لیا بعدہ سنہ ۲۱۹ھ میں شہر قصریانہ پر دھاوا کیا چنانچہ سنہ ۲۲۰ھ میں رومیوں کو ہزیمت دے کے قصریانہ پر بھی قابض ہو گئے۔ پھر طریس کی طرف ایک دستہ اسلامی فوج کا بھیجا گیا۔ دوسرا دستہ زیادۃ اللہ نے بسرافسری فضل بن یعقوب سرقوسہ پر شبخوں مارنے کو روانہ کیا۔ یہ دونوں دستے بہت سا مال غنیمت لے کے کامیابی کے ساتھ واپس آئے۔ اسکے بعد ایک اور سریہ[1] روانہ کیا گیا۔ بطریق صقلیہ نے اس سے مزاحمت کی مسلمانوں نے ایک میدان میں جسکے ارد گرد بہت بڑا دلدل تھا پناہ لی بطریق نے ہر چند کوشش کی مگر کامیاب نہوا خائب و خاسر ہو کر واپس ہوا جوں ہی بطریق نے مراجعت کی اہل سریہ نے حملہ کر دیا۔ بطریق اس حملے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا اثنار فرار میں گھوڑے سے گر پڑا۔ ایک مسلمان سپاہی نے نیزہ مارا اور گرگیا بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ الات جنگ، مال و اسباب اور بہت سی مویشیاں لیکے اپنے لشکر گاہ میں واپس آئے ان واقعات کے بعد زیادۃ اللہ نے بسرافسری افواج اسلامی ابراہیم بن

[1] سریہ اس فوج کو کہتے ہیں جو شبخوں مارنے کی غرض سے رات کے وقت غنیم کی طرف روانہ کیجائے۔ مترجم

عبداللہ بن اغلب کو صقلیہ کی جانب روانہ کیا اور اسکی سند حکومت بھی اسکو عطا کی۔ نصف رمضان سنہ مذکور میں ابراہیم نے صقلیہ کی طرف کوچ کیا۔ ابراہیم کی روانگی کے بعد ایک بیڑہ جنگی کشتیوں کا براہ دریا روانہ کیا گیا رومیوں کی جنگی کشتیوں سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ بہت سے رومی مارے گئے بیحد مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ پھر ایک دوسرا بیڑہ جنگی کشتیوں کا قصورہ کی جانب روانہ کیا۔ رومیوں کا بیڑہ مقابلہ پر آیا۔ اور پہلے ہی حملہ میں شکست نصیب ہوئی۔ مسلمانوں نے اسکو بھی لوٹ لیا اس سے بھی کسیقدر مال غنیمت ہاتھ آیا۔ پھر ایک سریہ جبل النار اور اُن قلعوں کی طرف روانہ کیا جو اسکے گرد و نواح میں تھے۔ ہزارہا قیدی ہاتھ آئے مال غنیمت کا کوئی حد و شمار نہ تھا۔ انہیں دنوں ابراہیم بن عبداللہ بن اغلب نے سنہ ۲۲۱ھ میں ایک بیڑہ جنگی کشتیوں کا جزیرہ کی طرف روانہ کیا۔ پس اس نے بھی بہت سا مال غنیمت لیکے معاودت کی۔ علاوہ اسکے دوسریہ اور بھیجے ایک کو قلطبنہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ اور دوسرے کو قصریانہ پر شبخون مارنے کا اشارہ کیا۔ ان دونوں سریوں میں مسلمانوں کو مصائب اور ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔ اسکے بعد ایک دوسرا واقعہ پیش آیا جس میں فتحمندی کا جھنڈا مسلمانوں کے ہاتھ رہا رومیوں کے بیڑہ سے نو کشتیاں عساکر اسلام کے ہاتھ لگیں بعد ازاں ایک مسلمان سپاہی کو قصریانہ کے ایک چور دروازہ کا پتہ لگ گیا اس نے اپنے امیر کو بتلایا امیر عساکر اسلام نے اسلامی فوج کو اسی راہ سے شہر میں داخل کر دیا۔ رومیوں نے شہر کو چھوڑ کر قلعہ میں پناہ لی دو چار روز تک لڑتے رہے بالآخر امن کے خواستگار ہوئے مسلمانوں نے ان کو امن دی اور کامیابی کے ساتھ قصریانہ اور نیز قلعہ پر قبضہ کر کے بہت سا مال غنیمت لئے ہوئے شہر ملیرم کی جانب مراجعت کی تا آنکہ ان لوگوں کو زیادۃ اللہ کے مرنے کی خبر موصول ہوئی۔ ابتداً تو ہمت ہارے لیکن پھر اپنے دلوں کو مضبوط کر کے صبر و تحمل کا تہیہ اپنے اپنے کلیجوں پر رکھ کے جہاد میں مصروف ہوگئے۔

زیادۃ اللہ کی وفات سنہ ۲۲۳ھ کے نصف میں جبکہ اسکی حکومت نے ساڑھے اکیس سال پورے کر لئے تھے وقوع میں آئی۔

Marfat.com

ابو عقال اغلب بن ابراہیم بن اغلب

زیادۃ اللہ بن ابراہیم کے مرنے کے بعد اسکا بھائی اغلب حکمران ہوا اسکی کنیت ابو عقال تھی۔ اس نے لشکریوں کے ساتھ نہایت اچھے برتاؤ کئے۔ زیادتیاں اور مظالم موقوف کر دئے۔ عمال کی تنخواہیں بڑھا دیں رعایا پر ظلم و ستم کرنے سے ان کو روک دیا۔ بعد چندے قسطیلیہ میں خوارج زاوعہ، لواتہ اور بسکاسہ نے ابو عقال کی مخالفت پر کمر باندھی اسکے گورنر کو مار کر قابض و متصرف ہو گئے۔ ابو عقال نے ان لوگوں کی سرکوبی پر فوجیں روانہ کیں چنانچہ ابو عقال کی فوج نے کل باغیوں کا قلع و قمع کر دیا۔ بعد اسکے ۲۳۲ھ میں ابو عقال نے ایک سریہ صقلیہ کی طرف روانہ کیا۔ بہت سا مال غنیمت لے کے مظفر و منصور واپس آیا۔ ۲۲۵ھ میں صقلیہ کے چند قلعات نے مسلمانوں سے امن کی درخواست کی۔ مسلمانوں نے ان کو امن دی اور بصلح و امان انکو مفتوح کر لیا۔ پھر مسلمانوں کا ایک بیڑا جنگی کشتیوں کا قلوریہ کی طرف روانہ کیا گیا۔ قلوریہ بھی سر ہو گیا بادشاہ قسطنطنیہ کا بیڑہ قلوریہ کی حمایت پر آیا مسلمانوں نے اسکو بھی ہزیمت دیدی۔ پھر ۲۲۶ھ میں مسلمانوں کا سریہ قصریانہ مضافات صقلیہ کی طرف روانہ کیا گیا بعدہ قلعہ قیروان کی جانب بھیجا گیا۔ مسلمانوں نے اسکے گرد و نواح کو جی کھولکر پامال کیا جیسا کہ آئندہ ہم بیان کرنے والے ہیں

ان واقعات کے تمام ہونے پر ابو عقال اغلب بن ابراہیم نے ماہ ربیع ۲۲۶ھ میں اپنی حکومت و امارت کے دو برس سات مہینے پورے کر کے انتقال کیا۔

ابو العباس محمد بن اغلب بن ابراہیم

ابو عقال اغلب کے انتقال کے بعد اسکا بیٹا ابو العباس محمد حکمرانی کی عبا پہنکر کرسی حکومت پر متمکن ہوا۔ اہل افریقہ نے اسکے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی ۲۲۷ھ میں شہر تاہرت کے قریب ایک شہر جدید موسوم عباسیہ آباد کیا۔ جسکو افلح بن عبد الوہاب ابن رستم نے جلا دیا تھا اور والی اندلس کی خدمت میں اس کامیابی کی خوشخبری بھیجی تھی والی اندلس نے ایک لاکھ درہم بطور صلہ مرحمت کئے تھے

اسکے زمانہ میں بعد معزولی ابن جواد ۲۳۴ھ میں سحنون عہدہ قضاء کا متولی ہوا اور ابن

Marfat.com

جواد کو ڈرے ٹپوائے جسکے صدمہ سے وہ مرگیا پھر ۲۴۰ھ میں سحنون بھی مرگیا۔

بعدازاں ابوالعباس پر اسکے بھائی ابوجعفر نے خروج کیا اور اپنی مدبرانہ چالوں اور حکمت عملیوں سے ابوالعباس کو دبالیا۔ اور اسکے وزراء و اراکین دولت کو قتل کرادیا اسی حالت سے ایک مدت گذری۔ پھر ابوالعباس خواب غفلت سے بیدار ہوکر نظام حکومت کے درست کرنے کی جانب متوجہ ہوا۔ خفیہ طور سے فوجیں مرتب کیں الات حرب فراہم کئے اور ۲۴۳ھ میں اعلان جنگ کرکے اپنے بھائی ابوجعفر کے مقابلہ پر آگیا اور اسکی حکومت و ریاست کو نیست و نابود کرکے اسکے امارت کے سولھویں مہینے افریقہ سے مصر کی جانب نکال باہر کیا۔

ابوابراہیم احمد ابوالعباس محمد بن ابی عقال کی وفات کے بعد اسکا بیٹا ابوابراہیم احمد حکمراں ہوا اس نے نہایت نیک نیتی اور حسن سیرتی سے حکومت شروع کی۔ لشکریوں کی تنخواہیں بڑھائیں عمارات کے بنوانے کا بیحد شائق تھا افریقہ میں تقریباً دس ہزار قلعے سنگی بنوائے جس کے دروازے لوہے کے تھے۔ غلاموں کی ایک افواج تیار کی۔ اطراف طرابلس میں بربر کے خوارج نے اس پر خروج کیا اور اسکے گورنر کو دبالیا۔ اندنوں اسکی گورنری پر اسکا بھائی عبداللہ بن محمد بن اغلب تھا پس اس نے ان لوگوں کی سرکوبی پر اپنے دوسرے بھائی زیادۃ اللہ کو روانہ کیا چنانچہ زیادۃ اللہ نے پہونچتے ہی ان لوگوں کو زیر کرکے اپنے بھائی ابراہیم کو اس فتح کی خوشخبری لکھبھیجی

اسی کے زمانہ حکومت ماہ شوال ۲۴۷ھ میں صقلیہ کے شہروں میں قصریانہ مفتوح ہوا۔ نامۂ بشارت فتح خلیفہ متوکل کی خدمت میں روانہ کیا اور وہاں کے چند قیدیوں کو بطور ہدیہ دربار خلافت میں بھیجا بعدہ ابوابراہیم اپنی حکومت و ریاست کے آٹھ سال پورے کرکے ۲۴۹ھ میں بارحیات سے سبکدوش ہوگیا۔

زیادۃ اللہ اصغر بعد وفات ابوابراہیم اسکا بیٹا زیادۃ اللہ زمام حکومت کا مالک ہوا یہ زیادۃ اللہ اصغر کے نام سے موسوم تھا۔ اس نے اپنے اسلاف کا رویہ اختیار کیا۔ اسکا زمانہ حکومت دراز نہیں ہوا اپنے حکومت کے ایک ہی برس بعد انتقال کرگیا۔

ابوالغرانیق بن ابی ابراہیم بن احمد

بعد انتقال زیادۃ اللہ اسکا بھائی محمد ملقب بہ ابوالغرانیق کرسی حکومت پر رونق افروز ہوا۔ حکمران ہوتے ہی لہو ولعب میں مصروف ومنہمک ہوگیا اسکے زمانہ میں فتنہ وفساد اور لڑائیوں کے دروازے کھل گئے۔ جزیرہ مالطہ ۲۵۵ھ میں مفتوح ہوا۔ رومیوں نے جزیرہ صقلیہ کے اکثر مقامات پر قبضہ کرلیا۔ تب محمد نے ساحل بحر پر مغرب میں برقہ سے پندرہ یوم کی مسافت پر جانب غرب چند قلعے اور محافظت کی غرض سے متعدد منار بنوائے جو اسوقت (یعنی مورخ ابن خلدون کے زمانہ) تک موجود ہیں۔ گیارہ برس اسنے حکومت کی نصف ۲۶۱ھ میں وفات پائی۔

بقیہ اخبار صقلیہ

۲۲۸ھ میں فضل بن جعفر ہمدانی براہ دریا فوجیں لے کے روانہ ہوا سیفنہ کے گھاٹ پر پہونچکر کشتی سے خشکی پر اوتر پڑا اور اسکا محاصرہ کرلیا اہل شہر نے قلعہ بندی کرلی فضل نے اپنی فوج کے چند دستوں کو شبخون مارنے کی غرض سے اسکے اطراف وجوانب میں پھیلا دیا۔ پس بہت سا مال غنیمت لے کے یہ واپس آئے بعد ازاں اثنار جنگ میں اپنے رکاب کی فوج سے ایک گروہ کو علیحدہ کرکے حکم دیا کہ اُس پہاڑ سے گزر کر شہر پر حملہ آور ہو جسکے دامن میں یہ آباد تھا چنانچہ اس دستہ فوج نے ایسا ہی کیا۔ حریف کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ کمال ابتری سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ فضل نے کامیابی کے ساتھ شہر کو فتح کرکے اپنی فتحیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ پھر ۲۳۲ھ میں فضل نے شہر لسی کا محاصرہ کیا اہل شہر نے بطریق صقلیہ کی خدمت میں یہ حالات لکھ بھیجے امداد کی درخواست کی۔ بطریق صقلیہ نے ان کی درخواست منظور کرلی اور یہ ہدایت کی کہ جسوقت تم لوگ پہاڑ پر آگ روشن کروگے فوراً ہم عساکر اسلام پر حملہ آور ہوں گے اور اسی وقت تم بھی حملہ کردینا دوطرفہ جنگ سے مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ جائیں گے اور بات کی بات میں ہم اُن پر فتحیابی حاصل کرلیں گے فضل کو کسی ذریعہ سے اسکی خبر لگ گئی۔ فضل نے اسی سمت میں جس طرف سے بطریق حملہ کرنے والا تھا متعدد کمینگاہوں میں نامی نامی جنگ آور سورما کو بٹھلا دیا اور پہاڑ پر آگ روشن کرادی بطریق صقلیہ نے آگ کو روشن دیکھ کر فوج کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے لشکر اسلام پر

Marfat.com

حملہ کرنے کی غرض سے بڑھا جوں ہی کمینگاہ سے آگے بڑھا ہزبران اسلام نے کمینگاہ سے نکلکر حملہ کر دیا جس سے معدودے چند جانبر ہوئے ورنہ سب کے سب کھیت رہے اور اہل شہر پر فضل نے حملہ کر دیا اہل شہر نے گھبرا کر امان حاصل کر کے شہر پناہ کے دروازے کھولدیئے فضل نے قبضہ کر لیا اور ۲۳۳ھ میں مسلمانوں نے ملک انکبرد براعظم کی جانب قدم بڑھایا اور اسکے شہروں میں سے ایک شہر پر قبضہ حاصل کر کے وہیں قیام پذیر ہو گئے۔ ۲۳۴ھ میں زغوش نے مصالحت کا پیام دیا اور امان حاصل کر کے شہر کو مسلمانوں کے حوالہ کر دیا اہل اسلام اسکے مال و اسباب کو اُٹھا لائے اور شہر کو منہدم و خراب کر دیا۔ قبل اس واقعہ کے ۲۳۳ھ میں امیر صقلیہ محمد بن عبداللہ بن اغلب کا انتقال ہو چکا تھا اور مسلمانوں نے متفق ہو کر عباس بن فضل بن یعقوب کو اپنا امیر بنا لیا تھا۔ چنانچہ محمد بن اغلب نے اس تقرری کو پسند کر کے صقلیہ کی سند حکومت عباس کے پاس بھیجدی تھی۔ سند حکومت کے آنے سے پیشتر عباس جہاد کرتا اور فوجوں کو شبخوں مارنے کی غرض سے بھیجتا تھا جو اکثر اوقات مال غنیمت لیکر واپس آتی تھیں۔ پھر جسوقت سند حکومت آگئی تو بنفسہ جہاد کی غرض سے نکلا۔ اسکے مقدمۃ الجیش پر اسکا چچا رباح تھا۔ اطراف صقلیہ کو خوب خوب تاخت و تاراج کیا۔ متعدد فوجیں اور سرایا روانہ کئے قسطانیہ، سرقوسہ، بوطیف اور غوریس اسکے لشکر ظفر پیکر کا جولانگاہ بنا ہوا تھا عساکر اسلام نے ان مقامات سے بیحد مال غنیمت حاصل کیا۔ شہروں کو ویران و خراب کر کے جلا دیا۔ چند قلعات مفتوح کئے۔ اہل قصریانہ کو انہیں معرکوں میں ہزیمت دی۔ اِن دنوں اس شہر کو بادشاہ صقلیہ کے دارالسلطنت ہونے کا شرف حاصل تھا اور قبل اسکے بادشاہ مذکور سرقوسہ کو اپنا قصر حکومت بنائے ہوئے تھا جب مسلمانوں نے اسکو فتح کر لیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں تو بادشاہ مذکور نے قصریانہ کو اپنا دارالحکومت بنایا۔

قصریانہ کے مفتوح ہونے کے یہ حالات ہیں کہ عباس ایام گرمی و موسم سردی میں سرقوسہ اور قصریانہ پر جہاد کرنے کی غرض سے فوجیں بھیجتا رہتا تھا۔ پس یہ فوجیں عیسائیوں پر فتحیابی حاصل کر کے مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کے واپس آیا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ ایام سرما کے جہاد میں چند قیدی

Marfat.com

گرفتار ہوئے۔ جسوقت ان لوگوں کو قتل کرنے کے لئے پیش کیا ایک قیدی نے جسکے چہرہ سے آثار ہیبت و ریاست نمایاں تھے گذارش کی "اے امیر مجھے آپ قتل نہ کیجئے میں آپ کو قصریانہ پر قبضہ دلادوں گا"۔ عباس نے اسکے قتل سے ہاتھ روک لیا اس قیدی نے شہر قصریانہ کے خفیہ راستہ کو بتلادیا۔ چنانچہ اسلامی دلاور رات کے وقت اس راہ پر آئے قیدی ان لوگوں کو ایک چھوٹے دروازے سے شہر میں لے گیا جوں ہی وسط شہر میں پہونچے اور تلواریں نیام سے کھینچ لیں۔ دو چار سپاہیوں نے لپک کے شہر پناہ کے دروازے کھولدیئے عباس بھی معہ اپنی رکاب کے فوج کے شہر میں قتل و غارت کرتا ہوا گھس پڑا۔ عیسائی جنگ آوروں کو تیغ کیا بطریقوں کی لڑکیوں کو قیدی بنایا، اور اسقدر مال غنیمت ہاتھ آیا کہ احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ اس واقعہ سے صقلیہ میں رومیوں کو ہزیمت اور ذلت نصیب ہوئی۔ بادشاہ روم نے براہ دریا عظیم فوج ایک ایک بطریق کی ماتحتی میں صقلیہ کی حمایت کو روانہ کی ساحل سرقوسہ پر پہونچکر کشتیوں نے لنگر کیا۔ عباس کو اسکی خبر لگی تو وہ بھی فوجیں آراستہ کرکے بلیرم سے آپہونچا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد عباس نے عیسائیوں کو ہزیمت دی بقیۃ السیف کشتیوں پر سوار ہوکر اپنے ملک کی طرف بھاگے مسلمانوں نے اُن کی کشتیوں میں سے تین کشتیاں یا تین سے زاید کشتیاں معہ مال و اسباب کے لوٹ لیں یہ واقعہ ۲۳۷ھ کا ہے بعد اس واقعہ کے عباس نے صقلیہ کے متعدد قلعات بزور تیغ مفتوح کئے۔ رومی عیسائیوں کی کمک پر قسطنطنیہ سے فوجیں آئیں اسوقت عباس قلعہ روم کا محاصرہ کئے ہوئے تھا پس عیسائی فوجیں سرقوسہ میں اتر پڑیں۔ عباس نے اسی مقام سے جہاں پر کہ محاصرہ ڈالے ہوئے تھا عیسائی فوجوں پر حملہ کیا اور پہلے ہی حملہ میں انکو پسپا کرکے قصریانہ کی جانب واپس گیا اور اسکی قلعہ بندی کرکے محافظت کی غرض سے ایک جرّی فوج کو اسمیں ٹھہرادیا۔ پھر ۲۴۷ھ میں سرقوسہ پر چڑھائی کی بہت سا مال غنیمت لے کے مراجعت کی اثنار راہ میں علیل ہوا سنہ مذکور کے نصف میں وفات پائی اور اطراف سرقوسہ میں دفن کیا گیا۔ عیسائیوں نے اسکی نعش کو قبر سے نکال کے جلادیا یہ واقعہ اسکے امارت کے گیارہویں سال وقوع پذیر ہوا۔

Marfat.com

ان واقعات کے بعد صقلیہ پر برابر جہاد کیا اور فتحیابی کی جوش میں لشکر اسلام حملہ آور ہوتا رہا چنانچہ سرحد روم کو شمال کی جانب عبور کر گیا۔ سرزمین قلوریہ اور انکیردہ پر جہاد کیا اور اس کے متعدد قلعات کو مفتوح کر کے وہیں سکونت پذیر ہو گیا۔

عباس کے مرنے پر مسلمانوں نے متفق ہو کر اسکے بیٹے عبداللہ کو امارت کی کرسی پر متمکن کیا اور والی افریقہ کو اطلاعی رپورٹ بھیجدی۔

عبداللہ نے زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لینے کے بعد متعدد سرایا سرحدی عیسائی امراء کے ملکوں کی طرف روانہ کئے کئی قلعہ بزور تیغ مفتوح ہوئے۔ عبداللہ کی حکومت کے پانچویں مہینہ خفاجہ بن سفیان نصف ۲۴۸ھ میں افریقہ سے وارد صقلیہ ہوا اور اپنے بیٹے محمود کو ایک سریہ کا افسر مقرر کر کے سرقوسہ کی جانب روانہ کیا پس محمود اطراف سرقوسہ میں داخل ہو کر تاخت و تاراج کرنے لگا۔ رومیوں کا ٹڈی دل لشکر یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر محمود نے فتحمندی کے ساتھ مراجعت کی بعد ازاں شہر نوطوس کو ۲۵۵ھ میں فتح کر کے سرقوسہ اور جبل النار پر چڑھائی کی اہل طرمیس نے گردن اطاعت جھکا دی امن کے خواستگار ہوئے لیکن بعد چندے عہد شکنی کی بغاوت کا اعلان کیا پس خفاجہ اپنے بیٹے محمد کو بسرافسری افواج اسلامیہ اہل طرمیس کے سرکرنے کو روانہ کیا چنانچہ محمد نے اہل طرمیس کو بزور تیغ پھر زیر کیا اور بہت سے مرد اور عورتوں کو قید کر لایا بعد اسکے خفاجہ نے غوش پر جہاد کی غرض سے حملہ کیا اور نہایت مردانگی سے اسکو فتح کر لیا۔ اسی اثنار میں خفاجہ نے ایک مرض میں مبتلار ہو کر بلیرم کی جانب مراجعت کی پھر ۲۵۳ھ میں سرقوسہ اور قطانیہ پر حملہ آور ہوا۔ اسکے گرد و نواح کو تاخت و تاراج کر کے وہاں کی زراعت کو بھی پامال اور خراب کر ڈالا۔ متعدد سرایا سرزمین صقلیہ کی جانب روانہ کئے لشکر اسلام کے ہاتھ مال غنیمت سے پُر ہو گئے۔

۲۵۴ھ میں قسطنطنیہ سے ایک بطریق اہل صقلیہ کی کمک پر آیا مسلمانوں سے صف آرائی کی نوبت آئی۔ مسلمانوں نے اسکو ہزیمت دی اور خفاجہ نے اطراف سرقوسہ کو جی کھول کر

لوٹ کے بلیرم کی جانب مراجعت کی۔ پھر ۲۵۵ھ میں اپنے بیٹے محمد کو بسرگروہی عساکر اسلامیہ طرمیس کی طرف روانہ کیا۔ کسی جاسوس نے چور دروازہ کا پتہ بتلادیا عساکر اسلامیہ کا ایک گروہ اس دروازہ سے شہر میں داخل ہوکر قتل و غارت میں مصروف ہوگیا دوسری جانب سے محمد بن خفاجہ بقیہ لشکر اسلام لئے ہوئے شہر میں بزور تیغ گھس پڑا۔ شور وغل سے کانوں کے پردے پھٹے پڑتے تھے گرد و غبار کی وجہ سے کچھ سوجھائی نہ دیتا تھا لشکر اسلام کا سابق گروہ ان کو دشمنان اسلام کا معین و مددگار تصور کرکے بھاگ کھڑا ہوا۔ محمد بن خفاجہ بھی ان لوگوں کو واپس ہوتا دیکھکر لوٹ پڑا بظاہر یہ ایک سبب طرمیس کے سر نہونے کا ہوا۔

بعدہ خفاجہ نے فوجیں آراستہ کرکے سرقوسہ پر جہاد کیا اور اسکا محاصرہ کرکے اسکے گرد و نواح کو تاخت و تاراج کرکے مراجعت کی اثنار راہ میں اسی کے لشکر میں سے کسی نے براہ مکر و فریب اسکو مار ڈالا یہ واقعہ ۲۵۵ھ کا ہے۔ لوگوں نے اس کے بیٹے محمد کو اپنا امیر مقرر کیا اور محمد بن احمد امیر افریقہ کو اطلاعاً لکھ بھیجا پس اس نے محمد کو اسکی سرداری پر بحال رکھا اور سند حکومت تحریر کرکے بھیجدی۔

ابراہیم بن احمد برادر ابوالغرانیق

ابوالغرانیق کی وفات پر اسکا بھائی ابراہیم عنان حکومت افریقہ کا مالک ہوا۔ ابوالغرانیق نے اپنے بیٹے ابوعقال کو اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا اور اپنے بھائی ابراہیم سے بحلف یہ اقرار لیا تھا کہ میرے بیٹے ابوعقال سے حکومت و امارت کے لئے لڑائی جھگڑا نکرنا اور نہ اس سے کسی قسم کا مخالفانہ تعرض کرنا بلکہ بطور نائب کے اسکے کاموں کو انجام دینا یہانتک کہ ابوعقال سن شعور کو پہونچ جاے۔ پس جب ابوالغرانیق کا انتقال ہوگیا تو اہل قیروان نے براہ عداوت ابراہیم کو بوجہ اسکے حسن سیرت و عدالت کے امارت پر ابھارنا شروع کیا پہلے ابراہیم نے انکار کیا مگر جب اہل قیروان کا اصرار زیادہ ہوا تو انکی درخواست کو منظور کرکے ابوالغرانیق کی وصیت کو جو دربارہ اپنے بیٹے ابوعقال کے اسکو کر گیا تھا۔ پس پشت ڈالدیا۔ اپنے مکان مسکونہ سے اٹھکر قصر امارت میں چلا آیا اور نہایت عمدگی اور ہوشیاری سے امارت کرنے لگا۔ عادل، عالی حوصلہ،

Marfat.com

بلند خیال اور نہایت دلیر تھا۔ بغاوت اور فساد کی جڑ بنیاد اکھاڑ کر پھینکدی مظلوموں کی داد فریاد سننے کو دربار عام کرتا تھا۔ تمام ملک میں امن وامان ہوگیا سواحل بحر پر بہت سے قلعے اور تحفظ کی غرض سے منارہ بنوائے۔ ساحل سبتہ پر دشمنان اسلام کے ڈرانے کو آگ روشن کیجاتی تھی اور اس کی روشنی اسی شب میں اسکندریہ تک پہونچ جاتی تھی۔ اسی نے سوسہ کا شہر پناہ بنوایا۔ اسی کے زمانہ حکومت میں عباس بن احمد بن طولون اپنے باپ والی مصر سے مخالف ہوکر ۲۶۵ھ میں علیحدہ ہوگیا تھا اور برقہ پر محمد بن قہرب سپہ سالار ابن اغلب کے ہاتھ سے قبضہ لے لیا تھا بعد اسکے برقہ پر قابض ہوا پھر طرابلس کا محاصرہ کیا محمد بن قہرب نے نفوسہ سے امداد طلب کی چنانچہ یہ اسکی کمک پر آئے۔ عباس بن احمد بن طولون سے قصر عاتم میں ۲۶۷ھ میں لڑائی ہوئی۔ عباس کو ہزیمت ہوئی شکست کھاکر مصر کی جانب مراجعت کی۔

بعد اسکے زرداجہ نے علم مخالفت بلند کیا اور فعل ضامنی دینے سے انکار کیا انکی دیکھا دیکھی ہوارہ بعدہ لواتہ نے بھی ایسا ہی کیا محمد بن قہرب انہیں بغاوتوں اور لڑائیوں میں مارا گیا ابراہیم نے اپنے بیٹے ابوالعباس عبداللہ کو ۲۶۹ھ میں ایک فوج عظیم کے ساتھ ان لوگوں کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی ۲۷۰ھ میں خوارج نے بکثرت خروج کیا ابراہیم نے اپنی فوجوں کو تمام ملک میں پھیلا دیا۔ آتش بغاوت فرو ہوگئی امن وامان قائم ہوگیا مصلحت وقت کے لحاظ سے سودانی غلاموں کو فوج سواروں میں بھرتی کر لیا جسکی تعداد بیس ہزار تھی۔ اور ۲۸۱ھ میں ٹونس چلا آیا اور وہیں محلسرا بنوائی پھر ۲۸۳ھ میں ابن طولون سے جنگ کرنے کی غرض سے مصر کی جانب کوچ کیا اثنار راہ میں نفوسہ نے چھیڑ چھاڑ شروع کی پس اس نے ان کو ہزیمت دے کے سرت تک پامال کرتا ہوا چلا گیا۔ جب دشمنوں کی جمعیت منتشر ہوگئی تو مراجعت کی بعد واپسی اپنے بیٹے ابوالعباس عبداللہ کو ۲۸۷ھ میں صقلیہ کی جانب روانہ کیا ایک سو ساٹھ (۱۶۰) کشتیوں کا بیڑہ لیے ہوئے صقلیہ پہونچا طرابلیہ کا محاصرہ کر لیا۔ اہل بلیرم اور کبرکیت نے عہد شکنی کی۔ اتفاق سے اسی زمانہ میں باہم ان لوگوں میں نفاق کا مادہ پھیل گیا ابوالعباس نے ایک کو دوسرے کے مقابلہ پر

Marfat.com

اُبھارنا شروع کر دیا مگر بعد چندے وہ سب کے سب ابوالعباس سے جنگ کرنے پر متفق ہو گئے اہل بلیرم نے براہ دریا ابوالعباس پر حملہ کیا۔ ابوالعباس نے ان کو پہلے ہی حملہ میں پسپا کر کے ان کے مال و اسباب اور آلات حرب کو لوٹ لیا اور ان کے سرداروں کے ایک گروہ کو گرفتار کر کے اپنے باپ کی خدمت میں بھیجدیا۔ باقی ماندگان میں سے کچھ سرداروں نے قسطنطنیہ کا راستہ لیا اور کچھ لوگ طرمیس کی جانب بھاگے۔ ابوالعباس نے ان لوگوں کا تعاقب کیا اور اسکے اطراف و جوانب کو تاخت و تاراج کر کے مال غنیمت سے اپنے لشکریوں کو مالا مال کر دیا۔ بعد ازاں اہل قطانیہ کے محاصرہ کو بڑھا اہل قطانیہ نے قلعہ بندی کر لی ابوالعباس نے مسلمانوں کی خونریزی کے خیال سے محاصرہ اُٹھا لیا پھر ۲۸۸ھ میں بقصد جہاد فوجیں آراستہ کیں و مقس پھر مسینی پر فوج کشی کی بعدہ براہ دریا ربو کی طرف بڑھا اور اسکو بزور تیغ مفتوح کر کے اپنی کشتیوں کو مال غنیمت سے ربو کے پر کر کے مسینی کی جانب لوٹ آیا اور اسکے شہر پناہ کو منہدم و مسمار کرا دیا اتنے میں طنیہ سے چند جنگی کشتیان اہل ربو کی کمک پر آئیں ابوالعباس نے انکو بھی ہزیمت دی اور انکی تیس کشتیاں گرفتار کر لیں۔ بعد ازاں ابوالعباس نے روم کی سرحد کی جانب قدم بڑھایا اور دریا کے پار فرانسیسیوں کے گروہ پر حملہ آور ہوا دو چار حملے کر کے صقلیہ کی جانب مراجعت کی۔

اسی سنہ میں خلیفہ معتضد کا قاصد اہل ٹونس کی شکایت کی وجہ سے امیر ابراہیم کی معزولی کا پیام لایا۔ امیر ابراہیم نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو صقلیہ سے بلا لیا اور جب یہ آگیا تو وہ باظہار جلادت طنی صقلیہ کی جانب روانہ ہو گیا ابن الرفیق نے ایسا ہی بیان کیا ہے۔ اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ امیر ابراہیم ظالم، خونریز، اور تند خو تھا۔ آخر عمر میں اسکو مالیخولیا ہو گیا تھا جسکے سبب سے اس نے بیحد خونریزی کی اپنے بہت سے خدام، لونڈیاں اور اپنی عورتوں اور بیٹوں کو قتل کر ڈالا تھا۔ اور اپنے بیٹے ابوالاغلب کو محض ایک شک سے جو اسکو اسکی جانب سے پیدا ہو گیا تھا مار ڈالا ایک روز اسکی سندیل گم ہو گئی اسکے پاداش میں تین سو خادموں کو قتل کرا دیا۔ یہ بیان ابن الرفیق کا ہے لیکن ابن اثیر نے اسکے عقل و داد اور حسن سیرت کی تعریف و توصیف کی ہے اور یہ تحریر کیا

Marfat.com

ہے کہ اسکے زمانہ حکومت میں جعفر بن محمد امیر صقلیہ کے ہاتھ سے سرقوسہ مفتوح ہوا تھا۔ نو ماہ یہ اسکا محاصرہ کئے رہا۔ بادشاہ قسطنطنیہ نے محصوروں کی کمک کو براہ دریا فوجیں روانہ کیں اُس نے ان کو بھی ہزیمت دی اور شہر کو بزور تیغ فتح کرکے جی کھول کر تاخت و تاراج کیا۔

سبھوں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ یہ افریقہ سے براہ دریا صقلیہ آیا تھا اور طرائنہ پر اوترکر بلیرم کی جانب گیا تھا پھر دمقش گیا اور اسکا سترہ یوم تک محاصرہ کئے رہا بعدہ مسینی کو مفتوح کیا اور اسکے شہر پناہ کو منہدم کرا دیا پھر آخر شعبان ۲۸۹ھ میں طریس پر قابض و متصرف ہوا انہیں دنوں بادشاہ روم نے قسطنطنیہ میں پہونچکر اسکو مفتوح کیا تھا پھر اس نے اپنے پوتے اور اپنے بیٹے ابو العباس عبداللہ کے بیٹے زیادۃ اللہ کو قلعہ بقش کی جانب روانہ کیا اور دوسرے بیٹے ابو محرز کو رمطہ کی طرف بھیجا۔ پس زیادۃ اللہ نے قلعہ بقش کو فتح کیا اور ابو محرز نے اہل رمطہ سے جزیہ لیکر مصالحت کرلی بعدازاں دریا کو عبور کرکے فرانس کے مقبوضات بری میں داخل ہوا قلوریہ کو بزور تیغ مفتوح کیا بہت سے فرانسیسی قتل و قید کئے گئے۔ اہل فرانس کے دلوں پر اسکے رعب و داب کا سکہ بیٹھ گیا۔

ان پیہم کامیابیوں کے بعد ابراہیم نے صقلیہ کی جانب مراجعت کی۔ عیسائیوں نے جزیہ دیکر مصالحت کی درخواست پیش کی لیکن اس نے انکی بدعہدیوں، شکنیوں کی وجہ سے انکی درخواست منظور نہ کی فوجیں آراستہ کرکے کنسہ کی طرف بڑھا اور اسکا محاصرہ کرلیا اہل کنسہ نے امن کی درخواست کی اس نے قبولیت کا درجہ عنایت نہ کیا اور اسی حالت محاصرہ میں اپنی امارت کے اٹھائیسویں سال آخری ۲۹۰ھ میں انتقال کرگیا۔ اہل لشکر نے ابراہیم کے پوتے ابو مضر کو حفاظت لشکر و مقابلہ دشمنان اسلام کی غرض سے عارضی طور پر اسکے بیٹے ابو العباس کے آنے کے زمانہ تک کے لئے اپنا امیر بنالیا۔ ابو العباس اندنوں افریقہ میں تھا ابو مضر نے اہل کنسہ سے جزیہ لیکر مصالحت کرلی ان میں کسی کو اپنے دادا ابراہیم کے مرنے کی خبر کانوں کان خبر نہونے دی اور چندے قیام کرکے جبکہ اہل سرایا واپس آگئے محاصرہ اٹھا کر کوچ کرآیا اپنے

دادا ابراہیم کے نعش کو بلیرم میں لاکے مدفون کیا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ قیروان میں لاکے ابراہیم کی نعش کو دفن کیا۔

کتامہ میں شیعی کا ظہور اسی کے زمانہ حکومت میں ابو عبداللہ شیعی کتامہ میں ظاہر ہوا اور لوگوں کو بظاہر اہل بیت کی محبت کی دعوت دینے لگا مگر درپردہ پسران اسماعیل میں سے عبیداللہ مہدی کی حکومت کی بنا ڈال رہا تھا۔ کتامہ نے اسکی ترغیب و تحریک سے اسکی اتباع کی اور یہ وہ امور تھے جسکی وجہ سے شیعی کو توبہ کی ضرورت محسوس ہوئی اور مجبوراً صقلیہ کی جانب جانا پڑا موسیٰ بن عباس والی صقلیہ نے شیعی کی نقل و حرکت سے مطلع ہونے کی غرض سے جاسوس مقرر کئے ابراہیم نے بھی ایک سفارت تہدید آمود شیعی کے پاس انکجان میں روانہ کی۔ مگر شیعی نے اسکی طرف ذرا توجہ نہ کی اور ایسا جواب دیا کہ جس سے ابراہیم کو بیحد ناراضی پیدا ہوئی۔ پس جب شیعی کے کامیابی کا زمانہ قریب آیا اور خلیفہ معتضد کا فرمان ابراہیم کے پاس آیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں تو شیعی نے توبہ کا اظہار کیا اور صقلیہ کی جانب چلا گیا۔ اسکے بعد افریقہ میں ابو عبداللہ شیعی کی لڑائیاں قبائل کتامہ کے ساتھ ہوئیں تا آنکہ شیعی ان پر مستولی ہو گیا اور ان لوگوں نے اسکی اتباع کر لی۔

ابراہیم نے در پردہ اپنے بیٹے ابو العباس کو شیعی سے جنگ کرنے کی ممانعت کی تھی اور صقلیہ میں اسکے پاس چلے جانے کی بھی ہدایت کی تھی۔

ابو العباس عبداللہ بن ابراہیم برادر ابو الغرانیق ۸۹۴ھ میں ابراہیم کے انتقال کر جانے پر جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اسکا پوتا زیادۃ اللہ امیر لشکر بنایا گیا اور اسکا بیٹا ابو العباس عبداللہ سریر حکومت پر متمکن ہوا۔ افریقہ کی حکومت کا انتظام کیا، مالی حالت درست کی تمول اور دولتمندی کی زیادتی ہوئی۔ تمام عمال کے نام گشتی فرامین روانہ کئے جو علی رؤس الاشہاد پڑھے گئے عدل و انصاف کے کرنے اور نرمی و ملاطفت سے پیش آنے اور جہاد کرنے کا وعدہ کیا تھا چونکہ زیادۃ اللہ لذات و تعیش اور لہو و لعب میں مصروف اور منہمک ہو گیا تھا اور باین ہمہ اپنے باپ

Marfat.com

پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا تھا اسوجہ سے ابوالعباس (اسکے باپ) نے اسکو قید کر دیا بجائے اسکے صقلیہ کی حکومت پر محمد بن سرقوسی کو متعین کیا۔

ابوالعباس نہایت نیک سیرت، عادل اور فنون جنگ سے واقف تھا اسکا زمانہ حکومت بہترین زمانہ سے شمار کیا جاتا ہے۔ اس نے ٹونس کو اپنے قیام کے لئے منتخب و پسند کیا تھا پھر جب اس نے وفات پائی تو ابو عبداللہ شیعی کتامہ پر متغلب و مستولی ہو گیا ایک گروہ کثیر نے اسکے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ میلہ پر فوج کشی کی اور بزور تیغ اسکو مفتوح کر لیا۔ موسیٰ بن عیاش کو بار حیات سے سبکدوش کیا۔ اہل کتامہ سے فتح بن یحییٰ امیر مسالہ مدتوں ابو عبداللہ سے لڑتا رہا۔ پھر اس نے اسکو مغلوب کر دیا اور اپنی قوم پر مستولی ہو گیا پس فتح نے ابوالعباس کے پاس سفارت روانہ کی اور بکیر ابوحول کو شیعی کے جنگ پر بھیجنے کی ترغیب دی چونکہ بکیر دیکھنے کے وقت اپنی آنکھ دبا لیتا تھا اسوجہ سے اسکو لوگ احول کہتے تھے چنانچہ ابوالعباس نے ٹونس سے ۲۸۹ھ میں اس پر چڑھائی کی پہلے سطیف میں داخل ہوا بعد ازاں بلزمہ پر جا پہونچا اور کل ان لوگوں کی گردنیں مار دیں جو اسکی دعوت میں شریک نہ ہوئے تھے۔ ابو عبداللہ شیعی فوجیں فراہم کر کے مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی معرکہ میں شکست کھا کے تاوزرت سے انکجان کی جانب بھاگا۔ ابوحول نے شیعی کے قصر کو منہدم کرا دیا بعد اسکے ایک شبانہ روز پھر لڑائی ہوتی رہی ابوحول کی فوج میدان جنگ سے گھوگھٹ بھاگ گئی۔ ابوحول نے ٹونس میں جا کے دم لیا اور معہ کتامہ کے ان کے جائے سکونت پر واپس آیا۔ جسوقت ابوحول اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے دوبارہ فوجیں مرتب کر کے ابو عبداللہ شیعی کی جنگ پر روانہ کیا کوچ و قیام کرتا ہوا سطیف پہونچا پھر وہاں سے بقصد جنگ ابو عبداللہ کوچ کیا ابو عبداللہ نے یہ خبر پا کر ابوحول پر حملہ کر دیا۔ ابوحول کو اس غیر متوقع حملہ سے ناکامی کے ساتھ پسپا ہونا پڑا لوٹ کر سطیف آیا اور فوجیں درست کر کے پھر حملہ آور ہوا اسی اثنا میں زیادۃ اللہ نے اپنے باپ کے ملازموں کو ملا لیا چنانچہ ان ناحق شناسوں نے ماہ شعبان ۲۹۰ھ بحالت خواب ابوالعباس کا کام تمام کر دیا۔ پھر کیا تھا زیادۃ اللہ کو قید سے رہائی مل گئی۔

Marfat.com

ابو مضر زیادۃ اللہ زیادۃ اللہ کی رہائی کے بعد اہل دولت اور ارکین سلطنت نے حکومت و امارت کی اسکے ہاتھ پر بیعت کی اس نے اُن غلاموں کو جنہوں نے اسکے باپ کو قتل کیا تھا سزائے موت دی ۔ لذات و عیش پرستی لہو و لعب اور مسخروں گویوں کی صحبت میں پڑ گیا۔ کاروبار نظم و نسق سلطنت کو یکقلم ترک کر دیا اور اپنے بھائی ابوحول کو محبت آمو و خط لکھکر بلا بھیجا اور جب وہ آگیا تو اسکی گردن مار دی اور نیز اپنے چچاؤں بھائیوں کا بھی کام تمام کر دیا۔ ان وجوہات سے ابو عبداللہ شیعی کے کاروبار کو استقلال اور استحکام حاصل ہو گیا۔ زیادۃ اللہ نے شب کے وقت شیعی کی مخالفت کی غرض سے رقادہ کی جانب کوچ کیا اور شیعی نے شہر سطیف کو فتح کر کے اپنے مقبوضات میں داخل کر لیا۔ زیادۃ اللہ نے اس سے جنگ کرنے کو فوجیں روانہ کیں اور اپنے خادموں میں سے ابراہیم بن حبیش نامی ایک خادم کو ان افواج کی سرداری عنایت کی چالیس ہزار فوج کی جمعیت سے ابراہیم نے شیعی کے جنگ کرنے کی غرض سے کوچ کیا مقام قسطیلہ میں پہونچکر قیام پذیر ہوا چھ ماہ تک ٹھہرا رہا۔ ایک لاکھ فوج اس کے رکاب میں مجتمع ہو گئی پہلے اس نے کتامہ پر حملہ کیا مگر اتفاق وقت سے اسکی فوج کو ہزیمت ہوئی بھاگ کر باغایہ پہونچا پھر وہاں سے قیروان چلا آیا۔ ابو عبداللہ نے شہر طبنہ کو مفتوح کر کے فتح بن یحییٰ مسالتی کو بار حیات سے سبکدوش کر دیا یہ ان دنوں وہیں موجود تھا بعد ازاں بلزمہ کو مفتوح کیا اور اسکے شہر پناہ کو منہدم کرا کے زمین دوز کرا دیا۔ بعدہ امراء کتامہ سے عروبہ بن یوسف باغایہ پہونچا اور اس فوج پر جو کہ زیر حکومت ہارون بن طبنی بنظر حفاظت وہاں مقیم تھی حملہ آور ہوا انہی دنوں ابو عبداللہ شیعی نے بھی تیجس کے محاصرہ کو فوجیں روانہ کیں جسکو بعد چندے بصلح و آشتی اس نے مفتوح کیا۔ انہیں ایام میں قیروان میں بازاریوں اور اوباشوں کی کثرت ہو گئی تھی زیادۃ اللہ نے داد دہش کا دروازہ کھولدیا فوجیں آراستہ کیں آلات حرب سے سبکو مسلح کر کے ۲۹۵ھ میں فرانس کی جانب کوچ کیا جسوقت قریب اربس پہونچا شیعی کا رعب اسکے دل پر غالب و مستولی ہوا اسکے خاندان والوں نے واپس جانے کی رائے دی پس اس نے رقادہ کی جانب مراجعت کی اور اپنے خاندان کے

Marfat.com

سر برآوردہ اشخاص سے ابراہیم بن ابی اغلب کو اپنی فوج کی سرداری عنایت فرمائی۔ اس واقعہ کے بعد ابو عبداللہ نے باغایہ پر فوج کشی کی اور بصلح و امان اسکو مفتوح کر لیا اسکا گورنر بھاگ گیا۔ بعدہ ابو عبداللہ نے اپنی فوجوں کو آراستہ کر کے آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا بعانہ تک پہونچا اور قبائل مقرہ پر حملہ کیا۔ تیفاش پر قابض ہو گیا ابراہیم بن ابی اغلب تیفاش پر چڑھ آیا اہل تیفاش نے ابراہیم کو شہر میں داخل نہونے دیا اور اسکے پتروں کو لڑ کر شکست دیدی مگر ابراہیم نے پہونچتے ہی بزور تیغ مفتوح کر لیا اور جسقدر فوج حریف وہاں موجود تھی سب کو تہ تیغ کیا۔ بعدہ ابو عبداللہ شیعی لشکر کثیر مہ آراستہ کر کے باغایہ کی طرف بڑھا پھر سکایہ بعدہ سبیبہ اور حمودہ کی جانب کوچ کیا اور یکے بعد دیگرے ان مقامات پر قابض و متصرف ہو گیا اور یہاں کے رہنے والوں کو امن دی۔ ابراہیم بن ابی اغلب نے ان واقعات سے مطلع ہو کر اربس سے کوچ کر دیا۔ پھر ابو عبداللہ نے قسطیلیہ اور قفصہ پر دھاوا کیا اور ان لوگوں کو امن دی وہ لوگ اسکی دعوت میں داخل ہو گئے۔ اس نے باغایہ کی جانب معاودت کی پھر باغایہ سے انکجان چلا آیا ابراہیم بن ابی اغلب نے میدان خالی دیکھکر باغایہ پر حملہ کیا اہل باغایہ مقابلہ پر آئے متعدد لڑائیاں ہوئیں ناکامی کے ساتھ اربس واپس آیا پھر ابو عبداللہ نے جمادی الاول سنہ ۲۹۶ھ میں اربس پر چڑھائی کی اور فتح کرتا ہوا ناریہ ہو کر گزرا اور اہل قمودہ کو امان دیدی۔

روانگی زیادۃ اللہ بجانب مشرق

جسوقت زیادۃ اللہ کو قمودہ تک ابو عبداللہ شیعی کے پہونچنے کی خبر موصول ہوئی اپنا مال و اسباب لاد پھاند کر بقصد مشرق طرابلس چلا آیا اور ابو عبداللہ شیعی نے میدان خالی دیکھکر افریقہ کی طرف رخ کیا اسکے مقدمۃ الجیش پر عروبہ بن یوسف اور حسن بن ابی خزر تھا ماہ رجب سنہ ۲۹۶ھ میں رفادہ پہونچا اہل قیروان اس سے ملنے کو آئے اور سبھوں نے عبداللہ مہدی کی امارت و خلافت کی بیعت کی جیسا کہ انکے حالات اور حکومت کے ضمن میں بیان کر آئے ہیں۔

زیادۃ اللہ نے سترہ دن طرابلس میں قیام کر کے مراجعت کی اسکے ساتھ ابراہیم بن ابی اغلب

Marfat.com

بھی تھا۔ چونکہ اسکی نسبت لوگوں نے زیادۃ اللہ سے یہ جڑ رکھا تھا کہ اس نے قیروان سے روانہ ہونے کے بعد اپنی حکومت و ریاست کی بنا ڈالنے کی فکر کی تھی اسوجہ سے زیادۃ اللہ نے اس سے علیحدہ ہو کر مصر کی جانب کوچ کیا رفتہ رفتہ مصر کے قریب پہونچا والی مصر عیسیٰ برشدی نے بلا اجازت خلیفہ شہر میں داخل نہونے دیا آٹھ روز تک شہر کے باہر ٹھہرا رکھا۔ تب زیادۃ اللہ مجبور ہو کر ابن فرات وزیر خلیفہ مقتدر کی خدمت میں گیا اور شہر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی وزارت پناہ نے تا صدور حکم خلافت آب رقہ میں قیام کرنے کو لکھ بھیجا۔ ایک برس تک رقہ میں مقیم رہا بعد ازاں خلیفہ مقتدر کا فرمان صادر ہوا جسمیں خلافت مآب نے زیادۃ اللہ کو افریقیہ کی جانب واپس جانے اور افریقیہ میں خلافت عباسیہ کی حکومت قائم کرنے کی غرض سے نوشتری کو مالی اور فوجی مدد دینے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ زیادۃ اللہ رقہ سے مصر آیا مصر میں پہونچکر اسکو ایک مرض مزمن لاحق ہو گیا جس سے اسکے بال گر گئے بیان کیا جاتا ہے کہ اسکو زہر دیا گیا تھا بہرکیف مصر سے اس نے بیت المقدس کی جانب کوچ کیا اور وہاں پہونچکر راہی عدم ہو گیا اسکے مرنے سے کل بنو اغلب متفرق اور منتشر ہو گئے اور انکا دور حکومت منقطع ہو گیا۔ والبقاء للہ وحدہ واللہ سبحانہ تعالیٰ۔ اعلم۔

بقیہ حالات صقلیہ و دولت بنی ابی الحسن کلبی مستبد بن حکومت عبیدین

جسوقت عبیداللہ مہدی کو افریقیہ پر استیلا و تصرف حاصل ہو گیا اسوقت اسنے صوبجات افریقیہ پر عمال مقرر کئے جزیرہ صقلیہ پر حسن بن محمد بن ابی خنزر کو مقرر کیا جو کہ سرداران کتامہ سے ایک نامور شخص تھا پس حسن ۲۹۷ھ میں معہ اپنی فوج کے مازر پہونچا۔ اپنے بھائی کو کبرکیت کا حاکم بنایا اور صقلیہ کے عہدہ قضا پر اسحاق بن منہال کو مقرر کیا پھر ۲۹۸ھ میں دمشق پر حملہ آور ہوا اور اسکے گرد و نواح کو تاخت و تاراج کر کے واپس آیا۔ اہل صقلیہ کو اسکی بدخوئی اور ظلم کی شکایت پیدا ہوئی مجتمع ہو کر سبھوں نے اس پر حملہ کر دیا اور گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ بعدہ عواقب امور کا خیال کر کے عبیداللہ مہدی کی خدمت میں معذرت کی عرضداشت روانہ کی مہدی نے انکی معذرت

قبول کرلی اور احمد بن قہرب کو انکا امیر مقرر کرکے روانہ کیا اس نے ایک سریہ سرزمین قلوریہ کی جانب بھیجا اس سریہ نے قلوریہ کو جی کھول کر پامال کیا اور بہت سا مال غنیمت اور قیدی لے کے مراجعت کی۔ پھر ۳۰۰ھ میں اپنے بیٹے علی کو قلعہ ضریس جدید کی طرف روانہ کیا اس غرض سے کہ اسکو اہل صقلیہ کی آیندہ سرکشی و بغاوت کے زمانہ میں اپنا ماوے و ملجاے بنا رکھے پس اسکا بیٹا چھ ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رہا بعدہ اسکے فوج نے اس سے بغاوت کردی اسکے خیموں کو جلا کر خاک و سیاہ کردیا اسکے قتل پر مستعد و آمادہ ہوئے۔ اہل عرب نے اس فعل سے انکو باز رکھا۔ پھر اس نے لوگوں کو خلیفہ مقتدر کی اطاعت کی ترغیب دی ان لوگوں نے بطیب خاطر اسکو منظور کرلیا۔ مہدی کے نام کا خطبہ موقوف کردیا قلعہ کے برجوں پر خلافت عباسیہ کے پھریرے چڑھا دیئے گئے پھر اس نے ایک بیڑہ جنگی کشتیوں کا افریقیہ کی جانب روانہ کیا۔ مہدی کے بیڑہ سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ مہدی کا امیر البحر حسن ابی خزر تھا۔ احمد بن قہرب کے بیڑہ کو اس جنگ میں کامیابی حاصل ہوئی مہدی کا بیڑہ جلا دیا گیا اور حسن بن ابی خزر مار ڈالا گیا۔ کامیابی کے بعد احمد بن قہرب کا بیڑہ صفاقس کی جانب روانہ ہوا ساحل پر پہونچتے ہی ویران و خراب کردیا پھر یہاں سے روانہ ہوکر طرابلس میں لنگر زن ہوا رفتہ رفتہ اسکی خبر قائم بن مہدی تک پہونچی۔ سنکر دم بخود ہوگیا۔ پھر دارالخلافت بغداد سے فرمان خوشنودی مزاج خلافت مآب مع خلعت اور پھریرے کے صادر ہوا احمد بن قہرب مارے خوشی کے پھولے نہ سمایا۔ بعدہ ایک بیڑہ قلوریہ کی طرف روانہ کیا تمام سرزمین قلوریہ میں لوٹ مار کا بازار گرم ہوگیا۔ اسکے اطراف و جوانب کو تاخت و تاراج کرکے مراجعت کی۔ پھر دوبارہ ایک دوسرا بیڑہ افریقیہ کی جانب بھیجا۔ اس معرکہ میں مہدی کے بیڑہ کو کامیابی حاصل ہوئی اس سے احمد بن قہرب کا شیرازہ حکومت درہم و برہم ہوگیا۔ اہل کبرکیت اس سے باغی ہوگئے مہدی سے خط و کتابت کرکے سازش کرلی۔ رفتہ رفتہ مادہ بغاوت اسقدر ترقی پذیر ہوا کہ آخری ۳۲۰ھ میں لوگوں نے احمد بن قہرب کو گرفتار کرکے مہدی کے پاس بھیجدیا مہدی نے حکم دیا کہ اسکو معہ اسکے خاص مصاحبین کے حسن بن ابی خزر کے قبر پر لیجا کر قتل کرڈالو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

Marfat.com

احمد بن قہرب کے قتل کے بعد مہدی نے صقلیہ کی حکومت پر ابو سعید بن احمد کو مقرر کیا اور ایک فوج کتامہ کی اسکے ہمرکاب روانہ کی چنانچہ ابو سعید نے براہ دریا صقلیہ کی جانب کوچ کیا طرابنہ میں پہونچ کے قیام پذیر ہوا۔ اہل صقلیہ نے اس سے سرکشی کی قلعہ نشین ہوکر لڑنے لگے اہل کبرکیت اور طرابنہ والے بھی اہل صقلیہ کے دیکھا دیکھی بغاوت و سرکشی پر آمادہ ہوئے باہم متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر ابو سعید نے اپنی مردانہ ہمت سے ان سبھوں کو ہزیمت دی اور اتنا ر دار و گیر میں ہزارون کا وارا نیارا کر دیا۔ اہل طرابنہ نے پریشان ہوکر امن کی درخواست کی ابو سعید نے امن دی مگر اسکے شہر پناہ کے دروازون کو توڑ ڈالا۔ مہدی کو ان واقعات کی خبر لگی تو اس نے اہل طرابنہ کی عفو تقصیر کا ابو سعید کو حکم دیا۔

پھر مہدی نے بعد ابو سعید کے سالم بن ارشد کو صقلیہ کی حکومت مرحمت کی اور ۳۱۲ھ میں عظیم فوج کے ساتھ صقلیہ کی جانب روانہ کیا۔ چنانچہ سالم نے دریا کو عبور کرکے سرزمین اتکبردہ میں قدم رکھا اور جی کھولکر اسکو تاخت و تاراج کیا۔ متعدد قلعات مفتوح کرکے مراجعت کی پھر دوبارہ اُسی سرزمین کی طرف قدم بڑھایا اور شہر اورنت کا مدتوں محاصرہ کئے رہا اہل اورنت موقع پاکر شہر خالی چھوڑ کر چلے گئے۔ پس سالم بھی جو کچھ ہاتھ لگا اسکو لے کے چلتا پھرتا ہوا غرض اہل صقلیہ ہمیشہ اُن شہروں پر جو جزیرہ صقلیہ اور قلوریہ کے رومیوں کے قبضہ اقتدار میں تھے لوٹ مار اور قتل و غارت کرتے رہتے تھے اور اسکے گرد و نواح کو اپنے ترکتازی کا جولانگاہ بنائے رکھتے تھے۔

۳۲۲ھ میں مہدی نے ایک فوج بسرکردگی یعقوب بن اسحاق براہ دریا جنوہ کی جانب جہاد کی غرض سے روانہ کی۔ یعقوب نے مردانہ وار سرزمین جنوہ میں داخل ہوکر اپنے پُرزور حملوں سے اہل جنوہ کو مجبور کرکے مراجعت کی۔ پھر آیندہ سال مہدی نے ایک دوسرا لشکر جنوہ کی طرف روانہ کیا اس لشکر نے شہر جنوہ کو مفتوح کرکے سردانیہ کی طرف قدم بڑھایا۔ چنانچہ سردانیہ کی چند کشتیاں جلاکر خاک و سیاہ کرکے مظفر و منصور مراجعت کی۔

۳۲۵ھ میں اہل کبرکیت نے اپنے امیر سالم بن راشد سے بغاوت کی اور اسکی فوج سے معرکہ آرا ہوئے

Marfat.com

سالم بذاتہ انکی سرکوبی کو روانہ ہوا سخت اور خونریز جنگ کے بعد اہل کبرکیت کو سالم نے ہزیمت دی اور اسکا اسکے شہر میں محاصرہ کرلیا۔ قائم سے امداد کی درخواست کی۔ قائم نے بسرافسری خلیل بن اسحاق اسکی کمک پر فوجیں روانہ کیں جسوقت خلیل صقلیہ میں وارد ہوا اہل صقلیہ نے سالم بن راشد کی شکایتیں پیش کیں۔ عورتیں بچے اور بوڑھے فضل و رحم کے خواستگار ہوئے۔ اہل کبرکیت اور اہل صقلیہ نے بھی اسی قسم کی درخواستیں گذرانی۔ خلیل کا دل ان لوگوں کی فریاد اور شکایتوں سے بھرآیا۔ سالم کو کسی ذریعہ سے ان واقعات کی خبر لگ گئی اس نے بحکمت عملی ان لوگوں کو یہ سوجھادیا کہ خلیل تم لوگوں سے تمہاری اس دلیری کے انتقام لینے آیا ہے جو تم لوگوں نے شاہی لشکر کے ساتھ کیا ہے۔ اہل صقلیہ یہ سنتے ہی پھر بغاوت پر آمادہ ہوگئے اور وہی ہنگامہ بغاوت و سرکشی دوبارہ گرم کرنے پر تل گئے اسی اثنار میں خلیل نے شہر کبرکیت کے گھاٹ پر ایک جدید شہر موسوم بہ خالصہ کے تعمیر کی بنا ڈالی اس سے اہل شہر کو سالم کے کہنے کا یقین ہوگیا جنگ پر تیار ہوگئے۔ خلیل نے ان لوگوں سے جنگ کرنے کی غرض سے نصف ۳۲۶ھ میں کوچ کیا آٹھ ماہ کامل محاصرہ کئے روزانہ جنگ کرتا رہا تاآنکہ موسم سرما آگیا محاصرہ اٹھا کر خالصہ چلا آیا۔

بعد واپسی اہل صقلیہ نے پھر مخالفت پر کمر باندھی۔ ادہر اہل صقلیہ نے بادشاہ قسطنطنیہ سے امداد کی درخواست کی بادشاہ قسطنطنیہ نے فوجی اور مالی مدد دی۔ اُدھر قائم کو مدد کے لئے لکھ بھیجا قائم نے اسکی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ پس خلیل نے ابی ثور اور قلعہ بلوط کو فتح کرکے قلعہ بلاطنو پر محاصرہ ڈالدیا یہانتک کہ ۳۲۷ھ منقضی ہوگیا خلیل نے قلعہ بلاطنو سے محاصرہ اٹھاکے کبرکیت کو جاکے گھیرا اور اپنی فوج کے ایک حصہ کو بسرافسری ابی خلف بن ہارون اسکے محاصرہ پر چھوڑ کر کوچ کرگیا۔ اس محاصرہ کا سلسلہ ۳۲۹ھ تک قائم و جاری رہا۔ اکثر اہل شہر طول حصار اور روزانہ جنگ سے گھبراکر روم کی طرف بھاگ گئے باقی ماندگان نے امن کی درخواست کی۔ ابی خلف نے قلعہ حوالہ کردینے کی شرط پر اہل شہر کو امان دی۔ مگر جسوقت اہل شہر نے قلعہ کے دروازے کھولدیئے اور اسکو ابی خلف کے حوالہ کردیا اسوقت ابی خلف نے

ان لوگوں کے ساتھ بدعہدی کی۔ اس سے گرد و نواح کے کل قلعہ والے کانپ اُٹھے اور بخوف جان اطاعت کی گردن جھکا دی۔ خلیل نے آخری ۳۲۹ھ میں افریقہ کی جانب مراجعت کی اسکے ہمراہ علیحدہ ایک کشتی میں بہت سے سرداران اہل کبر کیت بھی افریقہ کی طرف روانہ کئے گئے خلیل نے کچھ راستہ طے کرنے کے بعد کشتی کے ڈبو دینے کا اشارہ کر دیا پس سب کے سب ڈوب کر مر گئے۔

خلیل کے بعد صقلیہ کی زمام حکومت عطاف ازدی کو مرحمت ہوئی پھر ابو یزید کا جھگڑا پیش آگیا قائم اور منصور اسکے رفع کرنے میں مصروف و مشغول ہوئے تا آنکہ ابو یزید کا فتنہ فرو ہو گیا تب منصور نے صقلیہ کی حکومت پر حسن بن ابی الحسن کلبی کو جو کہ اسکا پروردہ اور ساختہ اور اسکے نامی سرداروں سے تھا نامور کیا اسکی کنیت ابو القاسم تھی۔ اراکین دولت و اعیان سلطنت اسکو توقیر کی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔ ابو یزید کی مدافعت میں اس نے بڑے بڑے نمایاں کام کئے تھے۔ اسکی گورنری کا یہ سبب ہوا کہ اہل بلیرم نے عطاف ازدی کو اسکی کمزوری طبیعت کی وجہ سے بیحد دبا لیا تھا اور دشمنان اسلام نے اسکی معذوری اور اہل شہر کی سرکشی کے باعث سے اہل شہر کو کمزور کر رکھا تھا ان وجوہ سے اہل شہر بلیرم نے ۳۳۵ھ میں عید الفطر کے دن عطاف پر حملہ کر دیا۔ اس بغاوت و شورش کے بانی مبانی اہل بلیرم میں بنو الطیر ہوئے تھے۔ عطاف کسی صورت سے اپنی جان بچا کے قلعہ میں پناہ گزیں ہو گیا اور منصور کی خدمت میں ان واقعات کی اطلاع کر کے امداد و اعانت کا خواستگار ہوا پس منصور نے حسن بن علی مذکور کو صقلیہ کی سند حکومت مرحمت فرمائی چنانچہ حسن سامان سفر درست کر کے براہ دریا مازر کی طرف روانہ ہوا۔ ساحل مازر پر پہونچ کر لنگر زن ہوا اہل مازر میں سے کوئی شخص برسر مقابلہ نہ آیا۔ رات کے وقت ایک گروہ اہل کتامہ کا ملنے کو آیا اور معذرت کی کہ ہم لوگ بنو الطیر کے خوف سے دن کو نہیں آسکے۔ بنو الطیر نے جاسوسوں کو حسن کی خبر گیری پر مقرر کیا۔ ان لوگوں نے واپس ہو کر بنو الطیر کو حسن کے جلال و شوکت اور کثرت فوج سے ڈرایا اور انکو حسن سے ملنے اور معذرت کرنے پر تیار کیا۔ بنو الطیر اسی اُدھیڑ بُن میں پڑے ہوئے تھے کہ حسن معہ اپنے رکاب کی فوج کے شہر میں گھس پڑا۔ حاکم شہر اور عمال ملنے کو آئے بنو الطیر کو اس سے ایک

گونہ اضطراب پیدا ہوا نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہوگیا اتنے میں انکا سردار اسماعیل ان لوگوں کے پاس آگیا اور جو لوگ ان لوگوں سے منحرف ہوگئے تھے وہ بھی اس سے آملے۔ ایک خاصہ گروہ مجتمع ہوگیا۔ اسماعیل نے اس خیال سے کہ حسن اپنے خادم کو سزا نہ دیگا اور اس سے اہل شہر برانگیختہ اور بد دل ہو جائیں گے یہ جال پھیلایا کہ اپنے کسی غلام سے حسن کے ایک خادم پر یہ دعوی کرادیا کہ کل آپکا فلاں غلام میری بیوی کو غیر مشروع فعل کرنے پر مجبور کر رہا تھا۔ حسن اس چال کو تاڑ گیا مدعی کو طلب کرکے اسکے دعوے پر قسم کھلوائی اور بعد ثبوت لینے کے اپنے خادم کو سزا کما حقہ دی عوام الناس اس انصاف سے بیحد خوش ہوئے۔ طبری اور اسکے ہمراہیوں سے علیحدہ ہوگئے اس سے اسماعیل کا گروہ ٹوٹ گیا۔ بنو الطیر متفرق اور منتشر ہوگئے حسن نے خوشی اور خوش اسلوبی سے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور عمدگی کے ساتھ نظم و نسق کرنے لگا۔ رومیوں نے اسکے رعب و داب سے متاثر ہوکر تین برس کا جزیہ ادا کردیا۔

ان واقعات کے بعد بادشاہ روم نے ایک بطریق کو بسرافسری عظیم فوج براہ دریا صقلیہ کی جانب روانہ کیا۔ پس یہ بطریق اور سردغرس مجتمع ہوکر صقلیہ پر حملہ آور ہوئے حسن نے منصور کو اس سے مطلع کرکے امداد کی درخواست کی منصور نے سات ہزار سوار اور ساڑھے تین ہزار پیادوں کو اسکی کمک پر روانہ کیا۔ حسن نے اپنی فوج کو ہر چہار طرف سے مجتمع کرکے براہ دریا و خشکی رومیوں کے روک تھام کی غرض سے کوچ کیا اور متعدد سرایا سرزمین قلوریہ کی طرف بھیجے۔ ابراجہ میں پہونچ کر پڑاؤ کردیا اور چاروں طرف سے اسکا محاصرہ کرلیا۔ رومی یہ خبر پاکر چڑھ آئے مگر اپنی فتحیابی سے مایوس ہوکر تاوان جنگ دیکر مصالحت کرلی بعد اسکے حسن نے رومیوں کے ایک قلعہ پر فوج کشی کی رومی بلا جنگ و جدال قلعہ چھوڑ کر بھاگ گئے پھر حسن نے قلعہ فیشانہ پر پہونچکر محاصرہ ڈال دیا ایک ماہ کامل محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا بالآخر اہل قلعہ نے جزیہ اور تاوان جنگ دیکر مصالحت کرلی۔ حسن معہ اپنے بیڑہ جنگی کشتیوں کے لوٹ کر مسینی چلا آیا اور وہیں پر ایام سرما کو منقضی کیا۔ اسی مقام پر منصور کا فرمان مشعر واپسی بجانب قلوریہ صادر ہوا چنانچہ حسن نے دریا کو خرچہ

Marfat.com

کی جانب عبور کیا رومی اور سرد عرس مقابلہ پر آئے حسن نے ان کو ہزیمت دے کے مال غنیمت سے اپنے لشکریوں کو مالا مال کر دیا۔ یہ واقعہ یوم عرفہ ۳۴۰ھ کا ہے۔ بعدازاں خراجہ پر پہونچکر اسکا محاصرہ کر لیا تا آنکہ بادشاہ روم قسطنطین نے زر نقد دیکر مصالحت کر لی حسن نے ربو کی جانب مراجعت کی ربو میں پہونچکر وسط شہر میں ایک مسجد بنوائی اور رومیوں سے یہ شرط کر لی کہ رومیوں میں سے کوئی شخص آیندہ کسی قسم کا مسجد سے تعرض نکرے اور جو شخص قیدیوں میں سے اس میں داخل ہو وہ مامون سمجھا جائے

منصور کے مرنے پر اسکا بیٹا معز حکومت پر متمکن ہوا حسن نے صقلیہ پر اپنے بیٹے احمد کو مقرر کر کے معز کی طرف کوچ کیا۔ معز نے احمد کو لکھ بھیجا کہ صقلیہ میں جسقدر رومیوں کے قلعہ باقی رہ گئے ہیں انکو بہت جلد فتح کر لو پس احمد نے اس حکم کے مطابق رومیوں کے مقبوضہ قلعات پر جہاد کیا ۳۵۱ھ میں طرمین وغیرہ کو فتح کر کے رمطہ کی طرف بڑھا مدتوں اسکا محاصرہ کئے رہا قسطنطنیہ سے چالیس ہزار فوج اسکی حمایت و اعانت کو آئی احمد نے بھی معز سے امداد طلب کی معز نے بہت سا مال و اسباب اور ایک عظیم لشکر اسکے باپ حسن کے ساتھ اسکی کمک پر روانہ کیا۔ رومیوں کا امدادی لشکر مسینہ کے گھاٹ پر اترا ہوا تھا مسلمانوں نے رمطہ پر یلغار کیا۔ زمانہ حصار میں لشکر اسلام کا سردار حسن بن عمار اور حسن بن علی کا بیٹا تھا۔ رومیوں نے پہونچکر محاصرہ کر لیا رمطہ اسوقت نقطہ کی طرح دو دائروں سے گھرا ہوا تھا۔ رمطہ کو اسلامی لشکر محاصرہ میں لئے ہوئے تھا اور اسلامی لشکر پر رومی فوجیں محاصرہ ڈالے ہوئے تھیں۔ ادہر اہل شہر شہر پناہ کا دروازہ کھول کر مسلمانوں کے لشکر پر حملہ آور ہوئے اُدہر رومیوں نے باہر سے عساکر اسلامیہ پر دھاوا کیا مسلمانوں پر یہ وقت نہایت آزمایش اور امتحان کا تھا پہلے سبھوں نے مرنے اور مر جانے کا عہد و پیمان کیا بعد ازآں مجموعی قوت سے رومیوں پر دھاوا کیا پہلے ہی حملہ میں رومیوں کے سپہ سالار مینویل کے گھوڑے کو مار کر گرا دیا مینویل سنبھل نہ سکا زمین پر آرہا ایک سپاہی نے پہونچکر سر اتار لیا۔ اسکے ساتھ ایک گروہ بطریقوں کا مارا گیا رومی لشکر ہزیمت کھا کر بھاگا۔ لشکر اسلام قتل و غارت کرتا ہوا تعاقب میں بڑھا مال غنیمت اور قیدیوں سے مالا مال ہو گیا۔ رومیوں کی ہزیمت کے بعد مسلمانوں نے بزور تیغ

رمطہ کو مفتوح کرلیا۔ اور جو کچھ اس میں تھا سب کو لوٹ لیا رومیوں کا بقیۃ السیف گروہ صقلیہ اور جزیرہ رفق سے کشتیوں پر سوار ہوکر روم کی طرف بھاگا امیر احمد نے اپنے بیڑہ کو تعاقب کا حکم دیا اور خود ایک کشتی پر سوار ہوکر رومیوں کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ زیادہ مسافت طے نہونے پائی تھی کہ رومی کشتیوں کو مسلمانوں نے گرفتار کرکے جلادیا عیسائیوں کا ایک گروہ کثیر مارا گیا۔ اس واقعہ کو جنگ مجاز کے نام سے موسوم کرتے ہیں ۳۵۴ھ میں لڑائی ہوئی تھی حریف کے ایک ہزار نامی سردار اور ایک سو بطریق گرفتار کئے گئے تھے عام قیدیوں کا کوئی شمار نہ تھا مال غنیمت کی کوئی حد نہ تھی۔ امیر احمد ان سب کو لئے لاوے شہر بلیرم پہونچا صقلیہ میں اسکی خبر لگی تو حسن جوش مسرت میں استقبال کو نکلا اثنار راہ میں فرط مسرت سے بخار آگیا اور اسی حالت میں جان بحق تسلیم کردی مسلمانوں کو حسن کی اس شادی مرگ سے بیحد ملال ہوا مگر چارہ کار ہی کیا تھا صبر و شکر کرکے اہل صقلیہ نے بالاتفاق اسکے بیٹے احمد کو اسکا جانشین بنایا۔ اس جانشینی کے بعد معز نے اہل صقلیہ کی حکومت پر یعیش (حسن کے خادم) کو مقرر کیا۔ اس سے حکومت و امارت کا بار اٹھ نہ سکا کتامہ اور دوسرے قبائل میں لڑائی جھگڑا شروع ہوگیا جو اسکے دبانے سے نہ دب سکا یوماً فیوماً بڑھتا گیا۔ رفتہ رفتہ اسکی خبر معز تک پہونچی تو اس نے صقلیہ کی گورنری پر ابوالقاسم علی بن حسن کو بہ نیابت اسکے بھائی احمد کے متعین کیا۔ پھر ۳۵۹ھ میں احمد نے طرابلس میں وفات پائی اسکا بھائی ابوالقاسم علی مستقل طور سے حکمراں ہوگیا۔ یہ زندہ دل اور نیک سیرت شخص تھا۔ ۳۶۹ھ میں عظیم فوج کے ساتھ بادشاہ فرانس نے ابوالقاسم پر فوج کشی کی قلعہ رمطہ پر محاصرہ ڈالا اور اسکو مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس واقعہ میں عساکر اسلامیہ کو نقصان اٹھانا پڑا امیر ابوالقاسم یہ خبر پاکر بقصد مقابلہ شاہ فرانس بلیرم سے روانہ ہوا جسوقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا بلا جدال و قتال امیر ابوالقاسم لوٹ کھڑا ہوا۔ فرانسیسی فوجیں اپنے جنگی بیڑہ سے امیر ابوالقاسم کی واپسی کو دیکھ رہی تھیں فوراً بادشاہ برودیل کو اس مطلع کیا بادشاہ برودیل نے تعاقب کا حکم دیدیا۔ چنانچہ نہایت تیزی سے طے مسافت کرکے امیر ابوالقاسم کو جا کر گھیر لیا سخت اور خونریز جنگ ہوئی امیر ابوالقاسم

شہید ہو گیا مسلمانوں کو اس سے بیحد صدمہ ہوا۔ مگر پھر مرنے پر کمربستہ ہو کر فرانسیسیوں سے ہم نبرد ہوے اور لڑ کر انکو بہت بری طور سے شکست دی۔ برودیل بہزار خرابی اپنی جان بچا کر معہ اسکے لشکر کے اپنے خیمہ میں پہونچا اور کشتی پر سوار ہو کر روما کی طرف روانہ ہو گیا۔

مسلمانوں نے امیر ابوالقاسم کے بعد اسکے بیٹے جابر کو امارت کی کرسی پر متمکن کیا جابر نے اسی وقت لشکر اسلام کو واپسی کا حکم دیا مال غنیمت کی فراہمی کی جانب ذرا بھی توجہ نہ کی۔

امیر ابوالقاسم نے ساڑھے بارہ برس حکمرانی کی، عادل نیک سیرت اور ہوشیار شخص تھا۔

اور جب اسکا چچازاد بھائی جعفر بن محمد بن علی بن ابوالحسن جو کہ عزیز کے وزیروں اور مصاحبوں سے تھا حکمران ہوا تو کل بدنظمیاں رفع و دفع ہو گئیں۔ فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ یہ شخص علم دوست اور قدردان اہل علم تھا ۳۷۵ھ میں اس نے وفات پائی اسکا بھائی عبداللہ بجائے اسکے حکمران ہوا اس نے اپنے بھائی مرحوم کی روش اختیار کی ۳۷۹ھ میں اسکا انتقال ہوا۔ اس کا بیٹا ثقۃ الدولہ ابوالفتوح یوسف بن عبداللہ بن محمد بن علی بن ابوالحسن کرسی حکومت پر رونق افروز ہوا اپنے گذشتہ بزرگوں کا رویہ اختیار کیا انہیں کے قدم بقدم چلتا رہا تا آنکہ ۳۸۸ھ میں بعارضہ فالج مبتلا ہوا بدن کا نصف حصہ بائیں جانب والا نقل و حرکت سے بیکار ہو گیا۔ اسکے بیٹے تاج الدولہ جعفر بن ثقۃ الدولہ یوسف نے عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی۔ نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے حکمرانی کرنے لگا۔ اسکے بھائی علی نے ۴۰۵ھ میں بربریوں اور غلاموں سے سازش کر کے مخالفت کا علم بلند کیا۔ تاج الدولہ نے یہ خبر پا کر اس کی سرکوبی پر کمر باندھی دونوں بھائیوں میں خوب خوب لڑائیاں ہوئیں آخر کار تاج الدولہ کو فتح نصیب ہوئی۔ علی مارا گیا بربری اور غلام نکال باہر کیے گئے۔ فساد و بغاوت کا مادہ مستاصل و منقطع ہو گیا بعد چندے پھر اسکی حکومت میں اختلال و اضطراب پیدا ہوا اسکا کاتب (سکریٹری) اور اسکا وزیر حسن بن محمد باغانی اس فساد و بغاوت کا بانی مبانی تھا۔ اس نے عوام الناس کو تاج الدولہ کے خلاف ابھار کر بغاوت کا علم بلند کیا۔ اور شاہی قصر کا محاصرہ کر لیا۔ تاج الدولہ نے ہنگامہ بغاوت فرو کرنے کی غرض سے ابوالفتوح ثقۃ الدولہ کو

Marfat.com

پالکی میں سوار کرا کے محل سے باہر نکالا ثقۃ الدولہ نے ان لوگوں کو بہ نرمی و ملاطفت مخاطب کیا۔ اس سے انکا جوش فرو ہو گیا۔ ثقۃ الدولہ نے باغانی کو گرفتار کر کے بلوائیوں کے حوالہ کر دیا ان لوگوں نے اسکو اور نیز اسکے پوتے ابو رافع کو مار ڈالا اور اُسکے بیٹے جعفر کو معزول کر کے ابن جعفر کو ۱۰۱۲ھ میں حکمرانی کی کرسی پر متمکن کیا اس نے اسد الدولہ بن تاج الدولہ کا خطاب لیا "اکحل" کے نام سے معروف و مشہور تھا۔ جعفر نے معزولی کے بعد مصر کا راستہ لیا۔

اکحل کے حکمراں ہوتے ہی فتنہ و فساد جاتا رہا نظم حکومت جیسا کہ چاہئے درست ہو گیا۔ اسنے امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار اپنے بیٹے جعفر کو دیدیا تھا جو چاہتا تھا کر گذرتا تھا۔ اسنے کج ادائی اور ظلم کا برتاؤ شروع کر دیا۔ اہل صقلیہ کو ہر امر میں دباتے اور اہل افریقہ کو انکے مقابلہ میں بڑھانے لگا۔ لوگوں کو اس سے شکایت کا موقع مل گیا۔ معز والی قیروان کی خدمت میں وفود (ڈیپوٹیشن) بھیجے اور اسکی شکایت کی اور اسکی حکومت و امارت کی اطاعت کا اظہار کیا۔ معز نے ایک بیڑہ کشتیوں کا جسمیں تین سو سوار تھے بسرگروہی اپنے بیٹوں عبداللہ اور ایوب کے صقلیہ کی جانب روانہ کیا۔ اہل صقلیہ نے انکے ہمراہ ہو کر اپنے امیر اکحل کا محاصرہ کر لیا اور اسکو قتل کر کے سر اوتار کر ۱۰۱۳ھ میں معز کے پاس بھیجدیا۔ تھوڑے دنوں بعد اہل صقلیہ کو اپنے اس فعل پر ندامت ہوئی رفع ندامت کی غرض سے سب کے سب مجتمع ہو کر اہل افریقہ پر ٹوٹ پڑے۔ ان میں سے تقریباً تین سو آدمیوں کو مار ڈالا۔ باقی ماندگان کو اپنے ملک سے نکال باہر کیا۔ اور صمصام برادر اکحل کو اپنا امیر بنایا۔ نظام سلطنت پھر درہم و برہم ہو گیا بازاری اوباش شرفاء اور امراء پر غالب ہو گئے۔ اہل بلیرم یہ رنگ دیکھکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور صمصام کو معزول اور اپنے شہر سے نکال کر کے سرداران لشکر سے ابن الثمنہ نامی ایک شخص کو اپنا امیر و سردار بنایا۔ اس نے "القادر باللہ" کا لقب اختیار کیا

قبل اس واقعہ کے مازر میں اکحل کا بیٹا عبداللہ مستقل طور سے حکمراں ہو گیا تھا مگر ابن الثمنہ نے عنان حکومت پر قابض ہوتے ہی ابن اکحل (عبداللہ) کو مغلوب کر دیا اور بہ حکمت عملی اس کو

قتل کر کے جزیرہ کی حکومت پر استقلال کے ساتھ قابض و متصرف ہو گیا یہانتک کہ یہ جزیرہ اسکے قبضہ سے نکال لیا گیا۔

ابن الثمنہ نے صقلیہ کی حکومت پر مستقل طور سے متمکن ہونے کے بعد میمونہ بنت جراس سے نکاح کیا۔ پھر اس سے کسی معاملہ میں مشتبہ و مشکوک ہو کر زہر دیدیا مگر کچھ سوچ سمجھ کر طبیبوں کو طلب کر کے معالجہ کرایا۔ صحت یاب ہو گئی۔ ابن الثمنہ نے میمونہ سے معذرت کی خود کردہ پشیمان ہوا میمونہ نے معذرت قبول کر لی۔ اور اپنے بھائی سے ملنے کی غرض سے قصریانہ جانے کی اجازت طلب کی ابن الثمنہ نے اجازت دیدی۔ میمونہ نے اپنے بھائی کے پاس پہونچکر کل واقعات بتلائے اسکے بھائی نے میمونہ کے نہ بھیجنے کی قسم کھائی۔ اس سے ابن جراس (میمونہ کے بھائی) اور ابن الثمنہ میں مخالفت پیدا ہو گئی۔ رفتہ رفتہ لڑائی کی نوبت پہونچی ابن الثمنہ کو ہزیمت ہوئی۔ بھاگ کر رومیوں کے پاس پہونچا اور ان سے امداد کا خواہاں ہوا قمص اور جاز بن نبقر بن جزہ معہ اپنے سات بھائیوں اور فرانس کے ایک گروہ کے صقلیہ کی طرف آیا۔ ابن الثمنہ نے ان لوگوں سے صقلیہ پر قبضہ دلا دینے کا اقرار کیا پس ان سبھوں نے پہلے قصریانہ پر چڑھائی کی۔ ابن جراس اس سے مطلع ہو کر مقابلہ پر آیا گھمسان لڑائی ہوئی۔ ابن الثمنہ شکست کھا کے افریقہ میں بحمر بن خلف بن کمی کے پاس چلا آیا۔ ٹونس میں قیام اختیار کیا اور اسکے عہدۂ قضار کا متولی ہوا۔

اسوقت سے رومیوں نے صقلیہ کے شہروں پر قبضہ کرنا شروع کیا آہستہ آہستہ کل شہروں اور مشہور مقامات پر قابض ہو گئے صرف قلعات اوبر و شوارگزار گھاٹیاں باقی رہ گئی آخر کار ۴۶۴ھ میں ابن جراس معہ اہل و عیال اور مال کے بصلح و امان قلعات کو دشمنوں کے حوالہ کر کے نکل کھڑا ہوا اور تجار نے سب پر قبضہ کر لیا۔ ابن جراس کے نکلتے ہی کلمۃ الاسلام اس ملک سے منقطع اور دولت و حکومت کلبیین کا خاتمہ ہو گیا پچانوے برس کی مدت میں ان میں دس شخصوں نے حکومت کی۔

Marfat.com

زجار نے قلعہ بلیطو سرزمین قلعہ قلوریہ ۴۹۴ھ میں بادیہ ہلاکت کا راستہ اختیار کیا اس کا بیٹا زجار ثانی حکمراں ہوا۔ اسکا دور حکومت طول وطویل گزرا۔ اسی کے لئے شریف ابو عبداللہ ادریسی نے کتاب تربۃ المشارق فی اخبار الافاق تالیف کی اور بنظر شہرت قصار زجار کے نام سے موسوم کیا واللہ مقدر اللیل والنہار۔

حالات جزیرہ اقریطش وحکومت بنو بلوطی تا آنکہ دشمنان اسلام نے اس پر پھر قبضہ حاصل کیا۔

جزیرہ اقریطش (کریٹ) بحر روم کے جزائر میں سے ایک جزیرہ مابین صقلیہ اور قبرس مقابلہ پر اسکندریہ کے واقع ہے قرطبہ کے غربی شہر پناہ کی دیوار کے نیچے کے رہنے والوں نے اس جزیرہ کو آباد کیا تھا۔ ان لوگوں کا محلہ حکم ابن ہشام کے قصر سے متصل تھا ان لوگوں نے ۲۰۲ھ میں بغاوت کی حکم نے ان کی سرکوبی کی جانب توجہ کی چنانچہ بہت بڑی اور خونریز جنگ ہوئی حکم نے انکے محلہ کو مسمار ومنہدم کرادیا انکی مسجدیں ویران کردیں اور باقی ماندگان کو قرطبہ سے جلاوطن کرکے سرحد کی جانب نکالدیا پس یہ لوگ فاس وغیرہ میں مقیم ہوے اور کچھ جلاوطنوں نے اسکندریہ کا راستہ لیا اسکندریہ میں پہونچکر متفرق طور پر یہ لوگ قیام پذیر ہوئے۔ بعد چندے انمیں سے ایک شخص اسکندریہ کے ایک بازاری شخص سے لڑ پڑا۔ یا ہم گتھ گئے اس شخص نے کسی طرح اپنے کو چھوڑا کر اپنے ہم وطنوں سے جاکر فریاد کی وہ لوگ اسکی حمایت پر اٹھ کھڑے ہوے چنانچہ اکثر اہل شہر کو لوٹ لیا۔ باقی ماندگان اہل شہر سے نکال کر ناکہ بندی کرلی اور ابو حفص عمر بن شعیب بلوطی معروف بہ ابوالفیض نامی ایک شخص کو اپنا امیر بنالیا۔ انونوں مصر کی گورنری پر عبداللہ بن طاہر تھا۔ یہ خبر پاکر فوجیں آراستہ کرکے باغیان اسکندریہ پر حملہ آور ہوا اور ہر چہار طرف سے محاصرہ کرکے لڑائی چھیڑ دی بالآخران لوگوں نے امن کی درخواست کی عبداللہ نے ان کو امن دی مگر اسکندریہ سے نکال کر جزیرہ اقریطش کی جانب بھیجدیا پس ان لوگوں نے اس غیر آباد جزیرہ کو آباد کیا۔ اسوقت بھی انکا امیر وسردار ابو حفص بلوطی تھا۔ اسکے بعد اسکی اولاد تقریباً ایک سو برس یا کہ اس سے کچھ زاید دنوں تک حکمراں رہی تا آنکہ ارمانوس بن قسطنطین بادشاہ قسطنطنیہ نے اسکی اولاد میں سے عبدالعزیز

بن شعیب کے قبضہ سے اس جزیرہ کو ۳۰۵ھ میں نکال لیا اور مسلمانوں کو یہاں سے جلاوطن کرادیا۔ واللہ یعید الکرۃ ویذہب آثار الکفرۃ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب۔

أخبار یمن و دول اسلامیہ جو کہ یہاں پر عباسیوں اور عبیدیوں اور کل ملوک عرب کی تھی۔ ابتداً اسکے حالات اجمالاً تحریر کیئے جائیں گے بعد ازاں یکے بعد دیگرے اسکے شہروں اور ملکوں کے حالات تفصیلاً لکھے جائینگے

ہم اوپر اخبار سیر نبویہ کے ضمن میں بیان کر آئے ہیں کہ ملک یمن دائرہ حکومت اسلامیہ میں یوں داخل ہوا تھا کہ اسکا گورنر باذان جو کسرائے فارس کی جانب سے یہاں کا حکمراں تھا دعوت اسلامیہ میں شامل ہوا اسکے اسلام لانے سے اہل یمن بھی علم اسلام کے مطیع اور مسلمان ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باذان کو یمن اور اسکے کل گرد و نواح کی حکومت عطا فرمائی۔ باذان کا دارالحکومت مقام صنعاء تھا جو کسی زمانہ میں ملوک تبابعہ کے دارالسلطنت ہونے کا اعزاز رکھتا تھا جب بعد حجۃ الوداع باذان نے وفات پائی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کو اُن صوبوں پر منقسم فرمایا جنپر اس سے پیشتر تقسیم تھا اور صنعاء کی عنان حکومت شہربان بن باذان کو مرحمت فرمائی۔ بعد اسکے ہم نے اسود عنسی کے حالات تحریر کیئے ہیں اور یہ بھی لکھ آئے ہیں کہ کیونکر اسود نے عمّال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یمن سے نکال دیا تھا اور صنعاء پر حملہ کرکے اس پر قابض ہوگیا تھا اور شہربان بن باذان کو قتل کرکے اسکی بیوی کو اپنی زوجیت میں داخل کرلیا تھا اور یمن کے اکثر شہروں پر مستولی ہوگیا تھا۔ اس سے اکثر اہل یمن مذہب اسلام سے پھر گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب اور عمّال اور ان لوگوں کے پاس خطوط روانہ کیئے جو مذہب اسلام پر ثابت قدم رہ گئے تھے۔ ان لوگوں نے زوجہ شہربان بن باذان سے جس کو اسود عنسی نے اپنی بیوی بنالی تھی اسود عنسی کے معاملہ میں بذریعہ اسکے چچا زاد بھائی فیروز کے سازش کرلی۔ اس مہتم بالشان امر کا منصرم قیس بن عبد یغوث مرادی ہوا تھا پس اس نے اور

Marfat.com

فیروز نے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ باجازت اسکی بیوی (زوجہ شہربان بن باذان) اسکے گھر میں گھس کر مار ڈالا اسکے مارے جانے سے عمّال نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اپنے صوبجات پر پھر حکمرانی کرنے لگے یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چند ہی دنوں پیشتر واقع ہوا تھا قیس نے صنعاء پر قبضہ کر لیا اور اسود کے بقیۃ السیف لشکر کو مجتمع کر کے اپنی فوج درست کر لی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر صدیقؓ نے یمن کی حکومت پر فیروز کو مامور کیا اور لوگوں کو اسکی اطاعت کا حکم دیا پس اس سے اور قیس بن مکشوح سے معرکہ آرائی ہوئی اُس نے اسکو ہزیمت دی۔ بعد اسکے ابو بکر صدیقؓ نے مہاجر بن امیہ کو یمن کی عنان حکومت عطا کی اس نے یمن کے مرتدوں سے لڑائی کی اور اسی طرح عکرمہ بن ابی جہل نے کیا۔ پھر عبید اللہ بن عباس اور انکے بھائی عبد اللہ بن عباس مامور کئے گئے بعد اسکے معاویہ نے صنعاء پر فیروز دیلمی کو متعین کیا ۵۳ھ میں اس نے وفات پائی۔ پھر عبد الملک نے یمن کو حجاج کی گورنری میں شامل کر دیا جبکہ اسکو ۷۲ھ میں جنگ عبد اللہ بن زبیر پر روانہ کیا تھا پھر جب دولت عباسیہ کا دور حکومت شروع ہوا تو سفاح نے اپنے چچا داؤد بن علی کو یمن کی حکومت پر مامور کیا۔ جب ۱۳۳ھ میں اس نے وفات پائی تو بجائے اسکے محمد بن یزید بن عبید اللہ بن عبد الملک بن عبد الدار حکمراں ہوا غرض تا جداران دولت عباسیہ کی جانب سے یمن پر یکے بعد دیگرے گورنر حکمرانی کرتے رہے اور یہ لوگ صنعاء کو اپنا دار الحکومت بنائے رہے تا آنکہ سلسلہ خلافت خلیفہ مامون تک منتہی ہوا اور ممالک اسلامیہ کے اطراف وجوانب میں طالبیوں کے ایلچیوں کا ظہور ہوا اور عراق میں بنو شیبان میں سے ابو السرایا نے محمد بن ابراہیم طبا طبا بن اسماعیل بن ابراہیم برادر مہدی النفس الزکیہ محمد بن عبد اللہ بن حسن کی امارت کی بیعت کی اسوقت امن عامہ میں خلل پڑ گیا۔ اور طالبیوں نے اپنے عمال کو ہر چہار طرف پھیلا دیا۔ پھر یہ مارا گیا اور محمد بن جعفر صادق کی امارت کی بیعت حجاز میں لی گئی۔ یمن میں ابراہیم بن موسیٰ کاظم نے ۲۰۰ھ میں حکومت کا دعویٰ کیا مگر یہ فائز المرام نہوا چونکہ ابراہیم ظالم اور خونریز تھا "جزار" کے لقب سے ملقب

Marfat.com

تھا خلیفہ مامون نے شاہی فوجیں بغاوت یمن کے فرو کرنے کو روانہ کیں چنانچہ اس نے یمن کے کل گرد و نواح کو جی کھول کر تاخت و تاراج کیا نامی نامی رئیسوں اور سرداروں کو گرفتار کرکے دار الخلافت بغداد بھیجدیا بغاوت و سرکشی کا مادہ منقطع ہوگیا امن و امان کی منادی پھر گئی جیسا کہ ہم آئندہ بیان کرینگے

حکومت ابن زیاد زیر اثر خلافت عباسیہ

ہر گاہ سرداران یمن جنمیں محمد بن زیاد بھی تھا جو کہ عبداللہ بن زیاد بن ابی سفیان کے اولاد سے تھا بطور وفد دار الخلافت بغداد میں خلیفہ مامون کی خدمت میں حاضر ہوئے خلافت مآب ان لوگوں کے ساتھ بکمال اعزاز و تلطف پیش آئے اور زیاد کو علویوں کے ہاتھ سے یمن کے بچانے کی خدمت سپرد کی چنانچہ سند حکومت عطا فرماکے زیاد کو یمن کی جانب واپس کیا پس زیاد ۲۰۳ھ میں وارد یمن ہوا اور تہامہ یمن کو بزور تیغ مفتوح کیا یہ وہ شہر ہے جو کہ ساحل غربی بحر عرب پر واقع ہے۔ زیاد نے یہاں پر ایک شہر زبید نامی آباد کرنے کی بنیاد ڈالی اور بعد تعمیر اور آباد کرنے کے انسکو اپنے دار الحکومت ہونے کی عزت دی اپنے غلام جعفر کو جبال کی حکومت پر مامور کیا۔ تہامہ کو اس دلیر نے متعدد لڑائیوں کے بعد عرب سے فتح کیا تھا اور عرب تہامہ سے یہ شرط کر لی تھی کہ وہ آیندہ خیل (گھوڑوں) پر سوار نہوں گے۔ نہایت قلیل مدت میں اس نے پورے ملک یمن پر تصرف و قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ صوبجات حضرموت، شحر اور دیار کندہ اسکے علم حکومت کے مطیع و فرمانبردار تھے حکومت و سلطنت میں اسکا رتبہ ملوک تبابعہ کا ہم پلہ تھا۔ صنعاء دار الحکومت یمن میں بقیہ ملوک تبابعہ میں سے بنو جعفر حمیری زیر اثر حکومت دولت عباسیہ حکمرانی کر رہے تھے صنعاء کے علاوہ سحان الجبران اور حرش میں بھی انہیں کی حکومت کا جھنڈا گڑا ہوا تھا۔ بنو جعفر کا بھائی اسعد بن یعفر بعدہ اسکا بھائی حکومت کر رہا تھا ان لوگوں نے محمد بن زیاد کے علم حکومت کے آگے اپنا سر نگوں کر لیا۔ اسکے بعد اسکا بیٹا ابراہیم پھر اسکا بیٹا زیاد بن ابراہیم پھر اسکا بھائی ابو الجیش اسحاق بن ابراہیم یکے بعد دیگرے حکمران رہا۔ ابو الجیش اسحاق بن ابراہیم

Marfat.com

کی حکومت طول طویل ہوئی۔ اسنے بہت بڑی عمر پائی اسی مرحلے عمر کے اس نے طے کئے۔ عمارہ کا بیان ہے کہ اسنے یمن، حضرموت، اور جزائر بحریہ پر اسی سال حکومت کی تھی۔ اور جب اس کو خلیفہ متوکل کے مارے جانے، خلیفہ مستعین کی معزولی اور غلاموں، خانہ زادوں کے خلفا پر متولی ہونے کی خبر پہونچی تو اس نے شاہی کا دعویٰ کیا۔ سلاطین عجم کی طرح مظلہ میں سوار ہوا۔ اسکے زمانہ حکومت میں یحییٰ بن حسین بن قاسم رسی ابن ابراہیم طبا طبا نے زیدیہ کی حکومت قائم کرنے کی غرض سے خروج کیا۔ زیدیہ اسکو سندھ سے لے آئے تھے۔ اسکا دادا قاسم ابو سرایا کے ساتھ اپنے بھائی محمد کے خروج و قتل کے بعد سندھ چلا گیا تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا وہاں پہونچکر اسکی نسل سے حسین ہوا اور حسین سے یحییٰ ظہور میں آیا جس نے ۲۸۸ھ میں یمن میں خروج کیا۔ صعدہ میں مقیم ہوا۔ زیدیہ کی حکومت کی بنا ڈالی۔ صنعا پر فوج کشی کی اور اسعد بن یعفر کے قبضہ سے نکال لیا پھر بنو اسعد نے صنعا کو اس سے چھین لیا۔ تب یہ صعدہ کی جانب لوٹ آیا۔ اسکے گروہ والے اسکو امام کا لقب سے یاد کرتے تھے اسکی پچھلی نسلیں اسوقت تک وہاں موجود ہیں انکے حالات ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اسی ابو الجیش اسحاق کے زمانہ میں عبیدیوں کی حکومت کا بھی یمن میں ظہور ہوا۔ ۳۴۰ھ میں محمد بن فضل لاعہ اور جبال یمن پر جبال مدبجرہ تک قابض ہو گیا ابو الجیش کے قبضہ میں سرجبہ سے عدن تک بیس منزلیں اور مخلافہ سے صنعا تک پانچ منزلیں ملک یمن میں باقی رہ گئی تھیں پھر جسوقت محمد بن فضل نے اس دعوت کے ذریعہ ابو الجیش کو دبا لیا۔ تو حکمرانان اطراف و جوانب خود مختاری کے مدعی ہو گئے۔ بنی اسعد بن یعفر صنعا میں، سلیمان بن طرف عنزہ میں اور امام رسی صعدہ میں خود سر حکومت کا دعویدار بن بیٹھا ابو الجیش نے بنظر دور اندیشی ان لوگوں کے ساتھ مصالحت کا رویہ اختیار کیا۔ بعد ازاں ۳۷۱ھ میں انتقال کر گیا۔

ابن سعید کہتا ہے کہ میں نے دیکھا ہے کہ اسکے ملک کے خراج کی تعداد چار کرور بیس لاکھ چھیاچھٹہ ہزار دینار عشریہ تھا علاوہ اسکے سندہ کی کشتیوں اور عنبر پر جو کہ باب مندب اور عدن میں آتا تھا اور موتیوں کے مغائص پر جو محصول تھا اسکی بھی بہت بڑی تعداد تھی اور جزیرہ دہلک

ہوا دار یا تام جہام

کا خرچ ان سب سے علیحدہ تھا۔ ملوک حبشہ جو کہ دریا اُس پار تھے اس سے مصالحت اور رسم اتحاد رکھتے تھے۔
ابوالجیش نے بوقت وفات ایک چھوٹا لڑکا چھوڑا تھا جسکا نام عبداللہ تھا بعضے ابراہیم اور بعضے زیاد بتلاتے ہیں اسکی بہن اور اسکے آزاد غلام رشید حبشی نے اسکی پرورش اور اسکے ملک کا انتظام کیا کاروبار سلطنت میں رشید حبشی سبھوں کو دبائے رہا تا آنکہ انکی دولت وحکومت سنہ ۴۰۱ھ میں منقطع ومنقرض ہوگئی یہ لڑکا مرگیا تب بنی زیاد سے ایک دوسرے لڑکے کو جو پہلے لڑکے سے بھی کم سن تھا حکمراں بنایا ابن سعید کہتا ہے کہ عمارہ یعنی عمارہ مورخ یمن بوجہ اسکے کہ حجاب اسکے متولی تھے اسکے نام سے واقف نہیں ہوسکا۔ بعضے کہتے ہیں کہ اس آخری لڑکے کا نام ابراہیم تھا۔ اسکی پھوپھی نے اسکی پرورش وپرداخت کی تھی۔ اور مرجان نامی ایک شخص جو کہ حسن بن سلامہ کے آزاد غلاموں سے امور سلطنت کا منصرم ومنتظم تھا یہی انکے دولت وحکومت پر مستولی ہوگیا تھا۔ اسکے دو کارپرداز تھے ایک کا نام قیس تھا دوسرے کا نام نجاح۔ بادشاہ کا لڑکا اسی کی کفالت ونگرانی میں دیا گیا اور اسکے ساتھ زبید میں ٹھہرایا گیا نجاح نے آہستہ آہستہ کل صوبجات خارج زبید پر قبضہ کرلیا از انجملہ کرارہ اور لحم تھا۔ قیس اور نجاح میں باہم انہیں اسباب سے چشمک پیدا ہوگئی۔ قیس سے کسی نے یہ جڑ دیا کہ بادشاہ کے لڑکے کی پھوپھی نجاح کی طرف مائل ہے اور اسکو اپنا کاتب (سکریٹری) بنایا ہے قیس یہ سن کے آگ بگولا ہوگیا موقع پاکر باجازت اپنے آقا مرجان بادشاہ کے لڑکے کی پھوپھی کو گرفتار کرکے زندہ دفن کرادیا اور خود سر حکومت کا مدعی ہوکر مظلہ میں سوار ہوا اپنے نام کا سکہ مسکوک کرایا۔ نجاح اس سے مطلع ہوکر باغی ہوگیا فوجیں آراستہ کرکے قیس پر چڑھ آیا قیس بھی مقابلہ کی غرض سے فوجیں مرتب کرکے نکل پڑا۔ دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر قیس کو ہزیمت ہوئی معہ پانچ ہزار فوج کے کھیت رہا۔ نجاح نے سنہ ۴۱۰ھ میں زبید پر قبضہ کرلیا اور قیس کو دفن کرکے حکومت کرنے لگا۔ اپنے نام کا سکہ مسکوک کرایا دربار خلافت بغداد میں اطلاعی عرضداشت روانہ کی پس اسکو حکومت یمن کی سند بھیجدی گئی اسیوقت سے یہ تہامہ کا مالک مستقل تسلیم کیا گیا اہل جبال اسکے نام سے تھراتے تھے بعد چندے حسن بن سلامہ کے دائرہ

Marfat.com

حکومت سے کل جبال کو نکال لیا۔ سرحدی ملوک اسکے صولت وجبروتیت سے ڈرتے تھے تاآنکہ اسکو صلیحی نے جو حکومت عبیدیوں کا بانی مبانی تھا ۴۵۲ھ میں ایک لونڈی بھیجکر قتل کرا دیا۔ اسکے بعد زبید میں اسکا غلام کہلان حکمراں ہوا پھر صلیحی نے زبید کو اسکے قبضہ سے نکال لیا جیساکہ اوپر بیان کیا گیا۔

اخبار حکمرانان صلیحی جو یمن میں حکومت عبیدیوں کے قائم کرنے والے تھے

قاضی محمد بن علی ہمدانی صلیحی حران صوبہ ہمدان کا رئیس تھا۔ نسباً بنی یام کی جانب منسوب کیا جاتا ہے اسکا ایک بیٹا علی نامی پیدا ہوا ان دنوں صاحب دعوت عامر بن عبداللہ زوائی[1] تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسکے پاس ایک کتاب علم جفر کی تھی جو اسکے زعم میں اسکے مورثوں کے ذخیرہ سے تھی اس نے یہ خیال قائم کیا کہ علی بن قاضی کا اس کتاب میں تذکرہ ہے۔ پس اس داعی (ایلچی) نے اس کتاب کو قاضی کو پڑھکر سنایا قاضی نے اس مضمون کو ذہن نشین کر لیا جسوقت علی سن شعور کو پہونچا تو داعی (عامر) نے اسکا نام جفر میں دکھلا کر اسکے اوصاف بتلائے اور اسکے باپ قاضی سے کہا کہ اپنے بیٹے کی کامل حفاظت ونگرانی کرنا یہ ملک یمن کا بادشاہ وحکمراں ہوگا چنانچہ علی نے فقیہانہ صلاحیت کے ساتھ زندگی بسر کرنا شروع کی۔ پندرہ برس تک براہ طائف وسرواۃ لوگوں کے ساتھ حج کرتا رہا۔ اس سے اسکی بڑی شہرت ہوئی اس نے لوگوں کے دلوں میں یہ خیال مرتسم کر دیا کہ یہ سلطان یمن ہے۔ اتنے میں داعی (ایلچی) عامر زوائی نے وفات پائی بوقت وفات علی کے حق میں اپنی کتابوں کی وصیت کر گیا اور اس سے دعوت عبیدیہ کے قائم رکھنے کا اقرار لے لیا۔ بعد اسکے علی اپنی عادت کے مطابق ۴۲۸ھ میں لوگوں کے ساتھ حج کرنے کو گیا ایک جماعت اسکی قوم ہمدان کی اسکے ساتھ تھی اس نے ان لوگوں کو اپنی امداد اور اسپر قائم رکھنے کی ترغیب دی ان لوگوں نے بطیب خاطر اسکو منظور وقبول کیا اور اسکے ہاتھ پر اس امر کی بیعت کر لی یہ لوگ اسکی قوم کے سرداروں میں سے تھے اور تعداد ساٹھ نفر تھے۔ بعد معاودت علی نے مساریں قیام

[1] زوایہ ایک گانوں حران کے علاقہ میں تھا جہاں کا یہ رہنے والا تھا اسی مناسبت سے اسکی جانب منسوب ہوا۔ منہ رفعۃ اللہ

Marfat.com

اختیار کیا۔ یہاں ایک قلعہ تھا جو دامن کوہ حمام میں نہایت مستحکم اور مضبوط بنا ہوا تھا علی نے اس قلعہ کو اپنا مامن و مسکن بنایا اور اسکی ہر چہار طرف سے ناکہ بندی کر لی۔ اسوقت سے استکبار عجب و دماب بڑھنے لگا۔ مستنصر والی مصر سے خط و کتابت کر کے اظہار دعوت کی اجازت حاصل کر لی چنانچہ دعوت صبیدیہ کا اعلان کر کے یمن پر قبضہ کر لیا۔ اور قلعہ مسار سے صنعاء میں جا کر قیام پذیر ہوا مجلسرائیں بنوائیں۔ حکمرانان یمن جسکو انسے دبا لیا تھا وہیں آ آ کے رہنے لگے۔ بنو طرف، ملوک عنزہ و تھامہ کو ہزیمت دی۔ نجاح جو بنو زیاد کا غلام اور زبید کا بادشاہ تھا اُسکے مار ڈالنے کی فکر کی، بڑی جد و جہد سے ایک لونڈی کے ذریعہ سے اسکو نجاح کے قتل میں کامیابی ہوئی اس لونڈی کو اس نے نجاح کے پاس بطور تحفہ روانہ کیا تھا جیسا کہ ہم اوپر ۴۵۲ھ میں بیان کر آئے ہیں۔

ان واقعات کے بعد علی باجازت مستنصر والی مصر مکہ معظمہ کی طرف دعوت عباسیہ کے مٹانے اور امارت حسنیہ کے نیست و نابود کرنے کی غرض سے روانہ ہوا اور صنعاء پر اپنے بیٹے مکرم کو اپنا نائب بنایا۔ روانگی کے وقت اپنے ہمراہ اپنی بیوی اسماء بنت شہاب کو بھی لیتا گیا۔ اتفاق سے اُس پر سعید بن نجاح نے شبخون مارا اور اسماء کو قید کر لے گیا۔ اس نے اپنے بیٹے مکرم کو لکھ بھیجا کہ میں ایک بھنگی غلام سے حاملہ ہو گئی ہوں تم کو لازم ہے کہ قبل وضع حمل میری خبر لو ورنہ یہ وہ داغ ہو گا جسکو زمانہ محو نہ کر سکے گا۔ مکرم یہ سنکر ۴۵۵ھ میں صنعاء سے تین ہزار کی جمعیت سے روانہ ہوا۔ بیس ہزار حبشی مقابلہ پر آئے لیکن کھیت مکرم کے ہاتھ رہا حبشیوں کو بڑی ہزیمت ہوئی سعید بن نجاح بھاگ کر جزیرہ دہلک پہونچا مکرم اپنی ماں کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ وہ ایک طاق کے قریب بیٹھی ہوئی ہے جسمیں صلیبی اور اسکے بھائی کا سر رکھا ہوا ہے مکرم نے ان سروں کو اوتار کر دفن کرایا اور اپنے ماموں اسعد بن شہاب کو صوبہ تہامہ پر جیسا کہ وہ اس سے پیشتر تھا مقرر کیا زبید میں قیام کرنے کی ہدایت کی۔ اور اپنی ماں کو لیکے صنعاء کی جانب کوچ کیا۔ یہ عورت نہایت دانشمند اور مدبر تھی مکرم کے ملک کا یہ انتظام اور انصرام کرتی تھی۔ بعد چندے اسعد بن شہاب نے تہامہ کا کل مال جمع کر کے اپنے وزیر احمد بن سالم کی معرفت صنعاء روانہ کیا اسماء نے اسکو فوجی عرب پر تقسیم کر دیا۔ پھر ۴۷۹ھ

Marfat.com

بن اسمار نے وفات پائی۔ زبید مکرم کے قبضہ سے نکل گیا ۴۷۷ھ میں سعید بن نجاح نے اسکو مکرم سے بزور واپس لے لیا۔ تب مکرم ۴۸۰ھ میں ذی جبلہ چلا آیا اور صنعار پر عمران بن فضل ہمدانی کو متعین کیا۔ عمران صنعار کو دبا بیٹھا وراثۃً اسکی آیندہ نسلیں اس ملک کی حکمراں ہوئیں اسکے بعد اسکا بیٹا احمد حکمراں ہوا۔ اس نے اپنے کو سلطان کے لقب سے ملقب کیا پس یہ اسی لقب سے مشہور و معروف ہوا اسکے بعد اسکے بیٹے حاتم بن احمد نے حکومت کی کرسی پر اجلاس کیا اسکے بعد صنعار میں کوئی شخص ایسا نہیں گذرا جسکا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا جاتا تا آنکہ بنو سلیمان نے جبکہ انکو ہواشم نے مکہ میں مغلوب کیا تھا صنعار پر قبضہ حاصل کیا جیسا کہ انکے حالات میں بیان کیا گیا۔

جب مکرم صنعار سے ذی جبلہ چلا آیا تو اسکی ماں اسمار کے بعد اسکی بیوی سیدہ بنت احمد حکومت و سلطنت کا انتظام کرنے لگی۔ یہ ذی جبلہ وہی شہر جسکو عبداللہ بن محمد صلیحی نے ۴۵۸ھ میں آباد کیا تھا۔ مکرم نے اپنی بیوی کے اشارہ و ہدایت کے مطابق صنعار چھوڑ کر ذی جبلہ کی سکونت اختیار کی تھی یہاں پر اس نے دار العز نامی ایک بہت بڑا محلسرا بنوایا۔ سعید بن نجاح کے قتل کی تدبیریں اور حیلہ نکالے بالآخر اسمیں اسکو کامیابی ہوئی جیسا کہ نجاح کے حالات میں ہم بیان کرینگے۔

مکرم جب تک زندہ رہا لذات دنیا میں مصروف اور اپنی بیوی کی حسن آرائی میں مشغول رہا۔ جسوقت اسکا ۴۸۴ھ میں زمانہ وفات قریب آیا تو اپنے ابن عم منصور بن احمد مظفر بن علی صلیحی والی قلعہ اشیح کو اپنا ولیعہد بنایا۔ بعد انتقال مکرم منصور اسی قلعہ میں مقیم رہا اور سیدہ بنت احمد ذی جبلہ میں ٹھہری رہی۔ منصور نے اس سے اپنے نکاح کا پیام دیا اس نے انکار کیا اس بناء پر اس نے اسکا ذی جبلہ میں محاصرہ کیا۔ سلیمان بن عامر (سیدہ کا رضاعی بھائی) یہ سنکر ذی جبلہ میں آیا اور اس سے یہ ظاہر کیا کہ مستنصر والی مصر نے تمہارا عقد منصور سے کر دیا ہے اور اسکے اس حکم سے اسکو مطلع کر کے آیہ کریمہ "وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ" کی تلاوت کی اور یہ کہا کہ امیر المومنین نے تمہارا نکاح اپنے داعی منصور ابی حمیر سبا بن مظفر بن علی صلیحی سے بعوض مہر ایک لاکھ دینار اور پچاس ہزار تحایف و ہدایا

کے کر دیا پس عقد نکاح منعقد ہو گیا چنانچہ منصور قلعہ اشیح سے ذی جبلہ میں آیا ہے سیدہ یہ سنکر راضی ہو گئی منصور اس سے دار الغز میں ہم خواب ہوا۔

کہا جاتا ہے کہ سیدہ اپنی لونڈیوں میں سے ایک لونڈی کا لباس پہنکر منصور کے سرہانے کھڑی ہو گئی اور تمام شب کھڑی رہی منصور نے اسکی طرف آنکھ تک نہ اوٹھائی۔ صبح ہوتے ہی اپنے قلعہ کا راستہ لیا اور سیدہ ذی جبلہ میں رہ گئی۔

سیدہ کے کاروبار سلطنت کا متولی و منصرم مفضل بن ابی البرکات نامی ایک شخص تھا جو صلیحی کا ہوا خواہ اور قبیلہ یام سے تھا۔ اس نے اپنے کنبہ والوں کو طلب کر کے ذی جبلہ میں ٹھہرایا اور انکے ذریعہ سے حکومت و سلطنت کی نگرانی کرنے لگا۔ سیدہ موسم گرمی میں تعکر چلی جاتی تھی یہاں اسکا خزانہ اور مال و اسباب کا ذخیرہ تھا پھر جب سردی کے ایام آجاتے تو ذی جبلہ واپس آتی۔ ایک مرتبہ مفضل بقصد جنگ نجاح اکیلار روانہ ہوا قلعہ تعکر میں فقیہ ملقب بہ جمل کو فقہار کی ایک جماعت کے ساتھ چھوڑ گیا انہیں فقیہوں میں ابراہیم بن زید ابن عمر اور عمارہ شاعر تھا ان لوگوں نے جمل کے ہاتھ پر دعوت و حکومت امامیہ کے محو و نیست و نابود کرنے کی بیعت کی کسی ذریعہ سے مفضل کو اسکی خبر لگ گئی اثنار راہ سے لوٹ آیا اور ان سب کا محاصرہ کر لیا خولان بھی یہ سُن کے محصوروں کے کمک کو پہونچ گیا۔ مفضل نے روزانہ جنگ سے محصوروں کو تنگ کرنا شروع کیا ہنوز کوئی نتیجہ نہ ظاہر ہونے پایا تھا کہ ۵۰۴ھ میں بحالت محاصرہ مفضل کا انتقال ہو گیا اسکے بعد سیدہ آگئی اور اس نے محصوروں کو ایک اقرار پر قلعہ کے دروازہ کھولنے پر راضی کیا۔ چنانچہ محصوروں نے قلعہ کے دروازے کھول دیئے لڑائی موقوف ہو گئی۔ سیدہ نے اپنے وعدہ کو پورا کیا اور مفضل کے لڑکوں کی کفیل ہوئی۔ اسی زمانہ سے قلعہ تعکر پر عمران بن فرخولانی اور اسکا بھائی سلیمان قابض و متصرف ہوا اور عمران بجائے مفضل کے سیدہ پر متولی ہو گیا پھر جب یہ مر گیا تو عمران اور اسکا بھائی سلیمان قلعہ تعکر کا مستقل مالک بن بیٹھا منصور بن مفضل بن ابی برکات نے ذی جبلہ پر قبضہ کر لیا تا آنکہ اس نے اسکو داعی ذریعی والی عدن کے ہاتھ فروخت کر ڈالا

Marfat.com

جیسا کہ آیندہ تم پڑھوگے اور قلعہ اشیح میں جاکر بیٹھ رہا جسپر داعی منصور بن احمد کا قبضہ تھا اور یہ یوں ہوا کہ ۴۸۶ھ میں منصور کے مرنے پر اسکے لڑکوں میں مخالفت کا مادہ پھیلا۔ انمیں سے علی نامی ایک لڑکے نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ مفضل بن ابی البرکات اور سیدہ سے لڑنے لگا بالآخر یہ لوگ اسکی فتنہ انگیزی اور مدبرانہ چالوں سے تنگ آگئے مفضل سے کچھ بن نہ آئی تو بہی میں زہر رکھکر بطور تحفہ اسکے پاس بھیجا جسکے کھانے سے وہ مرگیا اور ان لوگوں کو اسکے شر و فساد سے نجات مل گئی۔ بنو ابی البرکات نے اشیح اور اسکے قلعوں کو بنو مظفر سے چھین لیا۔ پھر اس نے قلعہ ذی جبلہ کو داعی ذریعی والی عدن کے ہاتھ ایک لاکھ دینار پر فروخت کر ڈالا اور ہمیشہ یکے بعد دیگرے قلعات کو فروخت کرتا گیا یہاں تک کہ اسکے قبضہ میں سوائے قلعہ تعکر اور کوئی قلعہ باقی نہ رہ گیا جسکو اسی برس کی حکومت کے بعد علی بن مہدی نے اس سے بزور لے لیا۔ اس نے سو برس کی عمر پائی تھی۔ واللہ سبحانہ وتعالے اعلم بالصواب۔

اخبار دولت بنی نجاح حکمرانان زبید موالی بنی زیاد

ہرگاہ صلیحی نے کہلان کو ایک لونڈی کے ذریعہ سے ۴۵۲ھ میں زہر دیکر مار ڈالا جسکو اسی غرض کے حاصل کرنے کے لئے اسنے اسکے پاس بھیجا تھا اور زبید پر کامیابی کے ساتھ اس بزدلانہ حیلہ سے قبضہ حاصل کر لیا۔ جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ نجاح کے تین لڑکے تھے۔ مبارک، سعید اور جیاش۔ مبارک نے اپنے باپ کے مارے جانے کے بعد خودکشی کر لی۔ سعید و جیاش نے جزیرہ دہلک میں جاکر پناہ لی اور وہیں قیام پذیر ہوکر لوگوں کو قرآن اور دیگر علوم کی تعلیم دینے لگے بعد چندے اپنے بھائی جیاش سے رنجیدہ ہوکر زبید چلا آیا اور زمین کے اندر ایک تہ خانہ بناکر رہنے لگا۔ پھر اسکا غصہ فرو ہوا تو اپنے بھائی جیاش کو بلا بھیجا جیاش نے بھی زبید میں پہونچ کے اسی تہ خانہ میں قیام کیا۔ بعد اسکے مستنصر خلیفہ مصر کی حکومت کو ہواشم میں سے محمد بن جعفر امیر مکہ نے مکہ سے منقطع کر دیا مستنصر نے صلیحی کو محمد بن جعفر سے جنگ کرنے کی تحریک کی اور اسکو مکہ میں دوبارہ حکومت علویہ قائم کرنے کو لکھا۔ اس حکم کے مطابق صلیحی فوجیں آراستہ کرکے صنعا سے مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہوا سعید اور

Marfat.com

اسکے بھائی جیاش کو موقع مل گیا تہ خانہ سے نکل کر ظاہر ہو گئے۔ کسی ذریعہ سے اسکی خبر صلیحی تک پہونچی صلیحی نے ایک فوج جسمیں پانچہزار سوار تھے سعید اور جیاش کے زیر کرنے اور قتل کر ڈالنے کی غرض سے روانہ کی۔ مگر سعید اور جیاش تہ خانے سے نکل کر صلیحی کے تعاقب میں بہ کمال سرگرمی کوچ کر چکے تھے رفتہ رفتہ اسکے لشکر کے قریب پہونچ گئے مقام لحج میں صلیحی پر ان دونوں بھائیوں نے شبخون مارا صلیحی کو اسکی خبر تک نہ تھی اور وہ مکہ کی طرف بڑھ رہا تھا لشکر میں بھگدڑ مچ گئی ساری فوج تتر بتر ہو گئی صلیحی اثنار دار و گیر میں مارا گیا۔ جیاش نے خود اپنے ہاتھ سے ۴۷۳ھ میں اسکی زندگانی کا خاتمہ کیا بعد اسکے عبداللہ صلیحی برادر علی معہ ایک سو ستر ممبران خاندان صلیحی مارا گیا۔ علی کی بیوی اسمار بنت عمہ شہاب اور ایک سو پینتیس ملوک قحطانیں جنکو اس نے یمن میں مغلوب کر دیا تھا گرفتار کر لئے گئے خاتمہ جنگ کے بعد ایک دستہ فوج اُس لشکر کے زیر کرنے کو روانہ کیا گیا جسکو صلیحی نے سعید اور جیاش سے جنگ کرنے کو بھیجا تھا۔ صلیحی کے اس لشکر نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ہتھیار ڈال دیا اور سعید و جیاش کے علم حکومت کے آگے اپنا سر جھکا دیا بعد ازاں سعید نے زبید کی جانب کوچ کیا اسوقت زبید کی حکومت پر اسعد بن شہاب برادر زوجہ صلیحی مامور تھا اسعد یہ خبر پا کر زبید چھوڑ کر صنعاء کی طرف بھاگ گیا۔ سعید کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے زبید میں داخل ہوا اسمار زوجہ صلیحی اسکے آگے آگے ایک ہودج میں تھی اور صلیحی اور اسکے بھائی کا سر اسمار کے روبرو ہودج میں رکھا ہوا تھا۔ سعید نے زبید میں پہونچ کر اسمار کو اسی کے مکان میں اتارا اور صلیحی اور اسکے بھائی کے سروں کو مکان کے ایک طاق میں جسکے قریب اسمار بیٹھی تھی رکھدیا۔ لوگوں کے قلوب سعید کے جلال و رعب سے کانپ اُٹھے۔ اس نے اپنے کو نصیر الدولہ کے لقب سے ملقب کیا اور جسقدر قلعات صلیحی کے گورنروں کے قبضہ میں تھے سبھوں پر بزور تیغ قبضہ کر لیا اسمار نے ان واقعات سے اپنے بیٹے مکرم کو مطلع کیا مکرم نے ایک سرحدی قلعہ دار کو ملا کے سعید کے پاس بھیجا اس قلعہ دار نے سعید کو صنعاء پر فوج کشی کرنے کی ترغیب دی اور فتح کرا دینے کا ذمہ دار ہوا چنانچہ سعید نے بیس ہزار حبشیوں کی جمعیت سے صنعاء کے فتح کی امید میں کوچ کیا۔ مکرم بھی صنعاء سے اسکی جانب بڑھا۔ دونوں سے مڈبھیڑ ہو گئی اتفاق یہ کہ

Marfat.com

سعید کو اس معرکہ میں ہزیمت ہوئی میدان جنگ سے بھاگا زبید دونوں کے درمیان حائل ہو گیا مجبور ہو کر سعید نے جزیرہ دہلک کا راستہ لیا۔ مکرم فتحمندی کے ساتھ زبید میں داخل ہوا اپنی ماں کی خدمت میں گیا دیکھا کہ وہ ایک طاق کے قریب بیٹھی ہوئی ہے۔ اور طاق میں صلیحی اور اسکے بھائی کا سر رکھا ہوا ہے اُتار کر دونوں سروں کو دفن کرایا۔ اور اپنے ماموں اسعد کو ۴۶۰ھ میں زبید کی حکومت پر مامور کیا۔

اس مہم سے فارغ ہو کر مکرم نے عبداللہ بن یعفر والی قلعہ شعر کو لکھ بھیجا کہ تم سعید کو مکرم کے قبضہ سے ذی جبلہ کے نکال لینے کی ترغیب دو اور اسکو یہ دم دو کہ مکرم اپنی خواہشات نفسانی میں مصروف ہے اور اسپر اسکی بیوی مستولی ہو رہی ہے وہ تمہارا مقابلہ ہرگز نہ کر سکے گا۔ چنانچہ عبداللہ بن یعفر نے سعید کو کہہ سن کے ذی جبلہ کے قبضہ پر تیار کر دیا۔ سعید تیس ہزار حبشی فوج کے ساتھ ذی جبلہ کے جانب بڑھا۔ مکرم نے قلعہ شعر کے نیچے اپنی فوج کو کمینگاہ میں بٹھا دیا جوں ہی سعید کمینگاہ سے بڑھا مکرم کی فوج نے کمینگاہ سے نکل کر دفعۃً حملہ کر دیا سعید کی فوج گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی سعید مارا گیا۔ مکرم نے اسکا سر کاٹ لیا اور اسی طاق میں لا کر رکھا جسمیں اسکے باپ صلیحی کا سر رکھا گیا تھا۔ سعید کے مارے جانے سے مکرم کی حکومت کو استحکام اور استقلال حاصل ہو گیا حبشیوں کے حکومت کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ جیاش معہ خلف بن ابی الظاہر مروانی کے جو اسکے بھائی کا وزیر تھا بھاگ کر عدن پہونچا اور جب عدن میں پناہ کی صورت نہ دیکھی تو دونوں ہندوستان چلے گئے۔ چھ ماہ تک وہیں ٹھہرے رہے۔ وہیں ایک کاہن سے ملاقات ہوئی جو سمرقند سے آیا ہوا تھا اس کاہن نے ان لوگوں کی آئندہ بہبودی کی خوشخبری دی پس یہ دونوں پھر لوٹ کر یمن آئے وزیر خلف نے زبید میں پہلے سے پہونچ کے موت کی خبر مشہور کر دی اور اپنی ذات خاص کے لئے امن کی درخواست کی اسکے امن حاصل کرنے کے بعد ایک روز شب کے وقت بہ تبدیل لباس جیاش بھی آپہونچا دونوں ایک مدت تک چھپے رہے ان دنوں زبید کی گورنری پر اسعد بن شہاب (مکرم کا ماموں) مامور تھا اور اسکی نیابت میں علی بن قم وزیر مکرم تھا۔ اسکو کسی وجہ

Marfat.com

سے کرم اور اسکی حکومت سے بیزاری تھی وزیر خلف نے اس سے مطلع ہو کر اسکے بیٹے حسین سے راہ و رسم پیدا کی لہو و لعب میں اسکا شریک رہنے لگا۔ فرصت کے وقت دونوں شطرنج کھیلا کرتے تھے رفتہ رفتہ اسکی آمد و شد حسین کے باپ (علی بن قم) کے پاس بھی شروع ہو گئی ایک نے دوسرے سے اپنے دلی منشار کا اظہار کیا چونکہ علی کے دل میں بھی آل نجاح کی ہواخواہی سمائی ہوئی تھی باہم دونوں نے قسمیں کھائیں۔ اس اثنار میں جیاش اپنے حبشی ہواخواہوں کو مجتمع کر رہا تھا اور ان لوگوں کو مال و زر دیتا جاتا تھا تا آنکہ اسکے پاس پانچہزار حبشی مجتمع ہو گئے پس جیاش نے ۴۸۲ھ میں ان لوگوں کی پشت گرمی سے زبید پر حملہ کر دیا اور دارالامارت پر قبضہ کر کے وہیں سکونت پذیر ہو گیا۔ اسعد بن شہاب کو بوجہ اسکے کہ کسی زمانہ میں مراسم تھے رہا کر دیا اسوقت سے زبید میں پھر عباسیوں کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور صلیحی خلفار عبیدین کا خطبہ پڑھتے تھے اور مکرم ہمیشہ عرب کو زبید پر حملہ کرنے کی غرض سے بھیجتا رہتا تھا یہاں تک کہ جیاش نے پانچویں صدی کے شروع میں وفات پائی۔ اسکی کنیت "ابن القطای" تھی عدل و انصاف کی صفت سے متصف تھا۔ اسکے بعد اسکا بیٹا فاتک امیر بنایا گیا۔ یہ ہنوز بالغ نہیں ہوا تھا محض ایک کم سن چھوکڑا تھا۔ اراکین دولت اسکے ملک کا انتظام کرنے لگے۔ اسکا چچا ابراہیم اس سے جنگ کرنے کو آیا۔ دونوں حریف کی فوجیں سرگرم پیکار ہوئیں عبدالواحد نے شہر پر حملہ کیا منصور (فاتک کے وزیر) نے فضل بن ابی البرکات والی تعکر سے امداد کی درخواست کی چنانچہ فضل معہ اپنی فوج کے اسکی کمک پر آیا مگر اثنار راہ سے یہ خبر پا کر کہ اہل تعکر نے بغاوت کر دی ہے لوٹ گیا۔ منصور اسوقت سے برابر زبید میں حکمرانی کرتا رہا بالآخر ۵۱۷ھ میں ابو منصور عبیداللہ نے اسکو زہر دیکر مار ڈالا اور امور سلطنت کی نگرانی کرنے لگا مگر در پردہ آل نجاح کی بیخکنی و استیصال کرتا جاتا تھا تھوڑے دنوں بعد فاتک کی ماں بخوف جان بھاگ گئی اور بیرون شہر کا ہنگامہ فساد فرو ہو گیا۔ ابو منصور ایک جوانمرد اور شجاع صاحب عزیمت شخص تھا۔ دشمنوں کے ساتھ ہمیشہ تیغ و سپر ہوتا رہا۔ ابن نجیب سفیر علویہ سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ یہ وہی شخص ہے جس نے زبید میں فقہ کا مدرسہ قائم کیا تھا اور حاجیوں کی آسانی کے لئے کئی تدبیریں نکالیں تھیں بعدہ مفارک بنت جیاش سے اس نے بحیلہ و مکر اپنا عقد

Marfat.com

کر لیا اس نے موقع پاکر اسکے عضو تناسل پر زہر الود کپڑہ سے مس کر دیا سارا گوشت سڑ کر گر گیا اور اس نے جان بحق تسلیم کر دی یہ واقعہ ۵۲۴ھ کا ہے۔

اسکے مرنے پر فاتک کے قلمدان وزارت کا زریق مالک ہوا جو نجاح کا آزاد غلام تھا۔ عمارہ کہتا ہے کہ یہ شخص بھی شجاع، دلیر اور جنگ آور تھا۔ اور فاتک کی ماں کے آزاد غلاموں سے اور اسکے مخصوص آدمیوں سے تھا۔ عمارہ کہتا ہے کہ ۵۳۱ھ میں فاتک بن منصور نے وفات پائی اسکے بعد اسکا ابن عم حکمراں ہوا۔ اسکا قلمدان وزارت قائم کو سپرد کیا گیا یہی اسکے امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا مالک تھا اور دشمنوں کے مقابلہ پر جاتا تھا۔ یہ اکثر اوقات مسجد میں رہتا تھا۔ علی بن مہدی خارجی نے بسازش اسکو مسجد میں جبکہ یہ نماز پڑھ رہا تھا جمعہ کے دن بارہویں صفر ۵۵۱ھ میں قتل کرا دیا سلطان نے قاتل سے اس کے قصاص لینے کی طرف توجہ کی چنانچہ اہل مسجد کی ایک جماعت کو قتل کرا دیا پھر آپ بھی اسی ہنگامہ میں مار ڈالا گیا۔ حکومت و سلطنت میں اضطراب پیدا ہو گیا علی ابن مہدی خارجی اس سے مطلع ہو کر چڑھ آیا اور بکرات و مرات ان لوگوں سے معرکہ آرا ہوا زمانہ دراز تک محاصرہ کئے رہا۔ محصوروں نے شریف منصور احمد بن حمزہ سلیمانی بادشاہ صعدہ سے امداد کی درخواست کی شریف منصور نے اس شرط سے کہ یہ لوگ اسکو زبید پر قبضہ دیدیں اور اپنے بادشاہ فاتک بن محمد کو مار ڈالیں مدد دی پس ان لوگوں نے فاتک بن محمد کی زندگی کا ۵۵۳ھ میں خاتمہ کرا دیا اور شریف منصور کو اپنا حکمراں تسلیم کر لیا۔ اتفاق سے یہ بھی علی بن مہدی کی مقاومت و مقابلہ سے مجبور ہو گیا اور رات کے وقت چھپکر زبید سے اپنا منہ کالا کر گیا۔ پس علی بن مہدی نے ۵۵۴ھ میں زبید پر قبضہ کر لیا اور آل نجاح کی حکومت کا سلسلہ زبید سے منقطع ہو گیا۔ والملک للہ یؤتیہ من یشاء

اخبار دولت بنی زریع جو عدن میں عبیدین یمن کے سفیر تھے از ابتدا تا آخر

عدن ملک یمن کے عمدہ اور محفوظ ترین مقامات سے بحر ہند کے کنارہ پر واقع ہے۔ عہد حکومت تبابعہ سے یہ شہر ہمیشہ تجارت کی منڈی ہونے کی عزت رکھتا تھا۔ اس شہر کے اکثر مکانات پتھر اور گچ کے ہیں اسی وجہ سے اسکے راستے گرم زیادہ رہتے ہیں۔ شروع زمانہ اسلام میں یہ شہر ملوک بنی معن کا دارالسلطنت تھا بنی

Marfat.com

معن نسبًا معن بن زائدہ کی جانب منسوب ہوتے ہیں یہ لوگ اس شہر پر عہد خلافت ماموں میں حکمران ہوئے تھے اور بنی زیاد سے ان لوگوں نے اپنی حکومت علٰحدہ کر لی تھی بنی زیاد نے ان سے خطبہ اور سکہ پر فقط قناعت کی تھی اور جب علی بن محمد صلیحی داعی مستولی ہوا تو اس نے ان لوگوں کی رعایت کی اور عربی ہونے کے لحاظ سے ان لوگوں پر جزیہ مقرر کیا جسکو یہ لوگ ادا کیا کرتے تھے بعد اسکے یہاں سے اسکے بیٹے احمد مکرم نے ان لوگوں کو نکال دیا اور اس شہر پر بنی مکرم حکمراں ہوئے جو کہ جم بن یام ہمدان کے خاندان سے تھے اور اسکے نزدیک و قریب تر عزیزون سے تھے۔ ایک مدت تک یہ شہر انکے علم حکومت کے سایہ میں رہا بعد ازاں ان لوگوں میں فتنہ و فساد اور جھگڑا پیدا ہو گیا۔ پس یہ لوگ دو گروہ پر منقسم ہو گئے ایک گروہ بنی مسعود بن مکرم کے نام سے مشہور ہوا دوسرا بنی ذریع بن مکرم کہلایا جانے لگا۔ مکرم بنی ذریع متعدد لڑائیوں اور جنگ عظیم کے بعد بنی مسعود پر غالب آ گئے۔

ابن سعید کہتا ہے کہ سب کے پہلے ان میں سے ابن مسعود بن ذریع داعی وہ شخص ہے جو بعد بنی صلیحی کے حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا اور اسکی آئندہ نسلیں اس سے وراثۃً حکومت و سلطنت کی مالک ہوئیں۔ اس سے اور اسکے ابن عم علی بن ابی الغارات بن مسعود بن مکرم صاحب زعاع سے لڑائیاں ہوئیں پس اس نے عدن کو اسکے قبضہ سے متعدد حروب اور بیشمار خرچ کے بعد نکال لیا مگر اس فتح کے ساتویں مہینے ۵۳۲ھ میں مر گیا۔ بجائے اسکے اسکا بیٹا متمکن ہوا۔ یہ قلعہ دملوہ میں رہا کرتا تھا جہاں پر کسی کے ارادہ کا بھی گزر بہ آسانی نہو سکتا تھا اسکے بعد ابن بلال بن زریع نے جو اسکے حاشیہ نشینوں سے تھا اس شہر کو اپنے قبضہ میں لے لیا محمد بن سبا بخوف جان منصور بن مفضل بادشاہ جبال صلیحی کے پاس ذی جبلہ بھاگ گیا اس واقعہ کے تھوڑے ہی دنوں بعد اعز مر گیا تب بلال نے محمد بن سبا کو ذی جبلہ سے بلا بھیجا چنانچہ چند دنوں بعد محمد بن سبا عدن میں آ پہونچا۔ اسی زمانہ میں مصر سے سند حکومت اعز کے نام آئی ہوئی تھی بلال نے اسکا نام محکوک کر کے محمد بن سبا کا نام لکھدیا اسکے القاب میں "الداعی المعظم المتوج المکنی بسیف امیر المومنین"

Marfat.com

وغیرہ الفاظ تعظیماً لکھے جاتے تھے ہلال نے اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا تھا اور جسقدر مال وزر خزانہ شاہی میں تھا اسکو جہیز میں دیا تھا۔ اسکے بعد ہلال نے بہت اور بیشمار مال چھوڑ کر سفر آخرت اختیار کیا محمد بن سبا اسکا مالک و وارث ہوا اس نے سب مال وزر کو داد دہش اور سخاوت میں صرف کیا۔ منصور بن مفضل بن ابی البرکات سے قلعہ ذی جبلہ کو خرید لیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور اسپر قابض و متصرف ہو گیا یہ قلعہ ملوک صلیحی کا کسی زمانہ میں دارالحکومت تھا۔ بعد خریداری ذی جبلہ سیدہ بنت عبداللہ صلیحی سے عقد کیا اور ۵۱۲ھ میں راہی ملک آخرت ہوا اسکا بیٹا عمران بن محمد بن سبا نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ یاسر بن ہلال اسکی حکومت و سلطنت کا منصرم ہوا ۵۶۰ھ میں اسنے وفات پائی دو لڑکے چھوٹے چھوڑ گیا ایک نام محمد تھا اور دوسرے کا نام ابو السعود۔ یاسر نے ان دونوں کو قصر امارت میں قید کر دیا اور حکومت و سلطنت پر مستولی و متصرف ہو گیا یاسر کے مزاج میں سخاوت کا مادہ زیادہ تھا شعراء کو جو اسکی مدح کرتے اور اسکے پاس بطور وفد حاضر ہوتے بہت سی کھول کر روپیہ دیتا تھا ابن قلاش شاعر اسکندریہ نے مدح کی تھی اسکے اُن قصاید سے جو اس نے اسکی مدح میں کہے تھے ایک شعر یہ ہے۔

سافر اذا حاذلت قدراً صار الھلال فصار بدراً

یہ ملوک ذریعین کا آخری یادگار تھا جسوقت سیف الدولہ برادر صلاح الدین (فاتح بیت المقدس) یمن میں ۵۶۹ھ میں داخل ہوا تھا اور اسپر قابض و متصرف ہو کر عدن کی جانب آیا تھا اور اس پر بھی قابض ہوا تو یاسر بن ہلال کو قید کر لیا۔ اسی زمانہ سے دولت بنی ذریع کا سلسلہ جاتا رہا اور یمن علم خلافت عباسیہ کا مطیع ہو گیا اور اسکے گورنر بنو ایوب اسکی طرف سے اس ملک پر حکومت کرنے لگے جیسا کہ ہم آیندہ انکے حالات میں بیان کرینگے۔

شہر جبلہ جو عدن کے قریب واقع ہے اسکو ملوک ذریعین نے آباد کیا تھا پس جب دولت بنی ایوب کا دور آیا تو وہ لوگ اسکو چھوڑ کر پہاڑوں میں چلے گئے جیسا کہ آیندہ تم پڑھو گے۔

اخبار بنو مہدی خارجی حکمران یمن | یہ شخص خاندان سواصل زبید سے تھا۔ علی بن مہدی حمیری کے نام

Marfat.com

یمن تا زمانہ انقراض سے موسوم تھا اسکا باپ مہدی نیکی، دینداری اور تقوی اور زہد میں مشہور زمانہ تھا اسکا بیٹا اسی کے طریقہ مذہب پر نشو و نما پذیر ہوا گوشہ نشینی اختیار کی اور تقوی و زہد میں بہت بڑا نام پیدا کیا پھر حج کرنے کو گیا۔ علماء عراق سے ملاقات کی۔ انکے واعظین سے فیض صحبت حاصل کیا اور لوٹ کر یمن آیا۔ حسب دستور سابق گوشہ گزیں ہوکر وعظ و پند کرنے لگا۔ حافظہ، فصیح اور بلیغ تھا۔ حوادث زمانہ کی پیشین گویاں کرتا اور اس میں پورا اوترتا تھا۔ اسوجہ سے لوگوں کا میلان طبع اسکی جانب زیادہ ہوا۔ اور اس کو ایک متبرک شخص تصور کرنے لگے۔ سنہ ۵۶۱ھ میں حج کرنے کو گیا۔ تمام بیابانوں اور دیہاتوں میں وعظ کرتا پھرا پس جب موسم حج آیا تو اونٹنی پر سوار ہوکر لوگوں کو وعظ و پند سنایا۔

پھر جب مادر فاتک بنی جیاش پر اپنے بیٹے فاتک بن منصور کے زمانہ حکومت میں مستولی ہوئی تو اسکا حسن اعتقاد علی بن مہدی کی جانب اور بڑھ گیا۔ رشتہ دامادی پیدا کرلی۔ جس سے اسکی حالت تبدیل ہوگئی۔ صاحب اثر تسلیم کیا جانے لگا۔ لوگوں کو وعظ میں کہا کرتا تھا "اب وقت قریب آگیا ہے"، اس فقرہ سے وہ اپنے ظہور کی طرف اشارہ کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ یہ باتیں مشہور ہوگئیں۔ چونکہ مادر فاتک اپنے اہل دولت و اراکین حکومت کو اسکے خدمت میں حاضر ہونے کی ہدایت کیا کرتی تھی اسوجہ سے سنہ ۵۴۵ھ میں اسکے مرنے پر اہل جبال علی بن مہدی کی خدمت میں آئے اور اسکی امداد و نصرت کی قسمیں کھائیں۔

سنہ ۵۴۵ھ میں علی نے تہامہ سے خروج کیا کوداکی جانب بڑھا مگر ہزیمت اٹھاکے جبال کی جانب واپس آیا اور وہیں سنہ ۵۴۱ھ تک مقیم رہا بعد ازاں مادر فاتک اسکو اسکے وطن میں پھر واپس لائی اور سنہ ۵۴۵ھ میں خود مرگئی تب علی نے ہوازن کی طرف خروج کیا اور ان میں سے ایک بطن میں جو جبوان کے نام سے موسوم تھا اسکے ایک قلعہ موسوم بہ شرف میں قیام پذیر ہوا۔ یہ قلعہ ایک دشوار گزار پہاڑ پر واقع تھا اسکی چڑھائی بیحد مشکل تھی دن بھر میں بھی کوئی شخص اسپر چڑھ نہ سکتا تھا اثنار راہ میں بڑے بڑے عمیق غار تنگ اور تاریک وادیوں میں تھے اسنے ان لوگوں کو انصار کا خطاب دیا اور جو لوگ اس کے ہمراہ تہامہ سے گئے ہوئے تھے انکو اسنے مہاجرین کہنا شروع کیا۔ انصار میں سے ایک شخص کو جس کا

نام سبا تھا اور مہاجرین میں سے ایک دوسرے شخص کو جسکا نام شیخ الاسلام تھا (اسکا نام نوبہ تھا) عہدہ حجابت عنایت کیا انکے سوا اور لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ مگر اسے دن سرزمین تہامہ پر قتل و غارتگری کا ہاتھ بڑھاتا رہا۔ اطراف زبید کی ویرانی اور بربادی نے اسکو معقول طور سے مدد دی چنانچہ اس نے اسکے قرب وجوار کو لوٹ لیا اور کل راستوں کو مخدوش حالت میں چھوڑ دیا۔ اس لوٹ مار کا اثر آہستہ آہستہ قلعہ واثر تک پہونچ گیا جو زبید سے نصف منزل پر تھا۔ تب اسنے مسرور کے قتل کی فکریں شروع کیں جو دولت بنی نجاح کا وزیر تھا اور اسمیں کامیاب بھی ہو گیا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ مسرور کے قتل کرانے کے بعد اہل زبید کو اپنے حملوں اور غارتگری سے تنگ کرنے لگا۔ عمارہ کہتا ہے کہ اسنے زبید پر ستر حملے کئے تھے اور ایک زمانہ دراز تک اہل زبید کا محاصرہ کئے ہوے رہا اہل زبید نے شریف احمد بن حمزہ سلیمانی والی صعدہ سے امداد طلب کی شریف احمد نے انکی امداد پر کمر ہمت باندھی مگر اسکے سردار فاتک کے مار ڈالنے کی شرط کر لی تھی پس ان لوگوں نے اپنے بادشاہ فاتک کو ۵۵۳ھ میں مار ڈالا اور شریف احمد کو اپنی بادشاہت کی کرسی پر متمکن کیا۔ شریف احمد زبید کو دشمنوں کے حملوں سے نہ بچا سکا۔ تنگ آکر بھاگ کھڑا ہوا چنانچہ علی بن مہدی نے ماہ رجب ۵۵۴ھ میں زبید پر قبضہ کر لیا تین مہینے حکومت کر کے بارحیات سے سبکدوش ہو گیا یہ اپنے کو "الامام المہدی امیر المومنین قامع الکفرۃ والملحدین" کے لقب سے مخاطب کرتا تھا۔ خوارج کے مذہب کا پابند تھا امیر المومنین عثمانؓ و علیؓ سے بیزاری ظاہر کرتا تھا۔ گناہ کے ارتکاب پر کفر کا قائل تھا علاوہ اسکے بہت سے قواعد اور اصول اسنے اپنے مذہب کے بنائے تھے جسکے ذکر سے لاحاصل طوالت ہو گی شراب نوشی کے جرم پر قتل کرا دیتا تھا۔ عمارہ کہتا ہے کہ جو شخص اہل قبلہ میں سے اسکی مخالفت کرتا تھا اُسکو مار ڈالتا اُسکی عورتوں کو جائز اور حلال سمجھتا اور انکے لڑکوں کو لونڈی اور غلام بنا لیتا تھا۔ اُسکے پیرو ان اور معتقدین اسکے معصوم ہونے کے معتقد اور قائل تھے انکے مال و اسباب اسکے قبضہ میں رہتے جسکو یہ اُن کی ضرورت کے وقتوں میں صرف کرتا تھا اسکی موجودگی میں وہ لوگ نہ تو کسی مال کی مالک ہوتے اور نہ کسی گھوڑے اور ہتھیار کے۔ ہمراہیوں میں سے جو شخص میدان جنگ سے بھاگ نکلتا اُسکو مار ڈالتا تھا

زانی، شراب خوار اور راگ سننے والوں کو سزائے موت دیتا تھا۔ جو شخص نماز جماعت سے تاخیر کرتا اور جو شخص اسکے وعظ دوشنبہ اور پنجشنبہ میں حاضر نہوتا یا پچھڑ جاتا اُسکو بھی سزائے موت تجویز کرتا تھا۔ فروعات میں حنفی المذہب تھا اسکے مرنے پر اسکا بیٹا عبدالنبی حکمراں ہوا۔ عبدالنبی نے زبید سے نکل کر پورے ملک یمن پر قبضہ کرلیا۔ اندنوں یمن میں بائیس خودسر حکومتیں تھیں۔ عبدالنبی نے ان سبھوں کو اپنا مطیع بنالیا صرف عدن باقی رہ گیا تھا اس پر بھی اس نے خراج قائم کر رکھا تھا۔ پھر جب شمس الدولہ توراںشاہ (برادر سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس) ۵۶۶ھ میں یمن کی طرف آیا اور اس حکومت وسلطنت پر جو اسوقت یمن میں تھی مستولی اور قابض ہوا تو عبدالنبی کو گرفتار کرلیا اور طرح طرح کی اسکی آزمائش کی اور اس سے بیحد مال وزر وصول کیا اور عدن کی طرف بھیجدیا پس اس نے عدن پر قبضہ کرلیا پھر زبید میں آکر قیام پذیر ہوا اور اُسکو اپنا دارالحکومت بنایا پھر اُسکو ناپسند کرکے پہاڑوں میں ایسے مقام کی تلاش میں جہاں کی آب وہوا عمدہ اور صحیح ہو پھرتا رہا اسکے ساتھ اطباء کا ایک گروہ اسی غرض کے لئے تھا۔ چنانچہ طبیبوں نے بالاتفاق مقام تعز کو منتخب کیا پس اس نے وہاں پر شہر آباد کیا اور وہیں قیام پذیر ہوگیا اسوقت سے اس مقام نے اسکے دارالحکومت ہونے کا اعزاز حاصل کیا اسکے بیٹوں اور اسکے خادموں بنی رسول نے بھی اسکو اپنا مقر حکومت بنا رکھا جیسا کہ آیندہ انکے حالات میں بیان کیا جائیگا۔

بنی مہدی کی حکومت وسلطنت منقرض ہونے سے عرب کی حکومت کا یمن میں خاتمہ ہوگیا غزا اور ان کے غلاموں کے قبضہ میں یہاں کی عنان حکومت چلی گئی۔ اب ہم یمن کی دارالحکومتوں اور اسکے شہروں کے حالات یکے بعد دیگرے معرض تحریر میں لایا چاہتے ہیں جیسا کہ ابن سعید نے اسکی طرف اشارہ کیا ہے۔

یمن جزیرہ عرب کا ایک ٹکڑہ ہے۔ جو سات صوبوں پر بادشاہ کی طرف سے منقسم تھا انہین میں سے تہامہ وجبال تھا۔ تہامہ میں دو حکومتیں تھیں ایک مملکت زبید دوسری مملکت عدن۔ تہامہ سے بلاد یمن کا وہ حصہ مراد ہے جو دونوں بَرّوں سے موہ ساحل بحر کے نشیب

Marfat.com

میں واقع ہے جسکی ایک سمت حجاز سے ملی ہوئی ہے اور دوسری جانب آخر عمل عدن دورہ بحر ہند سے ملحق ہے۔ ابن سعید نے لکھا ہے کہ جزیرہ عرب اقلیم اول میں ہے جنوب کی طرف سے اسکو بحر ہند گھیرے ہوئے ہے اور اسکے مغرب میں بحر سویس واقع ہے اور شرق کی طرف بحر فارس ہے۔ زمانہ قدیم میں ملک یمن تبابعہ کا تھا۔ ملک حجاز سے زیادہ سرسبز و شاداب ہے۔ اسکے اکثر باشندے قحطانی ہیں۔ علاوہ ان کے عرب عدنانی کی اولاد بھی یہاں رہتی تھی۔ ان دنوں اسکی عنان حکومت بنی رسول خدام بنو ایوب کے قبضہ اقتدار میں ہے انکا دارالحکومت تعز میں ہے پہلے یہ حرد میں رہتے تھے۔ اور صعدہ یمن اور نیز زبید میں بامہ زبید یہ حکمراں ہیں زبید مملکت یمن کا ایک حصہ ہے اسکے شمال میں ملک حجاز ہے جنوب میں بحر ہند اور مغرب کی طرف بحر سویس واقع ہے۔ محمد بن زیاد نے عہد حکومت خلیفہ مامون ۲۰۴ھ میں اسکو آباد کیا یہ ایک شہر پناہ تھا جسکے چاروں طرف شہر پناہ کی بلند دیواریں کشیدہ قامت کھڑی ہوئی تھیں وسط شہر میں ایک نہر جاری تھی یہ شہر اسوقت ممالک بنی رسول میں داخل ہے۔ اس شہر پر ملوک بنی زیاد اور انکے خدام کا قبضہ تھا پھر بنو صلیحی نے انکو مغلوب کر دیا۔ ان لوگوں کے حالات اوپر بیان کئے گئے۔

عتر، جلی اور سرجہ صوبجات زبید سے اسکے شمال میں واقع ہیں صوبہ ابن طرف کے نام سے معروف و مشہور ہے۔ سرجہ سے جلی تک کی مسافت سات یوم کی ہے اور مکہ تک کی آٹھ یوم کی مسافت ہے۔ اور عتر جو کہ والی ملک کا دارالحکومت ہے لب دریا آباد ہے سلیمان بن طرف نے اس شہر پر بزمانہ موجودگی ابوالجیش محاصرہ ڈالا تھا اسوقت اسکی آمدنی پانچ لاکھ دینار تھی۔ چندے ابوالجیش نے سلیمان کی علم حکومت کی اطاعت قبول کی اور اسکے نام کا خطبہ پڑھا اور بہت سا مال و متاع بطور نذرانہ کے پیشکش کیا پھر اس مملکت پر سلیمانیوں کا قبضہ ہو گیا جو کہ اولاد سے حسن کے تھے اور مکہ میں امارت کر رہے تھے جسوقت کہ ان کو ہواشم نے مکہ سے نکال دیا تھا اسوقت انہوں نے یہاں پر پہونچ کے اپنی حکومت و امارت کی بنا ڈالی۔ غالب بن یحییٰ جو کہ انہیں میں سے تھا والی زبید کو خراج دیا کرتا تھا اسی سے محمد مفلح فاتکی نے مسرور کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی تھی اسکے مرجانے پر اسکے بیٹوں

Marfat.com

میں سے عیسےٰ ابن حمزہ حکمراں ہوا اور جب غز نے یمن پر قبضہ حاصل کیا تو یحییٰ نے عیسیٰ کے بھائی کو گرفتار کرکے عراق بھیجدیا برادر عیسےٰ نے بحیلہ و فریب اپنے کو قید سے نجات دیکر یمن کے جانب مراجعت کی اور اپنے بھائی عیسیٰ کو قتل کرکے مہجم پر جو کہ صوبجات زبید سے تھا بجاے اسکے قابض ہوگیا۔

سریر تہامہ یمن کے آخری صوبجات سے ہے یہ بھی کنارہ بحر پر آباد ہے شہر پناہ اسمیں نہیں ہے مکانات معمولی حالت کے ہیں۔ راجح بن قتادہ بادشاہ مکہ نے سنہ ۶۵۰ھ میں اسپر قبضہ حاصل کیا تھا اسکا ایک قلعہ شہر سے نصف منزل کے فاصلہ پر تھا۔

زرائب زبید کے صوبجات شمالیہ سے ابن طرف کے مقبوضات سے تھا اس شہر میں ابن طرف کے پاس بیس ہزار حبشی مجتمع رہتے تھے جو ہر وقت اسکے ساتھ مرنے اور مرجانے پر تیار رہتے تھے۔

ابن سعید صوبجات زبید کے تذکرہ میں تحریر کرتا ہے "اور وہ صوبجات جو درمیانی راستہ میں مابین بحر و جبال ہیں وہ زبید کے محاذ میں شمالی جانب واقع ہیں اور وہ جادہ ہے مکہ تک" عمار نے لکھا ہے کہ یہی جادہ سلطانیہ ہے اس سے دریا تک ایک دن یا اس سے کم کی مسافت ہے اور ایسا ہی جبال تک کا فاصلہ بیان کیا جاتا ہے۔ درمیانی اور ساحلی دونوں راستے سریر میں آکے مجتمع ہوجاتے ہیں اور یہیں سے پھر ایک دوسرے سے علیحدہ بھی ہوجاتے ہیں۔

عدن ممالک یمن سے زبید کے وسط میں واقع ہے۔ اور وہی اس صوبہ کا دارالحکومت ہے وہ نہ بحر ہند پر یہ شہر آباد ہے۔ یہ شہر زمانہ حکومت تبابعہ سے تجارت کا مرکز بنا ہوا تھا اسکا بعد خط استوا سے تیرہ درجہ ہے۔ نہ تو یہاں کسی قسم کی زراعت ہوتی ہے اور نہ یہاں کوئی درخت ہے یہاں کے رہنے والوں کی عام خوراک مچھلی ہے۔ یمن سے ہند کے جانے کا یہی راستہ ہے بسکے پہلے بنی معن بن زائدہ نے اسپر قبضہ حاصل کیا تھا یہ لوگ بنی زیاد کو خراج دیا کرتے تھے اور پھر جب صلیحیوں نے اسکو دبالیا تو داعی نے اسکو اسکی حکومت پر بحال رکھا پھر اسکے بیٹے احمد مکرم نے انکو یہاں سے نکال دیا اور حشم بن یام میں سے بنی مکرم کو اسکی عنان حکومت عطا کی پھر ان لوگوں میں سے بنی زریع نے اس ملک کو عدل و انصاف سے خوب خوب آراستہ کیا اور وہ لوگ ان سے خراج لینے پر

اکتفا کرتے تھے تا آنکہ شمس الدولہ بن ایوب نے اس شہر کو ان کے قبضہ سے نکال لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

عدن ابین مشہور مقامات سے سحر کے سمت میں ہے۔

زعزاع، ابن ایوب کے وادیوں میں ایک رہایش کا مقام ہے۔ بنی مسعود بن مکرم کے قبضہ میں تھا جو کہ بنی زریع کے مدمقابل تھے۔

جو ہ ملوک زریعیں نے عدن کے قریب آباد کیا تھا جو ایوب نے اسکو اپنا فرودگاہ بنایا تھا پھر یہاں سے تعز کی طرف چلے گئے تھے۔

قلعہ ذی جبلہ اُن قلعات سے تھا جہاں پر کہ جعفر تبدیل آب وہوا کی غرض سے مختلف موسموں میں جایا کرتا تھا۔ اسکو عبداللہ صلیحی برادر داعی نے ۴۵۸ھ میں آباد و تعمیر کرایا تھا اور اسکا بیٹا مکرم قلعہ صنعا سے اسی قلعہ میں آکر اقامت گزیں ہوا تھا اور سیدہ بنت احمد سے جو کہ اس قلعہ پر مستولی ہو رہی تھی عقد کر لیا تھا۔ یہ وہی عورت ہے جو ۵۰۰ھ میں اس قلعہ پر حکمراں ہوئی تھی الغرض مکرم نے مرتے وقت عنان حکومت اور دعوت سبا بن احمد بن مظفر صلیحی کے سپرد کیا یہ اسوقت اشیح کے جیل میں قید تھا۔ سیدہ نے جنب کے گرد و نواح میں سر اوٹھایا اتنے میں ابن نجیب الدولہ داعی مصر سے آپہونچا اور شہر جند میں فروکش ہوگیا۔ ہمدان کو ملا کے اپنی قوت بڑھائی۔ سیدہ نے اس سے جنب اور خولان میں معرکہ کارزار گرم کیا تا آنکہ ابن نجیب براہ دریا کشتی پر سوار ہو کر بھاگا اور ڈوب کر مرگیا سیدہ کے امور سلطنت کا انتظام اسکے شوہر مکرم کے مرنیکے بعد مفضل بن ابی البرکات کرتا تھا اور یہی اس پر مستولی ہو گیا تھا۔

تعکر بھی ان مقامات سے ہے جہانکہ جعفر تبدیل آب وہوا کی غرض سے جاتا تھا یہ بھی صلیحی کے مقبوضات سے تھا پھر ان کے بعد سیدہ کے قبضہ میں چلا گیا بعد ازاں مفضل بن ابی البرکات نے سیدہ سے درخواست کر کے لے لیا اور وہیں جا کے سکونت اختیار کر لی بعد چندے زبید کی طرف گیا اور بنی نجاح کا وہاں پر محاصرہ کیا اس محاصرہ و جنگ کے وجہ سے مفضل کو زیادہ دنوں تک تعکر سے غیر حاضر رہنے کا اتفاق پڑ گیا اسوجہ سے تعکر میں فقہاء نے بغاوت کر دی اور اسکے نائب کو قتل

کرکے انہیں میں سے ابراہیم ابن زیدان کی امارت کی بیعت کر لی ابراہیم بن زیدان عمارہ شاعر کا چچا تھا۔ مفضل نے اس سے مطلع ہوکر مراجعت کی اور ان لوگوں کا محاصرہ کرلیا جیسا کہ اس واقعہ کو ہم اوپر بیان کرآئے ہیں۔

قلعہ خدد عبداللہ بن یعلی صلیحی کے قبضہ میں تھا یہ بھی جعفر کے تبدیل آب وہوا کے مقامات سے تھا۔ مفضل نے خولان سے حصون مخلاف میں بنی بحر، بنی مذبنہ، رواح اور شعب کے ایک گروہ کو کو لیجا کر ٹھہرا دیا تھا۔ پس جب مفضل مرگیا اور اسکی نگرانی وحفاظت میں سیدہ تھی جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو تو مسلم بن ذر نے خولان سے قلعہ خدد پر فوج کشی کی اور بزور تیغ عبداللہ بن یعلی صلیحی کے قبضہ سے نکال لیا۔ عبداللہ بحال پریشان قلعہ مصدود بھاگ گیا۔ قلعہ مصدود کو سیدہ نے مفضل کے لئے پہلے سے آراستہ کر رکھا تھا اور شہر جند اور یمن سے اپنے اراکین دولت کو قلعہ مذکور میں طلب کرلیا تھا قلعہ مصدود بھی ان قلعات سے تھا جہاں پر کہ جعفر تبدیل آب وہوا کی غرض سے جاتا تھا جن قلعات میں جعفر بغرض تبدیل آب ہوا جاتا تھا وہ پانچ تھے ازآنجملہ ذوجبلہ، تعکر اور قلعہ خدد تھا جسوقت مسلم بن ذر نے قلعہ خدد کو عبداللہ بن یعلی صلیحی سے چھین لیا اور عبداللہ بحال پریشان قلعہ مصدود میں جاکر پناہ گزیں ہوا اسوقت انہیں میں سے زکریا بن شیکر بجری نے اس پر قبضہ حاصل کرلیا۔ بنو صلیحی کے پہلے یمن میں بنو کردی حمیری کے حکومت کا سکہ چل رہا تھا بنو صلیحی نے انہیں کے قبضہ سے اس ملک کو نکالا تھا انہیں قلعات میں ان لوگوں کے مخلاف تھے۔ معافر اور لشکر کا مخلاف قلعہ سمندان تھا پھر یہ قلعات منصور بن مفضل بن ابی البرکات کے مطیع ہوگئے جو بنی زریع سے بذریعہ تیغ حاصل کئے گئے تھے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

صنعاء ملوک تبابعہ کا اسلام سے پیشتر دارالسلطنت تھا یمن میں سب کے پہلے اسی شہر کی تعمیر کا بنیادی پتھر رکھا گیا۔ جیسا کہ روایت کیجاتی ہے اسکو عاد نے آباد کیا تھا۔ انکی زبان میں اوال من

۱؎ حصون جمع ہے حصن کی قلعہ کو کہتے ہیں مخلاف ان مقامات کو کہتے ہیں جہاں پر امراء وسلاطین موسم گرما یا سرما میں بغرض تبدیل آب ہوا جایا کرتے ہیں۔

Marfat.com

الاولیہ کے لقب سے یہ شہر مشہور کیا جاتا ہے۔ اور قصر غمدان اسی شہر کے قریب منجملہ ان سات مکانات کے ہے جسکو ضحاک نے زہرہ کے نام پر بنوایا تھا ایک عالم اس مکان کے حج کو آتا تھا۔ عثمان نے اسکو منہدم اور مسمار کیا تھا۔ یمن کے شہروں میں اس کو خاص قسم کی شہرت اور عزت حاصل تھی اور یہ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے بلحاظ آب وہوا کے معتدل ہے۔ اول مائۃ رابعہ میں تبابعہ سے بنو یعفر یہاں پر حکمرانی کر رہے تھے۔ انکا دارالحکومت کہلان میں تھا۔ کہلان کو تمدن کے لحاظ سے کوئی خاص شہرت اور عزت حاصل نہیں ہوئی تا آنکہ صلیحی آکر آباد ہوئے۔ پھر زبدیہ نے انکے قبضہ سے اسکو نکال لیا پھر بعد بنی صلیحی کے سلیمانیوں نے اسپر قبضہ کیا۔

قلعہ کہلان مضافات صنعاء سے بنو یعفر تبابعہ کے قبضہ میں تھا ابراہیم نے اسکو صنعاء کے قریب تعمیر کرایا تھا۔ صعدہ اور نجران بھی انہیں کے زیر حکومت تھا مگر بنو یعفر اسی قلعہ کہلان کو اپنا ملجا اور ماوا بنائے ہوئے تھے۔ بیہقی نے لکھا ہے کہ قلعہ کہلان کا سردار اسعد بن یعفر زمانہ ابوالجیش میں بنی رسی اور بنی زیاد سے معرکہ آرا ہوا تھا۔

قلعہ حمدان مضافات صنعاء سے تھا اس میں بنی کردی حمیری کا خزانہ رہتا تھا تا آنکہ بنی صلیحی نے اسپر قبضہ کرلیا پھر مکرم نے انکے بعض قلعات انکو واپس دیدیئے یہانتک کہ انکی دولت وحکومت علی بن مہدی کے ہاتھوں منقطع اور منقرض ہوئی ان لوگوں کے تبدیل آب وہوا کے مقامات سے شہر ذی جبلۂ معقل اور تعکر تھا اور یہ لشکریوں کا مخلاف تھا انکے بادشاہ کا ایوان حکومت ہمدان میں تھا اور دمولہ سے زیادہ مضبوط قلعہ تھا۔

منہاب ایک قلعہ قلعات صنعاء سے جبال میں ہے جسپر بنو زریع نے قبضہ کیا تھا ان میں سے فضل بن علی بن راضی بن داعی محمد بن سبا بن زریع نامور حکمران گزرا ہے صاحب الجزیرۃ بالسلطان اسکے القاب سے تھا۔ قلعہ منہاب اسکے مقبوضات سے تھا اور یہ ۵۸۶ھ میں بقید حیات تھا بعدہ اسکے بھائی اغر ابوعلی حکمراں ہوا۔

جبل الذبحرہ قریب صنعاء ایک مقام کا نام ہے جسکو جعفر مولی بنی زیاد سلطان یمن نے آباد

Marfat.com

کیا تھا یہ بھی جعفر کا مخالف تھا اسی مناسبت سے اسکے جانب منسوب ہوا۔

عدن لاعہ یمن کا پہلا مقام ہے جہاں پر کہ سب سے پہلے دعوت شیعہ کا اظہار ہوا تھا یہ مقام دبحر کے جانب واقع ہے۔ یہیں سے محمد بن مفضل داعی کا ظہور ہوا تھا۔ اسی شہر سے ابو عبداللہ شیعی صاحب دعوت شیعہ مغرب کی طرف روانہ ہوا تھا۔ یہیں پر علی صلیحی نے زمانہ طفلی میں تعلیم پائی تھی۔ محمد بن مفضل عہد حکومت ابوالجیش بن زیاد اور اسعد بن یعفر میں یہاں کا داعی تھا۔

زبجان کو عمارہ نے مخالیف جبلیہ میں ذکر کیا ہے۔ نستوان بن سعید قحطانی نے اس پر حکمرانی کی تھی۔

تعمر مستحکم تر اُن قلعات جبلیہ سے ہے جو کہ بالائے تہامہ واقع ہیں یہ قلعہ ہمیشہ ملوک اور سلاطین کے حصن حصین ہونے کی عزت رکھتا تھا۔ یہ ان دنوں نبی رسول کا دارالحکومت ہے اور بڑے شہروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس میں ملوک یمن سے منصور بن مفضل بن ابی البرکات اور بنو مظفر نامور حکمران گزرے ہیں اس قلعہ پر اور نیز اور دوسرے قلعات پر اسکا بیٹا منصور بوراثت اسکے قابض ہوا پھر اسنے اس کو اور نیز اور قلعات کو یکے بعد دیگرے داعی بن مظفر اور داعی زریعی کے ہاتھ فروخت کرنا شروع کیا تا انکہ اسکے قبضہ میں صرف قلعہ تعمر رہ گیا پس اسکو ابن مہدی نے اس سے چھین لیا۔

معقل اشیخ قلعات جبلیہ کے مشہور اور مضبوط ترین قلعات سے ہے۔ اسی قلعہ میں بنی مظفر صلیحی کا خزانہ رہتا تھا۔ زمانہ حکومت مکرم والی ذی جبلہ سے جو کہ انکا ابن عم تھا اس قلعہ پر انکا قبضہ ہوا تھا اور مستنصر نے دعوت خلافت علویہ کا اسکو منصرم مقرر کیا تھا۔ ۴۸۶ھ میں اس نے وفات پائی اسکا بیٹا علی معقل اشیخ پر غالب و مستولی ہوگیا مفضل کو اسکی سرکشی نے مجبور اور لاچار کر دیا بت مفضل نے بحیلہ و مکر اسکے قتل کی فکر کی چنانچہ زہر دیکر اسکو مار ڈالا اُسوقت قلعات مقبوضہ بنی مظفر پر بنی ابوالبرکات کا قبضہ ہوگیا بعد اسکے مفضل بھی مرگیا اسکا بیٹا منصور حکمراں ہوا چند دنوں بعد اسکو اسکے باپ کے مقبوضات پر کامل طور سے استقلال و استحکام حاصل ہوگیا اسوقت اس نے کل قلعات کو فروخت کرنا شروع کر دیا۔ ذی جبلہ کو داعی زریعی والی عدن کے ہاتھ ایک لاکھ دینار کے عوض فروخت کیا۔ قلعہ ضیر کو بھی اسکے ہاتھ بیع کیا۔ قبل بیع کرنے کے اس نے اپنی بیوی سے اس قلعہ کے فروخت نہ کرنے کی طلاق

Marfat.com

کی قسم کھائی تھی۔ لیکن پھر اس قلعہ کو اپنے پاس نہ رکھ سکا اسوجہ سے اسکو اپنی بیوی کو طلاق دینا پڑا زریعی نے بعد طلاق کے اس سے عقد کر لیا۔ اس نے بڑی عمر پائی بیس برس کی عمر میں حکمراں ہوا اور اسی برس تک حکمرانی کرتا رہا اس قلعہ کو علی بن مہدی نے اس سے چھین لیا تھا۔

صعدہ کی مملکت صنعاء کی مملکت سے ملی ہوئی ہے اور وہ اسکے شرق میں واقع ہے اس مملکت میں تین صوبے ہیں۔ صوبہ صعدہ جبل قطابہ اور قلعہ تلا۔ علاوہ انکے اور بھی قلعات ہیں جو کہ بنی رسی کے نام سے معروف ہیں ان کے حالات اوپر بیان کئے گئے حصن تلا ہی میں موطی کا ظہور ہوا تھا جس نے بعد استیلاء بنو سلیمان زیدیہ کی امامت کا بنی رضا کے لئے پھر اعادہ کیا۔ اور جبل قطابہ میں جاکے پناہ گزیں ہوا بعد ازاں ۶۴۵ھ میں ان لوگوں نے احمد موطی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہ شخص فقیہ اور عابد تھا نورالدین بن رسول نے اسی قلعہ میں اسکا محاصرہ کیا تھا۔ پھر ابن رسول ۶۴۵ھ میں انتقال کر گیا اور اسکا بیٹا منظفر قلعہ ذمولہ کے محاصرہ میں مشغول ہو گیا۔ اس سے موطی کو موقع مل گیا اس قلعہ پر اور شہر یمن کے اور دوسرے قلعات پر متمکن اور مستولی ہو گیا۔ پھر فوجیں آراستہ کر کے صعدہ پر فوج کشی کر دی سلیمانیوں نے اطاعت کی گردن جھکا دی اسوقت اسکا امام و سردار احمد متوکل تھا جیسا کہ اخبار بنی رسی میں تحریر کیا گیا۔ باقی رہا جبل قطابہ وہ ایک بلند قلعہ ہے جو کہ صعدہ کے قریب واقع ہے۔

حران بلاد ہمدان کا ایک حصہ ہے۔ اور حران ان کے بطون میں سے ایک بطن ہے جن میں سے صلیحی تھا۔ اور قلعہ مسار وہی ہے جہاں پر کہ صلیحی کا ظہور ہوا تھا اور وہ ملک حران میں شمار کیا جاتا ہے۔ بیہقی کہتا ہے کہ انکا مسکن جبال یمن کے شرقی جانب میں ہے اور یہ لوگ شروع زمانہ اسلام میں متفرق اور منتشر ہو گئے سوائے یمن کے اور کہیں انکا کوئی قبیلہ اور فرقہ باقی نہ رہا یہ اعظم قبایل یمن سے تھے انہیں لوگوں کی پشت گرمی سے موطی کا دم خم تھا ان لوگوں نے تقریباً کل جبلی قلعات پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس میں ان لوگوں کا بکیل اور حاشد کے علیحدہ علیحدہ ملک کے ٹکڑے ہیں بکیل اور حاشد دونوں بیٹے ہیں جشم ابن جیوان بن نوف بن ہمدان کے۔ ابن حزم نے لکھا ہے

Marfat.com

کہ بکیل اور حاشد ہی سے قبائل ہمدان منشعب اور متفرع ہوئے تھے انتہی اور ہمدان سے بنو زید پیدا ہوئے جو کہ سلطنت اور حکومت کے عدن اور جوہ میں مالک ہوئے اور انہیں میں سے بنو یام قبائل ہمدان سے ہیں انتہی پھر ہمدان سے بنو زید کی سات شاخیں نکلیں اور وہ بیت اسوقت اپنے ملک میں حد درجہ کی شیعیت میں ہیں اور اں لوگوں میں اکثر زیدیہ مذہب رکھتے ہیں۔

بلاد خولان کی نسبت بیہقی نے کہا ہے کہ یہ جبال یمن کے شرق میں بلاد ہمدان کے متصل واقع ہیں اور یہ وہی قلعات جذوا اور تعکر وغیرہما ہیں۔ یہ مع ہمدان کے یمن کے قبیلوں میں سے سب سے بڑے تھے انکے بہت سے بطون ہیں جو کہ تمام بلاد اسلام میں ایک دوسرے سے علیحدہ ہوکر پھیل گئے اور ان میں سے کوئی شخص سوائے یمن کے اور کہیں باقی نہ رہا۔

مخلاف بنی اصبح بوادی سحول اور ذو اصبح کو کہتے ہیں مورخین اسکو اصبح کی جانب منسوب کرتے ہیں اسکا ذکر حمیر تبابعہ کے انساب میں تحریر کیا گیا۔ اور مخلاف یحصب مخلاف بنی اصبح کے جوار میں واقع ہے

مخلاف بنی وائل کا شہر طویل مسافت پر واقع ہے۔ اسکا حکمران اسعد بن وائل تھا اور بنو وایل ایک بطن ذی الکلاع کا ہے اور ذو الکلاع کا تعلق سبا سے ہے ان لوگوں نے اس بلاد پر حسن بن سلامہ کے مرنے پر قبضہ کر لیا تھا تا آنکہ پھر ان لوگوں نے شاہی حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔ پھر انہوں نے مخلاف سہام پر شہر کد اور وادی دوال پر شہر معقل کی تعمیر کرائی۔ ۴۰۲ھ میں اس نے وفات پائی

بلاد کندہ جبال یمن میں متصل حضرموت اور جبال الرمل کے واقع ہیں اسمیں انکے ملوک تھے انکا دار السلطنت وہون میں تھا امرا القیس نے اسکا تذکرہ اپنے شعر میں کیا ہے۔

بلاد ندحج میں عنس، زبید اور مراد جو کہ ندحج سے ہیں رہتے ہیں اور عنس کا ایک گروہ افرقہ میں وہاں کے بادیہ نشینوں اور خانہ بدوشوں کے ساتھ رہتا ہے اور حجاز میں زبید سے بنو حرب ما بین مکہ اور مدینہ کے رہتے ہیں اور جو لوگ بنو زبید کے شام اور جزیرہ میں ہیں وہ لوگ قبیلہ طے سے ہیں ان لوگوں سے ان کو نسبًا کوئی تعلق نہیں ہے۔

بلاد بنی نہد سروات اور تبالہ کے وسط میں واقع ہے اور سروات مابین تہامہ و جبال اور

بنجد یمن اور حجاز کے ہے۔ اور بنو نہد قضاعہ سے ہیں انہوں نے یمن میں خثعم کے جوار میں سکونت اختیار کی تھی یہ لوگ مثل وحوش اور بہائم کے ہیں عوام الناس ان کو سرو کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ ان لوگوں کا اکثر حصہ جبلہ اور خثعم کی ایرش سے پیدا ہوا ہے۔ انہیں کے بلاد سے تبالہ بھی ہے جہاں پر کہ ایک قوم نہیر وایل کی رہتی ہے وہاں پر انکا بڑا رعب وداب ہے یہ وہی شہر ہے جسکا والی حجاج مقرر ہوا تھا پھر اس نے اسکی حکومت کو حقیر تصور کرکے چھوڑ دیا تھا۔

بلاد مضافہ یمن اول اسکا یمامہ ہے۔ بیہقی نے کہا ہے کہ وہ ایک شہر ہے جو کہ کسی دوسرے شہر سے تعلق نہیں رکھتا اور تحقیق یہ ہے کہ یمامہ سرزمین حجاز میں داخل ہے جیسا کہ نجران یمن کے مضافات سے ہے ابن حوقل نے ایسا ہی کہا ہے بلحاظ مملکت کے یمامہ نجران سے پست درجہ پر ہے اسکی سرزمین کو چونکہ مابین حجاز اور بحرین کے واقع ہے عروض کہتے ہیں اسکے شرقی جانب بحرین ہے اور جانب مغرب اطراف یمن اور حجاز اور جنوب میں نجران اور شمال کی طرف نجد حجاز ہے۔ اسکے اطراف میں بیس منزلیں ہیں اور وہ مکہ سے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اسکا دارالحکومت حجر (بالفتح) تھا۔ پہلے شہر یمامہ کو ملوک بنو حنیفہ کے مقر حکومت ہونے کا اعزاز حاصل تھا بعد ازاں بنو حنیفہ نے حجر کو یہ عزت دی۔ دونوں میں ایک شبانہ روز کی مسافت کا فاصلہ ہے۔ یمامہ کے باہر بنو یربوع تمیمی اور بنی عجل کے قبائل آباد ہیں۔ بکری نے کہا کہ اسکا نام جو ہے اور زرقاء کے نام سے یمامہ موسوم ہوا تبع آخر نے اس نام سے اسکو موسوم کیا تھا اور یہ معہ مکہ معظمہ کے اقلیم ثانی میں ہے اور بُعد اون دونوں کا خط استوا سے[1] ..... منجملہ اسکے منزلوں کے ایک منزل توضیح اور قرقرا ہے طبری نے لکھا ہے کہ رمل عالج یمامہ میں داخل ہے اور شحر سرزمین وبار سے ہے۔ یمامہ اور طائف پر بنی مزان بن لعیفر اور سکسک کا قبضہ تھا پہلے طسم اور جدیس نے ان کو ان شہروں میں مغلوب کر لیا تھا پھر بنو مزان ان پر غالب ومستولی ہوئے اور یمامہ، طسم اور جدیس کے مالک بن بیٹھے اور آخر ملوک بنی[2] ..... پھر جدیس کو غلبہ واستیلا حاصل ہوا انہیں

[1] اصل کتاب میں اس جگہ پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ [2] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

Marfat.com

میں سے یمامہ ہے جسکے نام سے جو شہر موسوم ہوا اُنکے حالات معروف و مشہور ہیں بعد اسکے یمامہ پر طسم و جدیس کے بعد بنو حنیفہ کو قبضہ حاصل ہوا انہیں میں سے ہوذہ بن علی بادشاہ یمامہ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ہوذہ بن علی بادشاہ یمامہ عہد نبوت میں تھا گرفتار ہو کر آیا تھا اور دائرہ اسلام میں داخل ہوا تھا، ردت (مرتد ہونے) کے زمانہ میں اسلام پر ثابت قدم رہا تھا۔ انہیں میں سے مسیلمہ تھا اسکے حالات و واقعات معروف و مشہور ہیں ابن سعید نے روایت کی ہے "میں نے عرب بحرین اور بعض مدرج سے دریافت کیا تھا کہ ان دنوں یمامہ کس کے قبضہ میں ہے اُنہوں نے جواب دیا عرب قیس غیلان کے قبضہ میں ہے بنو حنیفہ کا وہاں پر کوئی شخص یادگار نہیں ہے۔

بلاد حضرموت کی نسبت ابن حوقل نے لکھا ہے کہ یہ عدن کے شرق میں قریب دریا کے واقع ہے۔ اسکا شہر چھوٹا ہے مگر اسکا صوبہ وسیع و عریض ہے۔ اسکے اور عمان کے درمیان ہیں دوسرے جانب سے بہت بڑا ریگستان ہے جو احقاف کے نام سے معروف ہے یہ قوم ہود کے رہنے کا مقام تھا۔ یہاں پر ہود علیہ السلام کی قبر ہے۔ اسکے وسط میں کوہ بشام ہے اور یہ ملک اقلیم اول میں ہے۔ بعد اسکا خط استوا سے بارہ درجہ پر ہے۔ اسکا شمار ملک یمن میں ہے ملک میں سرسبزی، شادابی، نخلستان اور اشجار اور کھیتیاں ہیں۔ اکثر اہالیان حضرموت علیؓ و فاطمہؓ کے احکام کے پابند ہیں اور بعض لوگ علی سے بوجہ حکم مقرر کرنے کے بغض رکھتے ہیں اسوقت وہاں کے بڑے شہروں میں سے قلعہ بشام ہے جہاں پر کہ بادشاہ کے سپاہ سواران کا قیام رہتا ہے قوم عاد کے قبضہ میں علاوہ اس ملک کے شحر اور عمان بھی تھا۔ پھر اُن پر بنو یعرب بن قحطان غالب و مستولی ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ جس نے عاد کو جزیرۃ العرب کا پتہ بتایا تھا وہ رقیم بن ارم تھا یہ شخص بنو ہود کے ساتھ یہاں آیا تھا پھر لوٹ کر عاد کے پاس گیا اور اسکو اسکی رہنمائی کی اور اسکے جوار میں جانے کی ترغیب دی۔ پس جب عاد اس ملک میں داخل ہوا تو جو لوگ یہاں پر تھے ان پر مستولی اور غالب ہو گیا پھر ان پر بعد انکے بنو یعرب بن قحطان غالب و مستولی ہو گئے اور کل بلاد کے حاکم بن بیٹھے اسکا بیٹا حضرموت ان بلاد پر حکمرانی کرنے لگا چنانچہ شحر ممالک جزیرہ عرب کا اسی کے نام سے

Marfat.com

مثل حجاز اور یمن کے موسوم ہوا۔ پہلے یہ حضرموت اور عمان کا قلعہ تھا اور شحر جسکو کہتے ہیں وہ اسکا ایک قصبہ تھا جسمیں نہ تو کاشتکاری ہوتی تھی اور نہ کوئی نخلستان تھا۔ یہاں کے رہنے والوں کا مال و متاع اونٹ اور بکریوں میں منحصر تھا۔ عام خوراک ان کی گوشت اور دودھ تھی اور چھوٹی مچھلیاں بھی ان کی خوراک میں داخل تھیں۔ مویشیوں کا چرانا اور انکے دودھ اور اون سے اپنی گذراوقات کرنا انکا کام تھا۔ ان بلاد کو بلاد مہرہ بھی کہا کرتے ہیں یہاں پر ابل مہریہ (اونٹ مہریہ) پیدا ہوتے ہیں۔ اور کبھی شحر کو عمان کے مضافات سے شمار کرتے ہیں حالانکہ وہ حضرموت سے متصل ملاصق ہے کہا گیا ہے کہ یہ اسکے متعلقات سے ہے ان شہروں میں لوبان بکثرت پیدا ہوتا ہے اور اس کے ساحل میں عنبر شحری۔ اور یہ شرق کی جانب سے اس سے متصل ہے اور اس کے غرب میں ساحل بحر ہند ہے جسپر عدن واقع ہے۔ اور اسکے شرقی جانب بلاد عمان اور جنوب میں بحر ہند مستیطلاً چلا گیا ہے اور شمال میں حضرموت ہے گویا یہ اسکا ساحل ہے یہ دونوں ایک ہی بادشاہ کے قبضہ میں رہا کرتے ہیں اور وہ اقلیم اول میں ہے۔ حضرموت سے حرارت یہاں زیادہ ہے زمانہ قدیم میں عاد کی حکومت یہاں تھی بعد عاد کے مہرہ نے جو کہ حضرموت یا قضاعہ سے تھے سکونت اختیار کی اور وہ لوگ مثل وحوش اور بہائم اس ریگستان میں رہتے ہیں مذہبًا خارجی ہیں اباضیہ کے عقائد کے پابند ہیں۔

سب کے پہلے قحطانیہ میں سے جس نے شحر میں سکونت اختیار کی وہ مالک بن حمیر تھا جو اپنے بھائی سے باغی ہوگیا تھا۔ مالک بن حمیر قصر عملان کا حکمران تھا اپنے بھائی سے مدتوں لڑتا رہا بالآخر مالک مرگیا اسکے بعد اسکا بیٹا قضاعہ بن مالک حکمراں ہوا۔ سکسک اس سے ہمیشہ معرکہ آرا ہوتے رہے تاآنکہ انہوں نے اسکو دبا لیا قضاعہ نے مجبورًا بلاد مہرہ کی حکومت پر اکتفا کیا اسکے بعد اسکا بیٹا اطاب پھر مالک بن الحاف کے بعد دیگرے حکمراں ہوئے یہ بلاد مہرہ سے عمان چلا آیا یہاں پر اس کی بہت بڑی حکومت تھی۔ بیہقی نے کہا ہے کہ مہرہ بن حیدان بن الحاف بلاد قضاعہ کا مالک ہوا تھا اس سے اور اسکے چچا مالک بن الحلاف والی عمان سے لڑائیاں ہوئیں بالآخر یہ

اوپر غالب آیا اسوقت انکے بلاد کے سوا اور کسی مقام پر انکا نام لیوا باقی نہیں رہا۔

بلاد شحر میں شہر مریاط اور صفان مشہور شہروں میں ہے ہیں صفان ملوک تبابعہ کا دارالحکومت تھا اور مریاط ساحل شحر پر واقع ہے مگر یہ دونوں شہر ویران وخراب ہوگئے احمد بن محمد بن محمود حمیری ملقب بہ ناخودہ بہت بڑا تاجر اور بیحد مالدار شخص تھا اسباب تجارت لیکر والی مریاط کے پاس جایا کرتا تھا رفتہ رفتہ ترقی کرکے عہدہ وزارت تک پہونچ گیا پھر جب یہ مرگیا تو احمد ناخودہ اسکے مال ومتاع کا مالک ہوا اس نے اس شہر کو ویران کردیا اور بعد اسکے ۶۱۹ھ میں صفان کو اوجاڑ ڈالا اور ساحل پر ایک شہر ضفار (بضم ضاد) آباد کیا اور اسکو اپنے نام کی مناسبت سے احمدیہ کے نام سے موسوم کیا اور قدیم شہر کو ویران وخراب کردیا کیونکہ وہ اسکی طبیعت کے موافق نہ تھا۔

نجران کی نسبت صاحب کمائم نے تحریر کیا ہے کہ یہ ایک خطہ سرزمین یمن سے جدا اور علیحدہ ہے مگر اور لوگوں کا بیان یہ ہے کہ یہ خطہ سرزمین یمن میں داخل ہے۔ بیہقی نے لکھا ہے کہ اس کی مسافت بیس منزل کی ہے شرق وشمال میں صنعا ہے اور دو طرف سے اسکو حجاز گھیرے ہوئے ہے۔ اسمیں دو شہر آباد ہیں ایک نجران دوسرا جرش۔ یہ دونوں شہر ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں دونوں شہر کے باشندے عادۃً اور رواجاً باہم مشابہ ہیں یہاں کے رہنے والے جنگلیوں کی طرح ہیں اسی میں نجران کا کعبہ تھا جو کعبہ یمن کی ہیئت پر تعمیر کیا گیا تھا۔ ایک گروہ عرب کا اسکے حج کرنے کو آتا تھا اور قربانیاں کرتا تھا اسکو وہ لوگ دیر کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ اسی میں قس بن ساعدہ عبادت کیا کرتا تھا اسی ملک میں جرہم عرب قحطانیہ کا ایک گروہ آکر مقیم ہوا تھا پھر اپنر حمیر غالب ومستولی ہوگیا اور یہ سب تبابعہ کے گورنر اور ماتحت حکمران ہوگئے انکا ہر بادشاہ اقیٰ کے لقب سے ملقب ہوتا تھا انہیں میں سے اقیٰ نجران تھا اسکا نام فلمس بن عمرو بن ہمدان بن مالک بن شہاب بن زید بن وائل بن حمیر تھا۔ یہ شخص کاہن تھا یہ وہی شخص ہے جو اولاد نزار کا جبکہ وہ

Marfat.com

اسکے پاس لڑتے جھگڑتے آئے تھے حکم ہوا تھا۔ یہ ملکہ بلقیس کی طرف سے نجران کا والی تھا ملکہ بلقیس نے اسکو سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا تھا چنانچہ یہ ایمان لایا اور اس نے اپنی قوم میں یہودیت کو پھیلایا۔ اس نے بہت بڑی عمر پائی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بحرین اور سلل دونوں اسکے قبضہ میں تھے بیہقی نے کہا ہے کہ پھر نجران میں بنو مذحج نے قیام اختیار کیا اور اسپر مستولی و غالب ہو گئے انہیں میں سے حرث بنو کعب ہیں اور مورخین کا یہ بیان بھی کہ جسوقت یمامہ سیل عرم سے ویران اور خراب ہو گیا تو یہاں کے رہنے والے نجران کی جانب چلے گئے مذحج سے اور ان سے لڑائیاں ہوئیں جسکے وجہ سے وہ لوگ متفرق و منتشر ہو گئے۔ ابن حزم نے لکھا ہے کہ حرث بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نصر بن ازد نے بصلح و آشتی مذحج کے جوار میں سکونت اختیار کی تھی بعد چندے ان لوگوں نے مذحج کو دبا لیا اور اس ملک کی عنان حکومت ان کے قبضہ میں چلی گئی۔ نجران میں عیسایت قیمون کے ذریعہ سے داخل ہوئی تھی۔ اسکے حالات کتب سیر میں مذکور اور معروف ہیں رفتہ رفتہ ریاست و حکومت بنی حرث کی بنی ریان تک پہونچ گئی پھر بنی عبدالمدان حکومت و سلطنت کے مالک بن بیٹھے۔ انہیں میں سے یزید زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تھا۔ خالد بن ولید کے ہاتھ پر ایمان لایا تھا اور اپنی قوم کے ساتھ بطور وفد رسالت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اسکو ابن عبدالمومن نے نہیں ذکر کیا یہ اسکا استدراک ہے اسکے بھائی کا بیٹا زیاد بن عبدالرحمن بن عبدالمدان سفاح کا ماموں نجران اور یمامہ کا گورنر تھا اس نے دو بیٹے محمد اور یحییٰ چھوڑے تھے۔ اتنے میں چوتھی صدی شروع ہو گئی اور عنان حکومت بنی ابوالجود بن عبدالمدان کے قبضہ اقتدار میں چلی گئی اور وہی یہاں کے حکمراں ہیں۔ ان میں اور فاطمین میں لڑائیاں ہوئیں تھیں۔ کبھی یہ اُن کو مغلوب کر دیا کرتے تھے۔ سب سے پچھلا حکمران انکا عبدالقیس تھا جسکے ہاتھ سے علی بن مہدی نے نجران کو حاصل کیا ہے۔ عمارہ نے اسکا ذکر کیا ہے اور اسکی تعریف کی ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اَعْلَمُ بِالصَّوَابُ۔

Marfat.com

اخبار دولت بنو حمدان حکمرانان موصل وجزیرہ وشام مستبدین خلافت عباسیہ

بنو تغلب بن وائل قبیلہ ربیعہ بن نزار کا ایک بہت بڑا بطن تھا۔ بلحاظ کثرت وعدد کے ان کو اوروں پر فوقیت تھی۔ جزیرہ دیار ربیعہ میں انکا وطن تھا۔ زمانہ جاہلیت میں یہ مذہب نصرانیت کے پابند تھے قیصر کے ساتھ ان کے تعلقات تھے۔ غسان اور ہرقل کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے زمانہ فتوحات میں لڑے تھے پھر ہرقل کے ساتھ بلاد روم کی طرف کوچ کر کے چلے گئے تھے بعد چندے اپنے بلاد کی طرف پھر واپس آئے تھے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اُن پر جزیہ قائم ومقرر کیا تھا ان لوگوں نے گذارش کی تھی "اے امیر المومنین ہم لوگوں کو جزیہ کے نام سے عرب میں ذلیل نہ فرمائیے بلکہ اسکو دوچند کر کے صدقہ کے نام سے موسوم فرما دیجئے"، چنانچہ آپ نے یہ درخواست منظور فرمالی۔ ان دنوں انکا سپہ سالار حنظلہ بن قیس بن ہریر بنو مالک بن بکر بن حبیب بن عمر بن غنم بن تغلب سے تھا۔ انکے گروہ سے عمرو بن بسطام والی سندھ زمانہ حکومت بنی امیہ میں تھا پھر ان میں سے بعد اسکے زمانہ اسلام میں تین خاندان سربرآوردہ ہوئے۔ آل عمر بن الخطاب عدوی، آل ہارون مغمر، آل حمدان بن حمدون بن حارث بن لقمان بن اسد۔ ابن حزم نے کتاب الجمہرہ میں ان تینوں خاندانوں کو بطون بنو تغلب میں نہیں ذکر کیا۔ اسی کتاب کے اسی مقام کے حاشیہ پر میں نے ان تینوں خاندانوں کو لکھا ہوا پایا ہے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مضمون کتاب میں الحاق کیا گیا ہے۔ انسے بنی حمدان کے ذکر میں لکھا ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ لوگ بنو اسد کے موالی (خدام) میں تھے پھر آخر حاشیہ میں لکھا ہے کہ یہ بخط مصنف یعنی ابن حزم لکھا ہے۔ اور پھر جب جزیرہ میں مذہب خارجیت زمانہ حکومت بن مروان بن حکم میں پھیلا تو ان کی جماعت تتر بتر ہو گئی اور اس دعوت کا نام ونشان محو کر دیا گیا۔ بعد ازاں تھوڑے دنوں بعد جزیرہ میں پھر اس دعوت کا اثر ظاہر ہوا! چنانچہ زمانہ فتنہ میں بعد قتل متوکل مساور بن عبد اللہ بن مساور یحلی نے سراۃ سے خروج کیا اور

Marfat.com

اکثر صوبجات موصل پر قبضہ کر لیا اور حدیثہ کو اپنا دار ہجرت بنایا انہوں موصل کی حکومت پر عقبہ بن محمد بن جعفر بن اشعث خزاعی تھا یہ وہی شخص ہے جسکے دادا محمد کو خلیفہ منصور نے افریقہ کی گورنری عنایت کی تھی۔ اسکے خلاف مساور نے خروج کیا تھا بعد اسکے موصل پر ایوب بن احمد بن عمر بن الخطاب تغلبی ۲۵۲ھ میں مامور کیا گیا اس نے اپنی جانب سے اپنے بیٹے حسن کو بطور اپنے نائب کے اس صوبہ پر مقرر کیا پس اس نے اپنی قومی فوج کو مرتب کر کے مساور پر چڑھائی کر دی انہیں میں حمدون بن حرث بھی تھا ان لوگوں نے کمال مردانگی سے خوارج کو ہزیمت دی اور ان کی جمعیت کو منتشر کر دیا۔ بعدہ عہد خلافت مہتدی میں عبداللہ بن سلیمان بن عمران ازدی کو اس صوبہ کی سند حکومت عطا ہوئی۔ خوارج نے اسکو بھی نیچا دکھایا اور مساور نے موصل پر قبضہ کر کے حدیثہ کی جانب مراجعت کی پھر اہل موصل نے عہد حکومت معتمد ۲۵۹ھ میں بغاوت کی اور اپنے گورنر ابن آسا تکین ہیثم بن عبداللہ بن معتمد عدوی تغلبی کو نکالدیا تب معتمد نے بجائے اسکے اسحاق بن ایوب کو آل خطاب سے مقرر کیا حمدان بن حمدون اسکے رکاب میں تھا مدتوں یہ اسکا محاصرہ کئے رہا اسکے بعد اسحاق بن کنداجق کا جھگڑا پیش آگیا اور خلیفہ معتمد سے یہ باغی ہو گیا۔ اسکی مدافعت کی غرض سے علی بن داود والی موصل، حمدان بن حمدون اور اسحاق بن ایوب مجتمع ہوئے مگر اسحاق بن کنداجق نے ان سبھوں کو شکست دیدی سب کے سب متفرق ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے اسحاق بن ایوب کا نصیبین تک اور پھر نصیبین سے آمد تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ اسحاق آمد میں پہونچا عیسیٰ بن شیخ شیبانی اور اسحاق بن ایوب نے موسیٰ بن زرارہ والی ازرن کو امداد کا پیام دیا موسیٰ نے ان دونوں کی امداد سے انکار کیا۔ ان واقعات کے بعد خلیفہ معتمد نے ابن کنداجق کو موصل کی حکومت پر ۲۶۷ھ میں متعین فرمایا پس اس نے جنگ کرنے کی غرض سے اسحاق بن ایوب عیسیٰ بن شیخ ابو العنبر بن زرارہ اور حمدان بن حمدون ربیعہ اور تغلب کو ایک جا کر کے حملہ کیا ابن کنداجق نے ان سبھوں کو شکست دیدی سب کے سب نے بھاگ کر آمد میں عیسیٰ بن شیخ کے پاس جا کر پناہ لی ابن کنداجق نے آمد میں پہونچکر محاصرہ ڈالدیا مدتوں باہم لڑائیاں ہوتی رہیں۔ انہیں واقعات

کے اثنا میں جبکہ شاہی لشکر سے لڑائی چھڑی ہوئی تھی مساور خارجی ۲۶۳ھ میں مرگیا۔ اسکے مرنے پر خوارج نے متفق ہوکر ہارون بن عبداللہ یحلی کو اپنا امیر بنایا اس نے خوارج کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی موصل پر قبضہ کرلیا اسکے متبعین کی جماعت بڑھ گئی پھر اسی کے ہمراہیوں میں سے محمد بن خروان نامی ایک شخص نے اسپر خروج کیا اور موصل میں سب کو نیچا دکھایا حمدان بن حمدون یہ خبر پاکر اسکے پاس امداد حاصل کرنے کی غرض سے گیا اس نے اسکی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور اس کے ہمراہ جنگ کرنے کو روانہ ہوا چنانچہ حمدان کو پھر موصل پر قبضہ دلایا۔ پھر محمد حدیثہ چلا گیا اور اس کے ہمراہی اس سے علیحدہ ہوکر ہارون کے پاس چلے آئے تب ہارون نے محمد کی جانب کوچ کیا۔ اور اس پر حملہ کرکے اسکو مار ڈالا۔ محمد کے مارے جانیکے بعد اکراد جلالیہ اور اسکے ہمراہیوں کو جی کھولکر پامال کیا کل گانوں اور قصبات پر قبضہ کرلیا۔ اسکے عمال لوگوں سے زکوٰۃ اور عشر وصول کرتے تھے بعد اسکے بنوشیبان نے ۲۷۲ھ میں فوجیں آراستہ کرکے ہارون پر فوج کشی کی ہارون نے حمدان سے امداد کی درخواست کی مگر اسکے آنے سے پیشتر میدان جنگ سے شکست کھاکر بھاگ گیا انہیں واقعات کے تمام ہوتے ہوتے اسحاق بن کنداجق اور یوسف بن ابی الساج کے جھگڑے پیش آگئے یوسف بن ابی الساج نے ابن طولون کے شاہی اقتدار کو تسلیم کرلیا اور جزیرہ وموصل پر قابض ہوگیا پھر جب یہ یہاں سے واپس ہوا تو اسحاق بن کنداجق نے ان صوبوں پر قبضہ کرلیا اور اپنی جانب سے ہارون بن سیما کو ۲۷۹ھ میں اسکی سند حکومت عطا کی ان صوبوں کے رہنے والوں نے اس جدید گورنر کو نکال دیا جدید گورنر نے بنوشیبان سے کمک طلب کی چنانچہ بنوشیبان اس کے ساتھ ساتھ کمک کی غرض سے موصل کی جانب آئے اہل جزیرہ وموصل نے یہ خبر پاکر خوارج اور بنو تغلب کو اپنا یار و مددگار بنالیا پس یہ لوگ بھی ہارون السباری اور حمدان کے ہمراہ لڑنے کو نکل کھڑے ہوئے دونوں فریق نے ایک میدان میں معرکہ آرائی کی۔ کامیابی کا سہرہ بنوشیبان کے سر پر باندھا گیا فریق ثانی کو ہزیمت ہوئی۔ اہل موصل نے ہارون بن سیما کے خوف سے دارالخلافت بغداد میں دوسرے گورنر کی تقرری کی درخواست کی اس پر خلیفہ معتمد نے علی بن داود ارزنی

Marfat.com

کو موصل کی سند حکومت عطا فرمائی۔ اور پھر جب خلیفہ معتضد جزیرہ کے اصلاح وانتظام اور بنو شیبان کی اطاعت قبول کر لینے پر ان کے رہاین دینے کو کوچ کیا تھا تو اسکو حمدان بن حمدون اور ہارون السادی کی محبت و مولاۃ کی خبر لگی اور نیز اُن واقعات سے وہ مطلع ہوا جو کہ بنو شیبان سے سرزد ہوئے تھے تب اُس نے حمدان پر حملہ کر دیا اور اُس کو ہزیمت دیدی حمدان شکست کھا کے ماردین چلا گیا اور وہیں اپنے بیٹے حسین کو چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اتفاق سے وصیف اور نصر قسوری کا دیر زعفران کی طرف گذر ہوا جہاں پر کہ حسین بن حمدان ٹھیرا ہوا تھا ان لوگوں سے اس نے امن طلب کی ان لوگوں نے امن دی اور خلیفہ معتضد کی خدمت میں بھیجدیا خلیفہ معتضد نے قلعہ کو منہدم کر ڈالنے کا حکم صادر فرمایا بعد اسکے وصیف اور حمدان سے مڈبھیڑ ہوئی حمدان نے وصیف کو شکست دے کے غربی ساحل کی طرف دریا کو عبور کیا اور پھر مسلح ہو کر شاہی فوج کی جانب بڑھا قبل اس واقعہ کے اسحاق بن ایوب تغلبی نے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی تھی اور شاہی موکب کے ہمراہ موجود تھا۔ حمدان کو کسی ذریعہ سے اسکی خبر لگ گئی اسحاق کے خیمہ میں پہونچ کے اس کے قدموں پر اپنے کو ڈالدیا اسحاق نے اسکو خلیفہ معتضد کے دربار میں لیجا کے پیش کر دیا خلیفہ معتضد نے اسکو قید کر دیا بعدہ نصر قسوری ہارون کے تعاقب میں روانہ ہوا خوارج کو ہزیمت دی ہارون بھاگ کر آذربیجان پہونچا اور جنگل و بیابان میں گھس گیا باقی ماندگان نے معتضد سے امن کی درخواست کی اور علم حکومت کے مطیع ہو گئے۔ اسکے بعد ۲۸۳ھ میں خلیفہ معتضد نے ہارون کی جستجو اور گرفتاری کے لئے کوچ کیا وصیف اور حسین بن حمدان بن بکرین کو اپنی فوج ظفر موج کے مقدمہ پر مامور کر کے بڑھنے کا حکم دیا اور اس سے یہ اقرار کر لیا کہ ہارون کو دربار خلافت میں لا کے حاضر کر دو گے تو میں تمہارے باپ حمدان کو قید سے رہا کر دونگا پس انہوں نے ہارون کا تعاقب کیا اور کمال محنت و جانفشانی سے اسکو گرفتار کر کے دربار خلافت میں لا کے حاضر کر دیا۔ خلیفہ معتضد نے اسکو اور اسکے بھائیوں کو خلعتیں دیں۔ زریں طوق عنایت فرمائے اور حمدان کو حسب اقرار قید سے رہا فرما دیا اسکے بعد اسحاق بن ایوب عدوی

Marfat.com

جوکہ دیار ربیعہ کا والی تھا مرگیا خلیفہ معتضد نے بجاے اسکے عبداللہ بن ہیثم بن عبداللہ بن معتمد کو متعین فرمایا۔

ابتداء دولت وحکومت ابوالہیجاء عبداللہ بن حمدان بر موصل۔

جسوقت خلیفہ مکتفی سریر خلافت پر متمکن ہوا اسوقت ابوالہیجاء عبداللہ بن حمدان کو موصل اور اسکے مضافات کی سند حکومت عطا کی۔ چونکہ اکراد ہزبانیہ نے اطراف موصل میں غارتگری کا بازار گرم کر رکھا تھا ان دنوں انکی سرداری محمد بن سلال نامی ایک شخص کر رہا تھا اسوجہ سے ابوالہیجاء عبداللہ نے ان سے معرکہ آرائی کی اور ساحل شرقی کو عبور کرکے اُن پر حملہ آور ہوا مقام خازر میں بہت بڑی لڑائی ہوئی اسکا خادم سیما انہیں معرکوں میں مارا گیا۔ لوٹ کر موصل آیا پھر خلیفہ مکتفی نے اسکی کمک پر فوجیں بھیجیں چنانچہ ۲۹۴ھ میں باغیان علم خلافت عباسیہ کے تعاقب میں دوبارہ روانہ ہوا مقام آذربیجان میں معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد محمد بن سلال معہ اپنے اہل وعیال کے میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا ابوالہیجاء عبداللہ نے محمد بن سلال اور اسکے ہمراہیوں کا خون مباح کر دیا محمد بن سلال نے یہ خبر پاکے امن کی درخواست کی ابوالہیجاء نے اسکو امن دی اور اسکو اپنے ہمراہ لئے موصل آیا موصل میں پہونچنے پر کل اکراد حمیدیہ امن کے خواستگار ہوگئے اور علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔ اس واقعہ نے مخالفین کے قلوب ہلا دیئے اور ابوالہیجاء عبداللہ کی حکومت میں استقلال واستحکام کی کیفیت پیدا کر دی ان واقعات کے بعد ۲۹۶ھ میں خلیفہ کے معزول کرنے کا واقعہ دربار خلافت میں پیش آیا وزیر السلطنت عباس بن حسن مارا گیا خلیفہ مقتدر معزول کیا گیا اور عبداللہ بن معتز کی خلافت کی چند دنوں کے لئے بیعت لی گئی پھر خلیفہ مقتدر سریر خلافت پر دوبارہ متمکن کیا گیا جیساکہ یہ سب واقعات حالات دولت عباسیہ میں بیان کئے گئے۔ اس زمانہ میں حسین بن حمدان دیار ربیعہ پر مامور تھا اور منجملہ اُن لوگوں کے تھا جو اس فتنہ وفساد کے بانی مبانی ہوئے تھے اور قاتلین وزیر کے ساتھ اسکے قتل میں شریک ہوا تھا ہنگامہ فرو ہونے پر خلیفہ مقتدر نے

اس کی گرفتاری پر قاسم بن سیما کو سپہ سالاروں کی ایک جماعت کے ساتھ متعین کیا مگر یہ لوگ حسین کو گرفتار نکر سکے تب خلیفہ مقتدر نے ابوالہیجار عبداللہ گورنر موصل کو اسکی گرفتاری کو لکھا پس ابوالہیجار قاسم کے ساتھ حسین کی گرفتاری کو روانہ ہوا تکریت کے قریب حسین سے مڈبھیڑ ہوگئی حسین شکست کھاکے بھاگا اور خلافت مآب سے امن کا خواستگار ہوا خلافت مآب نے اس کو امن دی اور خوشنودی مزاج کا خلعت عطا فرماکے صوبجات قم وقاشان کی حکومت عنایت کی بعد چندے پھر اُسکو دیار ربیعہ کی حکومت پر بھیجدیا۔

ابوالہیجار اور حسن کی بغاوت

سنہ ۲۹۹ھ میں ابوالہیجار عبداللہ نے موصل میں علم بغاوت بلند کیا جسکا سلسلہ سنہ ۳۰۲ھ تک جاری وقائم رہا۔ اسوقت حسین بن حمدان دیار ربیعہ میں تھا جیساکہ ہم اوپر بیان کرآئے ہیں۔ وزیر السلطنت عیسیٰ بن عیسیٰ نے حسین سے خراج کا مطالبہ کیا۔ حسین نے انکاری جواب دیا اس پر وزیر السلطنت نے حکم صادر کیاکہ اپنے کل بلاد مقبوضہ کو شاہی عمّال کے حوالہ کردو۔ حسین اس سے مطلع ہوکر باغی ہوگیا۔ وزیر السلطنت نے اسکی سرکوبی کی غرض سے فوجیں روانہ کیں حسین نے ان کو ہزیمت دی تب وزیر السلطنت نے موسیٰ عجلی کو لکھ بھیجا کہ عساکر علویہ کے جنگ سے فارغ ہوکر حسین سے معرکہ آرا ہو۔ مونس عجلی اسوقت مصر میں علویہ فوجوں سے لڑرہا تھا چنانچہ مونس سنہ ۳۰۳ھ میں حسین سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا حسین یہ خبر پاکر معہ اپنے اہل وعیال کے آرمینیہ کی جانب بھاگ گیا اور اپنے مقبوضہ بلاد کو یوں ہی چھوڑ گیا مونس نے اسکے تعاقب میں فوجیں روانہ کیں پس اس لشکر نے حسین کو جاکر گھیر لیا بہت بڑی لڑائی ہوئی وہ اور اسکا بیٹا اور اسکے کل اہل وعیال اور ہمراہی گرفتار کرلئے گئے مونس معہ ان گوں کے بغداد واپس آیا خلیفہ مقتدر نے اسکو جیل میں ڈالدیا۔ اسی تاریخ میں خلافت مآب نے ابوالہیجا عبداللہ اور کل بنو حمدان کو گرفتار کرکے جیل میں بھیجدیا تھا بعد اسکے سنہ ۳۰۵ھ میں خلافت مآب نے ابوالہیجار کو رہا کردیا اور سنہ ۳۰۱ھ میں حسین کو بارحیات سے سبکدوش کردیا۔ سنہ ۳۰۶ھ میں ابراہیم بن حمدان کو دیار ربیعہ کی حکومت عنایت کی اور بجائے اسکے داود بن حمدان کو مامور کیا۔

ابوالہیجار کی دوبارہ گورنری اور قتل

پھر ۳۱۴ھ میں خلیفہ مقتضد نے ابوالہیجار عبداللہ بن حمدان کو دوبارہ گورنری موصل سے سرفراز فرمایا۔ پس ابوالہیجار نے اپنی جانب سے اپنے بیٹے ناصرالدولہ حسن کو حکومت موصل پر روانہ کیا اور خود بغداد میں ٹھیرا رہا بعد اسکے ابوالہیجار کو یہ خبر لگی کہ عرب اور اکراد اطراف موصل اور نیز صوبہ خراسان کے گرد و نواح میں ہنگامہ فساد برپا کئے ہوئے ہیں۔ اسپر ابوالہیجار نے اپنے بیٹے ناصرالدولہ کو ان لوگوں کی سرکوبی کو لکھ بھیجا چنانچہ ناصرالدولہ نے عرب پر جزیرہ میں فوج کشی کی اور خوب خوب ان کو گوشمالی دی پھر مع اپنی فوج ظفر موج کے تکریت کی جانب آیا اور فوجوں کو از سر نو آراستہ کرکے شہرزور کی طرف روانہ ہوا اکراد جلالیہ پر متعدد حملے کئے تا آنکہ ان سرکشوں نے گردن اطاعت جھکا دی۔

ان واقعات کے بعد ۳۱۷ھ میں خلیفہ مقتدر اپنے بھائی قاہر کی وجہ سے معزول کیا گیا مگر دوسرے دن دوبارہ سریر خلافت پر متمکن ہوگیا۔ قاہر کا اسکے قصر میں محاصرہ کر لیا گیا۔ قاہر نے ابوالہیجار کے دامن میں پناہ لی ان دنوں ابوالہیجار قاہر ہی کے پاس تھا اور ایک مدت دراز تک قاہر کی جانبری کی فکر میں وہیں ٹھیرا رہا لیکن کامیاب نہوا اور عوام الناس قاہر سے بگڑ گئے۔ ابوالہیجار محلسرائے قاہر سے لگانے بجھانے والوں کی جستجو کرنے کو نکلا۔ ایک گروہ نے اسکا تعاقب کیا اور مناسب مقام پر پہونچ کے حملہ کرکے مار ڈالا یہ واقعہ نصف محرم سنہ مذکور کا ہے۔ خلیفہ مقتدر نے اپنے خادم تحریر کو حکومت پر مامور کیا۔

سعید و ناصر پسران حمدان کی گورنری

۳۱۷ھ میں ابوالعلاء سعید بن حمدان نے موصل، دیار ربیعہ اور کل اُن بلاد کی جو ناصرالدولہ کے قبضہ میں تھے گورنری کی درخواست کی چنانچہ خلیفہ راضی نے اسکو سند حکومت عطا فرمائی۔ پس ابوالعلاء نے سامان سفر درست کرکے موصل کی جانب کوچ کیا۔ ناصرالدولہ یہ خبر پاکر اس سے ملنے کو نکلا۔ ابوالعلاء دوسری راہ سے ناصرالدولہ کے مکان پر جاکر بیٹھ گیا اور قابض ہوگیا۔ ناصرالدولہ نے یہ سنکر اپنے غلاموں میں سے چند لوگوں کو ابوالعلاء کے قتل کرنے کو بھیجا چنانچہ ان لوگوں نے ابوالعلاء کو قتل کر ڈالا۔ خلیفہ راضی کو

Marfat.com

اس سے بیحد ناراضی پیدا ہوئی اپنے وزیر السلطنت ابن مقلہ کو موصل کی طرف روانہ ہونے کا اشارہ کیا پس وزیر السلطنت سامان جنگ اور سفر درست کرکے موصل کا راستہ لیا ناصر الدولہ نے مطلع ہوکر موصل کو چھوڑ دیا وزیر السلطنت ناصر الدولہ کا کوہ سن تک تعاقب کرتا چلا گیا مگر کامیاب نہوا واپس آیا اور موصل میں قیام کر دیا۔ ابن حمدون کے بعض ہواخواہوں نے وزیر السلطنت کے بیٹے کو دس ہزار دینار دیکر ملا لیا۔ اس نے ان لوگوں کے کہنے سے اپنے باپ کو ایسے چند امور لکھ بھیجے کہ جس سے وزیر السلطنت گھبرا گیا اور موصل پر اراکین دولت میں سے جسپر اسکو بھروسہ واطمینان تھا اسکو مامور کرکے نصف شوال سنہ مذکور میں بغداد کی جانب مراجعت کی۔ جوں ہی وزیر السلطنت نے بغداد کا رخ کیا ناصر الدولہ موصل میں پھر واپس آیا اور اس پر قابض ہوگیا۔ بعد قبضہ موصل خلیفہ راضی کی خدمت میں عفو تقصیر کی درخواست بھیجی اور اداے خراج کی ضمانت دی خلافت مآب نے اسکی درخواست منظور فرمائی، اور وہ اپنے مقبوضہ ملک میں بدستور حکمراں بنا رہا۔

روانگی راضی جانب موصل سنہ ۳۲۳ھ میں ناصر الدولہ نے دار الخلافت بغداد میں خراج موصل کے بھیجنے میں تاخیر کی خلیفہ راضی کو اس سے ناراضی ہوئی۔ فوجیں آراستہ کرکے معہ حکم جو اسکی سلطنت کا منصرم تھا موصل کی جانب روانہ ہوا۔ آگے بڑھ کر خود موصل کی جانب چلا اور تحکم کو تکریت کی طرف بڑھنے کا اشارہ کیا۔ ناصر الدولہ یہ خبر پاکر مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی حملہ میں شکست کھاکے معہ اپنے ہمراہیوں کے نصیبین کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ تحکم نے اسکا تعاقب کیا اور اسکو گرفتار کر لیا۔ اسکی گرفتاری کے بعد تحکم نے خلیفہ راضی کی خدمت میں نامہ بشارت فتح روانہ کیا۔ خلیفہ راضی کشتی پر سوار ہوکر موصل کی جانب چلا۔ ابن رائق جو کہ زمانہ غلبہ ابن برید سے بغداد میں روپوش تھا اس زمانہ غیر موجودگی کو غنیمت تصور کرکے زاویہ اختفا سے نکل آیا اور بغداد پر مستولی ہوگیا۔ جاسوسوں نے راضی تک اس خبر کو پہونچا دیا۔ پس راضی بجاے موصل جانے کے دریاے دجلہ کی راہ سے خشکی پر اتر پڑا اور بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ تحکم کو نصیبین سے بلا بھیجا۔ ناصر الدولہ کو

Marfat.com

ابن رائق کے حالات سے آگاہی ہوگئی تھی اس بناء پر دیار ربیعہ کی حکومت دوبارہ ملنے کی درخواست کی اور پانچ لاکھ درہم نقد ادا کرنے کا اقرار کیا خلافت مآب نے فوراً یہ درخواست منظور فرمالی اور متعہ تحکم کے بغداد کی جانب کوچ کیا قریب بغداد ابوجعفر محمد بن یحییٰ بن شیرزاد، ابن رائق کی طرف سے پیام صلح لے کے حاضر ہوا کہ مجھے دیار مضر یعنی حران، الرہا، رقہ اور علاوہ انکے قنسرین اور سرحد کی سند حکومت عطا فرمائی جائے میں بغداد سے علیحدہ ہوجاؤں گا۔ خلافت مآب نے مصلحتاً یہ درخواست منظور فرمالی چنانچہ ابن رائق نے بغداد کو چھوڑ کر اپنے صوبہ کی جانب کوچ کیا اور خلیفہ راضی وتحکم بغداد میں داخل ہوئے۔ اور ناصر الدولہ بن حمدان نے موصل کی طرف مراجعت کی

ناصر الدولہ کی گورنری امرار کی امارت متقی کی موصل کی طرف روانگی

ابن رائق نے دیار مضر اور سرحد پر پہونچکر ملک شام کا قصد کیا اور دمشق کو اخشید کے قبضہ سے نکال کر رملہ کی طرف بڑھا اور اس پر بھی قابض ہوگیا۔ بعد اسکے اخشید سے اور ابن رائق سے عریش مصر پر معرکہ آرائی ہوئی اخشید نے اس معرکہ میں اسکو ہزیمت دی ابن رائق لوٹ کر دمشق آیا پھر دونوں میں اس امر پر مصالحت ہوئی کہ شام اور مصر کی سرحد رملہ مقرر کیا جائے یہ واقعہ ۳۲۸ھ کا ہے۔ پھر ۳۲۹ھ میں خلیفہ راضی رہگرائے عالم آخرت ہوا اور خلیفہ متقی نے سریر خلافت پر قدم رکھا۔ تحکم مارا گیا اور بریدی بغداد میں داخل ہوا اتراک تحکمہ نے بغداد سے نکل کر موصل کا راستہ لیا۔ انہیں فراریوں میں توزون اور ججح بھی تھا۔ پھر یہ لوگ ابوبکر محمد بن رائق کے پاس چلے گئے اور اسکو عراق کی ترغیب دی۔ ان لوگوں کے بعد خلافت وامارت پر اتراک دیلمیہ مستولی اور چیرہ دست ہوگئے اور ابوالحسن بریدی واسطے سے بغداد چلا آیا۔ جو بیس دن تک بغداد میں امیر الامرار کی حیثیت سے قیام پذیر رہا بعد ازاں لشکریوں نے اسپر یورش کی اور اسکے خلاف شور وشر کا سر اوٹھایا مجبوراً واسط لوٹ آیا۔ گو تکین غالب و متصرف ہوگیا پھر خلیفہ متقی کی رفاقت ترک کرکے ابن رائق کو طلبی کا خط لکھا چنانچہ ابن رائق دمشق سے ماہ رمضان ۳۲۹ھ میں بغداد کی جانب روانہ ہوا اور بجائے اپنے دمشق پر ابوالحسن احمد بن علی بن حمدان کو بطور اپنے نائب کے مامور کرتا گیا اس شرط سے کہ ایک لاکھ دینار اسکو بغداد پہونچنے

پر ادا کرے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ کورتکین اور دیلمیہ امور سیاست پر مستولی ہو رہے تھے ابن رائق نے پہونچتے ہی کورتکین کو گرفتار کر کے محلسرائے خلافت میں قید کر دیا بعد چندے لشکریوں نے اسپر بھی یورش کی ابو عبداللہ بریدی نے اس سے مطلع ہو کر اپنے بھائی ابوالحسن کو بسرافسری عظیم فوج بغداد روانہ کیا ابوالحسن اور اسکی فوج نے بغداد پر پہونچکر قبضہ کر لیا۔ خلیفہ متقی اور اسکا بیٹا ابوالمنصور بھاگ گیا ابن رائق بھی ان دونوں سے جا ملا پھر سبھوں نے متفق ہو کر موصل کا راستہ لیا۔

روانگی موصل سے پیشتر خلیفہ متقی نے ابن حمدان سے بریدیوں کے مقابلہ پر امداد طلب کی تھی چنانچہ ابن حمدان نے اپنے بھائی علی بن عبداللہ بن حمدان کو فوج عظیم کے ساتھ خلیفہ متقی کی کمک پر روانہ کیا مقام تکریت میں جبکہ خلیفہ متقی اور ابن رائق بغداد سے ہزیمت اوٹھائے ہوئے بھاگے آرہے تھے ملاقات ہوئی سیف الدولہ نے خلیفہ متقی کی بیحد خدمت کی اور اسکے ساتھ ساتھ موصل کی طرف آیا دجلہ کے ساحل شرقی پر دونوں مقیم ہوئے ابن رائق اور امیر ابو منصور بھی ملنے کو دجلہ عبور کر کے آیا سیف الدولہ نے شاہزادہ کو دیکھ کر اشرفیاں بطور صدقہ لوٹائیں ادہر ادہر کی باتیں کر کے شاہزادہ ابو منصور واپسی کے قصد سے گھوڑے پر سوار ہوا ابن رائق نے بھی سوار ہو کر روانہ ہونیکا ارادہ کیا ابن حمدان نے گفتگو کرنے کی غرض سے روکا ابن رائق نے معذرت کی اسپر ابن حمدان کو شبہ ہوا اپنے غلاموں کو اشارہ کر دیا انھوں نے لپک کر اسکا سر اوتار لیا بعد اسکے ابن حمدان نے خلیفہ متقی کو اس واقعہ سے مطلع کیا خلیفہ متقی نے اسکو طلب فرما کے خلعت عنایت کی، ناصرالدولہ کا خطاب عطا فرمایا، امیرالامرا کے عہدہ سے ممتاز کیا اور اسکے بھائی ابوالحسن کو بھی سیف الدولہ کے لقب سے مخاطب فرمایا۔ ابن رائق کا واقعہ قتل ماہ رجب ۳۳۰ھ میں واقع ہوا تھا اور ناصرالدولہ کو گورنری و سند حکومت غرہ شعبان میں مرحمت ہوئی تھی۔

ابن رائق کے مارے جانے کے بعد اخشید نے مصر سے دمشق کی جانب حرکت کی، پہونچتے ہی ابن رائق کے گورنر سے اسکو چھین لیا اور ناصرالدولہ نے سنہ خلیفہ متقی کے بغداد کی جانب کوچ کیا۔

بغداد میں بنی حمدان کے حالات جسوقت ابن رائق قتل کر ڈالا گیا، ابوالحسن بریدی اسوقت بغداد میں حکومت کر رہا تھا مگر کیا خواص اور کیا عوام سبھوں کے قلوب میں اسکی طرف سے ناراضی اور کشیدگی کا مادہ پیدا ہو رہا تھا حجج بھاگ کر خلیفہ متقی کے پاس پہونچا توزوں اور اسکے ہمراہیوں کو موصل میں مجتمع کر کے خلیفہ متقی اور ناصر الدولہ کو بغداد پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی، سب کے سب اسکی امداد اور کمک پر آمادہ و تیار ہو گئے۔ دیار مضر یعنی الرہا، حران اور رقہ کے خراج اور مالی محکمہ پر ابوالحسن علی بن خلف بن طیاب کو مقرر کیا۔ ابن رائق کی طرف سے ان بلاد پر ابوالحسن علی بن احمد بن مقاتل مامور تھا۔ ابن طیاب اور ابن مقاتل سے لڑائی ہوئی ابن مقاتل کو اس معرکہ میں ہزیمت ہوئی اثنار دار و گیر میں مار ڈالا گیا اور جب خلیفہ متقی اور ناصر الدولہ کا موکب ہمایوں دار الخلافت بغداد کے قریب پہونچا تو ابوالحسن بریدی ایک سو دس یوم کے بعد بغداد چھوڑ کر واسط کی جانب بھاگ گیا خلیفہ متقی معہ اپنے اعوان و انصار کے دار الخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ بنو حمدان بھی اسکے رکاب میں تھے۔ توزوں کو بغداد کے دونوں جانب کی افسری پولیس کا عہدہ عنایت ہوا۔ یہ واقعہ سنہ مذکور کے ماہ شوال کا ہے۔ بعد ازاں بنو حمدان نے بقصد ابوالحسن بریدی واسط کی جانب کوچ کیا۔ ناصر الدولہ نے مدائن میں پڑاؤ کیا اور اپنے بھائی سیف الدولہ کو بریدی سے جنگ کرنے کو بھیجا۔ بریدی بھی یہ خبر پا کر واسط سے ان لوگوں سے جنگ کرنے کو روانہ ہو چکا تھا نہیبی مدائن میں دونوں حریف کا مقابلہ ہوا شاہی لشکر کے ہمراہ توزوں، حجج اور نامی نامی ترک تھے۔ پہلے تو ان کو ہزیمت ہوئی اور یہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے ناصر الدولہ نے اس امر کا احساس کر کے مدائن سے ان کی کمک کو اپنے رکاب کی فوج بھیجی۔ اس تازہ دم فوج کے آجانے سے منہزم گروہ کے پاؤں رک گئے اور اونہوں نے مجموعی قوت سے بریدی کے لشکر پر حملہ کیا۔ بریدی کا لشکر اس نابرداشتنی جملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا بریدی معہ اپنے چند سرداروں کے واسط کی طرف بھاگا ناصر الدولہ نے نصف ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور میں بغداد کی جانب مراجعت کی اسکے ساتھ بریدی کے ہمراہیوں کا ایک گروہ پابزنجیر آیا ہوا تھا سیف الدولہ میدان کارزار میں قیام پذیر رہا

تا آنکہ زخم اسکے سندمل ہو گئے اور تکان جاتا رہا۔ تب اسنے اپنی فوج کو از سر نو مرتب و مسلح کر کے واسط کی جانب کوچ کیا بریدی واسط چھوڑ کر بصرہ چلا گیا سیف الدولہ نے واسط پر قبضہ کر لیا اور پھر انتظام شہر سے فارغ ہو کر بریدی کے تعاقب میں بصرہ کی جانب روانہ ہوا اپنے بھائی ناصر الدولہ سے مالی مدد طلب کی ناصر الدولہ نے کسی مصلحت کے لحاظ سے مدد نہ دی بظاہر وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس سے اور ترکوں سے بالعموم توزون اور بجکم سے بالخصوص ناچاقی تھی بعد چندے ابو عبداللہ کوفی بہت سا مال لیکر ناصر الدولہ کی جانب سے ترکوں میں تقسیم کرنے کی غرض سے سیف الدولہ کے کیمپ میں آیا توزون اور بجکم نے روک ٹوک کی اور اس سے بہ ترشروئی پیش آنے کا قصد کیا سیف الدولہ نے بحکمت عملی ان دونوں کی نظروں سے ابو عبداللہ کو غائب کر دیا اور بحفاظت تمام اسکو اپنے بھائی کے پاس واپس کر دیا۔ بعد اسکے آخری ماہ شعبان میں ترکوں نے سیف الدولہ کے خلاف سرکشی کی۔ سیف الدولہ اپنے لشکر گاہ سے نکلکر بغداد چلا گیا ترکوں نے لشکر گاہ کے بازار کو لوٹ لیا اور اسکے ہمراہیوں کے ایک گروہ کو مار ڈالا۔

ابو عبداللہ کوفی نے ناصر الدولہ کے پاس پہونچکر اسکے بھائی سیف الدولہ کے حالات سے مطلع کیا ناصر الدولہ نے ترکوں کی خودسری سے مطلع ہو کر موصل کی جانب روانہ ہونے کا قصد کیا خلیفہ متقی یہ سنکر سوار ہو کر اسکے پاس آیا اور اسکو چندے صبر کرنے کی ہدایت کی مگر جوں ہی خلیفہ متقی ناصر الدولہ کے پاس سے لوٹ کر قصر خلافت میں آیا ناصر الدولہ نے اپنی امارت کے تیرہ مہینے بعد موصل کی جانب کوچ کر دیا۔ دیلمیوں اور ترکوں کو موقع مل گیا یورش کر کے اس کے مکان پر چڑھ آئے اور لوٹ لیا۔

سیف الدولہ کے روانہ ہونے کے بعد ترکوں نے اپنے کیمپ میں معاودت کی اور توزون کو اپنی امارت دی اور لشکر کی سرداری کا علم بجکم کو دیا۔

نصف ماہ رمضان میں سیف الدولہ اپنے بھائی ناصر الدولہ کی روانگی کے بعد دار السلطنت بغداد میں داخل ہوا۔ پھر اسکو توزون کی امارت کی خبر پہونچی۔ بعد ازاں ترکوں میں نفاق پیدا

Marfat.com

ہوگیا کوزون نے ججح کو گرفتار کرکے نیل کی سلائیاں اسکی آنکھوں میں پھروادیں۔ سیف الدولہ بغداد سے روانہ ہوکر اپنے بھائی کے پاس موصل چلا گیا۔

عدل تحکمی کے حالات عدل تحکم کا خاص خادم تھا مگر پھر ابن رائق کے رفیقوں میں داخل ہوکر اسکے ساتھ ساتھ موصل چلا گیا تھا اور جب ابن رائق مارا گیا تو ناصر الدولہ کے حاشیہ نشینوں میں شامل ہوگیا۔ ناصر الدولہ نے اسکو علی بن خلف بن طیاب کے ہمراہ دیار مضر روانہ کیا۔ چنانچہ علی بن خلف نے دیار مضر پر قبضہ کرلیا اور ابن رائق نے نائب کو جو کہ دیار مضر پر مامور تھا قتل کرڈالا۔ رجبہ متعلقات دیار مضر میں ابن رائق کی طرف سے ایک شخص مسافر بن حسین نامی مامور تھا اس نے رجبہ پر قبضہ کرلیا اور خود سری کے ساتھ خراج وصول کرکے بیٹھ رہا۔ علی بن خلف نے اسکی سرکوبی پر عدل تحکمی کو متعین کیا عدل تحکمی نے اپنے مدبرانہ چالوں سے ان بلاد پر قبضہ حاصل کرلیا، مسافر بھاگ گیا اتراک تحکمیہ یہ خبر پاکر عدل کے پاس آآکر مجتمع ہوگئے۔ ان لوگوں کے مجتمع ہوجانے سے عدل کی قوت بڑھ گئی۔ طریق فرات اور بعض حصہ خابور پر قابض ہوگیا اس اثنار میں مسافر نے اپنی کچھ حالت درست کرلی اور بنی نمیر سے امداد حاصل کرکے قرقیسیا کی جانب چلا گیا اور اسپر قبضہ کرلیا۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد عدل نے پھر اسکے قبضہ سے اسکو نکال لیا۔ بعدہ عدل نے بقیہ حصہ خابور پر قبضہ کرلینے کا قصد کیا اسکے خاندان والوں نے بنی نمیر سے امداد کی درخواست کی عدل نے چندے ان کی امداد سے اعراض کیا تاآنکہ ہنگامہ فساد فرو ہوگیا تب عدل نے ایک روز سمصاب پر جو کہ خابور کا بہت بڑا مشہور مقام تھا بقصد شبخون کوچ کیا اہل سمصاب مقابلہ پر آئے عدل کے ہمراہیوں نے سرنگ کے ذریعہ سے شہر پناہ کی دیوار میں بہت بڑا سا روزن کردیا جس سے عدل معہ اپنے ہمراہیوں کے شہر میں داخل ہوگیا اور قبضہ کرلیا بعدازاں اور مقامات پر قابض ہوگیا چھ مہینے تک خابور میں ٹھیرا ہوا خراج وصول کرتا رہا مالی اور فوجی قوت بڑھ گئی۔ حوصلے بھی بلند ہوگئے بنو حمدان کے مقبوضات پر قبضہ کرنے کا شوق چرایا۔ چونکہ ان دنوں سیف الدولہ موصل اور بلاد جزیرہ میں موجود تھا اسوجہ سے عدل نے پہلے نصیبین کے قصد سے کوچ کیا۔ رجبہ اور حران کی طرف

Marfat.com

پانس مونسی کی موجودگی کے سبب سے نہ گیا۔ کیونکہ وہ معہ اپنی فوج اور بنی نمیر کے ایک گروہ کے وہاں مقیم تھا۔ پس عدل پہلے راس عین کی جانب گیا پھر راس عین سے نصیبین کی طرف روانہ ہوا رفتہ رفتہ عدل کی سرکشی کے حالات ابوعبداللہ حسین بن سعید بن حمدان تک پہونچی فوجیں فراہم کرکے عدل کی طرف بڑھا۔ دونوں حریف کا ایک کھلے میدان میں مقابلہ ہوا۔ عدل کے اکثر ہمراہیوں نے ابن حمدان سے امن حاصل کرلی اور اسکے لشکر گاہ میں چلے آئے۔ عدل کے ہمراہ معدودے چند نفر باقی رہ گئے ابن حمدان نے عدل کو معہ اسکے بیٹے کے گرفتار کرلیا اور اسکی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں اور دونوں کو آخری ماہ شعبان ۳۳۱ھ میں بغداد روانہ کردیا۔

روانگی متقی جانب موصل و مراجعت

جسوقت ناصر الدولہ اور سیف الدولہ نے خلیفہ متقی کی خدمت سے رخصت ہوکر بغداد سے مراجعت کی توزوں واسطے سے بغداد میں آداخل ہوا اور حکومت و سلطنت پر مستولی ہوگیا پھر بغداد سے واسط کی جانب مراجعت کی بصرہ میں پہونچا ہیں اسکے اور ابن بریدی کے رشتہ اتحاد اور مصاہرت قائم ہوا اس سے خلیفہ متقی کے خیالات میں تبدیلی واقع ہوئی۔ توزون کے بعض ہمراہیوں کو موقع مل گیا چنانچہ اونہوں نے خلیفہ متقی اور وزیر السلطنت کے کان بھرنے شروع کردیئے اور ان دونوں کو ابن بریدی اور توزوں کے بلجانے سے ڈرایا اتفاق سے انہیں دونوں ابن شیرزاد بھی توزوں کے پاس چلا آیا تھا اور توزوں نے اسکو واسط کی جانب روانہ کردیا تھا۔ رگانے بجھانے والوں نے خلافت مآب سے ان سب واقعات کو بیان کیا اور ابن بریدی نے جو کچھ خلافت مآب کے ساتھ پچھلے دنوں کئے تھے اُن سب کو یاد دلایا۔ پس خلافت مآب نے ابن حمدان کو ایک لشکر بھیجنے کو لکھ بھیجا تاکہ اسکے ہمراہ موصل کی جانب روانہ ہو۔ چنانچہ ابن حمدان نے اپنے ابن عم حسین بن سعید بن حمدان کے ہمراہ ایک فوج روانہ کی ۳۳۲ھ میں یہ فوج بغداد پہونچی۔ خلیفہ متقی مع اپنے اہل وعیال اور اعیان دولت جسمیں وزیر السلطنت ابن مقلہ بھی تھا اس فوج کے ہمراہ موصل

لہ ناسخ کی غلطی ہے ناظرین بجائے ۳۳۱ھ کے ۳۳۲ھ پڑھیں۔ دیکھو تاریخ ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۵۳ مطبوعہ مصر ۱۲

کی جانب روانہ ہوا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا تکریت تک پہونچا اس مقام پر سیف الدولہ خلیفہ متقی سے ملنے کو آیا بعد ازاں ناصر الدولہ بھی آپہونچا انہیں دونوں امیروں کے ساتھ ساتھ متقی نے موصل کی جانب کوچ کیا۔ پھر جب یہ خبر توزون تک پہونچی تو وہ بھی تکریت کی طرف روانہ ہوا قریب تکریت سیف الدولہ نے اس سے معرکہ آرائی کی تین دن تک لڑائی جاری اور قائم رہی آخر کار توزون نے اس کو ہزیمت دیکر اسکے اور نیز اسکے بھائی کے کیمپ کو لوٹ لیا۔ سیف الدولہ شکست کھاکے موصل کی جانب بھاگا اور توزون اسکے تعاقب میں تھا ناصر الدولہ اور خلیفہ متقی مع اپنے رکاب کی فوج کے نصیبین کی طرف کوچ کیا پھر نصیبین سے رقہ کی طرف گیا۔ سیف الدولہ اسی مقام پر ان لوگوں سے آملا اور توزون نے موصل پر قبضہ کر لیا۔

بعد اسکے خلیفہ متقی نے ایک عتاب آمود خط توزون کے پاس بھیجا جسمیں اس نے توزون پر ابن بویدی سے ملنے کی وجہ سے ناراضی ظاہر کی تھی اور یہ تحریر کیا تھا کہ اگر اب بھی تم اسکی تلافی کرو تو ما بدولت و اقبال تم سے راضی ہو جائینگے اور سیف الدولہ و ناصر الدولہ سے مصالحت بھی کرا دیجائیگی۔ توزون نے ان باتوں کو منظور کر لیا صلحنامہ لکھا گیا ناصر الدولہ نے تین برس تک چھ لاکھ تیس ہزار سالانہ ادا کرنے کے لئے اپنے مقبوضات کی ضمانت دی تکمیل صلحنامہ کے بعد توزون نے بغداد کی طرف مراجعت کی اور خلیفہ متقی رقہ میں مقیم رہا۔ بعد چندے ادہر خلیفہ متقی کو ابن حمدان کی بیوفائی اور کج ادائی کا احساس ہوا ادھر سیف الدولہ کو یہ خبر لگی کہ محمد بن نیال ترجمان نے خلیفہ متقی کو سیف الدولہ کی جانب سے بدظن کر دیا ہے اور یہ وہی شخص تھا جس نے توزون اور خلیفہ متقی میں ناصافی پیدا کرادی تھی سیف الدولہ نے موقع پاکر محمد بن نیال کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا خلیفہ متقی کو اس سے شک اور بدظنی پیدا ہوئی۔ توزون کو مصالحت کے لئے لکھا اور اخشید محمد بن طغج والی مصر کو طلبی کا فرمان روانہ کیا۔ چنانچہ اخشید مصر سے خلیفہ متقی کی خدمت میں حاضر ہونے کو روانہ ہوا رفتہ رفتہ حلب پہونچا حلب میں سیف الدولہ کی طرف سے اسکا ابن عم ابو عبداللہ سعید بن حمدان حکومت کر رہا تھا۔ ابو عبداللہ اخشید کی آمد کی خبر پاکر ابن مقاتل کو جو کہ دمشق میں ابن رائق کے ساتھ

تھا اپنا نائب مقرر کرکے کوچ کرگیا جسوقت ابوعبداللہ اخشید حلب کے قریب پہونچا ابن مقاتل اس سے ملنے کو آیا اخشید نے اسکی بیحد عزت کی بڑی آؤبھگت سے پیش آیا اور محکمہ خراج مصر اس کو مامور کیا پھر حلب سے خلیفہ متقی کی خدمت میں حاضر ہونیکو رقہ کی جانب روانہ ہوا نصف محرم سنہ ۳۲۳ھ میں خلافت مآب کی شرف حضوری حاصل کی۔ خلیفہ متقی نے اسکی بیحد عزت افزائی کی اس نے آداب شاہی میں ضرورت سے زیادہ مبالغہ کیا۔ تحائف ہدایا پیش کئے وزیر السلطنت اور اراکین دولت کو بھی تحفے دیئے اور یہ درخواست کی کہ خلافت مآب میرے ہمراہ مصر یا شام میں چلکر قیام فرماویں خلیفہ متقی نے انکاری جواب دیا اور اسکو یہ ہدایت کی کہ تم کبھی بھولکر بغداد کا قصد نہ کرنا اور توزون کی طرف مایل نہونا اخشید نے اسکی کچھ سماعت نہ کی پھر خلیفہ متقی نے وزیر السلطنت ابن مقلہ کو توزوں کے رعب وداب سے ڈرایا اور یہ حکم دیا کہ اخشید کے ساتھ مصر جاکر اسکو اسکے تمام بلاد کی سند حکومت عطا کرو وزیر السلطنت نے بھی اس حکم کی تعمیل نہ کی اس اثنار میں توزوں کے قاصد پیام لے کے دربار خلافت میں حاضر ہوے اور انہوں نے یہ ظاہر کیا کہ توزون نے خلافت مآب اور وزیر السلطنت کے لئے حلف اوٹھایا ہے۔ خلیفہ متقی یہ سنکر فرط مسرت سے اوچھل پڑا اور سامان سفر درست کرکے آخری محرم سنہ مذکور میں بغداد کی جانب کوچ کیا اور اخشید نے مصر کی طرف معاودت کی۔ جسوقت خلیفہ متقی مقام ہیت میں پہونچا توزوں نے حاضر ہوکر زمین بوسی کی۔ اس سے خلیفہ متقی کو یقین ہوگیا کہ توزوں نے اپنے حلف کو پورا کیا اور غاشیہ اطاعت اپنے دوش پر رکھ لیا۔ توزون نے خلافت مآب اور وزیر السلطنت کی نگرانی پر چند لوگوں کو مامور کردیا مزید براں خلیفہ کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں اور بغداد کی طرف لوٹ آیا اور خلیفہ مستکفی کی خلافت کی بیعت کی۔

رقہ سے خلیفہ متقی کے روانہ ہونے کے بعد ناصر الدولہ نے اپنے ابن عم ابوعبداللہ بن سعید بن حمدان کو رقہ، طریق فرات، دیار مضر، قنسرین، جند، عواصم اور حمص پر مامور کیا۔ جسوقت ابوعبداللہ بن سعید رقہ کے قریب پہونچا اہل رقہ کو حکومت خود سری کی طمع ہوئی۔ آمادہ بجنگ ہوے ابوعبداللہ

Marfat.com

نے کامیابی کے ساتھ ان لوگوں کو زیر کر کے حلب کی جانب مراجعت کی اور اس سے پیشتر ان بلاد پر انکی طرف سے محمد بن علی بن مقاتل مامور تھا۔

سیف الدولہ کا حلب و حمص پر قبضہ

رقہ سے خلیفہ متقی کی روانگی اور شام کی جانب اخشید کی واپسی پر یانس مونسی تن تنہا حلب میں باقی رہ گیا۔ سیف الدولہ کو دست درازی کا موقع مل گیا فوراً فوجیں مرتب کر کے حلب کی طرف بڑھا اور یانس مونسی کے قبضہ سے اس کو نکال لیا بعد ازاں حمص کی جانب قدم بڑھایا کافور (اخشید کے مولیٰ) سے بھیڑ ہوئی سیف الدولہ نے اس کو ہزیمت دی، کافور نے دمشق کی جانب کوچ کیا اہل دمشق نے اسکو دمشق میں داخل ہونے دیا اتنے میں مصر سے اخشید ملک شام میں آگیا۔ اس وقت اسکی فوجی اور مالی حالت درست ہو گئی تھی سیف الدولہ کا پتہ لگا کے اسکے تعاقب میں روانہ ہوا مقام قنسرین میں فریقین نے صف آرائی کی مگر اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ خود بخود لڑائی سے رک رہے سیف الدولہ نے جزیرہ کی جانب مراجعت کی اور اخشید نے دمشق کی طرف، بعد اسکے سیف الدولہ نے حلب کی جانب کوچ کیا رومیوں کی فوجیں یہ خبر پا کر حلب کے سرحد پر آگئیں سیف الدولہ سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا اور کمال مردانگی سے لڑ کر ان کو مار بھگایا۔

ان واقعات کے بعد ناصر الدولہ بن حمدان کو ان حالات کی خبر لگی کہ توزون نے خلیفہ متقی کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادی ہیں اور خلیفہ مستکفی کے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کر لی ہے۔ ناصر الدولہ نے خراج کا بھیجنا بند کر دیا توزون کے خدام یہ خبر پا کے ناصر الدولہ کے پاس چلے آئے ناصر الدولہ نے ان لوگوں کو اپنی خدمت میں رکھ لیا اسی واقعہ نے گویا اُن شرائط کا جو فیما بین دربار خلافت بغداد اور ناصر الدولہ قرار پائے تھے خاتمہ کر دیا توزون اور خلیفہ مستکفی فوجیں آراستہ کر کے بقصد موصل روانہ ہوئے ناصر الدولہ اور اُن دونوں سے خط و کتابت شروع ہوئی آخر الامر ۳۳۳ھ کے آخر میں شرائط صلح طے ہو گئے اور صلحنامہ مکمل اور مرتب ہو گیا خلیفہ مستکفی اور توزون نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ اس واپسی کے بعد ہی توزون اور

Marfat.com

راہی ملک عدم ہوا اسکے بعد امور سلطنت کا انصرام ابن شیرزاد کرنے لگا اس نے واسط کی گورنری پر ایک سپہ سالار کو متعین کیا اور تکریت کی حکومت پر ایک دوسرے سپہ سالار کو بھیجا جو سپہ سالار واسط کا گورنر ہو کر گیا تھا اس نے معزالدولہ بن بویہ کو دربار خلافت کے حالات لکھ بھیجے اور بغداد پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی پس معزالدولہ بغداد میں آیا اور حکومت و خلافت پر مستولی ہو گیا۔ اسی نے خلیفہ مستکفی کو سریر خلافت سے اوتارا تھا اور مطیع کی خلافت کی بیعت لی تھی۔ باقی رہا وہ سپہ سالار جو تکریت کا حکمراں ہو کر گیا تھا وہ ناصر الدولہ کے پاس موصل چلا گیا اور اسکے رفقاء میں داخل ہو گیا ناصرالدولہ نے اسکو اپنی جانب سے تکریت کی سند حکومت عطا کی

ابن حمدان اور ابن بویہ

جسوقت معزالدولہ بن بویہ نے دارالخلافت بغداد پر مستولی ہو کر خلیفہ مستکفی کو معزول کیا ناصرالدولہ بن حمدان کو اس سے سخت ناراضی پیدا ہوئی فوجیں آراستہ کر کے موصل سے عراق کی جانب روانہ ہوا معزالدولہ نے یہ خبر پا کر اپنے سپہ سالاروں کو ناصرالدولہ کے مقابلہ پر روانہ کیا دونوں فوجوں کا مقام عکبرا میں مقابلہ ہوا۔ سخت اور خونریز جنگ کی بنیاد پڑی۔ معزالدولہ خلیفہ مطیع کے ساتھ عکبرا کی طرف روانہ ہوا اسوقت ابن شیرزاد بغداد میں تھا اور وہیں انتظام کی غرض سے مقیم رہا۔ ان لوگوں کی روانگی کے بعد ناصرالدولہ سے جا ملا اور اس کی فوجوں کو لا کر داخل کر لیا چنانچہ ناصرالدولہ کی فوج نے غربی بغداد میں پڑاؤ کیا اور خود ناصرالدولہ شرقی بغداد میں مقیم رہا چونکہ بغداد سے سلسلہ آمد و رفت منقطع ہو گیا تھا اسوجہ سے معزالدولہ اور خلیفہ مطیع کے لشکر گاہ میں گرانی شروع ہو گئی اور موصل سے رسد و غلہ جاری رہنے کی وجہ سے ناصرالدولہ کی فوج کو اسکا احساس تک نہوا مزید بران ابن شیرزاد نے یہ کیا کہ معزالدولہ اور دیلم سے اہل بغداد کے خلاف امداد طلب کی اس سے اور بھی معزالدولہ کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے ہو گئے اہواز کی جانب واپس چلے جانے کا قصد کیا مگر پھر کچھ سوچ سمجھکر اپنے ہمراہیوں کو بالائے دجلہ کی جانب جانے کا اشارہ کیا ناصرالدولہ کی فوج نے بڑھ کر انکی مدافعت شروع کی تھوڑے سے آدمی ناصرالدولہ کے رکاب میں رہ گئے۔ دلاوران دیلم کو موقع مل گیا قریب ترین

Marfat.com

مقام سے ناصر الدولہ کے سر پہ آپہونچے اور اسکو ہزیمت دیدی معز الدولہ نے شرقی بغداد پر قبضہ کر لیا مطیع اپنے محلسرائے میں محرم ۳۳۵ھ میں پھر واپس آیا اور ناصر الدولہ عکبرا کی طرف لوٹ گیا۔ مصالحت کی گفتگو شروع کی اتراک توزونیہ کو ناصر الدولہ کا یہ فعل ناگوار گزرا سبھوں نے مشورہ کر کے اسکے قتل پر کمریں باندھ لیں ناصر الدولہ کو اس امر کا احساس ہو گیا نہایت تیزی سے موصل کی جانب کوچ کر دیا اسکے ہمراہ ابن شیرزاد بھی تھا۔ بعد اسکے معز الدولہ کے ساتھ مصالحت ہو گئی۔

سیف الدولہ کا دمشق پر قبضہ

۳۳۵ھ میں اخشید ابو بکر محمد بن طغج والی مصر و شام رہگرائے ملک آخرت ہوا پس حکومت و ریاست کی کرسی پر اسکے بعد اسکا بیٹا ابو القاسم انوجور متمکن ہوا۔ یہ ایک نوعمر شخص تھا اس پر کافور اسود جو اسکے باپ کا خادم تھا مستولی ہو گیا۔ سیف الدولہ اس واقعہ سے مطلع ہو کر دمشق کی جانب آیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ بعد چندے اہل دمشق کو سیف الدولہ سے بدظنی پیدا ہوئی اور ان لوگوں نے کافور کو بلا بھیجا سیف الدولہ کو اسکی خبر لگ گئی دمشق سے حلب کی طرف کوچ کر دیا اہل دمشق نے تھوڑی دور تک تعاقب کیا سیف الدولہ نے جزیرہ کی جانب قدم بڑھایا اور انوجور حلب میں مقیم رہا بعد اسکے انوجور اور سیف الدولہ میں مصالحت ہو گئی انوجور نے مصر کی جانب مراجعت کی اور سیف الدولہ حلب کی طرف لوٹ آیا اور کافور نے تھوڑے دنوں دمشق کی حکومت پر بدر اخشیدی کو متعین کیا پھر بعد ایک سال کے اسکو معزول کر کے ابو المظفر طغج کو سند حکومت عطا کی۔

ناصر الدولہ اور تکین اور اتراک

جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں ناصر الدولہ کے رکاب میں ترکوں کا ایک گروہ تھا جو کہ توزون کے ہمراہیوں سے تھا اور وہ اس سے ناراض ہو کر ناصر الدولہ کے پاس چلے آئے تھے پس جب مابین ناصر الدولہ اور معز الدولہ مصالحت کی سلسلہ جنبانی شروع ہوئی تو ان ترکوں نے ناصر الدولہ کے اس فعل سے ناراض ہو کر ہنگامہ کر دیا اور ناصر الدولہ پر قتل کرنے کے غرض سے ٹوٹ پڑے ناصر الدولہ نے ان لوگوں کے پنجہ سے اپنے کو

نجات دیکر ساحل غربی سے عبور کیا اور[1] . . . . . قرامطہ نے اسکو پناہ دی اور اسکو ایک مقام محفوظ تک پہونچا دیا منجملہ ان لوگوں کے جو ناصرالدولہ کے ہمراہ تھے ایک ابن شیرزاد بھی تھا ناصرالدولہ نے کسی مصلحت سے اسکو گرفتار کرلیا اتراک نے مجتمع ہوکر تکین شیرازی کو اپنا امیر بنایا اور جو لوگ ناصرالدولہ کے ہمراہیوں میں سے بچھڑ گئے تھے ان لوگوں کو گرفتار کرلیا اور ناصرالدولہ کا موصل تک تعاقب کرتے چلے گئے۔ ناصرالدولہ نے موصل سے نکلکر نصیبین کا راستہ لیا اور ترکوں نے موصل پر قبضہ کرلیا۔ ناصرالدولہ نے معزالدولہ سے ترکوں کی زیادتیوں کی شکایت کی اور امداد کا خواستگار ہوا معزالدولہ نے بسرافسری اپنے وزیر ابوجعفر ضمیری ناصرالدولہ کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ ترکوں نے موصل سے نکلکر ناصرالدولہ کے تعاقب میں نصیبین کی طرف قدم بڑھایا۔ سیف الدولہ یہ خبر پاکر سنجار چلا گیا پھر وہاں سے حدیثہ اور حدیثہ سے سن کا راستہ لیا۔ ترکوں کا گروہ اسکے تعاقب میں تھا اس مقام پر فوجیں موجود تھیں انہوں نے ترکوں سے روک ٹوک کی باہم لڑائیاں ہوئیں جسمیں ترکوں کو ہزیمت ہوئی اور اسکا سردار تکین گرفتار ہوکر ناصرالدولہ کے پاس بھیجدیا گیا ناصرالدولہ نے اسی وقت اسکی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں اور جیل میں ڈالدیا بعدازاں ضمیری کے ہمراہ موصل میں آیا اور ابن شیرزاد کو ضمیری کے حوالہ کردیا ضمیری نے معہ اس کے بغداد کی جانب کوچ کیا۔

جمان کی بغاوت جمان نامی ایک شخص توزون کے مصاحبوں سے تھا جو ترکوں کے ہمراہ ناصرالدولہ بن حمدان کے پاس چلا آیا تھا۔ پس جب معزالدولہ اور ناصرالدولہ سے بغداد میں معرکہ آرائیاں ہونے لگیں تو ناصرالدولہ نے اس کو مشکوک و مشتبہ ہوکر دیلمیوں کے ایک گروہ کے ساتھ مصلحتاً رجبہ کی سند حکومت عطا کرکے رجبہ بھیجدیا۔ رجبہ پہونچکر اسکا اقتدار بڑھگیا۔ ۳۳۲ھ میں اس نے ناصرالدولہ سے بغاوت کردی اور دیار مضر پر قابض و متصرف

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔ مترجم

Marfat.com

ہو جانے کا خواستگار اور مدعی ہو گیا چنانچہ فوجیں آراستہ کر کے رقہ کی طرف روانہ ہوا سترہ دن تک اسکا محاصرہ کئے رہا پھر وہاں سے شکست کھا کر واپس ہوا اسکے زمانہ غیر حاضری میں اہل رجبہ نے اسکے ہمراہیوں اور عمال کو بوجہ ان کی بدچلنی اور بداطواری کے نرغہ کر کے مار ڈالا پس جب یہ رقہ سے واپس آیا اور ان حالات سے مطلع ہوا تو اہل رجبہ پر سختی شروع کر دی اور ان پر قتل و غارتگری کا ہاتھ بڑھایا۔ اس اثنار میں ناصر الدولہ بن حمدان نے جمان کی سرکوبی کے لئے ایک فوج بسرافسری اپنے حاجب (لارڈ چیمبرلین) بارو خ روانہ کی، دریاے فرات پر دونوں فوجوں کا ڈٹ بھیڑ ہوا بہت بڑی لڑائی ہوئی، آخر جمان کو ہزیمت ہوئی اثنار دار و گیر میں جمان دریاے فرات میں ڈوب کر مر گیا۔ باقی رہے اسکے ہمراہی انہوں نے بارو خ سے امن کی درخواست کی بارو خ نے ان لوگوں کو امن دی اور فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے ناصر الدولہ کی طرف مراجعت کی۔

ناصر الدولہ اور معز الدولہ اِن واقعات کے بعد ناصر الدولہ بن حمدان اور معز الدولہ بن بویہ میں پھر اَن بَن ہو گئی۔ اُدہر معز الدولہ نے ۳۳۷ھ میں بقصد جنگ ناصر الدولہ دار الخلافت بغداد سے کوچ کیا۔ اِدہر ناصر الدولہ نے موصل سے نصیبین کی جانب قدم بڑھایا۔ معز الدولہ نے پہونچتے ہی موصل پر قبضہ کر لیا اس سے رعایا کو بیحد تکالیف کا سامنا کرنا پڑا طرح طرح کے ظلم اُن پر کئے گئے انکا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ معز الدولہ نے ناصر الدولہ کے کل بلاد پر قبضہ کر لینے کا عزم بالجزم کیا تھا کہ اس اثنار میں یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ خراسان کی فوج نے جرجان اور رے کا قصد کیا ہے۔ اسی وقت اس نے اپنے بھائی رکن الدولہ کو ایک فوج کا افسر مقرر کر کے خراسان کی طرف روانہ کیا بعد اسکے ناصر الدولہ نے چوسٹھ ہزار درہم سالانہ خراج ادا کرنے پر موصل، جزیرہ اور شام کی حکومت کی سند حاصل کی اور مصالحت کر لی منجملہ شرائط صلح کے ایک شرط یہ بھی تھی کہ مساجد میں اسکے اور نیز اسکے بھائیوں رکن الدولہ اور عماد الدولہ کے ناموں کے خطبے پڑھے جائیں صلحنامہ لکھے جانے اور مرتب ہونے کے بعد معز الدولہ نے ماہ ذی الحجہ ۳۳۷ھ میں بغداد کی جانب مراجعت کی۔

Marfat.com

غزوات سیف الدولہ سرحدی بلاد کی زمام حکومت سیف الدولہ بن حمدان کے قبضہ اقتدار میں تھی اور وہاں کے امور انتظامی کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار اُس کو حاصل تھا ۳۳۵ھ میں دو ہزار قیدیوں کی رہائی پر بذریعہ نصر ثملی رومی عیسائیوں سے مصالحت ہوگئی تھی مگر رومیوں نے اگلے سال ۳۳۶ھ میں بدعہدی کی اور شہر واسرغین میں داخل ہوکر اپنے ظلم وستم کا اسکو شکارگاہ بنا لیا تین دن تک ٹھیرے ہوئے لوٹ مار کرتے رہے۔ رومی عیسائیوں کی تعداد آٹھ ہزار تھی دمستق انکا سردار تھا۔ ۳۳۷ھ میں سیف الدولہ نے اس پیشقدمی کے معاوضہ لینے کی غرض سے بلاد روم پر بقصد جہاد چڑھائی کی رومی فوجیں مقابلہ پر آئیں گھمسان لڑائی ہوئی ان لوگوں نے اسکو ہزیمت دی رومیوں نے مرعش پر پہونچکر محاصرہ ڈالا اور اس پر قابض ہوکر طرسوس کی جانب بڑھے رومیوں سے اور اہل طرسوس سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ انہیں واقعات پر سنہ مذکور تمام ہوجاتا ہے اور فریقین کی قسمتوں کا آخری فیصلہ یوں ہی ناتمام باقی رہجاتا ہے کہ اس اثنار میں ۳۳۸ھ کا دور آجاتا ہے سیف الدولہ اپنی فوج ظفر موج لئے ہوئے یلغار کرکے رومی مقبوضات میں گھس جاتا ہے۔ ہر چہار طرف ہنگامہ نمونہ حشر برپا ہوگیا بہت سے قلعات بزور تیغ مفتوح کرلئے بیشمار مال غنیمت ہاتھ آیا اور ہزاروں کو گرفتار کرکے لونڈی اور غلام بنالیا پھر جب سیف الدولہ نے بلاد روم سے مراجعت کی تو رومیوں نے ناکہ بندی کرلی اور نہایت سختی سے عساکر اسلامیہ کو پامال کرنے لگے۔ کچھ قید ہوئے اور کچھ قتل کئے گئے۔ جسقدر مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا تھا اسکو عیسائیوں نے واپس لیا سیف الدولہ معدودے چند آدمیوں کے ساتھ جانبر ہوکر نکل آیا۔

اس جنگ کے بعد چندے خاموشی کا زمانہ رہا ۳۴۱ھ میں عیسائیوں نے پھر پیش قدمی شروع کی۔ شہر سروج کو بحالت غفلت لوٹ کر تاخت وتاراج کیا۔ اس کی خبر سیف الدولہ تک پہونچی تو اس نے اپنی فوج کو مرتب کرکے ۳۴۳ھ میں رومی مقبوضات پر جہاد کردیا نہایت سختی کے ساتھ ان کو پامال کرنے لگا اپنے گذشتہ نقصانات کی اس جہاد کے مال غنیمت سے تلافی کرلی

Marfat.com

انہیں لڑائیوں میں قسطنطین بن دمستق منجملہ اُن آدمیوں کے جو قتل کئے گئے تھے قتل کیا گیا دمستق کو اس واقعہ جانکاہ سے بیحد صدمہ ہوا جوش انتقام میں روم، روس اور بلغار کی فوجیں فراہم کیں اور بقصد سرحدی بلاد اسلامیہ کوچ کیا۔ سیف الدولہ کو اسکی خبر لگ گئی اس نے بھی عساکر اسلامیہ کو مجتمع کرکے دمستق کی جلوگری کے خیال سے خروج کیا۔ قریب حرث دونوں حریف کا مقابلہ ہوا سخت اور خونریز جنگ کے بعد رومیوں کو ہزیمت ہوئی مسلمانوں نے عیسائیوں کو قید و قتل کرنا شروع کر دیا ایک گروہ کثیر عیسائیوں کا قید ہوا یا جنمیں بعض عیسائی شاہزادے اور انکے مذہبی پیشوا تھے انہیں قیدیوں میں دمستق کا داماد بھی تھا۔ سیف الدولہ فتحیابی کا سہرہ باندھے ہوئے مال غنیمت اور قیدیوں کو لئے ہوئے واپس ہوا جسقدر رومی مقبوضات راستہ میں ملے انکو تاخت و تاراج کرتا ہوا اذنہ کی جانب مراجعت کی چندے وہاں مقیم رہا تا آنکہ اسکا گورنر طرسوس حاضر خدمت ہوا سیف الدولہ نے اسکو انعام اور جایزہ مرحمت فرما کے حلب کی طرف معاودت کی۔

رومیوں کو اس جنگ اور غیر متوقع ہزیمت سے بیحد ملال ہوا خاک بسر بحال پریشان اپنے شہروں کی طرف لوٹے اور بعد چندے اپنی حالت کو درست کرکے طرسوس اور الرہا پہ چڑھائی کر دی مسلمانوں کو ان کے نقل و حرکت کی اطلاع تک نہ تھی جی کھولکر عیسائیوں نے ان شہروں کے سواد اور گرد و نواح کو لوٹا اور پامال کیا بہت سے مسلمانوں کو گرفتار کرکے واپس آئے۔

سیف الدولہ نے عیسائیوں کو اس پیشقدمی کے سزا دینے کی غرض سے ۳۴۶ھ میں بلاد روم پر بقصد جہاد حملہ کیا۔ بیحد سختی سے کام لیا ہزارہا قصبات اور دیہات اوجڑ گئے متعدد قلعات مفتوح ہوئے عساکر اسلامیہ کے ہاتھ مال غنیمت سے مالا مال ہوگئے۔ قیدیوں اور مال غنیمت کی کوئی انتہا نہ تھی الغرض سیف الدولہ قتل و غارت کرتا ہوا خرشنہ تک پہونچا اور اپنی فتحیابی کا جھنڈا خرشنہ میں گاڑکر مراجعت کی واپسی کے وقت رومی عیسائیوں نے ناکہ بندی کر لی اہل طرسوس نے رائے دی کہ چونکہ رومی عیسائیوں نے ان راستوں کی ناکہ بندی کر لی ہے جس سے آپ بلاد روم

میں داخل ہوئے تھے اسوجہ سے مناسب یہ ہے کہ ہم لوگوں کے ساتھ آپ تشریف لے چلیں مگر سیف الدولہ نے اہل طرسوس کی راے کا کچھ خیال نہ کیا اور نہ ان کے ہمراہ واپس ہوا۔ آخر کار نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائیوں نے ہر چہار طرف سے آکر سیف الدولہ کو گھیر لیا۔ جسقدر مال غنیمت رومی عیسائیوں سے عساکر اسلام کے ہاتھ لگا تھا اسکو پھر انہوں نے واپس لے لیا۔ ایک جماعت قلیلہ کے ساتھ جو تین سو سے متجاوز نہ تھی بہزار دقت و خرابی بسیار اپنے دار الحکومت میں واپس آیا بعد اسکے سنہ ۳۵۰ھ میں سیف الدولہ کا ایک سپہ سالار جو اسکے آزاد غلاموں سے تھا میا فارقین کی طرف سے بلاد روم میں داخل ہوا۔ بہت سا مال غنیمت اور ہزار ہا قیدی لیکر صحیح و سالم واپس آیا۔

ناصر الدولہ اور معز الدولہ کی ناصافی

ناصر الدولہ اور معز الدولہ بن بویہ کی مصالحت اور ادائے خراج کے اقرار کا بیان ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں اس مصالحت کے تھوڑے دنوں بعد ناصر الدولہ نے بدعہدی کی اور مخالفت کا علم بلند کر دیا۔ سنہ مذکور نصف منقضی ہوا تھا کہ معز الدولہ نے ناصر الدولہ پر فوج کشی کر دی اور پہونچتے ہی موصل پر قبضہ کر لیا ناصر الدولہ اسکو چھوڑ کر نصیبین چلا گیا اسکے عمال اور سرداران لشکر مال و اسباب اُٹھا لائے ناصر الدولہ نے ان لوگوں کو اپنے قلعات زعفرانی اور کواسی میں ٹھیرایا اور عرب سے سازش کر کے معز الدولہ کے لشکر کی رسد بند کر دی اسوجہ سے معز الدولہ کے لشکر گاہ میں بیحد گرانی ہو گئی۔ مجبوراً معز الدولہ نے نصیبین کی جانب کوچ کیا سبکتگین حاجب کبیر کو موصل کی حکومت پر چھوڑتا گیا اثنار راہ میں یہ خبر لگی کہ ابو الرجا اور عبد اللہ پسران ناصر الدولہ سنجار میں مقیم ہیں۔ یہ سنتے ہی سنجار کی جانب جھک پڑا ابو الرجا اور عبد اللہ یہ خبر پاکے اپنا سارا مال و اسباب چھوڑ کر بھاگ گئے معز الدولہ کے لشکر نے پہونچکر ان دونوں کے خرگاہ کو لوٹ لیا۔ بعد ازاں وہ دونوں معز الدولہ کے لشکر گاہ کی طرف لوٹے معز الدولہ کا لشکر ادہر غارتگری میں مصروف تھا اُدہر دونوں بھائیوں نے بھی اپنی مٹھیاں گرم کر لیں اور سنجار کی جانب پھر لوٹے معز الدولہ اسوقت قریب نصیبین پہونچ چکا تھا اور ناصر الدولہ یہ خبر پاکر نصیبین سے میا فارقین بھاگ گیا تھا۔ اسکے بہت سے ہمراہیوں نے معز الدولہ سے امن حاصل کر لی اور اسکے

لشکر میں جاکر شامل ہوگئے۔ ناصرالدولہ اپنے بھائی سیف الدولہ کے پاس حلب چلا گیا اور وہیں قیام اختیار کیا۔ سیف الدولہ نے معزالدولہ سے اپنے بھائی ناصرالدولہ سے مصالحت کی تحریک شروع کی۔ معزالدولہ نے اسوجہ سے کہ ناصرالدولہ نے ناحق عہد شکنی کی تھی مصالحت سے انکار کیا پس سیف الدولہ نے ملک کے خراج کی دو کرور نو لاکھ کی ضمانت کر لی معزالدولہ نے اس مصالحت کی بنا پر ناصرالدولہ کے ہمراہیوں کو رہا کر دیا یہ واقعہ ماہ محرم ۳۴۸ھ کا ہے چنانچہ اس مصالحت کے بعد معزالدولہ نے عراق کی جانب مراجعت کی اور ناصرالدولہ نے موصل کی طرف۔

رومیوں کا عین زربہ و حلب پر قبضہ

ماہ محرم ۳۵۱ھ میں دمستق نے پھر سر اٹھایا۔ رومی عیسائیوں کو مجتمع کر کے عین زربہ پر چڑھائی کر دی۔ پہلے اس پہاڑی پر قبضہ کر لیا جو کہ عین زربہ کے قریب تھی اور کسی قدر اس سے بلندی پر واقع تھی بعد ازاں عین زربہ پر محاصرہ ڈالا ہر چہار طرف سے قلعہ شکن منجنیقیں نصب کرائیں اور شب و روز سنگ باری شروع کر دی اہل شہر نے پریشان ہو کر امن کی درخواست کی دمستق نے ان لوگوں کو امن دی اور کامیابی کے ساتھ شہر میں داخل ہوا اور شہر میں داخل ہونے کے بعد اہل شہر کو امن دینے پر نادم ہوا اسوجہ سے کہ اہل شہر کا حال بیحد زبوں اور ابتر ہو گیا تھا تمام شہر میں منادی کرا دی کہ کل باشندگان شہر آج ہی معہ اپنے اہل و عیال کے شہر چھوڑ کر مسجد اقصیٰ چلے جائیں اس منادی سے تمام شہر میں بھگدڑ مچ گئی ایک گروہ کثیر کثرت ازدحام سے شہر پناہ کے دروازوں پر کچل کر مر گیا کچھ لوگ راہوں میں جاں بحق تسلیم ہوئے۔ دوسرے وقت تک باقی ماندگان میں سے جسقدر شہر میں پائے گئے وہ مار ڈالے گئے۔ رومی عیسائیوں نے اہل شہر کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا اور شہر پناہ کی فصیلوں کو منہدم کرا دیا علاوہ عین زربہ کے اسی سلسلہ میں تقریباً ۵۴ چون قلعات اور عیسائیوں نے مفتوح کر لئے۔ بیس دن کے قیام کے بعد دمستق نے بقصد معاودت مراجعت کی اور اپنی فوج کو قیساریہ میں چھوڑ تا گیا۔ چونکہ ابن الزیات والی طرسوس نے سیف الدولہ بن حمدان کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا تھا اسوجہ سے دمستق نے یہ خیال کر کے کہ سیف الدولہ

Marfat.com

اسکے ساتھ ہمدردی نہ کریگا آتے جاتے اس سے متعرض ہوا اور لڑائی چھیڑ دی۔ اسکا بھائی انہیں معرکوں میں مارڈالا گیا۔ اہل شہر نے سیف الدولہ کے نام کا خطبہ پھر پڑھنا شروع کیا اور اسکی حکومت اور اسکے اقتدار کو تسلیم کرلیا ابن الزیات گھبراکر نہر میں کود پڑا ڈوب گیا۔

اس واقعہ کے بعد دمستق نے سرحدی بلاد کی جانب مراجعت کی اور نہایت تیزی سے حلب کی جانب بڑھا۔ سیف الدولہ فوجیں فراہم نہ کرسکا۔ اپنے تھوڑے سے ہمراہیوں کو لیکر مقابلہ پر آیا عیسائیوں نے ہزیمت دیدی۔ آل حمدان کمال بیرحمی سے پامال کئے گئے۔ دمستق نے کل اُن چیزوں پر جو سیف الدولہ کے محلسرائے خارج حلب میں تھا قبضہ کرلیا۔ بہت سا مال واسباب ہاتھ آیا آلات حرب کی کوئی حد نہ تھی۔ دمستق نے ان چیزوں پر قبضہ کرلینے کے بعد محلسرا کو مسمار کرادیا اور اگلے دن شہر حلب کے محاصرہ پر فوج کو متعین کیا اہل شہر نے بھی مدافعت پر کمر ہمت باندھی۔ دمستق نے اپنے مورچہ کو مصلحتاً کوہ جبوش پر لیجاکر قائم کیا۔ اور رسد و غلہ کی آمد و رفت بند کردی جس سے شہر کے اندر لوٹ اور غارتگری شروع ہوگئی لوگ اپنے مال و اسباب کے بچانے کی غرض سے لڑنے بھڑنے لگے۔ فتنہ وفساد کے فرو کرنیکے لئے محافظین شہر پناہ کی عنان توجہ اس جانب منعطف ہوئی۔ دمستق نے اس امر کا احساس کرکے شہر پناہ پر قبضہ کرلیا اور کمال آسانی سے شہر کے اندر اپنی فوج کو اوتار دیا پھر کیا تھا سارے شہر پر عیسائیوں کا قبضہ ہوگیا۔ اُن عیسائی قیدیوں نے بھی نرغہ کردیا جو حلب میں محبوس تھے قتل وغارتگری کا بازار گرم ہوگیا۔ تقریباً دس ہزار مسلمان قید کرلئے گئے جنمیں چھوٹے چھوٹے لڑکے اور نہایت کم سن کم سن لڑکیاں بھی تھیں۔ مال واسباب جسقدر رومی لیجاسکے لیگئے باقی کو جلاکر خاک وسیاہ کردیا۔ بقیۃ السیف مسلمانوں نے شہر کے ایک قلعہ میں جاکر پناہ لی اور ہر چہار طرف سے قلعہ بندی کرلی۔ عیسائی بادشاہ کا ہمشیرہ زادہ قلعہ کی طرف محاصرہ کی غرض سے بڑھا۔ اہل قلعہ نے منجنیق کے ذریعہ سے ایک پتھر کھینچ مارا اتفاق سے یہ پتھر اسکے سر پر لگا فوراً تڑپ کر مرگیا دمستق عیسائی بادشاہ نے اسوجہ سے کل اُن مسلمان قیدیوں کو جو اسکے قبضہ میں تھے جنکی تعداد

Marfat.com

بارہ سو تھی اپنے آنکھوں کے روبرو قتل کرا دیا اور محاصرہ اوٹھا کر مراجعت کر دی سواد اور مضافات حلب سے متعرض نہوا اور اس امید پر کہ آئندہ میرا چچازاد بھائی ان لوگوں کو اپنے ظلم وستم کا شکار بنائے گا آئیگا شہر کے آباد کرنے کا حکم دیگا مگر اللہ تعالیٰ نے اسکی امید پوری نہونے دیا۔

سیف الدولہ نے ہزیمت کے بعد اپنی فوجی حالت درست کی اور عین زربہ کو عیسائیوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ اسکی شہر پناہ درست کروائی اسکے حاجب نے اہل طرسوس کو مرتب کرکے بلاد روم پر فوج کشی کی اور ان کے مقبوضات کو تاخت و تاراج کرکے مراجعت کی۔ رومیوں نے یہ خبر پاکر قلعہ سنبہ پر چڑھائی کر دی اور اسپر قابض ہو گئے بعدازاں قلعہ دبوکہ پر بھی قبضہ کر لیا علاوہ اسکے اور تین قلعات کو بھی دبا لیا جو اسکے قرب وجوار میں تھے بعدازاں نجا (سیف الدولہ کا غلام) قلعہ زیاد پر حملہ اور ہوا۔ رومیوں کے ایک گروہ سے مڈبھیڑ ہوئی کھیت نجا کے ہاتھ رہا رومی شکست کھا کے بھاگے۔ تقریباً پانچ سو عیسائی گرفتار ہوئے۔ اسی سنہ میں ابوفراس بن سعید بن حمدان گورنر منبج کو عیسائیوں نے گرفتار کر لیا اور اسی سنہ میں رومیوں کا لشکر براہ دریا جزیرہ اقریطش کی طرف گیا۔ معز نے اہل جزیرہ کی کمک پر فوجیں روانہ کی سخت اور خونریز جنگ کے بعد رومیوں کو ہزیمت ہوئی ایک گروہ کثیر گرفتار کر لیا گیا باقی ماندگان بھاگ کھڑے ہوئے ۳۵۲ھ میں رومیوں نے بلوہ کرکے اپنے بادشاہ کو قتل کر ڈالا اور ایک شخص غیر کو حکومت کی کرسی پر متمکن کیا۔

اہل حران کی بغاوت سیف الدولہ نے اپنے بھائی ناصر الدولہ کے بیٹے ہبۃ اللہ کو دیار مضر وغیرہ کی حکومت پر مامور کیا تھا اس نے اہل دیار مضر کے ساتھ برے برتاؤ کئے تجار کے مال واسباب کو بظلم وستم چھین لینے لگا۔ رؤسا اور امراء پر طرح طرح کے محاصل مقرر کئے اہل شہر وقت اور موقع کا انتظار کرنے لگے پس جب یہ اپنے چچا سیف الدولہ کے پاس چلا گیا تو اہل شہر نے اسکے عمال اور نائبوں پر حملہ کر دیا اور ان لوگوں کو مار کر بھگا دیا ہبۃ اللہ ان واقعات سے مطلع ہو کر ان لوگوں کی سرکوبی کی غرض سے ان لوگوں کی طرف روانہ ہوا۔ دو

Marfat.com

ماہ کامل انکا محاصرہ کئے ہوئے قتل وغارت کرتا رہا بعد اسکے سیف الدولہ ان واقعات سے مطلع ہو کر آپہونچا اہل شہر نے اطاعت کی گردن جھکا دی اور ہبۃ اللہ کو شہر میں داخل کر لیا ہبۃ اللہ نے بھی شہر میں داخل ہوتے ہی قتل عام کا حکم دیا۔ بات کی بات میں بغاوت فرو ہوگئی۔

بغاوت ہبۃ اللہ

اسی سنہ میں سیف الدولہ نے موسم گرما میں اپنی فوجیں بلاد روم پر جہاد کی غرض سے روانہ کیں چنانچہ اہل طرسوس ایک سرحد سے داخل ہوئے دوسری سرحد کی طرف سے نجا نے قدم بڑھایا اور چونکہ سیف الدولہ اس سے دو برس پہلے سے عارضہ فالج میں مبتلا ہو گیا تھا اسوجہ سے بغرض معالجہ ایک سرحد پر اس نے بھی پڑاؤ کر دیا۔ اہل طرسوس نے نہایت مستعدی سے اپنے فرائض ادا کئے جہاد کرتے ہوئے قونیہ تک پہونچے اور مظفر و منصور مال غنیمت لئے ہوئے واپس ہوئے پس سیف الدولہ نے بھی حلب کی جانب مراجعت کی درد اور تکلیف کی اس درجہ زیادتی ہوئی کہ لوگوں نے اسکی موت کی خبر اڑا دی اسکے بھائی کا بیٹا ہبۃ اللہ حکمرانی کے شوق میں اوٹھ کھڑا ہوا اور ابن نجا عیسائی کو جو کہ سیف الدولہ کے غلاموں سے تھا قتل کر ڈالا اور جب اسکو اپنے چچا کی زندگی کا یقین ہو گیا تو حران کی جانب کوچ کر گیا اور وہاں پہونچکر قلعہ نشین ہو گیا سیف الدولہ نے اسکے تعاقب پر نجا کو مامور کیا چنانچہ نجا ہبۃ اللہ کی جستجو اور گرفتاری کی غرض سے حران میں آیا۔ ہبۃ اللہ یہ خبر پاکر اپنے باپ کے پاس موصل چلا گیا اور نجا نے آخری شوال ۳۵۲ھ میں حران میں قیام کر دیا اور اہل حران سے دس لاکھ دراہم بطور تاوان اور جرمانہ کے پانچ دن کے اندر بزور و جبر وصول کئے اہل حران نے اپنے قیمتی قیمتی اسباب فروخت کر ڈالے اور جلاء وطن ہو کر میافارقین کا راستہ لیا۔

نجا کی بغاوت سیف الدولہ کا استیلاء

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ نجا کو جو کچھ اہل حران کے ساتھ کرنا تھا کر چکا اور ان کے مال و اسباب پر بزور و جبر قابض ہو گیا اس سے اسکی قوت بڑھ گئی اور خیالات میں معقول طور سے تبدیلی واقع ہو گئی فوجیں آراستہ کر کے میافارقین کی طرف روانہ ہوا اور بلاد آرمینیہ کا قصد کیا۔ اکثر بلاد آرمینیہ پر عراق کا ایک

Marfat.com

شخص جو ابوالورد کے نام سے معروف و مشہور تھا ایک مدت سے قابض ہو رہا تھا۔ نجا نے ابوالورد کو زیر کر کے اسکے مقبوضات اور قلعات اور شہروں پر قبضہ کر لیا۔ خلاط اور ملاذکرد پر قابض ہو گیا اور ابوالورد کا بہت سا مال و اسباب ضبط کر کے ابوالورد کو مار ڈالا۔ ان واقعات کے بعد نجا نے سیف الدولہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اتفاق وقت سے اسی زمانہ میں معز الدولہ بن بویہ نے موصل اور نصیبین پر قبضہ کر لیا تھا۔ نجا نے بنی حمدان کے مقابلہ پر اس سے امداد طلب کی بعد اسکے ناصر الدولہ نے مصالحت کر لی اور معز الدولہ نے بغداد کی جانب مراجعت کی پس سیف الدولہ نے بقصد نجا اپنی فوج کو کوچ کا حکم دیا۔ نجا مقابلہ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ سیف الدولہ نے کل اُن بلاد پر جسکو نجا نے ابوالورد سے چھین لیا تھا قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں نجا اور اسکے بھائیوں اور اسکے ہمراہیوں نے سیف الدولہ سے امن کی درخواست کی سیف الدولہ نے انکو امن دی اور نجا کو بدستور اس کے عہدہ پر بحال رکھا۔ اس واقعہ کے بعد ماہ ربیع الآخر ۳۵۳ھ میں نجا پر مبافارقین میں اسکے غلاموں میں سے ایک غلام نے رات کے وقت اسی کے مکان میں حملہ کر کے اسکی زندگانی کا خاتمہ کر دیا۔

جنگ معز الدولہ و ناصر الدولہ

مابین ناصر الدولہ اور معز الدولہ کے دس لاکھ درہم سالانہ پر مصالحت ہو گئی تھی بعد اسکے ناصر الدولہ نے یمن میں بہ ادائے مقررہ خراج اپنے بیٹے ابو تغلب مظفر کے جانے کی اجازت طلب کی معز الدولہ نے اس درخواست کو منظور نہ کیا اور فوجیں مرتب کر کے نصف ۳۵۳ھ میں موصل کی جانب کوچ کر دیا ناصر الدولہ یہ خبر پا کر نصیبین چلا گیا۔ معز الدولہ نے پہونچتے ہی موصل پر قبضہ کر لیا اور پھر موصل سے ناصر الدولہ کی تعاقب میں روانہ ہوا روانگی کے وقت موصل کی مالی اور جنگی صیغوں پر اپنی جانب سے جدا جدا نائب مقرر کرتا گیا۔ ناصر الدولہ کو نصیبین میں بھی چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا معز الدولہ کی آمد کی خبر پا کر نصیبین کو خالی کر دیا معز الدولہ نے پہونچکر نصیبین پر بھی قبضہ کر لیا ان واقعات کے اثناء میں ابو تغلب کو موقع مل گیا فوراً موصل پر آپہونچا اور غارتگری اور قتل کا ہنگامہ برپا کر دیا

Marfat.com

اسکے اطراف وجوانب پر تاخت وتاراج کا ہاتھ بڑھایا معزالدولہ کے سپہ سالاروں اور عمال نے ابوثغلب کے حملوں کا مقابلہ کیا اور اسکو فاش شکست دیدی اس سے معزالدولہ کے قلب کو اطمینان حاصل ہوا اور قیام پذیر ہوکر[1] . . . . . اسکے آیندہ حالات کا انتظار کرنے لگا اس مرتبہ ناصرالدولہ موقع پاکر موصل میں آگیا اور معزالدولہ کے ہمراہیون اور سپہ سالاروں پر حملہ کرکے قتل کرڈالا اور ان میں سے جو سپہ سالاروں کا سردار تھا اوسکو قید کرلیا۔ مال واسباب اور آلات حرب پر جسکو معزالدولہ موصل میں چھوڑ گیا تھا قبضہ کرلیا اور نہایت تیزی سے کل چیزوں کو قلعہ کواسی میں اُٹھالایا۔ اس واقعہ کی اطلاع معزالدولہ تک پہونچی بیحد صدمہ ہوا چونکہ ناصرالدولہ کی قوت بڑھ گئی تھی اور بہت سی پیچیدگیاں پیدا ہوگئی تھیں معزالدولہ اسکے مہم کو سر نہ کرسکا۔ مصالحت کا نامہ وپیام بھیجا ناصرالدولہ نے پیام صلح پاکے اپنی رضامندی ظاہر کی چنانچہ نابین ناصرالدولہ اور معزالدولہ اس طور سے مصالحت ہوئی کہ معزالدولہ نے ناصرالدولہ کو موصل، دیار ربیعہ اور اسکے کل صوبجات کی سند حکومت باداے خراج مقررہ مرحمت فرمائی اور ناصرالدولہ سے یہ اقرار لے لیا گیا کہ بعد مصالحت اُن قیدیوں کو قید سے رہا کروے جو کہ اسکے قبضہ میں معزالدولہ کے ہمراہیوں میں سے ہیں الغرض صلحنامہ مکمل اور مرتب ہونے کے بعد معزالدولہ نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔

رومیوں کا مصیصہ اور طرطوس پر قبضہ

۳۵۲ھ میں دمستق عیسائی بادشاہ نے لشکر روم کے ساتھ بلاد اسلامیہ پر تاخت وتاراج کرنے کی غرض سے خروج کیا۔ مصیصہ پر پہونچ کے محاصرہ ڈالدیا اور نہایت شدت سے لڑائی شروع کردی اسکے قصبات اور مضافات کو جلاکر خاک وسیاہ کردیا۔ شہر پناہ کی دیوار میں بہت بڑا شگاف کردیا اہل شہر کمال جد وجہد سے اسکی مدافعت کررہے تھے چنانچہ ایک حد تک اُن کو کامیابی بھی ہوگئی تب دمستق نے مصیصہ سے اذنہ اور طرسوس کی جانب کوچ کیا۔ اس کے اطراف وجوانب میں اسکا جور وستم حد سے متجاوز ہوگیا۔

[1] اصل کتاب میں اس جگہ پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ ۱۲ مترجم

Marfat.com

ہزار ہا مسلمان کو تہ تیغ کیا۔ گرانی بہت بڑھ گئی خوراکی اشیاء قریب قریب نہ ملنے لگیں۔ سیف الدولہ کا مرض قدیم پھر عود کر آیا جسکی وجہ سے وہ ان عیسائیوں کو سرکوبی کے لئے نہ اٹھ سکا۔ خراسان سے پانچ ہزار پیادہ جہاد کی غرض سے آپہونچے۔ سیف الدولہ نے انکی بڑی آؤ بھگت کی اور ان لوگوں کے آجانے کی وجہ سے عیسائیوں کی مدافعت پر اٹھ کھڑا ہوا اتفاق یہ کہ ان مجاہدین کے پہونچنے سے پیشتر رومی عیسائی اپنے بلاد کی جانب واپس ہوگئے تھے پس ان مجاہدین کا گروہ بوجہ گرانی و کمی غلہ سرحدی بلاد میں متفرق اور منتشر ہوگیا۔

رومی عیسائیوں نے پندرہ یوم کے بعد پھر معاودت کی اور دمستق نے اہل مصیصہ اذنہ اور طرسوس کو اپنی واپسی کی دھمکی دی اور ان کو جلاء وطن ہوکر چلے جانے کی تاکید کی ان لوگوں نے سماعت نہ کی تب دمستق پھر ان لوگوں کی طرف لوٹ آیا اور طرسوس کا محاصرہ کرلیا بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ ہزار ہا جانیں تلف ہوئیں مسلمانوں نے عیسائیوں کے بطریقوں میں سے ایک بطریق کو گرفتار کرلیا۔ دمستق گھوڑے سے گر کے مرگیا۔ عیسائیوں نے خائب و خاسر ہوکر اپنے ملک کی طرف مراجعت کی بعد اسکے یعفور بادشاہ روم نے قسطنطنیہ سے ۳۵۴ھ میں اسلامیہ سرحدی بلاد کی جانب خروج کیا قیساریہ کے نام سے ایک شہر آباد کرکے قیام پذیر ہوا اور ہر چہار طرف فوجیں روانہ کیں اہل مصیصہ اور طرسوس نے مصالحت کا پیام بھیجا رومی بادشاہ نے صلح کرنے سے انکار کیا اور بنفسہ فوج کے ساتھ مصیصہ کی طرف روانہ ہوا اہل مصیصہ تاب مقاومت نہ لاسکے رومی بادشاہ بزور و جنگ شہر میں گھس پڑا اور خوب خوب اسکو پامال اور تاخت و تاراج کیا وہاں کے باشندوں کو بلاد روم کی طرف جلاء وطن کرکے بھیج دیا۔ ان جلاء وطنوں کی تعداد دو لاکھ تھی۔ اس مہم سے فارغ ہوکر طرسوس کی طرف گیا اور اہل طرسوس کو اس شرط پر امن دیکر شہر پناہ کے دروازے کھلوالئے کہ وہ لوگ جسقدر مال و اسباب لیجا سکیں اپنے ساتھ اٹھا لیجائیں اور طرطوس کو چھوڑ کر انطاکیہ چلے جائیں چنانچہ اہل طرطوس اس شرط کے مطابق طرطوس کو خیرآباد کہہ کر انطاکیہ کی جانب روانہ ہوئے بادشاہ

Marfat.com

روم نے چند دستہ فوج کو ان کی نگرانی پر مامور کر دیا تا کہ انطاکیہ کے سوا اور کسی طرف جانے نہ پائیں۔ اہل طرطوس جلاء وطنی کے بعد عیسائی بادشاہ طرسوس کی تعمیر اور آبادی کی جانب متوجہ ہوا ہر طرح سے اس کو مضبوط اور مستحکم بنانے کی تدبیریں کیں۔ گرد و نواح سے رسد و غلہ فراہم کر کے طرطوس میں جمع کیا۔ اور جب اس انتظام سے فراغت پائی تو قسطنطنیہ کی جانب مراجعت کی۔ اسکے بعد دستق بن تمسیق نے بقصد جنگ سیف الدولہ میافارقین کا قصد کیا لیکن بادشاہ قسطنطنیہ نے روکدیا۔

اہل انطاکیہ اور حمص کی بغاوت

جسوقت رومیوں نے طرسوس پر قبضہ کر لیا رشیق نعیمی ان کے سپہ سالاروں اور انکے مدبرین میں سے چند نفر کے ساتھ انطاکیہ پہونچا۔ ابن ابی الاہوازی بھی جباۃ سے انطاکیہ میں اسکے پاس آگیا اور اسکو بغاوت پر اُبھار دیا اور اسکو یہ سمجھایا کہ سیف الدولہ میافارقین میں علیل ہے نقل و حرکت سے مجبور ہو رہا ہے شام سے واپس نہیں آسکے گا مزید براں جو کچھ اسکے پاس نقد زر تھا اس سے اسکی امداد کی۔ رشیق نے بغاوت پر کمر باندھ لی اور انطاکیہ کو دبا بیٹھا۔ بعدازاں حلب کی طرف بڑھا اسوقت حلب میں عرقوبہ تھا رفتہ رفتہ اسکی خبر سیف الدولہ تک پہونچی کہ رشیق نے بغاوت پر کمر باندھی ہے ابن الاہوازی انطاکیہ چلا گیا ہے اور دیلم میں سے ایک شخص کو اسکی امارت پر مامور کیا ہے اس شخص کا نام وزیر تھا اُس نے اپنے کو امیر کے لقب سے ملقب کیا اور یہ خیال قائم کیا کہ یہ علوی ہے اسنے اپنے کو اشاد کے نام سے موسوم کیا۔ اسنے اہل انطاکیہ کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے عرقوبہ نے حلب سے اسکا قصد کیا ان لوگوں نے اسکو ہزیمت دیدی بعد اسکے سیف الدولہ میافارقین سے حلب آپہونچا اور فوجیں تیار و مرتب کر کے انطاکیہ کی جانب کوچ کیا اور وزیر اور ابن الاہوازی سے مدتوں لڑتا رہا بالآخر یہ دونوں گرفتار کر کے سیف الدولہ کے روبرو پیش کئے گئے سیف الدولہ نے وزیر کو سزائے موت دی اور ابن الاہوازی کو چند قید رکھ کے قتل کر ڈالا۔ انطاکیہ کی بغاوت فرو ہو گئی بعدازاں حمص میں مروان قرمطی نے

Marfat.com

بغاوت کردی۔ یہ قرامطہ کے متبعین سے تھا سیف الدولہ کی جانب سے یہ سواحل کی حکومت پر تھا پس جسوقت اسکی قوت بڑھ گئی اس نے حمص میں مخالفت کا اعلان کرکے قبضہ کرلیا علاوہ اسکے جن دنوں سیف الدولہ میافارقین گیا ہوا تھا اور شہروں پر قابض ہوگیا۔ سیف الدولہ نے اسکی سرکوبی پر عرقوبہ اور اپنے غلام بدر کو فوجیں لیکر روانہ کیا۔ دونوں فریق مدتوں گتھے رہے انہیں لڑائیوں میں مروان کو ایک تیر آلگا مگر پھر بھی نہایت ثابت قدمی سے مدتوں لڑتا رہا۔ اسکے ہمراہی جی توڑ کر لڑ رہے تھے۔ انہیں لڑائیوں میں سے کسی لڑائی میں بدر گرفتار ہوگیا مروان نے اسکو بارحیات سے سبکدوش کردیا مروان اس واقعہ کے بعد چند دنوں زندہ رہا۔

رومیوں کا دارا پر قبضہ

۳۵۵ھ میں رومی عیسائیوں کا لشکر سرحدی بلاد اسلامیہ کی جانب قتل و غارت گری کی غرض سے خروج کیا چنانچہ آمد پر پہونچکر محاصرہ ڈالدیا اور اہل آمد کے قتل اور قید کرنے میں کامیابی حاصل کی۔ مگر فتحیاب نہوا اہل آمد نے قلعہ بندی کرلی تب عیسائیوں نے دارا کی طرف جوکہ میافارقین کے قریب واقع تھا قدم بڑھایا اور اسپر قابض ہوگئے باشندگان دارا نصیبین چلے گئے۔ ان دنوں سیف الدولہ وہیں موجود تھا ان لوگوں کے بھاگ آنے سے بیحد مغموم ہوا اسیوقت عرب کے نامی نامی جنگ اوروں کو ان کے ہمراہ لڑائی پر جانیکے غرض سے بلا بھیجا۔ رومی عیسائی یہ خبر پاکر الٹے پاؤں لوٹ گئے اور سیف الدولہ بجائے ان کے وہاں پر قیام پذیر ہوا۔ رومی عیسائی دارا سے نکل کر انطاکیہ پر جا پہونچے مدتوں اسکا محاصرہ کئے رہے اور اسکے گرد و نواح کو لوٹتے رہے۔ اہل انطاکیہ نے ناکہ بندی کرلی خائب و خاسر ہوکر طرسوس کی جانب معاودت کی۔

وفات سیف الدولہ ومجلس ناصر الدولہ

ماہ صفر ۳۵۶ھ میں سیف الدولہ ابوالحسن علی بن ابی الہیجا عبداللہ بن حمدان نے حلب میں سفر آخرت اختیار کیا۔ نعش میافارقین اٹھا لائی گئی اور وہیں دفن کردیگئی۔ بجائے اسکے سریر حکومت پر اسکا بیٹا ابوالمعالی شریف متمکن ہوا پھر اسی سنہ میں ماہ جمادی الاولی میں ناصر الدولہ برادر سیف الدولہ کو اسکے بیٹے ابوتغلب نے

موصل میں قید کر دیا ابو ثعلب ناصر الدولہ کا لڑکا تھا قید کرنے کی وجہ یہ تھی کہ ناصر الدولہ نے بوجہ کبر سنی بد اخلاقی شروع کر دی۔ اسکی اولاد اور اسکے اراکین حکومت نے مخالفت کی ناصر الدولہ ان لوگوں کے ساتھ بھی سختی سے پیش آنے لگا اس سے ان لوگوں کے دل ناصر الدولہ سے بیزار ہو گئے اور جب ان لوگوں کے کانوں تک معز الدولہ بن بویہ کے قصد کی خبر پہونچی تو ناصر الدولہ کی اولاد نے عراق کا قصد کیا ناصر الدولہ نے ان لوگوں کو روکا اور یہ کہا کہ صبر کرو یہاں تک بختیار بن معز الدولہ داد دہش کرنے لگے پس جب معز الدولہ کا ذخیرہ ختم ہو جاے گا اسوقت تم لوگوں کا فتحیاب ہونا آسان ہو جاے گا اور اگر میرا کہنا تم لوگ نہ سنو گے تو میں تم لوگوں کے خلاف معز الدولہ سے امداد طلب کر کے تم لوگوں کو بیحد زیر بار کرونگا اس پر ناصر الدولہ کی اولاد نے اصرار کیا ابو ثعلب کو موقع مل گیا اسکے اراکین دولت اور خادموں کو ملا کے اپنے باپ کو گرفتار کر کے قلعہ میں نظر بند کر دیا اور اسکی خدمت پر چند لوگوں کو مامور کر دیا اس معاملہ میں ابو ثعلب کے بعض بھائیوں نے ابو ثعلب کی مخالفت کی اسوجہ سے اسکے کاموں اور نظام حکومت میں ایک گونہ اضطراب اور اختلال پیدا ہو گیا مجبوراً اس کو بختیار بن معز الدولہ سے ملنا پڑا۔ اپنے بھائیوں کے مقابلہ میں دلائل اور براہین پیش کرنیکی غرض سے تجدید عہد نامہ کی درخواست کی پس بختیار بن معز الدولہ نے تیس لاکھ درہم سالانہ پر اسکو سند حکومت دیدی

ابو المعالی کی حلب میں حکومت

سیف الدولہ کے انتقال کے بعد جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اسکا بیٹا ابو المعالی شریف عنان حکومت کا مالک ہوا۔ سیف الدولہ نے اپنے زمانہ حیات میں ابو فراس بن ابی العلاء سعد بن حمدان کو حلب کی حکومت پر متعین کیا تھا رومیوں نے اسکو منبج کی لڑائی میں گرفتار کر لیا۔ پھر جب ۳۵۵ھ میں مابین سیف الدولہ اور عیسائیان روم مصالحت ہوئی تو سیف الدولہ نے اسکا زر فدیہ ادا کر کے اس کو قید فرنگ سے نجات دلوادی تھی اور حمص کی گورنری پر متعین کر دیا تھا۔ سیف الدولہ کی وفات کے بعد اسکو ابو المعالی کی جانب سے منافرت اور کشیدگی پیدا ہوئی۔ حمص کو چھوڑ کر حمص ہی

کے قریب ایک وادی کے کنارہ صدونامی ایک گانوں میں قیام اختیار کیا اور مخالفت کا اعلان کر دیا پس ابو المعالی نے بنی کلاب وغیرہ دیہاتی عربوں کو مجتمع کر کے عرقوبہ کے ساتھ ابو فراس کی جستجو اور گرفتاری پر روانہ کیا۔ چنانچہ عرقوبہ اسکی تلاش میں صدو پہونچا۔ ابو فراس کے ہمراہیوں نے ابو فراس کے لئے امن کی درخواست کی ابو فراس بھی انہیں لوگوں میں تھا عرقوبہ نے ان کو امن دی اور جب وہ لوگ آزادانہ نکلنے لگے تو عرقوبہ نے ابو فراس کو گرفتار کرا کے قتل کر ڈالا اور سر اوتار کر ابو المعالی کی خدمت میں بھیجدیا ابو فراس اسکا ماموں تھا۔

اخبار ابو ثعلب ناصر الدولہ بن حمدان کی ایک بیوی فاطمہ بنت احمد کُردی نامی تھی یہی ابو ثعلب کی ماں تھی اسی نے اپنے بیٹے ابو ثعلب کا اسکے باپ کی گرفتاری میں ہاتھ بٹایا تھا پس جب ناصر الدولہ نظر بند کر دیا گیا تو ناصر الدولہ نے اپنے بیٹے حمدان کو قید کی تکلیف سے نجات دینے کے لئے بلا بھیجا۔ اتفاق سے اس خط کے مضمون سے ابو ثعلب مطلع ہو گیا پس اس نے اپنے باپ کو قلعہ موصل سے قلعہ کواشی میں منتقل کر دیا۔ شدہ شدہ اسکی خبر حمدان تک پہونچ گئی۔ اپنے چچا سیف الدولہ کی وفات کے وقت رحبہ سے رقہ چلا گیا اور اس پر قابض و متصرف ہو گیا تھا۔ جب اسکو اسکے باپ کا یہ خط ملا تو فوراً نصیبین کی جانب کوچ کیا اور فوجیں مرتب کرنے لگا اور اپنے بھائی کے پاس کہلا بھیجا کہ پدر بزرگوار کو قید کی تکلیف سے نجات دے دے ورنہ خیر نہ ہو گی۔ ابو ثعلب یہ پیام پاکر آگ بگولا ہو گیا سامان جنگ درست کر کے حمدان سے جنگ کرنے کو کوچ کر دیا۔ حمدان مقابلہ نہ کر سکا شکست کھا کے رقہ کی طرف چلا گیا۔ ابو ثعلب بھی اسکے تعاقب میں رقہ پہونچا۔ کئی مہینے اسکا محاصرہ کئے رہا پھر دونوں میں مصالحت ہو گئی اور ہر ایک اپنے اپنے دار الحکومت میں واپس ہو آیا۔ بعد ازاں قید ہی کی حالت میں ناصر الدولہ ۳۵۸ھ میں رحبہ میں راہی عالم آخرت ہوا۔ موصل میں دفن کیا گیا۔ ابو ثعلب نے اپنے بھائی ابو البرکات کو حمدان کے پاس رحبہ روانہ کیا۔ اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ حمدان کے ہمراہی اور اعوان و انصار حمدان سے علیحدہ ہو گئے۔ حمدان نے بختیار کے سایہ عاطفت میں پناہ حاصل

کرنے کو عراق کا راستہ لیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا ماہ رمضان سنہ مذکور میں بغداد میں داخل ہوا تحایف اور ہدایا پیش کئے بختیار بن معز الدولہ نے ابو ثعلب کے پاس نقیب احمد پدر شریف رضی کو اسکے بھائی حمدان سے مصالحت کر لینے کا پیام لیکر بھیجا پس اس نے اس تحریک کے مطابق مصالحت کر لی چنانچہ صلح ہو جانے کے بعد حمدان نے نصف ۳۵۹ھ میں رحبہ کی جانب مراجعت کی۔ ابو البرکات نے اسکی رفاقت ترک کر دی بعد چندے اس نے حمدان کو طلبی کا خط روانہ کیا حمدان نے حاضری سے انکار کیا اسپر ابو ثعلب نے اپنے بھائی ابو البرکات کو دوبارہ اپنی فوجوں کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے حمدان کی طرف روانہ کیا حمدان نے یہ خبر پا کر رحبہ چھوڑ دیا اور بیابان کا راستہ لیا ابو البرکات نے رحبہ پر قبضہ کر لیا اور اپنی جانب سے ایک شخص کو مامور کر کے رقہ کی طرف کوچ کیا پھر رقہ سے عربان کی جانب روانہ ہوا۔ حمدان موقع پا کر رحبہ پہونچ گیا اور بزور تیغ شہر میں گھس کر ابو ثعلب کے عمال اور حکام کو مار ڈالا۔ ابو البرکات اس واقعہ سے مطلع ہو کر لوٹ پڑا۔ دونوں میں گھمسان لڑائی ہوئی حمدان نے ابو البرکات کے سر پر ایک ایسی گہری چوٹ پہونچائی جس سے سر پھٹ گیا۔ گھوڑے پر سے کھینچ کر زمین پر ڈال دیا اور جھٹ پٹ مشکیں باندھ کر گرفتار کر لیا۔ زخم کاری پہونچ گیا تھا اسی دن مر گیا نعش موصل لائی گئی اور وہیں اپنے باپ کے پاس دفن کیا گیا۔ تب ابو ثعلب نے بذاتہ حمدان کو ہوش میں لانے کی غرض سے تیاری کی۔ اپنے بھائی ابو فراس محمد کو نصیبین کی حکومت پر مامور کیا پھر تھوڑے دنوں بعد اسوجہ سے کہ اس نے حمدان سے سازش کر لی تھی معزول کر دیا اور طلب کر کے گرفتار کر لیا بلاد موصل کے قلعہ تلاشی میں لیجا کر قید کر دیا۔ اس واقعہ سے اسکے اور بھائیوں ابراہیم اور حسن پر برا اثر پڑا وہ لوگ اس سے ناراض اور کشیدہ خاطر ہو کر ماہ رمضان ۳۶۲ھ میں اپنے بھائی حمدان کے پاس چلے گئے۔ ابو ثعلب اس سے مطلع ہو کر ان کے سروں پر پہونچ گیا اُن لوگوں نے مقابلہ سے جی چرایا۔ پھر ابراہیم اور حسن (اسکے دونوں بھائیوں) نے براہ مکر و فریب امن کی درخواست کی ابو ثعلب نے انکو

امن دیدی اور ان کے خبث باطنی سے مطلع نہوا حمدان کے اکثر مصاحبوں نے ان دونوں کی اتباع کی۔ حمدان سنجار سے عرباں واپس آیا اس اثنا میں ابو ثعلب اپنے بھائیوں کے دغا اور فریب سے مطلع ہوگیا۔ دونوں یہ خبر پاکر بھاگ گئے بعدازاں حسن نے امن کی درخواست پیش کی اور پھر ابو ثعلب کی خدمت میں لوٹ آیا۔

حمدان نے رحبہ میں بطور نائب اپنے غلام نجا کو مامور کر رکھا تھا۔ نجا نے اسکے کل اسباب اور مال و زر پر مستولی ہوکر معہ اسکے مال و اسباب کے حران بھاگ آیا۔ اسوقت حران میں سلامہ برقعیدی ابو ثعلب کی جانب سے امارت کر رہا تھا۔ پس حمدان نے رحبہ کی طرف معاودت کی اور ابو ثعلب قرقیسیا چلا گیا اور وہاں پہونچ کر رحبہ کی طرف فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ اس فوج نے فرات کو عبور کرکے رحبہ پر قبضہ کر لیا حمدان اپنی جان بچاکر معہ اپنے بھائی ابراہیم کے سنجار چلا گیا۔ والی سنجار نے ان دونوں کی بڑی آؤ بھگت کی یہ دونوں مدتوں وہاں ٹھہرے رہے اور ابو ثعلب موصل کی جانب واپس چلا آیا۔ یہ کل واقعات آخری ۳۶۰ھ میں وقوع پذیر ہوئے تھے۔

رومیوں کا شام و جزیرہ کی جانب خروج کرنا

۳۸۵ھ میں بادشاہ روم ملک شام میں داخل ہوا چونکہ ملک شام میں کوئی ایسا شخص اسوقت موجود نہ تھا جو اسکو جواب ترکی بترکی دیتا یا اسکی مدافعت کرتا جی کھولکر اطراف طرابلس کو تاخت و تاراج کیا۔ اہل طرابلس نے اپنے گورنر کو بوجہ اسکے ظلم و ستم کے رقہ کی طرف نکال دیا تھا رومیوں کو موقع مل گیا طرابلس کو لوٹ اور مار کا جولانگاہ بنا کے رقہ کی جانب بڑھے اور بعد محاصرہ طویل اس پر بھی قابض ہوگئے اور خاطر خواہ تاخت و تاراج کیا بعدازاں حمص کی جانب کوچ کیا۔ اہل حمص نے ان عیسائیوں کے پہونچنے سے پہلے حمص کو خالی کر دیا تھا۔ رومی عیسائیوں نے پہونچتے ہی جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ اور بلاد سواحل کی طرف جھکے۔ ان شہروں میں سے اٹھارہ شہروں پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑا اور عام طور سے قصبات اور دیہات کو پامال کیا۔ ان واقعات سے عیسائیوں کے

حوصلہ بڑھ گئے کوئی ان کو روک ٹوک کرنے والا نہ تھا تھوڑے ہی دنوں میں تمام بلاد ساحل اور اطراف شام میں پھیل گئے صرف معدودے چند عرب باقی رہ گئے تھے جو وقتاً فوقتاً عیسائیوں کو اپنی چمکتی ہوئی تلواروں کی زیارت کرادیتے تھے پھر والی روم نے ٹوٹ کر بقصد حصار حلب اور انطاکیہ فوجیں فراہم کیں مگر یہ سُنکے کہ وہ لوگ پوری طور سے مقابلہ پر آئینگے اپنے ملک کو لوٹ گیا۔ اسکے ہمراہ مسلمان قیدیوں کا گروہ کثیر تھا جو تعداد میں ایک لاکھ نفر تھے۔ ان دنوں حلب میں قرعویہ نامی ایک شخص حکومت کر رہا تھا جو سیف الدولہ کا مولیٰ (آزاد غلام) تھا اس نے عیسائیوں کے طوفان بے امتیازی کی خوب روک تھام کی انہیں ایام میں بادشاہ روم نے اپنی فوج کو شبخون مارنے کی غرض سے جزیرہ کی جانب روانہ کیا پس یہ فوج کفر توشا تک قتل وغارت کرتی ہوئی پہونچ گئی اور اسکے اطراف وجوانب کو جی کھولکر پامال کیا۔ ابو ثغلب میں ان دشمنان اسلام کی مدافعت کی قوت ہی نہ تھی۔

قرعویہ کی خودسری | قرعویہ سیف الدولہ کا غلام وہی ہے جس نے بعد وفات سیف الدولہ اس کے بیٹے ابوالمعالی کی حکومت کی بیعت لی تھی پس جب ۳۵۹ھ کا دور آیا تو قرعویہ نے ابوالمعالی کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا اور اسکو حلب سے نکالکر خودسر حکمراں بن بیٹھا۔ ابوالمعالی حلب سے نکل کر حران کی طرف گیا اہل حران نے بھی اسکو شہر میں داخل نہونے دیا تب ابوالمعالی نے میافارقین کا راستہ اختیار کیا جہاں کہ اس کی والدہ تھی۔

ابوالمعالی کی والدہ سعید بن حمدان برادر ابو فراس کی بیٹی تھی۔ اس سے کسی نے یہ جڑ دیا کہ ابوالمعالی تمہارے قید کرنے کو آتا ہے اسوجہ سے اسنے بھی چند دنوں تک میافارقین میں ابوالمعالی کو داخل نہونے دیا تاآنکہ اسکو اپنا ذاتی اطمینان ہوگیا اور اسکی طرف سے اسکے خیالات تبدیل ہوگئے تب اسنے ابوالمعالی کو اور جن لوگوں سے یہ راضی تھی ان کو میافارقین میں داخل ہونے کی اجازت دی۔ رسد وغلہ کا انتظام کر دیا اور باقی ماندگاں کو شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔

بعد اسکے ابوالمعالی نے جنگ قرعویہ کی تیاری کی یہ ان دنوں حلب میں تھا اس نے حلب کی

Marfat.com

قلعہ بندی کر لی تب ابوالمعالی حماۃ چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔ حران میں اسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا حالانکہ اسکی طرف سے وہاں اس کا کوئی گورنر نہ تھا۔ اہل حماۃ نے مشورہ کر کے اپنے ہی لوگوں میں سے ایک شخص کو اپنا حکمران بنا لیا جو ان پر حکومت کرنے لگا۔

میافارقین کی طرف ابوثعلب کی روانگی

ابوثعلب یہ سنکر کہ ابوالمعالی نے بقصد جنگ فرعوبہ حلب کی طرف کوچ کیا ہے فوجیں مرتب اور مسلح کر کے میافارقین کی جانب روانہ ہوا سیف الدولہ کی بیوی نے ابوثعلب سے مزاحمت کی اور اس کام میں آڑے آگئی بالآخر دونوں میں اس پر مصالحت ہوئی کہ زوجہ سیف الدولہ دو لاکھ دینار ابوثعلب کو بطور تاوان یا خرچہ جنگ ادا کرے۔ بعد ازاں لگانے بجھانے والوں نے زوجہ سیف الدولہ سے یہ جڑ دیا کہ ابوثعلب عنقریب شہر پر قبضہ کرنے والا ہے۔ زوجہ سیف الدولہ یہ سنکر برہم ہو گئی رات کے وقت اپنی فوج کو شبخون مارنے کا حکم دیدیا چنانچہ ابوثعلب کے لشکر گاہ سے بہت سا مال و اسباب لوٹ لے گئی۔ ابوثعلب نے بمنت و خوشامد پیام بھیجا۔ زوجہ سیف الدولہ نے محض ان چیزوں کو جو اسکے سپاہی لوٹ لیے گئے تھے واپس کر دیا اور ایک لاکھ دراہم لیکر اس کے قیدیوں کو رہائی دی پس ابوثعلب نے میافارقین سے معاودت کی۔

انطاکیہ، حلب اور بلاد کرد پر عیسائیوں کا قبضہ

۳۵۹ھ میں عیسائی رومی لشکر نے انطاکیہ پر قبضہ کر لیا پہلے قلعہ لوقار پر پہونچکر محاصرہ ڈالا۔ قلعہ لوقار انطاکیہ کے قریب ایک قلعہ تھا جسمیں عیسائی رہتے تھے۔ رومی عیسائیوں نے عیسائیان لوقار سے سازش کر لی اور اس امر پر ان کو راضی کر کے انطاکیہ بھیجا کہ وہ انطاکیہ جلاء وطن ہو کر چلے جائیں اور یہ ظاہر کریں کہ ہم لوگ رومیوں کے ظلم و ستم سے تنگ آکر اپنی عزت اور جان بچانے کے خیال سے انطاکیہ بھاگ آئے ہیں اور پھر جب رومی لشکر انطاکیہ پر حملہ آور ہو تو اندرون شہر سے عیسائی رومی لشکر کو شہر پر قبضہ دلانے میں ہاتھ بٹائیں۔ چنانچہ اہل لوقاء جلاء وطن ہو کر انطاکیہ چلے گئے اور ایک پہاڑ پر جو انطاکیہ سے ملا ہوا تھا مقیم ہوئے بعد دو مہینے کے لیفور والی روم کا بھائی جالیس

Marfat.com

ہزار کی جمعیت سے انطاکیہ پر چڑھ آیا اور حملہ شروع کر دیئے اہل بوقار نے حسب قرار داد سابق اپنی جانب کے شہر پناہ پر رومی لشکر کو قبضہ دے دیا اہل انطاکیہ اس امر کا احساس کر کے بدحواس ہو گئے۔ عیسائیوں نے شہر میں گھس کر قتل اور غارت گری شروع کر دی۔ بیس ہزار مسلمانوں کو گرفتار کر کے اپنے دار الحکومت روانہ کر دیا۔ بعد اسکے سامان جنگ درست کر کے حلب کے سر کرنے کو عیسائیوں نے قدم بڑھایا۔ ان دنوں حلب میں ابو المعالی شریف بن سیف الدولہ امیر قرعویہ اپنے باغی گورنر پر محاصرہ ڈالے ہوئے تھا۔ یہ خبر پا کر کہ رومیوں کا ٹڈی دل لشکر حلب کی طرف آرہا ہے حلب کو چھوڑ دیا اور ایک سنسان میدان میں گھس گیا۔ عیسائیوں نے پہونچتے ہی شہر حلب پر قبضہ کر لیا۔ قرعویہ اور اہل شہر نے قلعہ میں جا کے پناہ لی اور دروازے بند کر لئے۔ رومی عیسائی مدتوں قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے لڑتے رہے بالآخر قرعویہ نے بشرط ادائے خراج جو فیما بین فریقین طے اور قرار پا گیا تھا مصالحت کر لی۔ علاوہ برین ایک شرط یہ بھی قرار دی گئی تھی کہ رومی عیسائی لشکر سے مضافات فرات میں رسد بہم پہونچانے میں مزاحمت نہ کیجائے۔ اس مصالحت میں حمص، کفرطاب، معرہ، افامیہ، شیزر اور جسقدر قلعات اور قصبات ان مقامات کے درمیان میں تھے داخل اور شامل ہوئے۔ مقامات مذکورہ بالا کے رہنے والوں نے بطور ضمانت چند رؤسار رومیوں کے حوالہ کئے پس رومیوں نے حلب سے اپنا محاصرہ اٹھا لیا۔ اسی اثناء میں برادر والی روم نے ایک فوج عظیم ملاذکرد مضافات صوبہ آرمینہ کی طرف روانہ کیا تھا۔ چنانچہ اس فوج نے ملاذکرد پر محاصرہ ڈالا اور بزور تیغ اسکو مفتوح کر لیا۔ ان مہم کامیابیوں سے ادھر عیسائیوں کے حوصلہ بڑھ گئے اُدھر ہر طرف کے سرحدی امرار اسلام عیسائیوں کے رعب سے بید کی طرح تھرا اٹھے

قتل لیفور بادشاہ روم | لیفور عیسائی قسطنطنیہ کا رومی بادشاہ تھا یہ وہی قسطنطنیہ ہے جو اس وقت سلطانین عثمانیہ کے قبضہ و تصرف میں ہے۔ جو شخص اس شہر کا والی ہوتا تھا وہ دمستق کہلاتا تھا۔ لیفور بھی دمستق تھا خاندان شاہی سے نہ تھا۔ یہ نہایت متعصب اور مسلمانوں کا جانی دشمن تھا۔ اسی نے حلب پر زمانہ سیف الدولہ میں قبضہ حاصل کیا تھا طرسوس، آرمینہ اور عین زربہ کے پہاڑوں

پر اپنی فتحیابی کا جھنڈا گاڑا تھا۔ اس نے بادشاہ قسطنطنیہ کو جو اس سے پیشتر تھا قتل کر کے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور اسکی بیوی سے بیاہ کر لیا مقتول بادشاہ قسطنطنیہ کے نطفہ سے اس بیگم کے دو بیٹے تھے قسطنطنیہ کی عنان حکومت پر قبضہ کرنے کے بعد بلاد اسلامیہ پر ظلم و ستم کا ہاتھ بڑھایا۔ تمام سرحد شام اور جزیرہ کو تہ و بالا کر دیا۔ امراء اسلام اسکے نام سے ڈرنے لگے اور ان کو اپنے ملک کے بچانے کی فکر پڑ گئی بعد چندے اس نے ان دونوں لڑکوں کو جو بادشاہ سابق مقتول کے نسل سے تھے خصی کروانے کا قصد کیا تاکہ ان کی آیندہ نسل منقطع ہو جاے اور کوئی شخص اسکے لڑکوں سے مزاحمت کرنے والا نہ رہجاے۔ اتفاق سے اس قصد سے ان دونوں کی ماں مطلع ہو گئی شمشقیق و مستق کو اس راز سے آگاہ کیا اور یعفور کے قتل میں اس سے سازش کی چنانچہ اس نے اسکو ایک روز شب میں بار حیات سے سبکدوش کر دیا۔

یعفور کا باپ مسلمان تھا۔ طرسوس کا رہنے والا تھا۔ ابن عطاس کے نام سے معروف تھا۔ اللہ جانے کیا دل میں آئی کہ عیسائی ہو گیا۔ اور قسطنطنیہ چلا گیا ترقی کرتے کرتے بادشاہ ہو گیا اور اسکا ایسا دور دورہ ہوا کہ باید و شاید۔

یہ بہت بڑی غلطی ہے عقلاء کو اس کا خیال ہمیشہ رکھنا چاہئے۔ مناسب یہ ہے کہ جو شخص بازاری ہو اور بے اصل و بے خانماں ہوا اور خاندان حکومت کے نسب سے بعید ہو اسکو اس درجہ پر نہ پہونچنے دینا چاہئے۔ اس مضمون کو ہم مقدمہ الکتاب میں کافی اور معقول طور سے بیان کر آئے ہیں۔

ابو ثعلب کا حران پر قبضہ نصف ۳۵۹ھ میں ابو ثعلب نے حران پر قبضہ کیا تقریباً ایک ماہ کامل محاصرہ کئے رہا۔ بالآخر اہل حران سے دو شخص شب کے وقت ابو ثعلب کے پاس مصالحت کرنے کے لئے آئے اور کل اہل شہر کے لئے امان حاصل کر کے واپس چلے گئے۔ اہل شہر کو یہ خبر معلوم ہوئی تو بگڑ گئے جنگ پر آمادہ و مستعد ہو گئے مگر پھر سوچ سمجھکر مصالحت پر متفق ہوئے اور ابو ثعلب کی خدمت میں حاضر ہو کر اطاعت اور فرمانبرداری کی قسمیں کھائیں چنانچہ ابو ثعلب معہ اپنے بھائیوں اور ہمراہیوں کے نماز جمعہ ادا کرنے کو شہر میں گیا اور بعد نماز جمعہ پھر اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا۔ سلامت برقیدی

کو جو اصحاب بنی حمدان میں ایک نامور شخص تھا حران کا گورنر مقرر کیا اس اثنا میں یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ بنو نمیر نے اطراف موصل میں غارتگری اور قتل کا ہنگامہ برپا کر رکھا ہے اور وہاں کے گورنر بر قعیدی کو قتل کر ڈالا ہے فوراً سامان سفر و جنگ درست کر کے نہایت تیزی سے موصل کی جانب معاودت کی۔

قرعویہ اور ابوالمعالی کی مصالحت

ہم اوپر ۳۵۸ھ میں قرعویہ کی خودسری حکومت حلب اور ابوالمعالی بن سیف الدولہ کے وہاں سے نکل آنے کا تذکرہ تحریر کرا چکے ہیں اور یہ بھی بیان کر آئے ہیں کہ ابوالمعالی حلب سے نکل کر اپنی ماں کے پاس میافارقین چلا آیا تھا بعد ازاں قرعویہ سے جنگ کرنے اور اس پر محاصرہ ڈالنے کی غرض سے حلب کی طرف پھر مراجعت کی پھر لوٹ کر حمص آیا اور وہیں قیام پذیر ہوا۔ تھوڑے دنوں بعد قرعویہ اور ابوالمعالی میں اسطور پر مصالحت ہو گئی ہو گئی کہ قرعویہ اسکے نام کا خطبہ حلب میں پڑھے اور دونوں معز علوی والی مصر کے علم خلافت کے مطیع و منقاد رہیں۔

رومیوں کا بلاد جزیرہ پر حملہ کرنا

۳۶۱ھ میں دمستق ایک عظیم فوج لیکر جزیرہ کی جانب بڑھا۔ الرہا اور اس کے قرب و جوار کو تاخت و تاراج کر کے اطراف جزیرہ پر ہاتھ مارا۔ لوٹ مار کرتا نصیبین تک پہونچا جی کھول کر اس کو پامال کیا پھر دیار بکر کی طرف قدم بڑھایا۔ یہاں بھی وہی رویہ ظلم و ستم کا اختیار کیا۔ ابوثعلب میں اسقدر دم خم نہ تھا کہ اس طوفان بے امتیازی کی روک تھام کر سکتا مجبوراً بہت سا مال و زر عیسائیوں کو دیکر اپنے کو ان کے حملوں سے بچا لیا۔ باشندگان دیار بکر کا ایک گروہ فریاد و ا ویلا و امصیبتا کا شور مچاتا ہوا بغداد پہونچا۔ جامع مسجدوں اور عام گزرگاہوں پر بیٹھ کر عیسائیوں کے ظلم و ستم اور مسلمانوں کی بیحرمتی کو بیان کرنے اور انلوگوں کو انجام کار اور عواقب امور سے ڈرانے لگے۔ اہل بغداد بھی انکے ساتھ شریک ہو گئے اور سب کے سب محلسرائے خلافت کی طرف چلے خلیفہ طائع للہ نے یہ خبر پا کر دروازے بند کرا دیئے ان لوگوں نے سب و شتم سے یاد کرنا شروع کیا اہل بغداد کے چند رؤسا بختیار کے پاس جا پہونچے وہ اسوقت اطراف کوفہ میں گیا ہوا تھا ان لوگوں نے بختیار سے جا کر رومیوں کی شکایت کی مسلمانوں کی بیحرمتی

Marfat.com

کے واقعات بتلائے بختیار نے ان لوگوں سے رومیوں پر جہاد کرنے کا وعدہ کیا ادہر اپنے حاجب بکتگین کے نام فوجوں کی تیاری کا فرمان روانہ کیا اور یہ تحریر کیا کہ عام منادی کرا دیجائے کہ ہر شخص کو اس مہم میں شریک ہونا ہوگا اُدہر ابوثعلب بن حمدان کو عزیمت جہاد سے مطلع کرکے رسد اور غلہ اور فوجی سامان مہیا کرنے کو لکھ بھیجا چونکہ عوام الناس کا جم غفیر جہاد میں شریک ہونے کی غرض سے مجتمع ہو گیا تھا اسوجہ سے بغداد میں ہنگامہ برپا ہو گیا نوبت جدال و قتال کی پہنچ گئی لوٹ مار اور غارتگری شروع ہو گئی۔

رومیوں کی ہزیمت دمستق کی اسیری اور موت

دیار مضر اور جزیرہ میں علم و غارتگری کرنے سے دمستق کے حوصلہ بڑھ گئے فتح آمد کی طمع دامنگیر ہو گئی۔ ابوثعلب فوجیں مرتب کرکے اس کے روک تھام کو بڑھا اس اثنار میں اسکا بھائی ابوالقاسم ہبتہ اللہ بھی آپہونچا دونوں بالاتفاق دمستق سے جنگ کرنے کو روانہ ہوئے ماہ رمضان ۳۶۲ھ میں معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ باوجودیکہ عیسائیوں کی تعداد زیادہ تھی مگر انکا لشکر گاہ کچھ ایسے موقع پر تھا کہ فوج سواران مطلق بیکار تھی اور نیز وہ لوگ جنگ پر تیار نہ تھے خواہ مخواہ انکو ہزیمت اوٹھانا پڑی دمستق گرفتار کر لیا گیا۔ اسی زمانہ سے دمستق ابوثعلب کے پاس محبوس اور نظر بند رہا تا آنکہ ۳۶۳ھ میں علیل ہوا علاج میں بیحد کوشش کی گئی متعدد طبیب مجتمع کئے گئے مگر کچھ نفع محسوس نہوا اور مر گیا۔

بختیار کا موصل پر قبضہ

ابوثعلب اور اسکے بھائیوں حمدان اور ابراہیم کے لڑائیوں اور مناقشہ کے واقعات تم اوپر پڑھ آئے ہو اور یہ بھی تم کو معلوم ہو چکا ہے کہ دونوں موخرالذکر بختیار بن معزالدولہ کی خدمت میں ابوثعلب کی شکایت کرنے کو حاضر ہوئے تھے اور بمقابلہ اسکے بختیار سے امداد کی درخواست کی تھی چنانچہ بختیار نے امداد کا وعدہ کیا مگر بطیحہ وغیرہ کے واقعات کچھ ایسے پیش آگئے کہ جس سے بختیار انکی امداد نہ کر سکا۔ ان دونوں آدمیوں پر بختیار کا دیر کرنا شاق گزرا۔ ابراہیم تو بھاگ کر اپنے بھائی ابوثعلب کے پاس چلا آیا اسکے بعد بختیار کو ان واقعات سے فراغت حاصل ہو گئی۔ موصل کے قبضہ کا خیال پیدا ہوا۔ اسکے وزیر ابن بقیہ نے اسوجہ سے کہ ابوثعلب نے تحریر میں اسکے اداب

Marfat.com

اور خطاب کا لحاظ نہ کیا تھا موقع پاکر زور دے دیا پس بختیار نے موصل کی جانب کوچ کر دیا ماہ ربیع الآخر سنہ ۳۶۳ھ میں موصل کے قریب پہونچا۔ ابو ثعلب یہ خبر پاکر سنجار چلا گیا اور موصل کو رسد و غلہ اور شاہی دفاتر سے خالی کر دیا بختیار نے موصل پر قبضہ کر لیا اور ابو ثعلب نے بختیار کے بعد ہی بغداد کی جانب کوچ کیا اگرچہ اثنار راہ اور نیز سواد بغداد میں کسی قسم کی غارتگری اور لوٹ مار نہ کی مگر اہل بغداد برسر مقابلہ آئے اور اس سے معرکہ آرا ہوئے اس سے عوام الناس میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھی جو ابو ثعلب اور اسکے ہمراہیوں کے دلی مقاصد کے حاصل کرنے میں سد راہ اور مزاحم ہوگئی علی الخصوص بغداد کے غربی حصہ میں بہت بڑا ہنگامہ برپا ہو گیا۔ رفتہ رفتہ اسکی خبر بختیار کے کانوں تک پہونچی فوراً اپنے وزیر ابن بقیہ اور سبکتگین کو بغداد کی طرف روانہ کیا ابن بقیہ تو بغداد میں داخل ہو گیا باقی رہا سبکتگین وہ بغداد کے باہر ایک میدان میں رُک رہا۔ ان لوگوں کے پہونچ جانے سے ابو ثعلب بغداد میں داخل نہو سکا۔ معمولی طور سے لڑائی کا سلسلہ جاری رکھا اور در پردہ سبکتگین کو بغاوت اور حکومت و سلطنت پر قابض ہو جانے کی تحریک اور ترغیب دیتا رہا مگر سبکتگین نے اسکو پسند نہ کیا تب ابو ثعلب نے بغداد سے موصل کی جانب معاودت کی اور وزیر ابن بقیہ سبکتگین کے پاس آیا اور بصلاح و مشورہ سبکتگین ابو ثعلب سے مصالحت کا نامہ و پیام شروع کیا شرائط صلح یہ قرار پائے کہ بختیار کو خرچہ سفر و جنگ ابو ثعلب ادا کرے اور اسکے بھائی حمدان کو اسکے کل مقبوضات باستثنار ماردین واپس دیدئے جائیں بعد طے شرائط صلح بختیار کو بذریعہ تحریر مطلع کیا چنانچہ بختیار نے تحریر صلحنامہ کے بعد موصل سے اپنا قبضہ اوٹھا لیا اور ابو ثعلب موصل کی طرف روانہ ہوا۔ ابن بقیہ نے سبکتگین کو بختیار کے پاس چلے جانے کی رائے دی تھی مگر اس نے سماعت نہ کی اور کچھ سوچ سمجھکر کوچ کر دیا۔ چونکہ اہل موصل کو بختیار کی ظالمانہ حرکات سے بیحد تکالیف کا سامنا کرنا پڑا تھا اسوجہ سے ابو ثعلب کی آمد کو سنکر ان لوگوں نے مسرت ظاہر کی اور بختیار کے جانے پر شکر گزار ہوئے ابو ثعلب نے بختیار سے شاہی خطاب اختیار کرنے اور تاوان جنگ کی معافی کی درخواست کی بختیار نے نہایت خندہ پیشانی سے اسکو منظور کر لیا اور سامان سفر درست کر کے موصل سے بغداد روانہ ہوا۔ اثنار راہ

میں یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ ابو ثعلب نے پھر بدعہدی کی ہے۔ اور بعض اراکین دولت بختیار یہ کو جو کہ اپنے اہل و عیال کے لانے کی غرض سے موصل لوٹ گئے تھے قتل کر ڈالا ہے۔ اس خبر کو سنتے ہی زمین پاؤں کے تلے سے نکل گئی بیحد صدمہ ہوا اسی مقام پر قیام کر کے ابن بقیہ اور سکتگین کو معہ افواج کے طلبی کا خط روانہ کیا اور جب وہ لوگ آ گئے تو سب کے سب پھر موصل کی جانب لوٹ کھڑے ہوئے ابو ثعلب نے یہ خبر پا کر موصل کو خالی کر دیا۔ اور اپنے مصاحبوں اور مشیروں کو معذرت کرنے اور اس خبر کی تردید کرنے کے لئے بختیار کی خدمت میں روانہ کیا۔ چنانچہ شریف احمد موسوی نے ابو ثعلب کی جانب سے شرائط صلح کی پابندی کا حلف اوٹھایا اس سے پھر بدستور مصالحت ہو گئی۔ تب بختیار نے بغداد کی جانب مراجعت کی اور واپسی کے پہلے اپنی بیٹی کو ابو ثعلب کی درخواست پر جہیز دیکر رخصت کر دیا بختیار نے قبل ان واقعات کے اپنی بیٹی کا عقد ابو ثعلب سے کر دیا تھا۔

ابو المعالی دوبارہ حلب میں ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ قرعویہ نے جو کہ ابو المعالی کے باپ سیف الدولہ کا خادم تھا ابو المعالی پر مستولی ہو گیا تھا اور ابو المعالی کو ۳۵۷ھ میں حلب سے نکال کر خود حکمراں بن بیٹھا تھا پس ابو المعالی اپنی والدہ کے پاس میافارقین چلا گیا تھا پھر میافارقین سے اپنی والدہ کے ہمراہ حماۃ میں جا کر مقیم ہوا تھا۔ ان دنوں زلزلوں نے اہل حمص کو امان دیدی تھی جس سے اسکی آبادی بڑھ گئی تھی۔ قرعویہ نے حلب میں اپنے خادم کچوز کو اپنی نیابت پر مامور کیا تھا اسنے اپنی قوت بڑھا کر چاہ کندہ را چاہ درپیش قرعویہ کو قلعہ حلب میں قید کر دیا اور دو برس تک حکومت کرتا رہا۔ قرعویہ کے اراکین اور مصاحبین نے ان واقعات سے ابو المعالی کو مطلع کیا اور حلب پر قبضہ کر لینے کی درخواست کی چنانچہ ابو المعالی فوجیں تیار کر کے حلب پر آ پہونچا چار ماہ کامل محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا بالآخر بزور تیغ مفتوح کر لیا اور اس کا انتظام مالی اور فوجی درست کر کے عمارتیں بنوائیں تا آنکہ حکومت دمشق پر منتقل ہوا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

عضد الدولہ بن بویہ کا موصل پر قبضہ

جسوقت عضد الدولہ بن بویہ نے دار الخلافت بغداد پر قبضہ کر لیا اور اسکے برادر عم زاد (معز الدولہ) بختیار کو ہزیمت ہوئی اسوقت بختیار سعد و دے چند آدمیوں کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوا۔ حمدان بن ناصر الدولہ برادر ابو ثعلب عضد الدولہ کے ہمرکاب تھا اس نے بجائے شام موصل پر پہلے قبضہ کر لینے کی ترغیب دی اگرچہ اس سے پہلے عضد الدولہ نے بوجہ مراسم اتحاد ابو ثعلب سے متعرض نہونے کا عہد و پیمان کر لیا تھا مگر حمدان کی ترغیب سے اس عہد و پیمان کو بالائے طاق رکھ کے موصل کی طرف قدم بڑھایا جسوقت تکریت کے قریب پہونچا ابو ثعلب کے سفراء پیام صلح اور اظہار دوستی کی غرض سے حاضر ہوئے اور یہ ظاہر کیا کہ آپ بنفس نفیس معہ اپنی فوج کے تشریف لے چلئے ہم ہر طرح سے آپ کے معین و مددگار ہیں مگر شرط یہ ہے کہ ہمارے بھائی حمدان کو ہمارے حوالہ فرما دیجئے چنانچہ عضد الدولہ نے حمدان کو ابو ثعلب کے سفیروں کے حوالہ کر دیا ابو ثعلب نے اسکو جیل میں ڈال دیا۔

بختیار نے شکست کے بعد اپنی گئی ہوئی حالت کو درست کیا اور تیاری کر کے حدیثہ کی جانب کوچ کیا ابو ثعلب سے ملاقات کی اور اسکے ساتھ ساتھ بیس ہزار جنگ آوروں کی جمعیت سے عراق کی طرف بڑھا۔ عضد الدولہ بھی اس خبر سے مطلع ہو کر ان دونوں پر حملہ آور ہوا ۱۰ شوال ۳۶۷ھ میں فریقین سے اطراف تکریت میں معرکہ آرائی ہوئی۔ عضد الدولہ نے اپنے دونوں حریفوں کو ہزیمت دیدی اثنار دار و گیر میں بختیار مارا گیا اور ابو ثعلب جان بچا کر موصل کی طرف بھاگا عضد الدولہ نے تعاقب کیا چنانچہ ماہ ذی قعدہ سنہ مذکور میں موصل پر قبضہ کر لیا۔ قیام پذیر ہونے کے خیال سے رسد و غلہ کافی مقدار سے اپنے ہمراہ لایا تھا پس موصل میں قیام کر کے ابو ثعلب کی جستجو اور تلاش میں متعدد سرایا روانہ کئے انہیں سرایا کے ساتھ مرزبان بن بختیار اور اسکے ماموں ابو اسحاق و طاہر پسران معز الدولہ اور انکی والدہ بھی تھی۔ اسی غرض کے حاصل کرنے کے لئے اسکے ہمراہیوں میں سے ابو الوفا طاہر بن اسمٰعیل اور ابو طاہر طغان اسکا حاجب جزیرہ ابن عمر کی جانب گیا تھا ابو ثعلب پہلے نصیبین گیا پھر نصیبین سے میافارقین چلا آیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا جب اسکو یہ خبر لگی کہ ابو الوفا میری جستجو اور تلاش میں آرہا ہے تو میافارقین

Marfat.com

کو خیرآباد کہہ کے تدلیس کا راستہ لیا بعد اسکے ابوالوفا، وارد میافارقین ہوا اہل میافارقین نے شہر میں داخل ہونے سے روکدیا ابوالوفا، نے میافارقین کو بحالہ چھوڑکر ابوثعلب کی جستجو میں کوچ کیا ابوثعلب اس سے مطلع ہوکر اردن روم سے نکل کر حسنیہ (مضافات جزیرہ) کی طرف آیا پھر حسنیہ سے قلعہ کواسی کی جانب گیا اور وہاں سے اپنے مال واسباب اور ذخیرہ کو منتقل کرکے مراجعت کی ابوالوفا بھی لوٹ کر میافارقین آیا اور اسپر محاصرہ ڈالدیا۔

عضدالدولہ کو ابوثعلب کے قلعات کی طرف آنے کی خبر لگ گئی تھی اسوجہ سے فوجیں آراستہ کرکے ان قلعات کی طرف آیا مگر ابوثعلب ہاتھ نہ لگا۔ اسکے بہت سے ہمراہیوں نے عضدالدولہ سے امان حاصل کرلی عضدالدولہ مجبوراً موصل لوٹ آیا اور اپنے ایک سپہ سالار طغان نامی کو تدلیس کی طرف روانہ کیا ابوثعلب یہ خبر پاکر بھاگ گیا اور اسکے بادشاہ وردرومی کے پاس چلا گیا چونکہ وردرومی اپنے شہنشاہ سے حکومت وسلطنت کے بابت لڑرہا تھا اسوجہ سے ابوثعلب کے آنے کو وردرو نے غنیمت شمار کرکے بیحد اظہار اتحاد کیا ابوثعلب نے اس خیال سے کہ اسکے ذریعہ سے اپنے اغراض کے حاصل کرنے میں آسانی ہوگی رشتہ مصاہرت قائم کرلیا۔ عضدالدولہ کا لشکر اس نقل وحرکت کے زمانہ میں ابوثعلب کے تعاقب میں تھا۔ اتفاق سے اس لشکر کا ابوثعلب سے مڈبھیڑ ہوگیا اس نے اسکو ہزیمت دیدی اور نہایت سختی سے پامال کیا بقیۃ السیف نے بھاگ کر قلعہ زیادیں جوکہ خرت برت کے نام سے موسوم تھا پناہ لی اور وردکے پاس امداد کا پیام بھیجا وردرو نے معذرت کی کہ میں اندنوں اپنے بادشاہ سے حکومت وریاست کی بابت لڑجھگڑ رہا ہوں آئندہ بشرط فراغت وکامیابی مدد کروں گا مگر خوش قسمتی سے بجائے کامیابی کے وردکو بادشاہ روم کے مقابلہ میں ہزیمت ہوئی ابوثعلب اسکی مدد سے ناامید ہوکر بلاد اسلامیہ کی جانب واپس آیا اور آمد میں پہونچکر قیام پذیر ہوگیا تاآنکہ میافارقین کے حالات کی خبر گوش گزار ہوئی۔

ابوالوفار نے ابوثعلب کے تعاقب سے واپس ہوکر میافارقین کا محاصرہ کرلیا تھا ان دنوں ہزار مرد اسکا والی تھا اس نے نہایت حزم واحتیاط سے شہر کی حفاظت کی اور کمال مردانگی سے

تین ماہ کامل ابو الوفاء کی مدافعت کرتا رہا بعد ازاں اسی زمانہ میں راہی ملک عدم ہو گیا ابو ثعلب نے بجائے اسکے حمدانیہ غلاموں میں سے مونس نامی ایک آزاد غلام کو میافارقین کی حکومت پر مامور کیا۔ ابو الوفاء نے سرداران شہر سے سازش کی کوشش کی چنانچہ وہ ابو الوفار کی جانب مائل ہو گئے پس ابو الوفاء نے اور لوگوں کو ملانے جلانے کی غرض سے چند آدمیوں کو انہیں سرداروں کے پاس روانہ کیا جنہوں نے اس سے سازش کر لی تھی۔ مونس کو اسکی خبر لگ گئی مگر ان لوگوں کی مخالفت نہ کر سکا گردن اطاعت جھکا دی اور امن کا خواستگار رہا۔ ابو الوفار نے کامیابی کے ساتھ شہر پر قبضہ کر لیا۔

زمانہ محاصرہ میافارقین میں ابو الوفار نے میافارقین کے کل قلعات کو بزور تیغ مفتوح کر لیا تھا اسوجہ سے اسکو کل دیار بکر پر قبضہ کر لینے کا خاصہ موقع مل گیا۔ ابو ثعلب کے رفیقوں اور عمال نے اس سے امن کی درخواست کی ابو الوفار نے ان لوگوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کئے اور موصل کی جانب مراجعت کی۔ رفتہ رفتہ جبکہ ابو ثعلب دار الحرب سے واپس آ رہا تھا ان واقعات کی خبر اسکے کانوں تک پہونچی رجبہ کا قصد کیا اور عضد الدولہ کی خدمت میں امداد و اعانت کا پیام بھیجا عضد الدولہ نے بشرط حاضری اس درخواست کو منظور کیا ابو ثعلب نے اس سے انکار کیا تب عضد الدولہ نے دیار مضر پر قبضہ کر لیا۔ ابو ثعلب کی جانب سے اس ملک پر سلامہ برقعیدی جو کہ بنی حمدان کے بہت بڑے رفیقوں سے تھا مامور تھا۔ ابو المعالی بن سیف الدولہ نے حلب سے ایک فوج اسکے سر کرنے کو روانہ کی تھی۔ سلامہ نے سینہ سپر ہو کر اس فوج سے مقابلہ کیا مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں ابو المعالی عضد الدولہ کے پاس مصالحت کا پیام لیکر حاضر ہوا پس عضد الدولہ نے نقیب ابو احمد موسوی کو سلامہ برقعیدی کے پاس روانہ کیا۔ چنانچہ متعدد لڑائیوں کے بعد سلامہ نے شہر کو اسکے حوالہ کر دیا اور رقہ کو اپنے لئے اس سے لے لیا باقی ماندہ شہروں کو سعد الدولہ کو دیدیا اسی زمانہ سے یہ ملک اس کے قبضہ میں چلا گیا۔

ان واقعات کے بعد عضد الدولہ نے رجبہ پر بھی قبضہ کر لیا اور آہستہ آہستہ اسکے کل قلعات پر متصرف اور قابض ہو گیا اور اپنی جانب سے ابو الوفار کو موصل پر مامور کر کے ماہ ذیقعدہ ۳۶۹ھ

Marfat.com

میں بغداد کی جانب مراجعت کی۔ بعدہ عضدالدولہ نے ایک عظیم فوج کو اکراد ہکاریہ کے شر کرنے کو صوبجات موصل کی طرف روانہ کیا۔ اس فوج نے ان لوگوں کا محاصرہ کیا لڑائیاں ہوئیں بالآخر ان لوگوں نے اطاعت کی گردن جھکا دی اور اپنے قلعات کو ان کے حوالہ کر دیا ان لوگوں نے موصل میں قیام اختیار کیا۔ اتفاق سے مابین انکے اور انکے شہروں کے برف بکثرت پڑا جس سے وہ لوگ اپنے شہروں کی طرف نہ واپس ہوسکے اکراد مکاریہ کو موقع مل گیا اس فوج کے سپہ سالار کو قتل کرکے موصل کی راہ میں صلیب پر چڑھا دیا۔

قتل ابو ثعلب بن حمدان ہرگاہ ابو ثعلب بن حمدان کو عضدالدولہ کی اصلاح اور موصل کی جانب مراجعت کرنے سے ناامیدی محسوس ہوئی اسوقت اس نے شام کا راستہ لیا۔ ان دنوں دمشق کی حکومت پر قسام (عزیز علوی حاکم مصر کا ایلچی) حکومت کر رہا تھا۔ قسام نے بعد افتکین کے دمشق پر قبضہ کیا تھا اس واقعہ کو کہ کیونکر افتکین نے دمشق پر قبضہ حاصل کیا اور بعد افتکین کے قسام کیسے مالک و متصرف ہوا ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ الغرض قسام نے ابو ثعلب کی آمد کی خبر پاکر خائف و ترساں ہوکر اسکو شہر میں داخل ہونے سے روکدیا۔ چنانچہ ابو ثعلب شہر کے باہر قیام پذیر ہوا اور عزیز علوی والی مصر کو اس واقعہ سے مطلع کرکے امداد کا خواستگار ہوا۔ تھوڑے دنوں بعد یہ خبر آئی کہ عزیز نے امداد دینے کی غرض سے اسکو اپنے پاس بلایا ہے۔ ابو ثعلب یہ سنکر طبریہ کی جانب روانہ ہوگیا روانگی کے پیشتر قسام سے اور اس سے چند لڑائیاں بھی ہوئی تھیں۔ بعد اس کے فضل عزیز علوی کی طرف سے قسام سے جنگ کرنے اور اس پر دمشق میں محاصرہ ڈالنے کے لئے آپہونچا۔ فضل اور ابو ثعلب سے طبریہ میں ملاقات ہوئی عزیز علوی کی طرف سے ہر طرح کی امداد کا وعدہ کیا ابو ثعلب نے اسکے ہمراہ دمشق چلنے پر مستعدی ظاہر کی چونکہ ابو ثعلب اور قسام سے دو دو ہاتھ چل گئی تھی اسوجہ سے فضل نے ابو ثعلب کو اس ارادہ سے باز رکھا مگر پھر بھی فضل اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہوا نرمی اور مصالحت سے کام نہ چلا قسام سے اور فضل سے آن بن ہوگئی قسام نے فضل کو دمشق سے نکال باہر کیا بعد اسکے ابو ثعلب نے بنو عقیل کو مجتمع کرکے ماہ محرم ۳۶۹ھ میں زملہ پر

Marfat.com

چڑھائی کی فضل اور دغفل نے اس خیال و خوف سے کہ مبادا ابو ثعلب کی قوت نہ بڑھی متفق ہو کر ابو ثعلب سے مقابلہ کیا بنو عقیل میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے صرف سات غلاموں کی ایک چھوٹی سی جماعت باقی رہ گئی جسمیں کچھ اسکے غلام تھے اور کچھ اسکے باپ کے تھے بدرجہ مجبوری ابو ثعلب کو بھی بھاگنا پڑا طلب نے تعاقب کیا ابو ثعلب کی غیرت و جرارت نے روک کر جنگ پر آمادہ کر دیا چنانچہ ابو ثعلب تن تنہا کھڑا ہو گیا اور لڑنے لگا طلب نے ابو ثعلب کے سر پر ایک گہری چوٹ رسید کی جس سے چکر کھا کے ابو ثعلب زمیں پر گر پڑا طلب نے اسکی مشکیں باندھ لیں اور گرفتار کئے ہوئے دغفل کے پاس لے آیا۔ فضل کی یہ رائے ہوئی کہ ابو ثعلب پابزنجیر عزیز علوی کے پاس بھیجدیا جائے دغفل نے اس خوف سے کہ مبادا عزیز اسکو اپنا دائیاں بازو نہ بنالے جیسا کہ افتکین کو بنا لیا تھا قتل کرڈالا اور فضل نے سر اوتار کر مصر روانہ کر دیا بنو عقیل نے اسکی بہن جمیلہ اور اسکی بیوی بنت سیف الدولہ کو ابو المعالی کے پاس حلب بھیجدیا ابو المعالی نے جمیلہ کو موصل روانہ کر دیا ابو الوفا والی موصل نے عضد الدولہ کے پاس بغداد بھیجدیا پس یہ بغداد میں عضد الدولہ کے محلسرا کے ایک حجرہ میں قید کر دی گئی۔

بادشاہ روم کے مخالف کا دوبار بکر آنا اور واپس جانا

ارمانوس والی روم بوقت وفات دو چھوٹے لڑکے چھوڑ گیا تھا انمیں سے ایک کا نام یسیل تھا۔ دوسرے کا قسطنطین بعد وفات اپنے باپ کے دونوں متفق ہو کر حکمرانی کرنے لگے۔ اس اثنار میں دمستق یعفور بلاد اسلامیہ کو تہ و بالا کر کے واپس آیا۔ رومیوں نے مجتمع ہو کر ارمانوس کے دونوں لڑکوں کی نیابت پر اسکو مامور کیا پس ان دونوں کی ماں نے ابن شمشیق کو یعفور دمستق کے قتل کی ترغیب دی اور بعد قتل یعفور بجائے اسکے عہدہ دینے کا وعدہ کیا چنانچہ ابن شمشیق نے یعفور کو قتل کر کے اس کے بھائی لاودن اور بھتیجے وردیس بن لاودن کو گرفتار کر کے کسی قلعہ میں قید کر دیا اور عہدہ دمستق

لہ عزیز علوی حاکم مصر کا ایک سپہ سالار تھا جو اطراف و بلاد میں زیر حکومت عزیز علوی حکمرانی کر رہا تھا مگر اسکے احکام کا پابند نہ تھا۔ تاریخ ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۲۷۸۔

Marfat.com

سے سرفراز ہوکر فوجیں آراستہ کرکے بلاد شام کی طرف خروج کیا اور نہایت سختی سے پامال کرتا ہوا طرابلس پہونچا اور اس پر محاصرہ ڈالدیا۔

موجودہ حکمرانان روم کے ماں کا ایک خصی بھائی تھا جو ان دنوں وزارت کے عہدہ سے ممتاز تھا اس نے ایک شخص کو ابن شمشیق کو زہر کھلانے پر مامور کردیا زہر کھلانے کے بعد ابن شمشیق کو اس امر کا احساس ہوا محاصرہ اوٹھا کر قسطنطنیہ کی جانب نہایت تیزی سے کوچ کیا مگر اثنار راہ میں مرگیا۔ وردبن منیر نامی ایک شخص بطریقوں اور سپہ سالاروں سے اسکے ہمراہ تھا اسکے مرنے پر وردکو حکومت وسلطنت کی طمع دامنگیر ہوئی ابو ثغلب سے خط وکتابت کرکے رسم اتحاد قائم کی اور اسکو اپنا داماد بناکے اپنا ہمدرد ومعاون بنالیا پھر کیا تھا سرحدی مسلمانوں سے ایک عظیم فوج مرتب کرکے ملک روم پر چڑھائی کردی رومی حکمرانوں نے مقابلہ پر فوجیں روانہ کیں وردان کو ہزیمت پر ہزیمت دیتا گیا رومی حکمرانوں کو بیحد خطرہ پیدا ہوا باہم مشورہ کرکے وردیس بن لاوون کو قید کی تکلیف سے نجات دیکر بسرکردگی فوج عظیم وردکے سرکرنے کو روانہ کیا ورد اور وردیس میں گھمسان لڑائیاں ہوئیں بیحد خونریزی ہوئی فریقین کے ہزارہا آدمی کام آگئے بالآخر وردکو ہزیمت ہوئی ۳۶۹ھ میں شکست کھاکر دیار بکر کی جانب بھاگا۔ میافارقین کے قریب پہونچکر قیام پذیر ہوا اور اپنے بھائی کو عضدالدولہ کی خدمت میں امداد کی درخواست لیکر روانہ کیا۔ انہیں دنوں دونوں حکمرانان قسطنطنیہ نے بھی عضدالدولہ کے پاس پیام بھیجا پس عضدالدولہ ان دونوں کی جانب مائل ہوگیا اور وردا اور اسکے ہمراہیوں کی گرفتاری کا حکم دیدیا چنانچہ ابو علی تمیمی والی دیار بکر نے وردکو معہ اسکے بھائی اور ہمراہیوں کے گرفتار کرکے میافارقین کے جیل میں ڈالدیا بعد چندے پابزنجیر بغداد روانہ کردیا مدتوں یہاں بھی قید رہا تاآنکہ ان کو بہاء الدولہ بن عضدولہ نے ۳۷۵ھ میں اس شرط سے رہا کیا (۱) یہ کہ مسلمان قیدیوں کو بعوض اپنے رہائی کے رہا کردے (۲) یہ کہ سات قلعات معہ جملہ مال واسباب ومضافات کے مسلمانوں کے حوالہ کرے (۳) یہ کہ آئندہ تازندگی بلاد اسلامیہ سے کسی طرح متعرض نہو۔ وردنے

Marfat.com

ان شرائط کو قبول کیا اور سامان سفر درست کر کے روانہ ہوا۔ اثنار راہ میں ملیطہ پر قبضہ و تصرف حاصل کیا ملیطہ کے سامان جنگ و مال وزر کیوجہ سے اسکی قوت میں نمایاں ترقی ہوگئی ورد لیں بن لاوول نے بگھرا کر بایں شرط کہ قسطنطنیہ اور اسکا شمالی حصہ خلیج تک اسکے قبضہ میں رہے باقی پر ورد متصرف و قابض ہو مصالحت کی درخواست پیش کی۔ ورد نے اس پر کچھ توجہ نہ کی پہونچکر قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا اسوقت قسطنطنیہ میں دونوں بادشاہ پسران ارمانوس والی قسطنطنیہ موجود تھے ان دونوں بادشاہوں کا نام لسیل اور قسطنطین تھا ان دونوں نے ورد کی خود مختار حکومت تسلیم کر لی ورد کا غصہ فرو ہوگیا بعد اسکے قسطنطین مرگیا لسیل تن تنہا حکمرانی کرنے لگا۔ بہت دنوں اس نے حکمرانی کی بلغار (بلگیریا) سے پینتیس ۳۵ سال تک لڑتا رہا آخر کار ان پر اسکو فتح حاصل ہوئی اور اس نے بلغار کو ان کے ملک اور وطن سے نکال باہر کر کے رومیوں کو وہاں لیجا آباد کیا۔

دمشق پر بکجور کی حکومت ہم اوپر ابو المعالی بن سیف الدولہ کی جانب سے حمص پر بکجور کی گورنری کا حال تحریر کر آئے ہیں اور یہ بھی لکھ آئے ہیں کہ بکجور نے اسکو تعمیر و آباد بھی کیا تھا۔ چونکہ دمشق زمانہ حکومت قسام میں ویراں اور برباد ہوگیا تھا مزید براں گرانی اور وبا پھیل گئی تھی بکجور نے اہل دمشق کی امداد پر کمر ہمت باندھی حمص سے غلہ اور خوردنی اشیاء دمشق روانہ کرنے لگا۔ اور اہل دمشق کے مال و اسباب کو حمص اوٹھا لایا اس سے عزیز والی مصر کے آنکھوں میں بکجور کی عزت بڑھ گئی خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہوگیا اور جب ایک گونہ رسوخ حاصل ہوگیا تو بکجور نے دمشق کی گورنری کی درخواست پیش کی عزیز نے اس درخواست کی منظوری کا وعدہ کیا بعد اسکے ۳۷۲ھ میں بکجور اور سعد الدولہ ابو المعالی بن سیف الدولہ سے منافرت پیدا ہوگئی بکجور نے عزیز والی مصر کی خدمت میں پیام بھیجا کہ آپ حسب وعدہ دمشق کی گورنری مجھے مرحمت فرمائی وزیر السلطنت بن کلس نے عزیز کو اس سے ممانعت کی۔ دمشق میں اندنوں عزیز کی طرف سے پسالار بلکین حکومت کر رہا تھا۔ پسالار بلکین قسام کے بعد دمشق کا حکمراں ہوا تھا۔ اتفاق سے اسی زمانہ میں کتامیوں (مغاربہ)

Marfat.com

نے وزیر السلطنت نے خلاف بغاوت کردی اور حملہ کرکے اسکو مار ڈالا۔ چارناچار عزیز کو دمشق سے بلکین کے طلب کر لینے کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ بجاے اسکے بکجور کو دمشق کی سند حکومت عطا کرکے سپہ سالار بلکین کو مصر میں طلب کر لیا۔ ماہ رجب ۳۷۳ھ میں بکجور وارد دمشق ہوا۔ پہونچتے ہی دمشق میں دندمچادی وزیر السلطنت بن کلس کے اور وون کو چن چن کر تنگ کرنے لگا۔ اس صورت سے چھ سال تک حکومت کرتا رہا بالآخر مصر سے ایک عظیم فوج بسرافسری سپہ سالار منیر خادم بکجور کو ہوش میں لانے کی غرض سے دمشق روانہ کی گئی اور نزال والی طرابلس کو اس مہم میں شریک ہونے اور اسکی مدد کرنے کو لکھا گیا بکجور نے یہ خبر پاکر عرب وغیرہ کی فوجیں مرتب اور فراہم کیں اور مقابلہ کی غرض سے میدان جنگ میں آیا گھمسان لڑائی ہوئی کھیت منیر کے ہاتھ رہا بکجور نے امن کی درخواست کی منیر نے شہر حوالہ کر دینے کی شرط پر امن دی پس بکجور نے دمشق کو منیر کے حوالہ کرکے رقہ کا راستہ لیا اور منیر نے دمشق میں داخل ہوکر قبضہ کر لیا۔ بکجور نے رقہ میں قیام کیا زمانہ قیام میں رحبہ اور جسقدر بلاد رقہ کے سرحد پر تھے اُن پر قابض و متصرف ہوگیا۔ بہاء الدولہ بن عضد الدولہ کی خدمت میں پیام اطاعت بھیجا یاد کردی کو جو کہ دیار بکر و موصل پر متصرف و متغلب ہوا تھا لکھا کہ میں آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں اور ابو المعالی سعد الدولہ والی حلب کے پاس اس مضمون کا خط روانہ کیا کہ آپ مجھے حمص کی سند حکومت بطور جاگیر مرحمت فرمائیے میں بدستور سابق مطیع و منقاد ہو جاؤں۔ کسی نے کوئی درخواست منظور نہ کی تب بکجور نے رقہ میں قیام کرکے سعد الدولہ ابو المعالی کے غلاموں سے خط و کتابت شروع کی اور ان کو انکے آقا نامدار سے بغاوت کرنے پر اُبھارنے لگا پس ان لوگوں نے اسکے تحریر کے مطابق اپنے آقا سے بغاوت کرنے پر کمریں باندھ لیں اور بکجور کو اس امر سے مطلع کیا کہ ابو المعالی اپنی خواہشات نفسانی اور لذات دنیاوی میں مصروف و مشغول ہے۔ بکجور نے اس سے مطلع ہوکر عزیز والی مصر سے امداد کی درخواست کی ادہر عزیز نے نزال والی طرابلس اور علاوہ اسکے اور گورنران شام کو بکجور کی امداد کرنے اور اسکی ماتحتی میں جنگ کرنے کو لکھ بھیجا اُدہر خفیہ طور سے عیسیٰ بن نسطورس نصرانی (عزیز والی مصر کے وزیر السلطنت)

نے نزال وغیرہ سپہ سالارون کو لکھ بھیجا کہ جسوقت سعد الدولہ کی فوج مقابلہ پر آئے بکجور کو تنہا میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہونا۔ سبب اسکا یہ تھا کہ ابن عیسے بن نسطورس وزیر اور بکجور مدت دراز سے نقیض چلی آرہی تھی۔ الغرض نزال اور بکجور رقہ سے روانہ ہوا ابوالمعالی کو اسکی خبر لگ گئی فوجیں آراستہ اور تیار کرکے حلب سے بقصد جنگ نکل کھڑا ہوا لولو، کبیر اسکے باپ کا آزاد غلام بھی اسکے رکاب میں تھا۔ لولو، کبیر نے بکجور سے بغرض سازش خط وکتابت شروع کی حفوق سابقہ کا اظہار کرکے۔ رقہ سے حمص تک کے مضافات جاگیر میں دینے کا وعدہ کیا مگر بکجور نے ایک بھی سماعت نہ کی۔ انہیں دنوں ابوالمعالی نے والی انطاکیہ کے پاس امداد کا خط روانہ کیا چنانچہ والی انطاکیہ نے رومی فوج سے اسکی مدد کی اور اُن عربوں کو جو کہ بکجور کے ہمراہ تھے درپردہ لکھ بھیجا کہ اگر تم لوگ بوقت جنگ بکجور سے علیحدہ ہوجاؤ تو میں تمکو اسقدر جاگیریں اور انعام دونگا کہ تم لوگ خوش اور مالا مال ہوجاؤ گے۔ اس دم بٹی سے عربوں نے بوقت جنگ بکجور کو دھوکا دینے وعدہ کرلیا۔ جسوقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا اور فریقین جنگ میں مصروف ہوگئے۔ عربوں نے پلٹ کر بکجور کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور اسکے لشکر سے نکل کر ابوالمعالی کے پاس چلے آئے۔ بکجور کو عربوں کی اس حرکت سے بیحد برافروختگی پیدا ہوئی مگر چارہ کار ہی کیا تھا مرنے پر کمربستہ ہوکر بقصد ابوالمعالی قلب لشکر پر حملہ آور ہوا۔ لولو نے اس سے پیشتر ابوالمعالی کو بچانے کی غرض سے قلب لشکر سے ہٹا دیا تھا اور خود قلب لشکر میں بجاے اسکے کھڑا ہوا لڑ رہا تھا۔ جسوقت بکجور حملہ کرتا ہوا قلب لشکر میں پہونچا لولو نے بڑھکر وار کیا۔ بکجور نے نہایت استقلال سے اس حملہ کا جواب دیا لولو کے ہمراہیوں نے چاروں طرف سے گھیر کر حملے شروع کردیئے بکجور شکست کھاکر بھاگا۔ عربوں میں سے ایک شخص نے اسکو گرفتار کرکے اپنے مکان میں قید کردیا اور ابوالمعالی کی خدمت میں حاضر ہوکر بکجور کی گرفتاری اور قید کرنے کا حال بتلایا۔ ابوالمعالی نے بکجور کو قتل کرکے رقہ کا راستہ لیا رقہ میں اسوقت سلامہ رشیقی (بکجور کا خادم) اور اسکی اولاد و ابواحسن علی بن مسین مغربی اسکا وزیر السلطنت تھا ان لوگوں نے امن کی درخواست کی ابوالمعالی نے ان

Marfat.com

لوگوں کو امن دی چنانچہ ان لوگوں نے رقہ کا دروازہ کھولدیا ابوالمعالی نے رقہ پر قبضہ کرلیا جس وقت بکجور کی اولاد معہ اپنے مال واسباب کے نکلی ابوالمعالی کی آنکھیں کثرت مال سے خیرہ ہوگئیں قاضی ابن ابی حسین تاڑ گیا عرض کی آپ اس مال وزر پر کیوں قبضہ نہیں کرلیتے بکجور تو مملوک تھا وہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوسکتا اس مال وزر پر قبضہ کرلینے سے آپ کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ ابوالمعالی کی باچھیں یہ سنکر کھل گئیں فوراً کل اسباب پر قبضہ کرلیا۔ عزیز والی مصر نے اولاد بکجور کی تحریک سے سفارشی خط بھیجا ابوالمعالی نے نہایت بُرے طور سے اسکا جواب دیا وزیر مغربی جان بچاکر مشہد علی بن ابی طالب کی طرف بھاگ گیا۔

اخبار باد کُردی اکراد حمیدیہ اور انکے رؤساء میں سے اطراف موصل میں باد نامی ایک شخص رہتا تھا۔ بعضوں کا یہ بیان ہے کہ باد لقب تھا اور اسکا نام ابوعبداللہ حسین بن دوشک تھا۔ بعضے کہتے ہیں کہ باد اسکا نام تھا اور ابوشجاع بن دوشک کنیت تھی اور ابوعبداللہ حسین اسکا بھائی تھا یہ شخص نہایت رعب وداب کا تھا آدمی گرد ونواح کے رہنے والے اسکے نام سے بید کی طرح تھراتے تھے لوٹ اور غارتگری سے جسقدر مال ہاتھ لگتا تھا سب کا سب اپنے اعزہ واقارب میں تقسیم کردیتا تھا رفتہ رفتہ اس داد دہش کی وجہ سے اسکی جمعیت بڑھ گئی شہرزور بیذیج کی جانب قدم بڑھایا۔ شہرازجیش پر قبضہ کرکے دیار بکر کی طرف مراجعت کی پس جب عضدالدولہ نے موصل کو مفتوح کیا وفود (ڈیپوٹیشن) کے ساتھ عضدالدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا مگر کسی خطرہ کا خیال کرکے ترک رفاقت کردی عضدالدولہ نے باد کی جستجو اور سرزنش کی فکر کی کامیاب نہ ہوا پھر جب عضدالدولہ نے وفات پائی تو باد نے دیار بکر کی طرف کوچ کیا آمد ورفت قافلین پر قبضہ حاصل کرکے نصیبین کی جانب بڑھا اور اس پر بھی قابض ہوگیا صمصام الدولہ نے ان واقعات سے مطلع ہوکر ایک عظیم فوج لشکر گروہی حاجب ابوالقاسم سعید بن محمد باد کی سرکوبی کو روانہ کی مضافات کواشی مقام خابور حسینیہ میں دونوں فریق نے صف آرائی کی۔ ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد حاجب ابوالقاسم کو ہزیمت ہوئی بہت سے دیلم معرکہ جنگ میں کام آئے حاجب ابوالقاسم بھاگ کر موصل پہونچا باد اسکے تعاقب میں تھا۔

Marfat.com

موصل کے عوام الناس بوجہ کج خلقی ابوالقاسم پر ٹوٹ پڑے اور اسکو مار کر نکال دیا۔ باد کامیابی کے ساتھ ۳۷۳ھ میں موصل میں داخل ہوا۔ فوجی اور مالی قوت اسکی بڑھ گئی بغداد کی فتح کی خواہش پیدا ہوئی۔ صمصام الدولہ کو اسکی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہوا اپنے وزیر السلطنت ابن سعدان کی ماتحتی میں فوجیں روانہ کیں اور اپنے سب سے بڑے سپہ سالار زیاد بن شہریار کو اس مہم کے سر کرنے پر مامور کیا ماہ صفر ۳۷۴ھ میں دونوں حریف کا مقابلہ ہوا بہت بڑی لڑائی کے بعد باد کو ہزیمت ہوئی اسکے بہت سے ہمراہی مارے گئے۔ کچھ لوگ گرفتار کر لئے گئے جنکی تشہیر بغداد میں کی گئی دیلم نے موصل پر قبضہ کر لیا۔ زیاد نے ایک فوج نصیبین کی جانب روانہ کی۔ اس فوج نے اپنے سپہ سالار سے مخالفت کی۔ ابن سعدان وزیر صمصام الدولہ نے ابوالمعالی بن حمدان والی حلب کو لکھ بھیجا کہ دیار بکر کو تم اپنے مقبوضات میں داخل کر لو پس ابوالمعالی نے اپنے لشکر کو دیار بکر کی جانب روانہ کیا چونکہ اس فوج میں باد کے ہوا خواہوں اور فوج سے مقابلہ کی قوت نہ تھی دیار بکر سے اعراض کر کے چند دنوں تک میافارقین کا محاصرہ کئے رہی اور جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو محاصرہ اُٹھا کر حلب واپس آئی تب حاجب ابوالقاسم نے چند لوگوں کو باد کے قتل پر مامور کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ بحکمت عملی جب موقع ہاتھ آئے باد کو قتل کر ڈالنا چنانچہ ایک شخص ان میں سے بحالت غفلت باد کے خیمہ میں گھس گیا اور باد کے ساق (پنڈلی) پر یہ خیال کر کے کہ سر ہے تلوار کا وار کیا۔ باد اُٹھ بیٹھا قاتل فوراً گرفتار کر لیا گیا۔ باد اس جانفرسا مصیبت سے بال بال بچ گیا بعد اسکے باد نے زیاد سپہ سالار اور ابوالقاسم حاجب کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا فریقین میں اس امر پر مصالحت ہوئی کہ دیار بکر اور نصف طور عبدین باد کو دیا جائے چنانچہ یہ اسی زمانہ سے باد کے قبضہ میں چلا گیا۔

مصالحت کے بعد زیاد نو بغداد چلا آیا اور ابوالقاسم حاجب موصل میں ٹھیرا رہا تا آنکہ ۳۷۸ھ میں داعی اجل کو لبیک کہہ کر راہگرائے ملک عدم ہو گیا۔ تب شرف الدولہ بن بویہ نے ابو نصر خواشاذہ کو ایک فوج عظیم کا سردار مقرر کر کے باد کے سرکرنے کو روانہ کیا۔ باد بھی اس سے مطلع ہو کر فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آ گیا۔ اتفاق سے ابو نصر کی امدادی فوج وقت پر نہ پہونچی اور لڑائی شروع ہو گئی

ابو نصر نے قبایل عرب میں سے بنو عقیل اور بنو نمیر کو جاگیریں اور انعامات دیکے باد کی مدافعت پر مامور کر لیا مگر بایں ہمہ اسکو کامیابی نہ ہوئی باد طور عیدین پر آخری دامن کوہ تک پر قابض ہوگیا مگر صحرا پر قبضہ نکر سکا۔ اپنے بھائی کو ایک فوج کے ساتھ عرب سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ باہم لڑائیاں ہوئیں۔ اسکا بھائی مارا گیا اسکی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی مگر باد میدان جنگ میں خواشادہ کے مقابلہ پر سینہ سپر لڑتا رہا تا آنکہ شرف الدولہ بن بویہ کی مرنے کی خبر مسموع ہوئی۔ خواشادہ نے موصل پر چڑھائی کر دی۔ عرب صحرا پر اور باد جیل پر قابض و متصرف رہا۔

قتل باد کردی ابو طاہر ابراہیم اور ابو عبد اللہ حسن پسران ناصر الدولہ بن حمدان اپنے بھائی ابو تغلب کے مارے جانے کے بعد دار الخلافت بغداد چلے آئے تھے اور شرف الدولہ بن عضد الدولہ کی خدمت میں رہتے تھے۔ پس جب شرف الدولہ نے وفات پائی اور خواشادہ اس وقت موصل میں تھا تو ان دونوں بھائی ابو طاہر اور ابو عبد اللہ نے بہاء الدولہ سے اجازت حاصل کر کے موصل کی طرف کوچ کیا۔ انکی روانگی کے بعد بہاء الدولہ کے سپہ سالاروں کو اس رائے کی غلطی محسوس ہوئی۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے ان لوگوں کی تحریک سے خواشادہ والی موصل کو لکھ بھیجا کہ ابو طاہر اور ابو عبد اللہ کو موصل میں داخل نہونے دینا پس خواشادہ نے ان دونوں بھائیوں کو موصل میں داخل ہونے سے روکا اور بغداد واپس جانے کی ہدایت کی۔ ان دونوں بھائیوں نے سماجت نہ کی اور تیزی کے ساتھ سفر کرتے ہوئے موصل کے قریب پہونچ گئے۔ موصل کے باہر مقام دیر اعلیٰ میں پڑاؤ کیا۔ اہل موصل تک جو یہ خبر پہونچی تو وہ لوگ دیلم اور ترکوں پر جو اسوقت موصل میں تھے ٹوٹ پڑے اور خوشی خوشی بنو حمدان کی خدمت میں حاضر ہوکر باریابی کی عزت حاصل کی۔ دیلم بھی مرتب اور مسلح ہوکر اہل موصل پر حملہ آور ہوئے مگر پہلے ہی معرکہ میں شکست کھا کر بھاگے ان میں ایک گروہ کثیر کھیت رہا۔ باقی ماندگان نے دار الامارت میں جاکر پناہ لی۔ اہل موصل نے انکے پامال کر ڈالنے کا قصد کیا لیکن بنو حمدان نے اہل موصل کو اس فعل و حرکت وحشیانہ سے ممانعت کی اور خواشادہ کو معہ ان لوگوں کے جو اسکے ہمراہ تھے امان دیکے بغداد روانہ کر دیا

اور خود موصل کی حکومت پر قابض و متصرف ہوگیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں عرب ہر چہار طرف سے کھنچ کر بنو حمدان کے پاس موصل میں چلے آئے۔

ان واقعات کی اطلاع باد کو پہونچی یہ اسوقت دیار بکر میں تھا تو باد فوجیں فراہم کرنے لگا اکراد شنویہ (بشنویہ) والیان قلعہ فنک کا عظیم گروہ باد کے پاس آکر مجتمع ہوگیا باد نے اہل موصل سے خط و کتابت شروع کی۔ بعضوں نے اسکے لکھنے کے مطابق اسکی استدعا منظور کرلی تب باد نے اپنی فوج کو مرتب اور مسلح کرکے موصل کی جانب کوچ کیا اور قریب موصل پہونچکر شرقی جانب قیام پذیر ہوا ابو طاہر اور عبداللہ پسران حمدان ابوالدرداء محمد بن مسیب امیر بنو عقیل کے پاس امداد کا پیام بھیجا ابوالدرداء نے جواب دیا کہ اگر جزیرہ ابن عمر اور نصیبین اس صلہ میں مجھے دیا جاے تو مجھے امداد میں کچھ عذر نہ ہوگا۔ ابو طاہر اور عبداللہ نے اس شرط کو منظور کرلیا چنانچہ ابو عبداللہ اس شرط کے پخت و پز کرنے اور امداد حاصل کرنیکی غرض سے ابوالدرداء محمد کے پاس چلا گیا اور اسکا بھائی ابو طاہر موصل میں ٹھہرا ہوا باد سے جنگ کرتا رہا پس جب ابو عبداللہ اور ابوالدرداء میں باہم شرائط امداد طے ہوگئے تو ابوالدرداء اپنی قوم کو مرتب کرکے ابو عبداللہ بن حمدان کے ساتھ باد سے جنگ کرنے کو آیا اور دجلہ کو عبور کرکے باد پر پس پشت سے حملہ آور ہوا۔ ابو طاہر اور حمدانیہ فوجوں نے بھی سامنے سے باد پر یلغار کیا۔ گھمسان لڑائی شروع ہوگئی ایک ساعت میں کشتوں کے پشتے لگ گئے باد کا گھوڑا ٹھوکر کھاکر گرا باد بھی منہ کے بل ایسا اوندھا گرا کہ اوٹھکر گھوڑے پر سوار نہ ہوسکا۔ فریق مخالف نے نہایت تیزی سے اسکے ہمراہیوں کو اسکے پاس سے بزور حملہ منتشر کردیا۔ عربوں میں سے ایک شخص نے لپک کر تلوار کا وار کیا اور سر اوتار کر بنو حمدان کے پاس لے آیا بنو حمدان مظفر و منصور موصل کی جانب واپس آے۔ یہ واقعہ سنہ ۳۸۰ھ کا ہے

قتل ابو طاہر و استیلا بنو عقیل

باد کے مارے جانے کے بعد ابو طاہر اور ابو عبداللہ پسران حمدان کو دیار بکر کی واپسی کی طمع دامنگیر ہوئی۔ ابو علی بن مروان کردی ہمشیرہ زادہ باد معرکہ سابقہ سے جانبر ہوکر قلعہ کیفا چلا گیا تھا۔ یہاں باد کی بیوی مقیم تھی اور اسکا مال و اسباب بھی تھا

Marfat.com

کنارہ دجلہ پر نہایت مستحکم اور مضبوط بنا ہوا تھا ابو علی نے اس قلعہ میں پہونچکر اپنے ماموں کی بیوی سے عقد کر لیا اور کل مال و اسباب اور نیز قلعہ پر قابض ہو گیا بعد ازاں آہستہ آہستہ دیار بکر کا حکمراں بن گیا۔ اس اثنا میں کہ ابو علی میافارقین کا محاصرہ کئے ہوے تھا ابو طاہر اور ابو عبداللہ پسران حمدان آپہونچے۔ ایک دوسرے سے گتھ گیا اتفاق سے ابو علی نے ان دونوں بھائیوں کو ہزیمت دیدی اور اثنار وار و گیر میں ابو عبداللہ کو گرفتار کر لیا۔ پھر بعد چندے ابو عبداللہ کو رہا کر دیا۔ ابو عبداللہ اپنے بھائی ابو طاہر کے پاس چلا گیا۔ ابو طاہر اسوقت آمد کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ دونوں بھائیوں نے متفق ہو کر ابو علی پر دوبارہ چڑھائی کر دی ابو علی نے اس معرکہ میں بھی ان دونوں بھائیوں کو شکست دیکر ابو عبداللہ کو پھر گرفتار کر لیا اور اپنے یہاں قید رکھا تا آنکہ خلیفہ مصر نے اسکی رہائی کی سفارش کی چنانچہ ابو علی نے اسکو رہا کر دیا رہائی کے بعد ابو عبداللہ مصر چلا گیا خلیفہ مصر نے اسکو حلب کی حکومت پر مامور کر دیا تا آنکہ اس نے حلب ہی میں بحالت حکومت وفات پائی۔ باقی رہا ابو طاہر۔ وہ ایک جماعت قلیلہ کے ساتھ نصیبین چلا گیا۔ اتفاق یہ کہ ان دنوں نصیبین میں ابو الدردار محمد بن سیب امیر بنو عقیل مقیم تھا چنانچہ ابو الدردار نے ابو طاہر پر اپنی فوج کو حملہ کا حکم دیدیا۔ ایک سخت خوں ریز جنگ کے بعد ابو الدردار کی فوج نے ابو طاہر کو معہ اسکے لڑکوں اور چند سپہ سالاروں کے گرفتار کر لیا۔ ابو الدردار نے ابو طاہر اور نیز اسکے لڑکوں کو بارحیات سے سبکدوش کر کے موصل کی جانب قدم بڑھایا اور اسپر قابض و متصرف ہو گیا بعد اسکے بہاء الدولہ کی خدمت میں یہ درخواست کی کہ آپ اپنا کوئی نائب مقرر فرما کے میرے پاس روانہ فرمائے تاکہ اس کے زیر نگرانی میں حکومت کروں۔ پس بہاء الدولہ نے اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار کو موصل بھیجدیا مگر اس سپہ سالار کو کسی قسم کے تصرف کا اختیار نہ تھا ابو الدردار سیاہ و سفید کرنیکا مالک تھا۔ رفتہ رفتہ تھوڑے دنوں بعد ابو الدردار کی حکومت مستقل ہو گئی اور بہاء الدولہ کے نائب کی نگرانی اور حمایت سے مستغنی ہو گیا اور بنو حمدان کی حکومت و سلطنت جاتی رہی والبقاء للہ۔

سعد الدولہ بن حمدان

جسوقت سعد الدولہ نے اپنے خادم بکجور کو ہزیمت دی اور اسکو جبکہ اس

کے حالات | نے رقہ سے اِسکی جانب کوچ کیا تھا قتل کر ڈالا تو سعد الدولہ واپس ہو کر حلب میں آیا اور عارضہ فالج میں مبتلا ہو کر ۳۸۲ھ میں رہگرائے ملک عدم ہوا لولو کبیر نے جو اسکا خادم اور نیز اسکے امور سلطنت و حکومت کا منصرم تھا اسکے بیٹے ابو الفضل کو بجائے اسکے سریر حکومت پر بٹھلایا اور شاہی افواج سے اسکی امارت و حکومت کی بیعت لی فوجیں ہر چہار طرف سے اسکی خدمت میں آگئیں۔ کسی ذریعہ یہ خبر ابو الحسن مغربی تک پہونچی اسوقت یہ مشہد علی میں تھا فوراً سامان سفر درست کر کے عزیز والی مصر کی خدمت میں حاضر ہونے کو کوچ کر دیا اور پہونچتے ہی ملک حلب پر قبضہ کر لینے کی طمع دلائی پس عزیز نے ایک عظیم فوج بسرکردگی اپنے نامور سپہ سالار منجوتکین حلب کی جانب روانہ کی چنانچہ منجوتکین نے حلب پر پہونچکر محاصرہ ڈالدیا اور بعد دو چار لڑائیوں کے شہر پر قبضہ حاصل کر لیا ابو الفضائل اور لولو قلعہ نشین ہو گیا اور وہیں سے بادشاہ روم کے پاس امداد کی غرض سے ایلچی روانہ کیا۔ چونکہ بادشاہ روم انونوں جنگ بلغار (بلگیریا) میں مصروف تھا اسوجہ سے اپنے گورنر انطاکیہ کو ان لوگوں کی امداد کرنے کو لکھ بھیجا چنانچہ گورنر انطاکیہ نے پچاس ہزار فوج کی جمعیت سے ابو الفضائل کی کمک کی غرض سے کوچ کیا۔ جسر حدید پر پہونچکر قریب وادی عاصی خیمہ زن ہوا۔ منجوتکین نے اس سے مطلع ہو کر عساکر اسلامیہ کو مرتب کیا اور ان عیسائیوں کے مقابلہ پر آگیا۔ سخت اور خوں ریز جنگ کے بعد رومیوں کو ہزیمت ہوئی لشکر اسلام تعاقب میں بڑھا۔ عیسائی ممالک کے دیہاتوں اور شہروں کو تاخت و تاراج کرتا ہوا۔ انطاکیہ تک چلا گیا۔ ابو الفضائل اور لولو کو موقع مل گیا قلعہ سے شہر حلب میں چلے آئے اور جسقدر اوٹھا لیجا سکے مال و اسباب قلعہ سے اوٹھائے گئے باقی کو جلا کر خاک و سیاہ کر دیا۔ بعد اسکے منجوتکین پھر محاصرہ حلب پر واپس آیا۔ لولو نے ابو الحسن مغربی کے ذریعہ سے صلح کا پیام دیا منجوتکین نے مصلحتاً مصالحت کر لی اور محاصرہ اُٹھا کر حلب سے دمشق چلا آیا۔ عزیز والی مصر کا اس مصالحت میں استمزاج نہ کیا عزیز نے اس سے مطلع ہو کر عتاب آمود فرمان بنام منجوتکین تحریر فرمایا اور سختی کے ساتھ محاصرہ حلب پر واپس جانے کو لکھا۔ پس منجوتکین دوبارہ حلب کے محاصرہ کرنے کو گیا تیرہ ماہ کامل محاصرہ کئے رہا۔ ابو الفضائل اور لولو نے بادشاہ روم

کے پاس پھر خطوط روانہ کئے اور اس امر کو ظاہر کیا کہ اگر حلب پر منجوتکین کا قبضہ ہو گیا تو انطاکیہ کی خیر نہ سمجھنا فتح انطاکیہ کا پھاٹک حلب ہے یہ وہ زمانہ نہ تھا کہ بادشاہ روم کو مہم بلغار سے فراغت حاصل ہو چکی تھی فوراً فوجیں مرتب کر کے حلب کی طرف روانہ ہوا۔ منجوتکین کو اسکی خبر لگی تو اس نے مورچوں دھسوں اور چشموں کو خراب اور منہدم کر کے محاصرہ اُٹھا کے کوچ کر دیا۔ بعدہ بادشاہ روم وارد حلب ہوا ابو الفضائل اور لولو نے گرم جوشی سے استقبال کیا۔ اس عنایت و ہمدردی کے شکر گذار ہوئے۔ ابو الفضائل اور لولو حلب واپس آیا اور بادشاہ روم نے ملک شام پر ہاتھ صاف کرنا شروع کیا۔ حمص و شیرز کو بزور تیغ مفتوح کر کے لوٹ لیا۔ طرابلس کا چالیس روز تک محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا بالآخر ناکامی کے ساتھ اپنے ملک کو واپس ہوا۔

حلب سے حکومت بنو حمدان کا انقراض اور بنی کلاب کا استیلاء

ان واقعات کے بعد ابو نصر لولو نے جو کہ سیف الدولہ کا غلام تھا اپنے آقا ابو الفضل بن سعد الدولہ کو معزول کر کے کل شہر پر قبضہ کر لیا اور دعوت عباسیہ کو موقوف کر کے حاکم علوی والی مصر کا خطبہ پڑھنے لگا۔ حاکم والی مصر نے اس کو مرتضی الدولہ کا خطاب مرحمت کیا بعد چندے لولو کے برتاؤات میں جو کہ حاکم والی مصر کے ساتھ تھے فرق آ گیا۔ بنو کلاب بن ربیعہ کو موقع مل گیا ان دنوں بنو کلاب کا سردار صالح بن مرداس نامی ایک شخص تھا۔ اسی اثنار میں لولو نے ان میں سے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا یہ لوگ جاسوسی کی غرض سے حلب آئے ہوئے تھے صالح بھی انہیں لوگوں میں تھا۔ ایک مدت تک جیل میں رہا طرح طرح کی سختیاں جھیلتا رہا آخر کار جیل سے بھاگ کر اپنے اہل و عیال سے جا ملا اور تیاری کر کے حلب پر چڑھ آیا۔ لولو اور صالح سے مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ انجام یہ کہ صالح نے لولو کو ۴۶۰ھ میں گرفتار کر لیا اسکا بھائی ہزار خرابی جان بچا کر حلب پہونچا اور اسکی ناکہ بندی کر لی بعد ازاں صالح کے پاس اپنے بھائی کا زر فدیہ لیکر قید سے رہا کر دینے کا پیام بھیجا صالح نے بچند شرائط لولو کو رہا کیا لولو قید سے نجات پا کر حلب آیا اور اپنے غلام فتح کو اس ہزیمت کا باعث قرار دیکر ایذا رسانی اور گرفتاری کی فکریں کرنے لگا فتح قلعہ حلب پر لولو کی طرف سے حاکم تھا کسی ذریعہ سے فتح کو اسکی خبر لگ گئی۔ حاکم علوی

Marfat.com

والی مصر کو ان واقعات سے مطلع کر کے اسکے اقتدار شاہی کو تسلیم کر لیا اور لولو سے باغی ہو کر زیر اثر حکومت مصر حکمرانی کرنے لگا۔ حاکم والی مصر نے صیدا و بیروت بطور جاگیر مرحمت کیا۔ لولو کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے بھاگ کر رومیوں کے پاس انطاکیہ چلا گیا اور انہیں کے پاس مقیم رہا۔ اب فتح کو اپنے ارادوں میں فتحیابی حاصل ہو گئی تھی۔ صیدا گیا۔ حاکم والی مصر نے اپنے جانب سے حلب کی حکومت بھی عطا کی اسی زمانہ سے بنو حمدان کی حکومت و دولت کا چراغ شام و جزیرہ میں گل ہو گیا اور حلب کی سرزمین عبیدیوں کے قبضہ اقتدار میں باقی رہ گئی۔ بعد ازاں صالح بن مرداس کلابی نے اس پر قبضہ و استیلا حاصل کیا یہاں پر اسکی قوم کی دولت و حکومت اور اسکی آئندہ نسلوں نے بوراثت اسکے اس ملک پر حکمرانی کی جیسا کہ کہ آئندہ انکے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائیگا۔

موصل میں بنو عقیل کی حکومت اور ابوالدردار کے ذریعہ سے اسکے ابتدا ہونے کے حالات

بنو عقیل، بنو کلاب، بنو نمیر، بنو خفاجہ (عامر بن صعصعہ کے قبیلہ سے تھے) اور بنو طے (کہلان کے قبیلہ سے تھے) مابین جزیرہ اور شام دریاے فرات کے کنارہ پر پھیلے ہوئے تھے اور یہ لوگ رعایا کی حیثیت سے بنو حمدان کے رقبہ حکومت میں رہتے اور انکو خراج ادا کیا کرتے تھے۔ موقع جنگ پر ان کے ساتھ ہو کر ان کے دشمنوں سے لڑنے کو جاتے تھے رفتہ رفتہ ان کی قوت بڑھ گئی جبکہ بنو حمدان کا آفتاب اقبال لب بام آگیا۔ ان کی حکومت کو استقلال اور استحکام حاصل ہو گیا سامان جنگ درست کر کے ملک گیری کو نکل پڑے اور جب ابو طاہر بن حمدان کو بمقابلہ علی بن مروان ۳۸۰ھ مقام دیار بکر میں ہزیمت ہوئی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور ابو طاہر نے نصیبین کا راستہ اختیار کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ نصیبین پر ابوالدرداء محمد بن مسیب بن رافع بن مقلد بن جعفر بن عمر بن مہنہ امیر بنو عقیل بن کعب بن ربیعہ بن عامر مستولی اور متصرف ہو گیا تھا۔ پس ابوالدردار نے ابو طاہر اور اسکے ہمراہیوں کو قتل کر ڈالا اور بڑھکر موصل پر قبضہ کر لیا اور بہاء الدولہ بن بویہ کے پاس کہلا بھیجا جس نے کہ عراق میں خلیفہ کو دربار رکھا تھا آپ اپنی طرف سے ایک گورنر موصل میں بھیجدیجئے تاکہ اسکے زیر اثر و نگرانی حکومت کروں" چنانچہ بہاء الدولہ نے اپنی جانب سے اپنا ایک نائب موصل روانہ کیا

Marfat.com

مگر زمام حکومت اور سیاہ وسفید کرنے کا اختیار ابوالدردار کے قبضہ اختیار میں تھا۔ اس حالت سے دو برس منقضی ہوئے ۳۸۲ھ میں بہاء الدولہ نے چند فوجیں بسرافسری ابوجعفر حجاج بن ہرمز موصل کی طرف روانہ کیں ابوالدردار نے ان کو پسپا کرکے موصل پر خود مختاری کے ساتھ حکمراں بن بیٹھا۔ بعدہ اپنی قوم کو اور تیران عرب کو جو اسکے پاس آکر مجتمع ہوگئے تھے مرتب کرکے بہاء الدولہ کی فوج سے جنگ کرنے کو چلا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں آخر کار فتح اور کامیابی کا جھنڈا ابوالدردار کے ہاتھ رہا۔

ابوالدردار کی وفات اور اسکے بھائی مقلد کی حکومت

۳۸۶ھ میں ابوالدردار رہگرائے ملک عدم ہوا۔ بجائے اسکے بنو عقیل کی امارت پر اسکا بھائی علی متمکن ہوا۔ مقلد بن مسیب نے ہرچند ہاتھ پاؤں مارے اور بنو عقیل کی سرداری حاصل کرنے کی کوشش کی مگر اسوجہ سے کہ علی اس سے مُسن تھا اسکی ایک بھی پیش نہ گئی تب مقلد نے اپنی عنان توجہ حکومت موصل کی جانب منعطف کی اور اُن دیلمیوں کو جو کہ موصل میں ابوجعفر بن ہرمز کے ساتھ مقیم تھے ملانا شروع کیا بعد چندے مقلد کو اپنے ان ارادوں اور سازش میں کامیابی حاصل ہوگئی۔ دیلمیوں کی ایک گروہ کثیر نے اس سے سازش کرلی۔ اسوقت مقلد نے بہاء الدولہ کی خدمت میں بذریعہ درخواست یہ گذارش کی کہ اگر حکومت موصل کی مجھے عنایت کی جائے تو میں دو لاکھ سالانہ خراج ادا کروں گا۔ بعدہ اپنے بھائی علی اور اپنی قوم سے یہ ظاہر کیا کہ مجھے بہاء الدولہ نے موصل کی سند حکومت عطا فرمائی ہے تم لوگ میری حمایت کرو پس وہ لوگ تیار ہوکر مقلد کے ساتھ موصل کی جانب روانہ ہوئے سفر و قیام کرتے ہوئے تھوڑے دنوں بعد موصل کے قریب پہونچے دیلمیوں میں سے جن لوگوں نے اس سے سازش کرلی تھی وہ لوگ موصل سے نکل کر اسکے پاس چلے آئے۔ ابوجعفر بن ہرمز سپہ سالار دیلم نے دیلمیوں کا یہ حال دیکھکر امن کی درخواست کی مقلد نے اسکو امن دیدی چنانچہ ابوجعفر کشتی پر سوار ہوکر بغداد کی طرف روانہ ہوا اہل موصل نے اسکا تعاقب کیا مگر کامیابی حاصل نہ ہوئی مقلد نے ابوجعفر کے چلے جانے کے بعد موصل پر قبضہ کرلیا۔

مقلد اور بہاء الدولہ

غربی فرات کی نگرانی وحفاظت مقلد کرتا تھا۔ دارالخلافت بغداد میں اسکی

Marfat.com

طرف سے اسکا نائب رہتا تھا اس نائب میں ذاتی شجاعت اور تہور تھی اس سے اور بہارالدولہ کے ساتھیوں سے کسی بات پر جھگڑا ہوگیا۔ ان دنوں بہارالدولہ اپنے بھائی کے جھگڑوں میں مصروف ومشغول تھا مقلد کے نائب نے اپنے آقا کی خدمت میں بہارالدولہ کے مصاحبوں کی شکایت لکھ بھیجی۔ مقلد نے اپنی فوج کو آراستہ کرکے چڑھائی کردی اور پہونچتے ہی قتل وغارت کا ہاتھ صاف کرنے لگا اور مال پر ہاتھ بڑھایا۔ ابوعلی بن اسمٰعیل نے جو کہ بغداد میں بہارالدولہ کی طرف سے بطور نائب کے تھا مقلد کے طوفان بے امتیازی کی روک تھام کی غرض سے خروج کیا۔ بہارالدولہ کو اسکی خبر لگی تو اس نے غلطی سے ابوجعفر حجاج بن ہرمز کو ابوعلی بن اسمٰعیل کی گرفتاری اور مقلد بن مسیب سے مصالحت کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ مقلد اور ابوجعفر میں بایں شرائط مصالحت ہوئی (۱) یہ کہ مقلد دس ہزار دینار سالانہ بہارالدولہ کی خدمت بطور نذر یا خراج بھیجا کرے۔ (۲) یہ کہ خطبوں میں بعد بہارالدولہ کے ابوجعفر کا نام پڑھا جاے (۳) یہ کہ ممالک مقبوضہ سے سوائے حق نگرانی وحفاظت اور کوئی خراج یا مالیہ کے وصول کرنے کا اختیار مقلد کو نہوگا۔ (۴) یہ کہ مقلد کو بہاء الدولہ کی طرف سے شاہی خلعت عطا کی جاے اور حسام الدولہ کا خطاب مرحمت ہو۔ (۵) یہ کہ موصل، کوفہ، مصر اور جامعین بطور جاگیر مقلد کو مرحمت ہوں۔ ان شرائط پر باہم مصالحت تو ہوگئی ہنوز نفاذ کی نوبت نہ آئی تھی کہ قادر باللہ سریر خلافت پر رونق افروز ہوا مقلد نے کل شرائط کو بالاے طاق رکھ کے پورے ملک پر قبضہ کرلیا۔ اراکین دولت .. علماء، فضلاء اور مدبرین ہر چہار طرف سے کھنچ کھینچا کر اسکے پاس چلے آئے اس سے اسکا رتبہ عالی ہوگیا اسی اثنار میں ابوجعفر نے ابوعلی بن اسمٰعیل کو گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا بعد چندے ابوعلی جیل سے نکل کر مہذب الدولہ کے پاس بھاگ گیا۔

علی بن مسیب کی گرفتاری مقلد بن مسیب اور اسکے ہمراہیوں اور اسکے بھائی کے ہمراہیوں سے قبل روانگی عراق زمانہ قیام موصل میں کچھ کھٹ پٹ سی ہوگئی تھی پس جب عراق سے مقلد واپس ہوکر موصل میں آیا تو اپنے بھائی کے مصاحبوں سے انتقام لینے پر تُل گیا پھر یہ خیال کرکے کہ

Marfat.com

بحالت موجودگی اپنے بھائی کے میں اس ارادہ میں کامیاب نہوں گا خاموش ہو رہا اور اپنے بھائی کی گرفتاری کی فکر کرنے لگا۔ ایک روز اپنی فوج دیلم اور اکراد کو طلب کر کے قصر و قوقا کے قصد کا اظہار کیا اور اُن سے اطاعت و فرمانبرداری کی قسم لی بعد ازاں رات کے وقت اپنے بھائی کے مکان میں نقب لگا کر گھس گیا اسکے بھائی علی کا مکان اسکے مکان سے ملحق اور متصل تھا علی خواب غفلت میں پڑا ہوا خراٹے لے رہا تھا۔ مقلد نے پہونچکر مشکیں باندھ لیں اور باطمینان تمام لیجا کر جیل میں ڈالدیا۔ اسکے لڑکوں قراوش اور بدران کو اور نیز اسکی بیوی کو تکریت روانہ کر دیا۔ اور سرداران عرب کو طلب کر کے خلعتیں دیں انعامات اور صلے مرحمت کئے جس سے تقریباً دو ہزار سوار اسکے پاس مجتمع ہو گئے۔

علی کی بیوی معہ اپنے دونوں لڑکوں کے حسن بن مسیب کے پاس چلی گئی اور اسکو سارا ماجرا کہہ سنایا اس نے اپنے عربی نژاد اعزہ و اقارب کو مجتمع کر کے مقلد پر چڑھائی کر دی سولہ ہزار سواروں کی جمعیت سے موصل کی طرف بڑھا مقلد کو اسکی خبر لگی لوگوں کو جمع کر کے مشورہ طلب کیا رافع بن محمد بن معن نے جنگ کرنیکی رائے دی غریب بن محمد نے کہا صلہ رحم کا خیال رکھنا زیادہ مناسب ہے آخر وہ بھی تو آپ ہی کا بھائی ہے جنگ سے ہاتھ روک لینا بہتر ہے۔ ہنوز کوئی بات طے نہونے پائی تھی کہ اسکی بہن۔ رحلہ بنت مسیب اپنے بھائی علی کی سفارش کرنیکی غرض سے آپہونچی مقلد نے اس کی سفارش سے علی کو قید سے رہا کر دیا اور اسکا مال و اسباب جو کچھ ضبط کر لیا تھا واپس دیدیا۔ اس سے فریقین کے ہمراہیوں کو بیحد مسرت ہوئی ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا۔ حسن اور علی حلہ کی جانب واپس گیا اور مقلد موصل میں لوٹ آیا اور واسط میں علی بن مزید اسدی پر فوج کشی کرنے کی تیاری میں مصروف ہوا جوں ہی مقلد نے حلہ کی جانب کوچ کیا علی دوسری راہ سے موصل آپہونچا اور اس پر قابض ہو گیا۔ مقلد اس واقعہ سے مطلع ہو کر موصل کی طرف لوٹا۔ حسن کو اس سے سخت صدمہ ہوا مقلد کی کثرت فوج سے ڈر گیا کہ پہلے ہی حملے میں علی پس جائے گا۔ مقلد کو حلہ میں ٹھیرا کر علی کے پاس آیا اور اسکو سمجھا بوجھا کر باہم

Marfat.com

مصالحت کرادی۔ بعد مصالحت مقلد معہ اپنے دونوں بھائیوں کے موصل میں داخل ہوا۔ بعد چندے علی بخوف خطرۂ آئندہ بھاگ گیا بعد ازاں دونوں میں اس امر پر مصالحت ہوگئی کہ ان دونوں میں سے ایک شخص شہر میں رہے۔ پھر ۳۹۰ھ میں علی نے وفات پائی بجائے اسکے حسن مامور ہوا مقلد نے اس پر فوج کشی کی بنو خفاجہ کا گروہ اس کے رکاب میں تھا۔ حسن یہ خبر پاکر عراق کی طرف بھاگ گیا مقلد نے تعاقب کیا مگر کامیاب نہ ہوا واپس آیا۔ بعدہ مقلد نے علی بن مزید کے مقبوضات کی جانب قدم بڑھایا اور دوبارہ اس پر قابض ہوگیا۔ علی بن مزید بھاگ کر مہذب الدولہ والی بطیحہ کے پاس چلا گیا مہذب الدولہ نے دونوں میں مصالحت کرادی۔

استیلاء مقلد بر دقوقا

مقلد نے اپنے دونوں بھائیوں اور ابن مزید کے مہم سے فارغ ہوکر دقوقا کی جانب قدم بڑھایا اور پہونچتے ہی اس پر قابض و متصرف ہوگیا اس سے پیشتر عیسائیوں میں سے دو شخصوں نے اہل شہر کو اپنا مطیع و منقاد بنا لیا تھا جبرئیل بن محمد نے جو کہ نامور سپہ سالار ان بغداد سے تھا ان دونوں عیسائیوں سے دقوقا کو چھین لیا اس مہم میں مہذب الدولہ والی بطیحہ نے بھی جبرئیل بن محمد کا ہاتھ بٹایا۔ جبرئیل ایک کارآزمودہ سپہ سالار تھا جہاد کرنے پر ہر وقت تلا رہتا تھا اس نے شہر پر قبضہ کرنے اور عیسائی حکمرانوں کے گرفتار کر لینے کے بعد شہر میں عدل و انصاف کی منادی پھروادی۔ بعد اسکے مقلد نے اس سے اس شہر پر قبضہ حاصل کیا بعد ازاں محمد بن عنان پھر قراوش بن مقلد یکے بعد دیگرے حکمراں ہوئے پھر شہر کی حکومت و ریاست فخر الدولہ ابو غالب کی طرف منتقل ہوگئی پھر جبرئیل کو موقع مل گیا لوٹ کر دقوقا پر آیا اور امراء اکراد میں سے موشک بن چکویہ کی فوجوں سے اپنا لشکر مرتب کرکے دھاوا کر دیا اور فخر الدولہ کے عمال کو شہر سے نکال باہر کیا اس اثنار میں بدران بن مقلد آپہونچا اور اس نے اُن دونوں کو مغلوب کرکے شہر پر قبضہ کر لیا

قتل مقلد و حکومت فراوش بن مقلد

مقلد کے بہت سے ترکی غلام تھے یہ لوگ اس سے جدا ہوکر بھاگے مقلد نے انکا تعاقب کیا اور ان کو گرفتار کرکے نہایت سختی سے پامال اور تہ تیغ کیا

۱؎ یہ واقعہ ۳۸۹ھ کا ہے دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۵۶ مطبوعہ مصر۔

اس سے ان کے بھائیوں کو خوف پیدا ہوا موقع کا انتظار کرنے لگے ایک روز انہیں ترکوں نے بحالت غفلت مقلد کو ۳۹۱ھ مقام انبار میں قتل کر ڈالا۔ اسکی شان و شوکت بہت بڑھ گئی تھی بغداد کے سر کرنے اور اس پر قابض ہونے کی غرض سے فوجیں روانہ کیں تھیں۔ جب یہ مارا گیا تو اسکا بڑا بیٹا قراوش موجود نہ تھا اسکا مال و اسباب انبار میں تھا۔ اسکے نائب عبداللہ بن ابراہیم بن شہرویہ پر خوف غالب ہوا ابو منصور بن قراد سے خط و کتابت شروع کی یہ اسوقت سندیہ میں تھا۔ باہم دونوں میں یہ طے پایا کہ جو کچھ مقلد مال و اسباب اور نقدیات چھوڑ کر مرگیا ہے اسمیں سے نصف نصف ابو منصور کو تقسیم کر دیا جائے گا بشرطیکہ جسوقت قراوش کا چچا حسن بن مسیب بقصد قراوش قدم بڑھائے ابو منصور آڑے آئے اور بجائے مقلد کے قراوش حکمرانی کی کرسی پر متمکن کیا جائے۔ چنانچہ اس قرارداد کے مطابق عبداللہ بن ابراہیم نے قراوش کو بہ ترغیب حکومت بلا بھیجا۔ پس جب قراوش اپنے باپ کے دارالحکومت میں آگیا تو اس نے بموجب اقرار عبداللہ بن ابراہیم نے اپنے باپ کے متروکہ میں سے نصف مال و اسباب اور نقدیات تقسیم کر کے ابو منصور بن قراد کو دیدیا اور ابو منصور بن قراد بموجب اقرار اسکے شہر میں بغرض حفاظت و مزاحمت حسن بن مسیب ٹھہرا رہا۔

اس واقعہ کی اطلاع حسن بن مسیب کو ہوئی تو سرداران بنو عقیل کے پاس قراوش کی اس حرکت کی شکایت کرنیکو گیا اور یہ بھی ظاہر کیا کہ اسوقت تک ابو منصور بن قراد اسکے پاس مقیم ہے بنو عقیل چچا اور بھتیجہ میں باہم مصالحت کرانے کی کوشش کرنے لگے بالآخر چچا اور بھتیجہ (حسن اور قراوش) میں مصالحت ہوگئی اور یہ قرار پایا کہ ابو منصور کے ساتھ بدعہدی اور غداری کیجائے بایں طور کہ انمیں سے ایک شخص دوسرے پر حملہ آور ہو پس جسوقت دونوں حریف روبرو جنگ پر تل جائیں اسوقت ابو منصور بن قراد گرفتار کر لیا جائے۔ الغرض حسن اور قراوش نے باہم سازش کر کے اسطرح کی جنگ زرگری کی بنا ڈالی۔ دونوں چچا اور بھتیجہ کی فوجیں صف آرا ہوئیں۔ کسی نے اس سازش سے ابو منصور بن قراد کو مطلع کر دیا ابو منصور بخوف گرفتاری بھاگ کھڑا ہوا حسن اور قراوش نے تعاقب کیا مگر کامیاب نہوئے۔ قراوش واپس ہوکر ابو منصور بن قراد کے مکانوں میں گیا اور کل مال و اسباب پر قابض ہوگیا یہانتک کہ ابو جعفر حجاج

بن ہرمز نے اس سے اس مال و اسباب کو چھین لیا۔

قراوش اور بہاء الدولہ ۳۹۲ھ میں قراوش بن مقلد نے بنو عقیل کے لشکر کو مداین کی طرف روانہ کیا اس لشکر نے پہونچتے ہی مداین پر محاصرہ ڈالدیا۔ بہاء الدولہ کے نائب بغداد ابو جعفر بن حجاج بن ہرمز نے ایک فوج بنو عقیل کے سرکرنے کو بھیجی۔ چنانچہ ابو جعفر کی فوج نے بنو عقیل کو مداین سے پسپا کر دیا بنو عقیل کو اس سے سخت پشیمانی ہوئی بنو اسد وغیرہ کو مجتمع کر کے بڑے اہتمام سے پھر فوج کشی کی اسوقت ان لوگوں کا سردار علی بن مزید نامی ایک شخص تھا۔ ابو جعفر نے بھی اس سے مطلع ہو کر مقابلہ کی غرض سے خروج کیا۔ ملک شام سے خفاجہ کو طلب کر کے اپنی فوج مرتب کی پس اسکو ہزیمت ہوئی اسکا سارا لشکر پامال کر دیا گیا۔ بہت سے آدمی مارے گئے ترکوں اور دیلمیوں میں سے ایک گروہ کثیر، قید کر لیا گیا بعد ازاں ابو جعفر نے دوبارہ اپنی فوج آراستہ کی اطراف کوفہ میں باغیان دولت عجمایہ سے مڈبھیڑ ہوئی۔ اس واقعہ میں بھی اس نے ان کو ہزیمت دی۔ بہتوں کو قتل اور اکثر کو قتل کر لیا۔ بعدہ بنو مزید کے قبیلہ کی طرف قدم بڑھایا اور ان کا بیحد و بیشمار مال و اسباب لوٹ لیا۔

۳۹۵ھ میں قراوش نے کوفہ کا قصد کیا اسوقت کوفہ کی عنان حکومت ابو علی بن ثمال خفاجی کے قبضہ اقتدار میں تھی مگر اتفاق سے یہ اسوقت کوفہ میں موجود نہ تھا پس قراوش بلا مزاحمت و مخاصمت کوفہ میں داخل ہوا ابو علی کو یہ خبر لگی تو وہ بھی فوجیں تیار کر کے آپہونچا سخت اور خوں ریز جنگ کے بعد قراوش کو ہزیمت ہوئی ابو علی نے کوفہ پر قبضہ کر کے قراوش کے ہمراہیوں سے بطور تاوان بہت سا روپیہ وصول کیا۔ پھر ۳۹۹ھ میں ابو علی راہی ملک عدم ہوا۔ حاکم والی مصر نے اس کو رحبہ کی حکومت پر مامور کیا تھا جسوقت یہ سند حکومت لئے ہوئے رحبہ پہونچا عیسیٰ بن خلاط عقیلی نے اسکے خلاف خروج کر کے اسکو مار ڈالا اور رحبہ پر قابض و متصرف ہو گیا بعد اسکے اور لوگ بھی اس شہر پر حکمرانی کرتے رہے تا آنکہ صالح بن مروان کلابی والی حلب نے اس شہر کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔

Marfat.com

قراوش کا اپنے وزیروں کو گرفتار کر لینا

معتمد الدولہ قراوش بن مقلد نے ابو القاسم حسین بن علی بن حسین مغربی کو قلمدان وزارت کا مالک بنایا تھا۔

ابو القاسم حسین کا باپ سیف الدولہ بن حمدان کے ہمراہیوں سے تھا اس سے رخصت ہو کر مصر گیا اور وہاں کے صوبجات کا والی و حکمراں ہوا اسکا بیٹا ابو القاسم حسین یہیں پیدا ہوا اور یہیں نشو و نما پا کر بڑا ہوا۔ بعد اسکے حاکم والی مصر نے اسکے باپ کو کسی الزام میں سزائے موت دی ابو القاسم حسین شام میں حسان بن مفرج بن جراح طائی کے پاس چلا گیا۔ اور اسکو والی مصر کے ساتھ بدعہدی کرنے اور ابو الفتوح حسن بن جعفر والی مکہ کی بیعت پر آمادہ کیا چنانچہ حسان نے ابو الفتوح کو مکہ سے رملہ میں بلا کر ٹھہرایا "امیر المومنین" کے لقب سے یاد کرنے لگا حاکم والی مصر کو اسکی خبر لگی تو اس نے حسان کو بہت سا مال و زر دیکر ابو الفتوح کی جانب سے پھیر لیا۔ تب ابو الفتوح ناکامی کے ساتھ واپس آیا اور ابو القاسم مغربی عراق چلا گیا۔ فخر الملک کی خدمت میں باریاب ہوا۔ خلیفہ قادر اسوجہ سے کہ ابو القاسم کا علویوں کی طرف طبعی میلان تھا ابو القاسم کی طرف سے مشکوک اور مشتبہ ہوا فخر الملک نے اس بنا پر اپنے یہاں سے نکالدیا تب ابو القاسم نے قراوش کی خدمت میں حاضر ہونے کی غرض سے موصل کا راستہ لیا۔ قسمت یاوری پر تھی قراوش نے قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔ بعد ۴۱۱ھ میں کسی امر میں اس سے مشتبہ ہو کر اس کو گرفتار کر لیا اور ایک مقدار معین اسپر جرمانہ کیا پھر یہ خیال کر کے کہ اس کا مال و اسباب بغداد اور کوفہ میں ہے رہا کر دیا۔ ابو القاسم واپس ہو کر بغداد آیا اور بعد مؤید الملک رجحی کے شرف الدولہ بن بویہ کی وزارت سے ممتاز ہوا۔

مؤید الملک رجحی کے معزول ہونے کا سبب یہ ہوا کہ اس نے ایک یہودی پر ایک لاکھ دینار جرمانہ کیا تھا اس یہودی سے اور عنبر خادم ملقب بہ اثیر سے مراسم اتحاد تھے عنبر کو مؤید الملک کا یہ فعل ناگوار گزرا شرف الدولہ کو اسکی جانب سے بدظن کر کے معزول کرا دیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد ترکوں اور عنبر خادم سے ان بن ہو گئی اس مخالفت میں وزیر

Marfat.com

السلطنت ابوالقاسم عنبر خادم کا ہم آہنگ تھا ؎ . . . . . پس اس نے بغداد سے نکل جانے کی رائے دی چنانچہ وزیر السلطنت ابوالقاسم اور عنبر خادم بغداد سے سندیہ کی طرف روانہ ہوا اسوقت سندیہ میں قراوش موجود تھا اس نے ان لوگوں کو عزت و احترام سے ٹھہرایا دو ایک روز قیام کرکے اوانا کی جانب کوچ کیا۔ ترکوں کو اسکی خبر لگی تو انہوں نے عنبر خادم سے معذرت کی اور منت و خوشامد واپسی پر اصرار کیا عنبر خادم نے انکی معذرت پر بغداد کی طرف مراجعت کی اور ابوالقاسم مغربی قراوش کے پاس چلا گیا۔ یہ واقعہ ۴۱۵ھ کا ہے دس ماہ اس نے وزارت کی۔

بعد اسکے کوفہ میں مابین عباسیوں اور علویوں کے جھگڑا پیدا ہوگیا اس فتنہ کی ابتدا ابن ابی طالب سے ہوئی جو کہ ابوالقاسم کا صہر (داماد) تھا خلیفہ نے قرواش کو ابوالقاسم کے نکال دینے کو لکھ بھیجا پس ابوالقاسم کوفہ سے نکل کر ابن مروان کے پاس دیار بکر چلا گیا۔ بقیہ حالات اسکے اسی مقام پر تحریر کئے جائیں گے۔

اسی سنہ میں معتمد الدولہ قراوش نے ابوالقاسم سلیمان بن فہد گورنر موصل کو جو کہ اسکے اور نیز اسکے باپ کی طرف سے موصل پر مامور تھا گرفتار کرلیا۔ اسکی سوانح یہ ہے کہ یہ اپنے شروع شباب میں ابواسحاق صابی کی خدمت میں کتابت کے عہدہ پر متعین تھا بعد ازاں مقلد بن مسیب کے پاس چلا گیا اور پھر اسکے ہمراہ موصل گیا ایک مدت کے بعد قراوش نے اسکو خراج اور مال کا افسر اعلیٰ مقرر کیا۔ اہل موصل کے ساتھ بدسلوکی اور ظلم سے پیش آیا طرح طرح کے اُن پر جرمانے کئے قراوش کو یہ خبر لگی تو اس نے اس کو گرفتار کرکے اسکے کل مال و اسباب کو ضبط کرلیا اور کثیر التعداد جرمانہ کیا۔ ابوالقاسم اس کی ادائیگی سے معذور و مجبور ہوا اس پر قراوش نے اس کو بار حیات سے سبکدوش کردیا۔

؎ اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ مترجم

جنگ قراوش و عرب اور لشکر بغداد

سنہ ۴۱۱ھ میں عرب فتنہ قراوش کے لئے مجتمع ہوا۔ دبیس بن علی بن مزید اسدی اور غریب بن معن اسکی سرکوبی کو روانہ ہوا۔ دارالخلافت بغداد سے بھی فوجیں آگئیں۔ سرمن رائے کے قریب ایک میدان میں دونوں فریق گتھ گئے قراوش کے ہمراہ رافع بن حسین بھی تھا گھمسان لڑائی ہوئی۔ آخرالامر قراوش کو ہزیمت ہوئی سارا مال و اسباب اور خزانہ لوٹ لیا گیا اشتار وار وگیر میں گرفتار کر لیا گیا۔ اسکے مقبوضات میں سے کمریت بزور تیغ مفتوح کیا گیا۔ شاہی فوجیں بغداد واپس آئیں۔ پھر غریب بن معن کی سفارش سے قراوش کو رہائی ملی۔ سلطان بن حسن بن ثمال امیر خفاجہ کے پاس چلا گیا۔ ترکی لشکر نے تعاقب کیا۔ غربی فرات میں مڈبھیڑ ہوگئی ایک سخت اور خوں ریز جنگ کے بعد قراوش اور سلطان کو ہزیمت ہوئی۔ شاہی فوجوں نے اسکے مقبوضات کو جی کھول کر تاخت و تاراج کیا۔ قراوش نے تنگ ہوکر دارالخلافت بغداد میں علم خلافت کی اطاعت و فرمانبرداری کا پیام بھیجا۔

پھر ۴۱۲ھ میں ہابیں قراوش اور بنو اسد و خفاجہ کے جھگڑا ہوگیا۔ خفاجہ نے قراوش کے مقبوضات سواد پر دست درازی شروع کردی تھی۔ قراوش نے ان لوگوں کی مدافعت کی غرض سے موصل سے کوچ کیا۔ خفاجہ کا سردار ابوالفتیان منیع میں حسان نامی ایک سپہ سالار جنگ آور تھا اس نے دبیس بن علی بن مزید سے سازش کرلی اور اسکو اپنا ہمدرد اور مددگار بنالیا۔ چنانچہ دبیس اپنی قوم بنی اسد اور لشکر بغداد کو مجتمع اور مرتب کرکے ابوالفتیان کی کمک پر پہونچا کوفہ کے باہر دونوں حریف نے صف آرائی کی۔ کوفہ اسوقت قراوش کے قبضہ میں تھا۔ قراوش پر ان لوگوں کا ایسا خوف غالب ہوا کہ رات کے وقت بلا جدال و قتال کوفہ چھوڑا انبار کی جانب کوچ کر گیا۔ فتحمند گروہ نے قراوش کا تعاقب کیا قراوش نے انبار کو بھی خیرآباد کہکر حلہ کا راستہ لیا فتحمند گروہ نے انبار پر قبضہ کرلیا۔ مگر بعد چندے انبار کو چھوڑکر متفرق اور منتشر ہوگئے۔ قراوش کو اسکی خبر لگ گئی پہونچکر فوراً قبضہ کرلیا۔

بعدازاں اسی سنہ میں بنی عقیل سے اور اس سے دو دو ہاتھ چل گئی۔ سبب یہ ہوا کہ امیر عنبر

Marfat.com

خادم (دولت بنی یویہ کا حاکم اور ایک چیرہ دست منتظم تھا) کے خلاف شاہی فوج نے بغاوت کردی۔ عنبر خادم بخوف جان قراوش کے پاس چلا گیا۔ قراوش نے اسکے مال واسباب پر جو کہ قیروان میں تھا قبضہ کرلیا۔ مجدالدولہ بن قراد اور رافع بن حسن نے بنی عقیل کے ایک گروہ کثیر کو مجتمع کیا بدران برادر قراوش بھی ان لوگوں میں آکر مل گیا۔ بہت بڑی تیاری سے ان لوگوں نے قراوش پر چڑھائی کی۔ غریب بن معن اور اثیر عنبر خادم قراوش کی کمک پر مجتمع ہوئے ابن مروان نے بھی فوجی مدد دی۔ تیرہ ہزار کی جمعیت سے قراوش میدان جنگ میں آیا۔ ایک شہر کے قریب دونوں حریف نے صف آرائی کی جسوقت دونوں لشکر حملہ آور ہوا اور لڑائی کا بازار گرم ہوا۔ بدران بن مقلد صف لشکر سے نکل کر اپنے بھائی قراوش کے پاس چلا آیا اور وسط مصاف میں باہم مصالحت کرلی ایک نے دوسرے سے معانقہ کیا قراوش نے معہ اپنے بھائی بدران کے شہر موصل کیجانب معاودت کی۔

پھر بابین قراوش اور خفاجہ کے دوبارہ منازعت پیدا ہوئی۔ سبب یہ ہوا کہ منیع بن حسان امیر خفاجہ والی کوفہ نے جامعین مقبوضہ دبیس پر دفعۃً حملہ کرکے لوٹ لیا دبیس یہ خبر پاکر منیع کی جستجو اور تعاقب میں کوفہ کی طرف روانہ ہوا انبار کا قصد کیا اس نے اور اس کی قوم نے اس کو جی کھول کر تاخت وتاراج کیا قراوش کو اسکی خبر لگی تو وہ معہ غریب بن معن کے منیع کے روک تھام کو[1] ..... انبار کی طرف روانہ ہوا پھر ان کے تعاقب میں قصر کی جانب بڑھا۔ خفاجہ یہ خبر پاکر انبار کی جانب لوٹے اور اسکو لوٹ لیا آگ لگادی جل کر خاک وسیاہ ہوگیا۔ قراوش اور دبیس دس ہزار فوج مجتمع کرکے خفاجہ کی سرکوبی کو بڑھے مگر باوجود اس کثرت فوج کے خفاجہ سے نہ لڑ سکے۔ انبار کی بگڑی ہوئی حالت کو سنوارنے میں مصروف ہوئے

بعد اسکے منیع بن حسان خفاجی ملک ابو کالیجار کے پاس گیا اور اسکے علم حکومت کے آگے

[1] اس مقام پر اصل کتاب میں کچھ نہیں لکھا ہے۔ مترجم

گردن اطاعت جھکادی۔ کوفہ میں اسکے نام کا خطبہ پڑھا اور بنی عقیل کی حکومت کو دونوں کنارہ فرات سے زایل کر دیا۔

اس واقعہ کے بعد بدران بن مقلد عرب کا ایک گروہ مجتمع کر کے نصیبین کی طرف بڑھا اور اس پر محاصرہ ڈالدیا۔ نصیبین پر اسوقت نصیر الدولہ بن مروان کا قبضہ تھا اس نے محاصروں کے مقابلہ پر فوجیں روانہ کیں۔ بدران سے گھمسان لڑائی ہوئی۔ پہلے تو بدران کو ہزیمت ہوئی پھر لوٹ کر اُن پر حملہ آور ہوا۔ اس حملہ میں نصیر الدولہ کی فوج کو ہزیمت ہوئی نہایت سختی سے ان کو پامال کیا۔ اس اثنار میں اسکو یہ خبر لگی کہ اسکا بھائی قراوش موصل کے قریب پہونچ گیا ہے فوراً محاصرہ اوٹھا کر اسکی طرف روانہ ہوگا۔

تاتاریوں کا موصل پر قبضہ تاتاریوں کا گروہ ترکوں کی ایک شاخ ہے جو بخارا کے قریب ایک درہ میں رہتا تھا جب ان لوگوں کا فتنہ وفساد اس اطراف میں حد سے متجاوز ہوگیا تو سلطان سبکتگیں نے ان کی سرکوبی پر کمر ہمت باندھی۔ والی بخارا اس سرکش گروہ کے خوف سے بھاگ گیا۔ ان ترکوں کا سردار ارسلان بن سلجوق سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان محمود نے گرفتار کر کے ہند میں لیجا کے قید کر دیا اور اسکے قبائل اور خاندان کو پامال کیا۔ اِن میں سے بہتوں کو قتل کر ڈالا۔ باقی ماندگان خراسان بھاگ گئے اور وہاں پہونچکر فتنہ اور فساد کا بازار پھر گرم کر دیا دن دہاڑے لوٹ مار شروع کر دی سلطان محمود نے ان کو ہوش میں لانے کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ شاہی فوج نے ان کو خوب خوب پامال کر کے خراسان سے بھی نکال باہر کیا۔ ان میں سے اکثر نے اصفہان میں جا کے قیام کیا والی اصفہان سے معرکہ آرائی کی۔ یہ واقعہ سنہ ۴۲۰ھ کا ہے بعد اسکے متفرق اور منتشر ہوگئے اور ایک گروہ ان تاتاریوں کا خوارزم کے قریب کوہ بکجار کی طرف چلا گیا اور ایک گروہ نے آذربایجان میں جا کے قیام کیا اندنوں آذربایجان کا والی وہشودان تھا اس نے ان ترکوں کی بابیں خیال کہ آیندہ انکے فسادات سے محفوظ رہے عزت افزائی کی تنخواہیں مقرر کیں انعامات دیئے

صلے دیئے مگر ترکوں نے اسکی ذرا بھی پروانہ کی وہی لوٹ مار وہی غارتگری جاری رکھی۔ ان لوگوں کے چار سردار تھے۔ بوقا، کوکناش، منصور اور دانا۔ ۴۴۹ھ میں یہ لوگ مراغہ میں داخل ہوئے اور اسکو نہایت بیرحمی سے تاخت و تاراج کیا اکراد ہذبانیہ پر پامالی کا ہاتھ بڑھایا۔ انہیں میں سے ایک گروہ رے کی طرف چلا گیا اور اسکا محاصرہ کر لیا۔ ان دنوں رے کا امیر علاء الدین بن کاکویہ تھا۔ ترکوں نے شہر پر یلغار کیا۔ قتل و غارتگری اور وحشیانہ ظلم و ستم کا اہل شہر کو جولانگاہ بنایا۔ اسی طرح اہل کرخ اور قزوین کے ساتھ کیا۔ ان مقامات کے تاخت و تاراج سے فارغ ہوکر آرمینیہ کی جانب بڑھے اور اسکے گرد و نواح پر غارتگری کا ہاتھ بڑھایا وہاں کے اکراد کو بھی پامال کیا بعدہ دینور پر ۴۴۳ھ میں حملہ آور ہوئے بعدہ دہشودان والی تبریز نے اپنے شہر میں ترکوں کے ایک گروہ پر جو تعداداً تیس تھے اور سب کے سب سردار تھے حملہ کرکے قتل کر ڈالا اس سے باقی ماندگان کی کمر ہمت ٹوٹ گئی۔ قتل عام کا بازار گرم ہوگیا۔ اطراف و جوانب میں بخوف جان منتشر و متفرق ہوگئے۔

ترکوں کا وہ گروہ جو آرمینیہ میں تھا انہوں نے مجتمع ہوکر بلاد اکراد ہکاریہ مضافات موصل کی طرف قدم بڑھایا۔ نہایت سختی سے لوٹ مار شروع کی ایک عالم کو تہ و بالا کر ڈالا اکراد نے مجتمع ہوکر ترکوں پر پھر حملہ کیا اس حملہ میں اکراد کو کامیابی ہوئی ترکوں کا گروہ متفرق اور منتشر ہوکر پہاڑوں میں چلا گیا اور سارا جتھا تتر بتر ہوگیا۔

رے کے ترکوں نے نیال پر اور سلطان طغرلبک کی آمد کی خبر پاکر رے چھوڑ کر ۴۴۳ھ میں دیار بکر اور موصل کی طرف قدم بڑھایا۔ جزیرہ ابن عمر میں قیام پذیر ہوکر اطراف و جوانب کو لوٹنا شروع کر دیا۔ باقروی، یازندی اور حسینہ کو لوٹ لیا اسی زمانہ میں سلیمان بن نصیر الدولہ بن مروان نے ترکوں کے امیر منصور بن عزغنیل کو دھوکا دے کر گرفتار کر لیا اسکی گرفتاری سے اسکے ہمراہی ہر چہار طرف بلاد میں متفرق اور منتشر ہوگئے سلیمان

بن نصیر الدولہ نے ان کی تعاقب اور گرفتاری پر فوجیں روانہ کیں۔ قراوش والی موصل نے ایک دوسری تازدم فوجیں انکی کمک پر بھیجی اکراد ثنویہ ہمراہیان فتک کو بھی اسی جماعت میں شامل کر دیا۔ پس اس مہم نے ترکوں کو جا گھیرا۔ ترکوں نے مرنے پر کمر باندھی اور خوب جی کھول کر لڑے اور پھر ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گیا۔ بعد ان واقعات کے عرب نے عراق کی جانب عنان توجہ منعطف کی۔ ترکوں نے دیار بکر کو ویران و خراب کر ڈالا۔ قراوش یہ خبر پا کر کہ ترکوں کے ایک گروہ نے اسکے مقبوضات کی طرف قدم بڑھایا ہے ان لوگوں کی مدافعت کی غرض سے موصل چلا گیا۔ پس جسوقت ترکوں نے برقعید میں پڑاؤ کیا قراوش نے ترکوں پر شبخون مارنے کی تیاری کی۔ ترکوں کو اسکی خبر لگ گئی فوراً ٹوٹ پڑے قراوش کے ہاتھ کا طوطی اوڑ گیا۔ جیسا کہ اُن لوگوں نے شرط کی مال و زر دیکر ٹالنے کی فکر کرنے لگا ہنوز قراوش فراہمی مال میں مصروف تھا کہ ترکوں نے دوسری طرف سے موصل کی جانب قدم بڑھایا قراوش کو اسکی اطلاع ہوئی تو وہ اپنی فوج مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ تمام دن گھمسان لڑائی ہوتی رہی۔ اگلے دن پھر اسی کیفیت سے جنگ کا آغاز ہوا۔ شام ہوتے ہوتے عربوں اور اہل شہر کو ہزیمت ہوئی۔ قراوش ایک کشتی پر سوار ہو کر براہ فرات بھاگ نکلا سارا مال و اسباب چھوڑ گیا ترکوں نے شہر میں داخل ہو کر غارتگری شروع کر دی۔ جواہرات، زیورات اثاث البیت اور بیحد مال و زر انکے ہاتھ لگا۔

قراوش بنفسہ جان بچا کر سنجار پہونچا۔ سلطان جلال الدولہ، دبیس بن علی بن مزید امراء عرب اور سرداران اکراد کی خدمت میں استمداد کا عریضہ روانہ کیا۔

ترکوں نے فتحیابی حاصل کر کے اہل موصل کے ساتھ قتل اور غارتگری کا کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھا۔ بعض محلہ والوں نے حفاظت جان و مال کی غرض سے بہت سا مال و زر دینے کا وعدہ کر لیا جسکی وجہ سے انکی آبروزیزی نہوئی اور وہ ان غارتگروں کے ظلم و ستم کے ہاتھ سے بچ گئے۔ ابتداً اہل شہر پر بیس ہزار دینار جرمانہ کیا جب یہ وصول ہو گیا تو چار ہزار

Marfat.com

اور جرمانہ کیا اور اسکے وصول کرنے میں مصروف ہوئے۔ اہل موصل کا ناک میں دم ہو رہا تھا بگڑ گئے اور دفعتہً حملہ کر دیا۔ شہر میں جسقدر ترک ہاتھ آئے سبھوں کو مار ڈالا۔ جب ان کے بھائیوں کو اسکی اطلاع ہوئی تو وہ لوگ مجتمع ہو کر نصف ۴۳۵ھ میں بزور تیغ شہر موصل میں گھس پڑے۔ تلواریں نیام سے کھینچ لیں بارہ دن تک مسلسل قتل عام کا بازار گرم رکھا۔ مقتولوں کی کثرت سے راستے بند ہو گئے۔ بقیۃ السیف کے ایک گروہ نے ان مقتولوں کو گڑھوں میں دفن کیا۔ اس قتل عام کے بعد ان لوگوں نے خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا اور بعد خلیفہ کے سلطان طغرلبک کو دعا سے یاد کیا۔ مدتوں یہ لوگ شہر موصل میں ٹھہرے رہے۔ ملک جلال الدولہ بن بویہ اور نصیر الدولہ بن مروان نے سلطان طغرلبک کی خدمت میں ان لوگوں کی زیادتیوں کی شکائتیں لکھیں۔ سلطان طغرلبک نے جلال الدولہ کو معذرت لکھی کہ یہ لوگ ہمارے خدام اور پروردہ ہیں ان لوگوں نے اطراف رے میں فساد برپا کیا اور بخوف جان بھاگ نکلے۔ عنقریب ان لوگوں کے سرکوبی کی غرض سے فوجیں روانہ کی جائیں گی۔ اور نصیر الدولہ بن مروان کو تحریر کیا کہ مجھے یہ خبر لگی ہے کہ میرے خدام نے تمہارے مقبوضات کا قصد کیا تھا تمنے ان کو مال و زر دیکر روک دیا تم سرحدی حکمران ہو تم کو لازم ہے کہ تم اس قدر دیا کرو کہ اس سے جہاد کو مدد پہونچے میں عنقریب ایسے لوگوں کو مامور کرتا ہوں کہ جوان لوگوں کو تمہارے مقبوضات سے دفع کر دیں۔ بعد اسکے دبیس بن علی بن مزید فوجیں مرتب کر کے قراوش کی کمک کو روانہ ہوا۔ بنو عقیل کا جم غفیر اسکے پاس آکر مجتمع ہو گیا۔ سن سے موصل کی جانب بڑھے۔ ترکوں کو یہ خبر لگی تو وہ تل اعفر کی طرف ہٹ آئے اور دیار بکر میں اپنے ہمراہیوں اور اپنے سرداروں ناصفلی اور بوقا کے پاس امداد کی غرض سے قاصد روانہ کئے۔ پس وہ لوگ آگئے ماہ رمضان ۴۳۵ھ میں قراوش اور ترکوں سے معرکہ آرائی ہوئی۔ صبح سے ظہر تک سخت اور خوں ریز جنگ ہوتی رہی۔ پہلے تو عرب کو ترکوں نے ان کے مورچہ سے پسپا کر دیا مگر پھر جب عرب نے مرنے پر کمر باندھ کر حملہ کیا

تو ترکوں کو ہزیمت ہوئی۔ عربوں نے انکا تعاقب کیا کشت وخوں کا بازار گرم ہوگیا ترکوں کے نامی نامی سردار مارے گئے ہزاروں ترک کھیت رہے فتحمند گروہ نے مقتولوں کے سروں کو دارالخلافت بغداد روانہ کیا۔ قراوش انکا تعاقب کرتا ہوا نصیبین تک چلا گیا ترکوں نے اس معرکہ سے ہزیمت اوٹھاکر دیار بکر کا قصد کیا اور اسکو تاخت وتاراج کرکے ارزن روم کی طرف گئے اور اسکو بھی قتل وغارتگری کا بازار بناکر آذربیجان میں جاکے دم لیا اور قراوش نے موصل کی جانب مراجعت کی۔

بدران بن مقلد کا نصیبین پر قبضہ

ہم اوپر بدران کے محاصرہ نصیبین اور وہاں سے اپنے بھائی قراوش کی وجہ سے کوچ کرجانے اور پھر دونوں میں مصالحت ہوجانے اور نصیر الدولہ کا قراوش کی بڑی بیٹی سے عقد کرنے کا حال تحریر کرآئے ہیں۔ بعد عقد نصیر الدولہ نے اسکی بیٹی کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ نہ کیا اور نہ اپنی بیویوں کے برابر اس کو حق دیا اس نے اپنے باپ سے شکایت کی۔ پس اس نے نصیر الدولہ کے پاس آدمی روانہ کیا بعد اس کے نصیر الدولہ کے بعض عمال قراوش کے پاس چلے آئے اور اسکو جزیرہ پر قبضہ کرلینے کی طمع دلائی قراوش نے اپنی بیٹی کے مہر کے بہانہ سے جو کہ بیس ہزار دینار تھا جزیرہ اور نصیبین کو اپنے بھائی بدران کے لئے طلب کیا نصیر الدولہ نے اس سے انکار کیا۔ قراوش نے ایک فوج جزیرہ کے محاصرہ پر روانہ کی اور دوسری فوج اپنے بھائی بدران کی ماتحتی میں نصیبین کے سرکرنے کو بھیجی بعد ازاں خود بھی آپہونچا اور اپنے بھائی کے ساتھ نصیبین کا محاصرہ کرلیا۔ اہل نصیبین نے قلعہ بندی کرلی۔ عرب اور اکراد مجتمع ہوکر نصیر الدولہ کے پاس میافارقین میں گئے اور اس سے نصیبین کے دیدینے پر مصالحت کا پیام دیا۔ نصیر الدولہ نے نصیبین کو ان لوگوں کے حوالہ کردیا اور قراوش کو اسکی بیٹی کے مہر سے پندرہ ہزار دینار مرحمت کئے۔

ان واقعات کے بعد ۴۲۵ھ میں بدران رہگرائے ملک عدم ہوا۔ اسکا بیٹا عمر قراوش کے پاس آیا۔ قراوش نے اسکو اسکی گورنری نصیبین پر بحال رکھا۔ بنو مہر کو اسکے ملک پر قبضہ

Marfat.com

کرنے کی طمع دامنگیر ہوئی۔ فوج مرتب کرکے محاصرہ کرلیا۔ قراوش یہ خبر پاکر انکی مدافعت کو آیا اور اپنے ملک سے بے نیل مرام نکال باہر کیا۔

جنگ قراوش وغریب تکریت پر ابوالمسیب رافع بن حسین کا قبضہ تھا جو کہ بنو عقیل سے تھا غریب نے عرب اور کردوں کے ایک گروہ کو مجتمع کیا۔ جلال الدولہ نے بھی امدادی فوجیں بھیجیں پس عرب نے تکریت پر یلغار کیا اور اس پر محاصرہ ڈالدیا۔ رافع بن حسین اسوقت موصل میں قراوش کے پاس تھا۔ اس سے مطلع ہوکر فوجیں مہیا کیں اور تکریت کی حمایت پر اُٹھ کھڑا ہوا۔ غریب سے تکریت کے گرد و نواح میں مڈبھیڑ ہوئی غریب کو ہزیمت ہوئی قراوش اور رافع نے تعاقب کیا اسکے مال واسباب اور مکانات سے متعرض ہوا۔ بعدازاں باہم نامہ وپیام ہوکر مصالحت ہوگئی۔

فتنہ قراوش وجلال الدولہ ۴۴۱ھ میں قراوش نے اپنی فوج خمیس بن تغلب کے محاصرہ کرنے کو تکریت روانہ کی تھی خمیس نے جلال الدولہ کے سایہ عاطفت میں پناہ لی۔ جلال الدولہ نے قراوش کو اس فعل سے روکا قراوش نے سماعت نہ کی اس بناء پر جلال الدولہ بنفس نفیس قراوش کی سرکوبی کو روانہ ہوا اور پہونچتے ہی قراوش کا محاصرہ کرلیا قراوش نے بغداد میں ترکوں کو جلال الدولہ کے خلاف بغاوت کرنے پر اُبھار دیا۔ کسی ذریعہ سے جلال الدولہ کو اسکی خبر لگ گئی جلال الدولہ کو اس سے بیحد برہمی پیدا ہوئی انبار کے سرکرنے کو چ کیا اہل انبار نے یہ خبر پاکر قلعہ بندی کرلی۔ اس اثنار میں قراوش بھی تکریت سے انبار کی حمایت کو روانہ ہوا۔ جلال الدولہ کی کثرت فوج سے غلہ اور رسد کی کمی واقع ہوئی عقیل سے سعی بلیغ کرکے قراوش اور جلال الدولہ میں باہم مصالحت کرادی چنانچہ دونوں حریف نے آیندہ مصالحت قائم رکھنے کی اور قراوش نے جلال الدولہ کی اطاعت کی قسم کھائی اور دونوں اپنے اپنے شہر کو واپس ہوئے۔

اخبار ملوک قسطنطنیہ زمانہ موجودہ لیسل اور قسطنطین کی ماں روم کی سرداروں سے ایک

Marfat.com

بڑی سردار اور رئیس کی بیٹی تھی۔ ایک مرتبہ عید کے دن کنیسہ میں گرجا کرنے کو گئی ہوئی تھی ان دونوں کے باپ کی نظر اس پر پڑ گئی۔ جان و دل سے فریفتہ ہو گیا عقد کرنے کا پیام دیا اور شادی کر لی اس سے یہ دو بیٹے پیدا ہوئے یہ دونوں ہنوز کم سن ہی تھے کہ انکا باپ مر گیا ایک مدت کے بعد ان دونوں کی ماں نے تعفور سے اپنا بیاہ کر لیا۔ تعفور ایک چلتا پرزہ تھا اس نے ساری سلطنت پر قبضہ کر لیا عنان حکومت کا مالک بن بیٹھا۔ بعد چندے ان دونوں کی نسل منقطع کرنے کی غرض سے ان دونوں کو خصی کرنے کی تدبیریں کرنے لگا۔ انکی ماں کو کسی ذریعہ سے اسکی خبر لگ گئی۔ دمستق کو دم ہٹی دیکر تعفور کے قتل پر اوبھار دیا چنانچہ اس نے اُسکو قتل کر ڈالا اوس نے اس خدمت کے صلے میں اُس سے عقد کر لیا۔ ایک برس تک اسکی زوجیت میں رہی بعد ازاں دمستق نے بخوف جان اسکو معہ اسکے دونوں لڑکوں کے ایک دیر بعید کی طرف جلاوطن کر دیا۔ تقریباً ایک برس جلاوطن رہی پھر ایک رہبان (پادری) کو دمستق کے قتل پر تیار کر لیا یہ رہبان شاہی گرجا میں جاکے مقیم ہوا اور دمستق کے قتل کی فکر کرنے لگا تا آنکہ ایک روز دمستق گرجا میں آیا یہ دن عید کا تھا۔ رہبان سے دمستق نے تبرکاً کچھ کھانا طلب کیا رہبان نے زہر ملا کر اپنے ہاتھ سے کھلا دیا مکان پہونچے پہونچتے مر گیا۔ ان دونوں کی ماں یہ خبر پاکر عید سے چند راتیں پیشتر قسطنطنیہ میں آئی اور اپنے لڑکے لیسیل کو سریر حکومت پر متمکن کر دیا اور اس کی کم سنی کی وجہ سے یہ خود حکمرانی کرنے لگی۔ جب لیسیل بڑا ہوا تو بلغار (بلگیریا) کے جنگ کرنے کو ان کے ملک پر چڑھ گیا۔ یہاں پر اس کو اپنی ماں کے مرنے کی خبر پہونچی۔ پس اس نے ایک خادم کو اپنے زمانہ غیر حاضری میں قسطنطنیہ کے انتظام اور نظام حکومت قائم رکھنے پر مامور کیا اور خود چالیس برس تک جنگ بلغار میں مصروف رہا۔ آخر کار ہزہمت اُٹھا کر قسطنطنیہ واپس آیا اور دوبارہ فوجیں تیار کر کے بلغار کیا اس مہم میں اسکو کامیابی ہوئی ان کے بادشاہ کو اس نے قتل کر ڈالا اور ان کے ملک پر فتحمندی کے ساتھ قبضہ کر لیا

اور وہاں کے رہنے والوں کو جلاروطن کرکے بلاد روم میں لاکے آباد کیا۔
ابن اثیر کا بیان ہے کہ یہ بلغار جنکے ملک پر لیسیل نے قبضہ کرلیا تھا اس گروہ کے علاوہ ہیں جو ان میں سے اسلام لائے تھے یہ لوگ بہ نسبت ان کے بلاد روم سے قریب تر دو مہینہ کے مسافت پر ہیں اور یہ دونوں بلغار ہی ہیں۔ انتہیٰ۔
لیسیل عادل اور نیک سیرت شخص تھا اس نے تقریباً ستر سال روم پر حکومت کی جب یہ مرگیا تو اسکا بھائی قسطنطین حکمراں ہوا۔ اس نے بوقت وفات تین لڑکیاں چھوڑیں پہلے بڑی لڑکی سریر آرائے حکومت ہوئی اس نے شاہی خاندان میں سے ارمانوس نامی شاہزادہ سے اپنا عقد کیا تھا۔ یہ وہی شخص ہے جس نے مسلمانوں کے قبضہ سے الرہا کو نکالا تھا حکومت کی طرف سے ایک شخص میخائیل نامی صرافون کے بازار کے انتظام پر مامور تھا۔ ارمانوس نے اسکو اپنے خاص مصاحبوں میں داخل کرلیا اور اپنی دولت و حکومت کا مدبر اور دائیاں بازو بنایا۔ تھوڑے دنوں بعد ارمانوس کی بیوی میخائیل کی جانب مائل اور اس پر فریفتہ ہوگئی دونوں باتفاق بادشاہ ارمانوس کے قتل کی فکریں کرنے لگے چنانچہ ایک روز بحالت غفلت دونوں نے ملکر ارمانوس کا گلا گھونٹ دیا۔ اور اسکے مرنے کے بعد رومیوں کے خلاف مرضی ملکہ ارمانوس نے میخائیل سے عقد کرلیا۔ بعد اس کے میخائیل کو بدخلقی اور ظلم کا عارضہ لاحق ہوگیا اپنے برادرزادہ کو اپنا ولیعہد بنایا اسکا بھی نام میخائیل تھا۔ اس نے میخائیل اول کے بعد عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور اسکے ماموں اور انکے بہنوں کو گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا اپنے نام کا سکہ ۴۳۳ھ میں مسکوک کرایا۔ بعد اسکے اسکی بیوی بادشاہ سابق کی بیٹی کو طلب کرکے رہبانیت (ترک دنیا) اور حکومت و ریاست سے دست کش ہو جانے پر مجبور کیا۔ اور اسکو مارا اور ایک جزیرہ کی طرف جلاوطن کردیا۔ بعد ازاں بطریق اعظم (پوپ) کے قتل کا قصد کیا تا آنکہ اپندہ اسکو اسکی بیجا حکومت سے نجات ملجائے چنانچہ بطریق کو ایک روز دعوت ولیمہ کی تیاری کے بہانہ سے ایک

Marfat.com

دیر کی طرف روانہ کیا اور اپنے آنے کا بھی وعدہ کیا۔ اور بطریق کے چلے جانے کے بعد رومیوں اور بلغاریوں کے ایک گروہ کو اسکے قتل کے لئے بھیجدیا۔ بطریق کو کسی ذریعہ سے اسکی خبر لگ گئی بطریق نے ان لوگوں کو بہت سا مال و زر دیکر اپنی جان بچائی اور در پردہ میخائیل کے معزول کرنے پر رومیوں کو ابھارنے لگا۔ آخر الامر اپنے اس ارادہ میں بطریق کامیاب ہوگیا ملکہ کے پاس جزیرہ میں جہانکہ شہر بدر کر دی گئی تھی رومی ایلچی روانہ کیا اور حکومت و سلطنت کے لئے طلب کیا ملکہ نے بادشاہی سے انکار کر دیا اور ترکِ دنیا پر تلی رہی تب بطریق نے اسکو حکومت و سلطنت سے معزول کر کے اسکی چھوٹی بہن بدرونہ کو سریر حکومت پر متمکن کیا۔ اس کے باپ کے خدام نے عنان انتظام و حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور میخائل کی معزولی کا اعلان کر دیا میخائیل کے ہواخواہوں اور بدرونہ کے گروہ سے لپاڈگی شروع ہوگئی۔ سخت اور خوں ریز جنگ کے بعد بدرونیہ کے ہمراہیوں کو فتح نصیب ہوئی میخائیل کے ہواخواہوں کے گھر بار کو لوٹ لیا رومیوں کو اس طوائف الملوکی سے بیحد تکلیف کا سامنا کرنا پڑا اور وہ لوگ ایک بادشاہ مقرر کرنے کی فکر میں مصروف ہوئے جو کہ نظام حکومت کو قائم اور جاری رکھے۔ دعویٰ داران سلطنت کو مجتمع کر کے قرعہ ڈالا اتفاق سے قسطنطین کا نام قرعہ میں برآمد ہوا پس اس نے روم کے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور حکمرانی کرنے لگا۔ بڑی ملکہ سے بیاہ کر لیا چھوٹی ملکہ (بدرونہ) ۴۳۴ھ میں اسکے پاس خاطر سے سلطنت و حکومت سے دست کش ہوگئی۔

بعد اسکے میناس نامی ایک شخص نے قسطنطین کے خلاف روم سے خروج کیا بیس ہزار فوج فراہم اور مرتب کر کے بغاوت کر دی قسطنطین نے اسکی سرکوبی کی غرض سے فوجیں روانہ کیں گھمسان لڑائیاں ہوئیں آخر الامر میناس مارا گیا۔ اسکا سر اوتار کر قسطنطین کے پاس بھیجا گیا اور اسکے ہمراہی اور ہواخواہ منتشر اور متفرق ہوگئے۔

پھر ۴۳۵ھ میں رومیوں کی چند کشتیاں ساحل قسطنطنیہ پر آلگیں اہل قسطنطنیہ اور اہل

Marfat.com

کشتی سے لڑائیاں ہوئیں۔ اہل کشتی کسی ضرورت سے خشکی پر اوتر آئے تھے اہل قسطنطنیہ نے کشتیوں میں آگ لگا دی جلکر خاک وسیاہ ہوگئیں اور اہل کشتی کو مار ڈالا۔

قراوش اور اکراد میں بغاوت

کُردون کے چند قلعات موصل کے قرب وجوار میں تھے از انجملہ حمیدیہ کا قلعہ عقرا اور اسکا مضافات تھا۔ اسکا حاکم ابوالحسن بن عکشان نامی ایک شخص تھا اور قلعہ اربل معہ اسکے متعلقات کے ہذبانیہ کے قبضہ میں تھا۔ ابوالحسن موشک کے قبضہ اقتدار میں اسکی عنان حکومت تھی۔ اسکا بھائی ابوعلی بن موشک باعانت ابوالحسن بن عکشان اپنے بھائی سے حکومت وریاست کے لئے لڑ پڑا چنانچہ قلعہ کو اسکے قبضہ سے نکال لیا اور اپنے بھائی ابوالحسن بن موشک کو گرفتار کر لیا۔ قراوش اور اسکا بھائی زعیم الدولہ ابوکامل اس وقت مہم عراق میں مصروف اور مشغول تھا ان دونوں کو ابوعلی کا یہ فعل ناگوار گزرا واپس ہوکر موصل آئے۔ قراوش نے حمیدی اور ہذبانی سے نصیر الدولہ کے خلاف امداد طلب کی۔ حمیدی تو بذات اسکی کمک پر آیا اور ہذبانی نے اپنے بھائی کو مدد پر بھیجا اتفاق یہ کہ نوبت جنگ نہ آئی قراوش اور نصیر الدولہ میں باہم مصالحت ہوگئی تب قراوش نے ابوالحسن بن عکشان کو گرفتار کر لیا پھر اس امر پر مصالحت قرار پائی کہ ابوالحسن بن موشک والی اربل رہا کیا جاے اور قلعہ اربل بھی اسکے حوالہ کر دیا جاے اگر ابوعلی اس سے انکار کرے تو اسکے خلاف ابوالحسن بن عکشان مالی اور فوجی امداد دے چنانچہ اس امر کے اطمینان کی غرض سے اپنے بیٹے کو قراوش کی خدمت میں رہن کر دیا۔ بعد اسکے ابوعلی سے اس معاملہ میں خط وکتابت شروع ہوئی ابوعلی نے اسکو منظور کر لیا اور اربل کو اپنے بھائی ابوالحسن کے سپرد کرنے کی غرض سے موصل میں حاضر ہوا چنانچہ قراوش نے اسکے قلعات کو اسکے حوالہ کر دیا۔ اور ابوالحسن بن عکشان اور ابوعلی اربل کو ابوالحسن بن موشک کے سپرد کرنے کو روانہ ہوئے اثنار راہ میں ان لوگوں نے اسکے ساتھ بدعہدی کی دھوکھا دیکر اسکے ہمراہیون کو گرفتار کر لیا اتفاق سے ابوالحسن تن تنہا کسی ذریعہ سے نکل بھاگا بحال پریشان موصل پہونچا۔ ان وجوہات سے

Marfat.com

مابین ابو الحسن بن عکشان وابو علی اور قراوش بیحد کشیدگی پیدا ہوگئی۔

قراوش اور ابو کامل ان واقعات کے ختم ہونے پر مابین معتمد الدولہ، قراوش اور اس کے بھائی زعیم الدولہ ابو کامل کے جھگڑا پیدا ہوگیا۔ سبب یہ ہوا کہ قریش (ان دونوں کے بھائی بدران کا بیٹا) اپنے چچا ابو کامل سے اُلجھ گیا۔ فوجیں فراہم اور مرتب کیں اسکے دوسرے چچا نے اعانت اور امداد پر کمر باندھی[1] ..... قراوش نے نصیر الدولہ بن مروان سے امداد کی درخواست کی چنانچہ اس نے اپنے بیٹے سلیمان کو اسکی کمک پر بھیجا علاوہ اسکے حسن بن عکشان وغیرہ اکراد نے بھی اسکی امداد پر کمر ہمت باندھی سب کے سب مجتمع ہوکر معلایا کی طرف بڑھے اور اسکو تاخت وتاراج کرکے آگ لگادی جلکر خاک وسیاہ ہوگیا بعد اسکے ماہ محرم ۴۴۱ھ میں اپنے حریف سے معرکہ آرا ہوئے دو دن تک متواتر لڑائی ہوتی رہی۔ اکراد نے جنگ سے ہاتھ کھینچ لیا حریف کو اپنی طرف سے راستہ دیدیا قراوش کے بعض ہمراہیاں عرب بھی قراوش سے علیحدہ ہوکر اسکے بھائی کے پاس چلے گئے اسی اثنا میں اسکو یہ خبر لگی کہ اسکے بھائی ابو کامل کے ساتھیوں نے انبار میں یورش کرکے قبضہ حاصل کرلیا ہے اس خبر کو سنتے ہی قراوش حواس باختہ ہوگیا معدودے چند آدمیوں کے ساتھ اپنے خیمہ میں رہ گیا۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہوگیا۔ اسکا بھائی ابو کامل اس واقعہ سے مطلع ہوکر اسکے پاس آیا اور اسکو بہ آرام تمام معہ اسکی بیوی اور بچوں کے موصل میں لیجاکے نظر بند کردیا اور اسکی محافظت اور نگرانی پر چند لوگوں کو مامور کردیا۔ تھوڑے دنوں بعد عرب پھر اسکے طرف مائل ہوچلے اسکے بھائی ابو کامل نے اس خیال سے کہ مبادا عرب پھر اسکے مطیع نہوجائیں اور اسکو دوبارہ ریاست حکومت کی کرسی پر متمکن نہ کردیں قراوش کو نظر بندی کی تکلیف سے نجات دیکر حکومت وریاست کی عنان اسکے ہاتھ میں دی اور اطاعت وفرمانبرداری کی بیعت لیکر اسکے ملک کی طرف واپس کردیا چنانچہ

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ مترجم

قراوش اپنے دارالحکومت میں حکمرانی کرنے کو واپس آیا۔

قبل ان واقعات کے ابو کامل اور بساسیری منصرم خلافت اسلامیہ سے اَن بَن ہو گئی تھی۔ دارالخلافت بغداد میں اسوجہ سے بہت بڑی ہل چل پیدا ہو رہی تھی بنو عقیل نے عراق عجم میں بساسیری کی جاگیرات میں غارتگری شروع کر دی تھی بساسیری اس سے مطلع ہو کر انکی سرکوبی کو روانہ ہوا۔ ابو کامل کو اسکی خبر لگ گئی بنو عقیل کی ہمدردی پر اُٹھ کھڑا ہوا اور ان کو مرتب کر کے میدان جنگ میں لڑنے کو آیا۔ ابو کامل اور بساسیری سے سخت اور خوں ریز جنگ ہوئی مگر آخری فیصلہ نہوا۔ اتنے میں قراوش نظر بندی سے نجات پاکر اپنی حکومت وسلطنت پر واپس آگیا اہل انبار کا ایک گروہ بطور وفد بساسیری کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکریہ ادا کر کے قراوش کی بداخلاقی اور کج ادائی کی شکایت پیش کی اور یہ درخواست دی کہ آپ ایک فوج اور ایک عامل شہر کے انتظام کرنے کو ہمارے ساتھ روانہ فرمائے بساسیری نے ایسا ہی کیا۔ پس اس عامل نے پہونچکر شہر کو قراوش کے قبضہ سے نکال لیا اور ان میں عدل و داد کرنے لگا۔

قراوش اپنے بھائی ابو کامل کی اطاعت قبول کرنے کے بعد مثل وزیر کے اسکے ساتھ رہتا تھا کسی قسم کی قوت اسکے قبضہ میں نہ تھی مگر یہ امر قراوش کو شاق گزر رہا تھا اس قید و بند سے نجات پانے کی فکر کرنے لگا ایک روز موصل سے نکلکر بغداد کو روانہ ہوا اسکے بھائی ابو کامل کو اسکا قید سے نکل بھاگنا نہایت شاق گزرا اپنی قوم کے چند سرداروں کو اس کو طوعاً و کرہاً واپس لانے پر مامور کیا چنانچہ ان لوگوں نے قراوش سے پہلے نرمی اور ملاطفت سے واپس چلنے کو کہا قراوش نے کچھ سماعت نہ کی تب ان لوگوں نے ایسے عنوان سے واپس چلنے کو کہا جس سے قراوش کو اس امر کا یقین ہو گیا کہ اگر بخوشی و رضامندی واپس نہیں چلتا ہوں تو بزور و جبر مجھے واپس لیجائیں گے چار ناچار واپس چلنے کا اقرار کیا مگر یہ شرط کرلی کہ موصل میں چلکر میں دارالامارت میں قیام پذیر ہوں گا پس جب قراوش موصل میں ابو کامل کے پاس پہونچا ابو کامل نے اسکو نہایت عزت و احترام سے ٹھہرایا اور چند لوگوں کو اس کی

Marfat.com

نگرانی پہ مامور کر دیا تاکہ آیندہ تصرف سے اسکو یہ لوگ روکتے رہیں۔

امارت قریش بن بدران ہرگاہ قریش بن بدران نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور اپنے چچا قراوش کو قلعہ جراحیہ میں لیجا کے نظر بند کر دیا۔ تب بقصد عراق ۳۴۴ھ میں ایک عظیم فوج کے ساتھ موصل سے کوچ کیا۔ اسکا بھائی مقلد اس سے باغی ہو گیا اور نور الدولہ دبیس بن مزید کی طرف سازش کرنے کی غرض سے کوچ کر دیا۔ قریش کو اس سے سخت برافروختگی پیدا ہوئی اس کے لشکر گاہ کو تاخت و تاراج کر کے موصل کی جانب معاودت کی۔ اتفاق سے اسی زمانہ میں قریش سے عرب بگڑ گیا اور ملک الرحیم کے عمّال نے قریش کے مقبوضات کو جو کہ عراق میں تھے لوٹ لیا بعد اسکے قریش نے عرب سے سازش کر لی اور ان کے ساتھ آیندہ حسن سلوک اور احسان کرنے کا یقین دلایا اور فوجی صورت میں ان کو مرتب کر کے عراق کی طرف کوچ کیا کامل بن محمد بن مسیب والی حظیرہ سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ اس معرکہ میں کامل کو ہزیمت ہوئی کامل بھاگ کھڑا ہوا قریش اسکے تعاقب میں بلال بن غریب کے شہر تک چلا گیا اور اسکو تاخت و تاراج کر کے عراق میں گھس گیا اور الملک الرحیم کے عمال کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا پیام بھیجا اس امر کا ان کو یقین دلایا کہ جس قدر بلاد انکے قبضہ میں ہیں وہ انکے ہی قبضہ میں رکھے جائینگے الملک الرحیم کے عمال نے اطاعت کی گردن جھکا دی اور اسکے مطیع ہو گئے کیونکہ الملک الرحیم ان دنوں خوزستان میں مصروف جدال و قتال تھا۔ ان وجوہات سے قریش کے پاؤں حکومت و سلطنت پر جم گئے اور اسکی قوت بڑھ گئی۔

وفات قراوش اسی ۳۴۴ھ میں معتمد الدولہ ابو منیع قراوش بن مقلد عقیلی نے بحالت قید قلعہ جراحیہ میں قید حیات سے نجات پا کر سفر آخرت اختیار کیا۔ نعش موصل میں اٹھا لائی گئی اور موصل کے شرقی جانب شہر نینوی میں مدفون ہوا یہ عرب کا ایک نامور جنگ آزما شخص تھا۔

قریش کا انبار پر قابض و بیدخل ہونا ۳۴۶ھ میں قریش بن بدران نے موصل سے کوچ کیا اور شہر انبار پر پہونچکر حملہ آور ہوا۔ بساسیری کی طرف سے اس شہر پر ایک شخص

Marfat.com

نامور تھا قریش نے اس سے اس شہر کو چھین لیا بساسیری کو اسکی خبر لگی تو اس نے فوجیں مرتب کرکے انبار پر چڑھائی کردی اور اسکو دوبارہ واپس لے لیا۔

جنگ قریش و بساسیری قریش بن بدران نے سلطان طغرلبک کے پاس رے میں بغرض اظہار اطاعت و فرمانبرداری ایک سفارت روانہ کی اور اپنے کل صوبجات میں اسکے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا اور الملک الرحیم کو گرفتار کرکے اسکے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ اس واقعہ کی خبر سلطان طغرلبک تک پہونچی سلطان نے اسکو امن دی چنانچہ الملک الرحیم اسکی خدمت میں حاضر ہوا سلطان نے اسکی عزت افزائی کی اور اسکے صوبجات کی حکومت پھر دیدی۔

بساسیری نے الملک الرحیم کی رفاقت اسی زمانہ میں ترک کردی تھی جبکہ اس نے واسطے بغداد کو اور سلطان طغرلبک نے حلوان سے کوچ کیا تھا پس بساسیری بوجہ مصاہرت (سسرالی رشتہ) نورالدولہ دبیس بن مزید کے پاس چلا گیا علٰحدگی کا سبب یہ ہوا کہ خلیفہ قائم کو کسی ذریعہ سے معلوم ہوگیا تھا کہ اسکا طبعی میلان خلیفہ مصر کی جانب ہے اسوجہ سے خلیفہ قائم نے اسکے نکالدینے کو لکھ بھیجا۔ پس جب قریش بن بدران دارالخلافت بغداد میں پہونچا اور سلطان طغرلبک کا دولت و حکومت اسلامیہ بغداد پر استیلا معقول طور سے ہوگیا تو بساسیری ان لوگوں کے زیر کرنے کو نکل کھڑا ہوا نورالدولہ دبیس بھی اسکے ہمراہ تھا سنجار میں معرکہ آرائی ہوئی قریش اور قطلمش کو معہ انکے ہمراہیوں کے ہزیمت ہوئی۔ ہزارہا آدمی کھیت رہے۔ اہل سنجار نے بھی غارتگری شروع کردی۔ بساسیری معہ قیدیان جنگ موصل آیا اور مستنصر خلیفہ مصری کے نام کا خطبہ پڑھا۔ ان لوگوں نے قبل اس واقعہ کے اظہار اطاعت و فرمانبرداری کی غرض سے سفارت بھیجی تھی۔ خلیفہ مصر نے اس سے مسرت ظاہر فرمائی۔ قریش اور اسکے ہمراہیوں کو خلعتیں روانہ کیں۔

طغرلبک کا موصل پر قبضہ اور قریش کا مطیع ہونا سلطان طغرلبک کے بغداد میں طول قیام سے بوجہ کثرت فوج رعایا کو طرح طرح کی تکلیفیں پہونچنے لگیں خلیفہ قائم نے اپنے

وزیر رئیس الرؤساء کے توسط سے عمید الملک کندری وزیر سلطان طغرلبک کو طلب کرکے ہدایت کی کہ چونکہ سلطان طغرلبک کی کثرت لشکر سے رعایائے بغداد کو بیحد تکلیف پہونچ رہی ہے لہذا مناسب ہے کہ سلطان معہ اپنی فوج کے بغداد سے کوچ کردیں ورنہ مابدولت واقبال دارالخلافت بغداد کو چھوڑ دینگے ہنوز کوئی امر طے نہ ہونے پایا تھا کہ سلطان طغرلبک کو موصل کے واقعات کی خبر لگ گئی۔ پس سلطان طغرلبک نے موصل کی جانب کوچ کردیا اور تکریت کا محاصرہ کرکے بزور تیغ فتح کرلیا اور حاکم قلعہ نصر بن عیسیٰ عقیلی سے بہت سا مال و اسباب لیکر کوچ کیا بعد چندے نصر مرگیا بعد اسکے ابوالغنایم بن بجلیان حکمراں ہوا۔ رئیس الرؤساء کے ساتھ اسکے برتاوات اچھے رہے۔ بعدہ سلطان طغرلبک نے بوازیج سے نصیبین کی جانب کوچ کیا (سلطان بوازیج میں اپنے بھائی یاقوتی بن تنکیر کی امداد اور فراہمی فوج کا انتظار کررہا تھا) اور ہزارسب بن تنکیر کو بریہ کی طرف عرب سے جنگ کرنے کو روانہ کیا انہیں عربوں میں قریش، دبیس اور اصحاب حران ورقہ (نمیر) شریک تھے چنانچہ شاہی فوج نے عربوں پر حملہ کیا اور اُن سے ہم نبرد ہوئے کھیت ان کے ہاتھ رہا بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا ایک جماعت کو اُن میں سے گرفتار کرکے مار ڈالا۔ بعدہ سلطان طغرلبک نے معاودت کی قریش اور دبیس نے اظہار اطاعت کی غرض سے ہزارسب کے پاس ایک وفد روانہ کیا اور اسکے توسط سے معافی کے خواستگار ہوئے۔ سلطان طغرلبک نے ان دونوں کی خطائیں معاف کردیں اور بساسیری کے نسبت یہ کہا کہ اسکا قصور خلافت مآب کی ذات خاص سے تعلق رکھتا ہے اسکو خلافت مآب کی خدمت میں حاضر ہوکر عفو تقصیر کرانا چاہئے۔ پس بساسیری رحبہ کی جانب روانہ ہوا ترکان بغداد، مقبل بن مقلد اور بنو عقیل کا ایک گروہ اسکے ساتھ ہولیا۔ قریش اور دبیس کی درخواست پر سلطان طغرلبک نے ان کے پاس ایفاء وعدہ اور توثیق اقرار اور دربار شاہی میں حاضر آنے کی غرض سے ہزارسب بن تنکیر کو روانہ کیا دبیس اور قریش کو اپنی جانوں کا خطرہ پیدا ہوا حاضری سے رک رہے

Marfat.com

قریش نے اپنی طرف سے ابوالسداد ہبۃ اللہ بن جعفر کو اور دبیس نے اپنے بیٹے بہاء الدولہ منصور کو سلطان کے دربار میں بھیجا سلطان نے ان دونوں کی حاضری کو بجائے ان کے تصور کر کے ان لوگوں کے صوبجات کی سند حکومت تحریر کر دی۔ قریش کے قبضہ میں موصل نصیبین، تکریت، قوانا، نہر ہبیطر، ہیت، انبار، باورویا اور نہر الملک وغیرہ تھے۔

اس مہم سے فارغ ہو کر سلطان نے دیار بکر کا رخ کیا اسکا بھائی ابراہیم نیال بھی آپہونچا ہزارسب نے قریش اور دبیس کو سلطان کی آمد کی اطلاع بھیجدی اور ان کو شاہی سطوت و جبروت سے ڈرایا۔ یہ دونوں اس خبر سے مطلع ہو کر ادھر اُدھر منتشر ہو گئے اور سلطان طغرلبک نے بوجہ اس واقعہ کے کہ جو گذشتہ ایام میں قریش اور دبیس کے ساتھ پیش آئے تھے سنجار کی جانب کوچ کیا اور متعدد فوجیں اسکے سر کرنے کو روانہ کیں پس عساکر شاہی نے سنجار کو بزور تیغ مفتوح کیا اور بہت بڑی خوں ریزی کے بعد اسکے امیر مجلی بن مرجا کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا علاوہ جنگ آزما گروہ کے بہت سے اہل سنجار جسمیں عورتیں اور مرد بھی تھے اس معرکہ میں کام آئے ابراہیم نیال نے باقی ماندگان کی جان بخشی کی سفارش کی سلطان نے اپنی فوج کو قتل عام سے روکا امن وامان پھر قائم ہوا سلطان نے سنجار، موصل اور اس طرف کے کل صوبجات کو اپنے بھائی ابراہیم نیال کو بطور جاگیر مرحمت کر کے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ سفر و قیام کرتا ہوا ماہ ذی قعدہ ۴۴۹ھ میں داخل بغداد ہوا۔

نیال کی موصل سے علیحدگی اور بساسیری کا اسپر قبضہ۔

۴۵۰ھ میں ابراہیم نیال نے موصل سے بلاد جبل کی جانب کوچ کیا سلطان طغرلبک نے ابراہیم کی بلا اجازت روانگی سے بغاوت اور مخالفت کا خیال قائم کر کے ایک خط طلبی کا لکھ کر روانہ کیا۔ اور ایک فرمان اسی مضمون کا خلافت مآب نے بھی لکھ کر ابراہیم کے پاس بھیجدیا پس ابراہیم نے سلطان کی طرف مراجعت کی وزیر السلطنت کندری نے بڑے تپاک سے استقبال کیا۔ بساسیری اور قریش کو موقع مل گیا فوراً موصل پر پہونچکر قبضہ کر لیا اور قلعہ کا بھی محاصرہ کر لیا تا آنکہ اہل

Marfat.com

قلعہ نے ابن موشک والی اربل کے توسط سے امن کی درخواست کی چنانچہ قریش اور بساسیری نے اہل قلعہ کو امان دی اہل قلعہ نے دروازے کھول دیئے اور قلعہ کی کنجیاں بساسیری اور قریش کے حوالہ کر دیں۔ ان دونوں نے قلعہ کو منہدم کرا دیا۔ سلطان طغرلبک کو اسکی خبر لگی اسیوقت فوجیں مرتب کر کے موصل کی جانب کوچ کیا۔ قریش اور بساسیری نے سلطان کی آمد کی خبر پاکر موصل کو چھوڑ دیا سلطان انکے تعاقب میں نصیبین تک چلا گیا نیال کو موقع مل گیا ماہ رمضان ۴۵۰ھ میں ترک رفاقت کر کے ہمدان کا راستہ لیا سلطان طغرلبک اسکے پیچھے ہولیا اور ہمدان میں پہونچکر اس پر محاصرہ ڈالدیا۔ اتنے میں بساسیری دارالخلافت بغداد آپہونچا اسوقت ہزارسب واسط میں تھا اور دبیس کو خلافت مآب نے مدافعت کی غرض سے بغداد میں طلب کرلیا تھا مگر اسکے قیام کرنے سے بہت سی پیچیدگیاں پیدا ہوگئی تھیں اسوجہ سے یہ اپنے شہر کو واپس چلا گیا اور بساسیری معہ قریش اور وزیر بنی بویہ ابوالحسن بن عبدالرحیم بغداد میں پہونچکر بغداد کے چاروں طرف مقیم ہوگیا عمیدالعراق بسرافسری افواج شاہی بساسیری کے مقابلہ پر تھا اور رئیس الروساء وزیرالسلطنت دوسروں کے مقابلہ پر تھا۔ جنگ کا ہنوز آغاز نہیں ہوا تھا کہ بساسیری نے خلیفہ مستنصر والی مصر کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا اور "حی علیٰ خیرالعمل" کے الفاظ اذان میں بڑھائے رئیس الروساء نے یہ دیکھ کر جنگ چھیڑ دی حالانکہ عمیدالعراق اس رائے کے خلاف تھا پہلے تو حریف کو ہزیمت ہوئی لیکن پھر سنبھل کر ایسا حملہ کیا کہ لشکر بغداد بھاگ کھڑا ہوا یلغار کر کے حریم خلافت پر آپہونچے اور شاہی محلات پر قبضہ کرلیا جس قدر مال واسباب تھا لوٹ لیا خلافت مآب بنفس نفیس سوار ہوکر برآمد ہوئے دیکھا کہ عمیدالعراق نے قریش بن بدران سے امن حاصل کرلی تھی پس خلافت مآب بھی امن کے خواستگار ہوئے قریش نے ان دونوں کو امن دی اور دارالخلافت میں واپس بھیجدیا۔ بساسیری نے قریش کو اس امر پر بیحد ملامت کی کیونکہ ان دونوں نے اسکے خلاف بقسم معاہدہ کیا تھا۔ قریش نے جھلا کر وزیر رئیس الروساء کو بساسیری

Marfat.com

کے حوالہ کر دیا اور خلیفہ وعمید العراق کو اپنی نگرانی و حفاظت میں رکھا بساسیری نے وزیر البلطنت کو قتل کر ڈالا۔ قریش نے خلیفہ قائم کو بہمراہی اپنے ابن عم مبارش بن بجلی حدیثہ عانہ روانہ کر دیا۔ خلیفہ نے معہ اپنے اہل وعیال اور خدام کے حدیثہ میں خاموشی کے ساتھ قیام اختیار کیا تا آنکہ سلطان طغرلبک نے اپنے بھائی نیال کے مہم اور اسکے قتل سے فراغت پائی اور بغداد کی جانب مراجعت کی بساسیری اور قریش کو لکھ بھیجا کہ خلیفہ قائم کو دار الخلافت بغداد میں واپس بھیجدو ان دونوں نے اس سے انکار کیا تب سلطان طغرلبک نے عراق کی طرف قدم بڑھایا۔ بساسیری نے یہ خبر پاکر ماہ ذی قعدہ ۴۵۱ھ میں بغداد سے کوچ کر دیا بنو شیبان کے آزاد نوجوانوں نے شہر بغداد اور نیز اسکے گرد و نواح کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا سلطان طغرلبک نے قریش بن بدران کے پاس امام ابوبکر محمد بن فورک کو روانہ کیا تا کہ اس حسن سلوک کا جو کہ قریش نے خلیفہ اور سلطان کی بھتیجی ارسلان خاتون یعنی خلیفہ کی بیوی کے ساتھ کیا تھا شکریہ ادا کرے اور اپنے ہمراہ ان دونوں کو بغداد لے آئے۔ چنانچہ قریش نے اپنے ابن عم مبارش کو لکھ بھیجا کہ تم معہ خلیفہ کے بریہ میں آکر ملو مبارش نے اس سے انکار کیا اور معہ خلیفہ کے عراق روانہ ہو گیا۔ اور رے کی طرف کا راستہ اختیار کیا بدر بن مہلہل کی طرف گزر ہوا اس نے خلیفہ قائم کی بیحد خدمت کی سلطان کو جب یہ معلوم ہوا تو خلیفہ سے ملنے کو نکلا نہروان میں شرف نیاز حاصل کیا بہت سے تحائف اور ہدایا طرح طرح کے اسباب اور آلات حرب پیش کئے ارباب وظائف کو حسب مرتبہ پیش کیا اور اسکے ساتھ ساتھ قصر خلافت میں آیا جیسا کہ خلیفہ قائم کے حالات میں یہ واقعات قلم بند کئے گئے ہیں۔

بعد اسکے سلطان طغرلبک نے خازکین طغرائی کو بساسیری اور عرب کے تعاقب پر کوفہ کی طرف بھیجا مزید براں بنی خفاجہ پر ابن منیع کو شبخوں مارنے کی غرض سے روانہ کیا بعد ان لوگوں کے بعد خود بھی روانہ ہوا۔ بساسیری اور دبیس خواب غفلت میں پڑے ہوئے تھے

Marfat.com

کہ دفعۃً شاہی فوج انکے سروں پر پہونچ گئی۔ کوفہ لوٹ لیا دبیس تو بھاگ کھڑا ہوا بساسیری اور اسکے ہمراہی سینہ سپر ہو کر میدان جنگ میں لڑے اور جی کھول کر لڑے عین معرکہ میں ماری گئے

وفات قریش ولایت مسلم | ۴۵۳ھ میں قریش بن بدران رہگرائے ملک عدم ہوا نصیبین میں دفن کیا گیا۔ فخر الدولہ ابو نصر محمد بن محمد بن جہیر اس امر سے مطلع ہو کر دارا سے نصیبین آیا اور بنو عقیل کو اس غرض سے جمع کرنا شروع کیا کہ اسکا بیٹا ابو المکارم مسلم بن قریش کرسی حکومت پر متمکن کیا جاے۔ چنانچہ اراکین دولت نے ابو المکارم مسلم کو اپنا امیر بنایا سلطان نے بھی ۴۵۳ھ میں انبار، ہیت، حریم، سن اور بوازیج بطور جاگیر مرحمت فرمایا۔

۴۵۵ھ میں سلطان طغرلبک نے آرمینیہ سے دار الخلافت بغداد کی جانب کوچ کیا وزیر السلطنت ابن جہیر کشتی پر سوار ہو کر استقبال کو آیا۔ پھر ۴۶۰ھ میں رحبہ پر فوج کشی کی۔ بنو کلاب سے معرکہ آرا ہوا۔ یہ لوگ خلیفہ مستنصر علوی کے علم حکومت کے مطیع و فرمانبردار تھے پس سلطان نے ان لوگوں کو ہزیمت دی اور ان کے آلات حرب وغیرہ چھین لئے اور ان کے سروں اور بغشوں کو معہ علویہ پھریروں کے دار الخلافت بغداد روانہ کیا چنانچہ بغداد میں سرنگوں کر کے سیر کرائے گئے۔

مسلم بن قریش کا حلب پر قبضہ | ۴۷۲ھ میں شرف الدولہ مسلم بن قریش والی موصل نے شہر حلب پر فوج کشی کی اور پہونچکر اس پر محاصرہ ڈالدیا پھر کچھ سوچ سمجھکر اس سے محاصرہ اٹھا کر چلا آیا۔ تتش بن الپ ارسلان نے محاصرہ کر لیا۔ قبل اسکے ۴۷۱ھ میں ملک شام پر قابض ہو گیا تھا چندے حلب کا محاصرہ کئے رہا پھر وہاں سے محاصرہ اوٹھا کر چلا آیا بزاعہ اور بیرہ پر قابض و متصرف ہو گیا اہل حلب نے مسلم بن قریش کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم لوگ روزانہ جنگ سے تنگ آگئے ہیں آپ آئے۔ ہم شہر آپ کے حوالہ کر دیں۔ ان دنوں شہر حلب کا ابن حسین عباسی حکمراں تھا پس جب مسلم بن قریش قریب شہر حلب پہونچا اہل حلب نے دروازے بند کر لئے۔ بعض ترکمان یعنی والی حصن اس کے سراغ اور جستجو میں رہا بعد چندے اتفاق

سے ایک روز ابن حسین سے جبکہ وہ شکار کرنے کو گیا ہوا تھا ملاقات ہوگئی والی قلعہ نے ابن حسین کو گرفتار کر لیا اور پابزنجیر مسلم بن قریش کے پاس بھیجدیا۔ مسلم نے اسکو بایں شرط کہ شہر انکے حوالہ کر دیگا رہا کر دیا ابن حسین نے اپنے شہر میں واپس آکر اپنے وعدہ کا ایفا کیا ۴۷۳ھ میں مسلم بن قریش شہر میں داخل ہوا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا تھوڑے دنوں بعد سابغ اور وثاب پسران محمد بن مرداس نے بمصالحت قلعہ کی کنجیاں مسلم بن قریش کے حوالہ کر دیں۔ مسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کو جو کہ سلطان کی پھوپھی کا بیٹا تھا سلطان کی خدمت میں قبضہ حلب کی اطلاع دہی کے لئے روانہ کیا۔ سلطان نے اسکی درخواست منظور کر لی اور اسکے بیٹے محمد کو شہر سن جاگیر میں عنایت کیا۔ بعد اسکے مسلم نے حران کی طرف کوچ کیا اور اسکو بنی وثاب نمیرین سے چھین لیا۔ اسی زمانہ میں والی الرہا نے بھی اسکے علم حکومت کے اطاعت قبول کر لی اور اسکے نام کا سکہ مسکوک کرایا۔

مسلم بن قریش کا دمشق کا محاصرہ کرنا اور اہل حران کی بغاوت

۴۷۶ھ میں شرف الدولہ مسلم بن قریش نے دمشق پر فوج کشی کی اور پہونچکر اسکا محاصرہ کر لیا۔ دمشق کا حاکم تتش فوجیں مرتب کرکے مقابلہ پر آیا گھمسان لڑائی ہوئی آخر کار مسلم بن قریش کو ہزیمت ہوئی۔ نہایت تیزی سے اپنے ملک کی طرف مراجعت کی اس نے قبل مراجعت اہل مصر سے استمداد طلب کی تھی مگر ان لوگوں نے امداد نہ دی۔ اسی اثنار میں یہ خبر لگی کہ اہل حران نے غاشیہ اطاعت اپنی گردن سے اوتار کر رکھدیا ہے اور باغی ہوگئے ہیں اور ابن عطیہ اور وہاں کے قاضی ابن حلیہ نے شہر کو ترکوں کے حوالہ کر دینے کا ارادہ کر لیا ہے اسوجہ سے حران کی طرف قدم بڑھایا۔ اثناء راہ میں ابن ملاعب والی حمص سے مصالحت کی اور اسکو سلیمہ اور رقہ کی حکومت عطا کی۔ بعد ازاں حران کا محاصرہ کیا اور اسکے شہر پناہ کو منہدم و مسمار کرکے بزور تیغ شہر کو فتح کر لیا اور قاضی اور اسکے بیٹے کو قتل کر ڈالا۔

جنگ ابن جہیر و مسلم بن قریش

فخر الدولہ ابو نصر محمد بن احمد بن جہیر موصل کا رہنے والا تھا کسی

Marfat.com

ذریعہ سے بنو مقلد کے دربار تک رسائی ہوگئی پھر قریش بن بدران سے منافرت پیدا ہوگئی بعض رؤسار بنو عقیل کے دامن عاطفت میں جاکے پناہ لینے کی درخواست کی ان لوگوں نے اسکو پناہ دی چنانچہ فخر الدولہ حلب چلاگیا۔ معز الدولہ ابو شمال بن صالح نے اسکو اپنا قلمدان وزارت سپرد کر دیا بعد چندے فخر الدولہ نے اسکی رفاقت ترک کر دی اور نصیر الدولہ بن مروان کے پاس دیار بکر چلا گیا نصیر الدولہ نے بھی اسکو اپنی وزارت کے عہدہ سے سرفراز کیا اور جب خلیفہ قائم نے اپنے وزیر ابو الفتح محمد بن منصور بن وارس کو معزول کیا تو فخر الدولہ کو وزارت کے لئے طلب فرمایا۔ فخر الدولہ نے بغداد کی طرف کوچ کیا ابن مروان تعاقب میں روانہ ہوا مگر کامیاب نہ ہوا۔ جوں ہی فخر الدولہ دار الخلافت بغداد میں داخل ہوا خلیفہ قائم نے ۴۵۴ھ میں عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا اسوقت طغرلبک آق کا سلطان تھا اور یہی خلفار بغداد پر مستولی اور غالب ہو رہا تھا ایک مدت تک فخر الدولہ اسکی وزارت پر رہا۔ گاہے گاہے اپنے دوران وزارت میں معزول بھی کر دیا گیا اور پھر مقرر کیا گیا تا آنکہ خلیفہ قائم نے وفات پائی اور خلیفہ مقتدی سریر خلافت پر متمکن ہوا اور عنان سلطنت سلطان ملک شاہ کے قبضہ میں گئی پس خلیفہ مقتدی نے ۴۷۱ھ میں اپنے وزیر السلطنت فخر الدولہ کو بوجہ شکایت نظام الملک طوسی معزول کر دیا اسکا بیٹا عمید الدولہ اصفہان میں نظام الملک کے پاس گیا اور باہم صفائی کرادی چنانچہ نظام الملک نے خلیفہ مقتدی سے اسکی سفارش کی خلیفہ مقتدی نے اسکے بیٹے عمید الدولہ کو عہدۂ وزارت سے سرفراز فرمایا بعدہ ۴۷۶ھ میں عہدہ وزارت سے برطرف کرکے قید کر دیا سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک نے خلیفہ مقتدی کی خدمت میں بنی جہیر کی رہائی اور آزادی کی سفارش کا پیام بھیجا۔ خلیفہ مقتدی نے ان لوگوں کو قید کی تکلیف سے رہائی دیدی۔ بنی جہیر رہائی پاکر بطور وفد (ڈیپوٹیشن) اصفہان میں نظام الملک کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بڑی آؤبھگت سے پیش آیا۔ عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ سلطان ملک شاہ نے فخر الدولہ کو دیار بکر کی سند

Marfat.com

حکومت عطا کی اور ایک عظیم فوج اسکے ہمراہ بھیجی اور اسکو ابن مروان کے قبضہ سے ملک کو نکال لینے اور بعد سلطان کے اپنے نام کا خطبہ پڑھنے اور سلطان کے نام کا سکہ مسکوک کرانے کی ہدایت کی۔ جسوقت فخرالدولہ دیار بکر کے قریب پہونچا ابن مروان خم ٹھونک کر مقابلہ پر آیا پھر ۴۰۰ھ میں سلطان نے ایک جرار لشکر بسرافسری امیر ارتق (جو ملوک حال ماردین کا جد اعلیٰ تھا) کو فخرالدولہ کی کمک پر روانہ کیا۔ قبل اس واقعہ کے ابن مروان نے یہ خبر پاکر کہ فخرالدولہ شاہی افواج کے ساتھ دیار بکر کی طرف آرہا ہے شرف الدولہ مسلم بن قریش کو یہ پیام دیا کہ اگر آپ ہماری امداد کریں تو اس سلوک کے صلے میں ہم آپکو صور اور آمد دیدینگے شرف الدولہ نے اس بناء پر فوجیں مرتب کرکے آمد کا راستہ لیا اور فخرالدولہ اسکے اطراف میں پڑا ہوا تھا۔ فخرالدولہ اس امر کا احساس کرکے کہ ابن مروان کی کمک پر عرب کمربستہ ہے صلح کی جانب مائل ہوا اور عزیمت جنگ فسخ کردی کسی ذریعہ سے ترکمانوں کو اسکی خبر لگ گئی رات کے وقت سوار ہوکر عرب پر ٹوٹ پڑے اور انکا محاصرہ کرلیا۔ عرب کو اس معرکہ میں ہزیمت ہوئی۔ ان کے مال واسباب کو ترکمانوں نے لوٹ لیا شرف الدولہ بذاتہ بھاگ کر آمد میں پناہ گزیں ہوا۔ فخرالدولہ نے اسکا محاصرہ کرلیا شرف الدولہ نے امیر ارتق کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر مجھکو آمد سے نکل جانے کا موقع دیا جائے تو میں اسقدر روپیہ دینے کو تیار ہوں امیر ارتق نے اس درخواست کو منظور کرلیا چنانچہ شرف الدولہ آمد سے رقہ کی جانب نکل کھڑا ہوا اور فخرالدولہ نے بغرض محاصرہ میافارقین کی طرف کوچ کیا میافارقین اس وقت تک ابن مروان کے مقبوضات میں شامل وداخل تھا اسکا والی بہاءالدولہ منصور بن مزید اور اسکا بیٹا سیف الدولہ صدقہ یہ خبر پاکر عراق کی طرف چلا گیا اور فخرالدولہ نے خلاط کی جانب قدم بڑھایا۔

جسوقت سلطان ملک شاہ کو یہ خبر پہونچی کہ شرف الدولہ کا آمد میں محاصرہ کرلیا گیا فرط مسرت سے اچھل پڑا قسیم الدولہ آقسنقر (الملک العادل سلطان محمود زنگی کا جد اعلیٰ) کو بسرافسری

Marfat.com

افواج ترکمان بطور کمک روانہ کیا۔ اثنار راہ میں جبکہ وہ لوگ عراق کی طرف جا رہے تھے امیر ارتق سے ملاقات ہوگئی پس وہ ان کے ساتھ لوٹ کھڑا ہوا سب کے سب موصل پر آ اُترے اور اسپر قبضہ کر لیا سلطان معہ اپنے رکاب کی فوج کے شرف الدولہ کے مقبوضات کی طرف بڑھا۔ رفتہ رفتہ بوازیج تک پہونچ گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ شرف الدولہ کو محاصرہ آمد سے نجات مل گئی تھی جان بچا کے رجبہ پہونچ گیا تھا موصل بھی اسکے قبضہ سے نکل گیا تھا سارا مال و اسباب بھی لٹ گیا تھا بنظر مصلحت وقت مؤید الملک بن نظام الملک نے شرف الدولہ سے خط و کتابت شروع کی شرف الدولہ نے اسکے وسیلہ کو باعث بہبودی تصور کر کے دربار شاہی میں حاضری کی اجازت طلب کی چنانچہ بعد عہد و پیمان اور امن حاصل کرنے کے رجبہ سے روانہ ہو کر مؤید الملک کی خدمت میں پہونچا مؤید الملک نے اسکو دربار سلطان میں پیش کیا اور اس کی جانب سے ہدایا، فاخرہ از جنس خیل وغیرہ پیشکش کئے۔ منجملہ ان گھوڑوں کے اسکا ایک وہ گھوڑا تھا جسپر سوار ہو کر معرکہ سابقہ اور جنگ آمد سے بھاگا تھا اور جانبر ہو گیا تھا یہ گھوڑا ایسا چالاک تھا کہ کوئی گھوڑا اس سے بڑھ نہ سکتا تھا۔ سلطان نے اس سے مصالحت کر لی اور اسکو اسکے مقبوضہ ممالک کی حکومت پر بحال و قائم رکھا۔ شرف الدولہ نے موصل کی جانب مراجعت کی اور سلطان جس ادھیڑ بن میں پڑا ہوا تھا اس میں پھر مصروف اور مشغول ہو گیا

مسلم بن قریش کی وفات ابراہیم بن مسلم کی حکومت

ہم اوپر قطلمش کے حالات جو کہ سلطان طغرلبک کا عزیز و قریب تھا بیان کر آئے ہیں یہ شخص بلاد روم کی طرف اپنی فوجیں لے کے گیا تھا اور بعد جنگ عظیم قونیہ اور اقصرا وغیرہ پر قابض ہو گیا تھا۔ ہنوز اپنے دل کے آبلے اس نے پورے طور سے نہ توڑے تھے کہ داعی اجل کا پیام موت آپہونچا۔ بجائے اسکے اسکا بیٹا سلیمان سریر فرمانروائی پر متمکن ہوا۔ سلیمان نے ۴۷۷ھ میں انطاکیہ کی جانب قدم بڑھایا اور اس کو رومیوں کے قبضہ سے نکال لیا جیسا کہ آیندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔

Marfat.com

فردوس رومی والی انطاکیہ ایک مدت سے شرف الدولہ مسلم بن قریش کو سالانہ ایک رقم معین بطور جزیہ دیا کرتا تھا۔ پس جب سلیمان بن قطلمش نے انطاکیہ پر قبضہ کرلیا تو شرف الدولہ نے اس سے بھی جزیہ طلب کیا اور بصورت نہ ادا کرنے کے عقاب سلطانی کی دھمکی دی سلیمان بن قطلمش نے کہلا بھیجا کہ میں سلطان کا مطیع ہوں اور جو کچھ میں انطاکیہ میں تصرف کر رہا ہوں وہ سلطان ہی کے لئے کر رہا ہوں اور اس سے میرا کوئی کام متعلق نہیں ہے۔ باقی رہا جزیہ کا مطالبہ کرنا یہ ایک فعل عبث ہے۔ جزیہ کفار سے لی جاتی ہے اور وہ لوگ اسکے ادا کرنے کے مستحق ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے انطاکیہ میں بجائے کفار کے مسلمانوں کو حکمراں بنایا ہے اور ان پر شرعاً جزیہ نہیں ہے شرف الدولہ اس جواب خشک سے بھرا اُٹھا فوجیں تیار کرکے چڑھائی کر دی اور اطراف وجوانب انطاکیہ میں قتل وغارتگری شروع کر دی سلیمان کو بھی طیش آگیا اس نے بھی اطراف حلب میں لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا مگر جب رعایا نے اسکی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے مال واسباب کے لیٹجانے کی شکایت کی تو اس نے انکا مال واسباب انکو واپس دیدیا۔ بعد اسکے شرف الدولہ نے عرب اور ترکمانوں کو مجتمع کرکے انطاکیہ پر فوج کشی کی۔ ترکمانوں کا امیر جق نامی ایک شخص تھا۔ سلیمان اسکی آمد سے مطلع ہوکر لڑنے کو نکلا۔ ماہ صفر ۴۷۸ھ میں دونوں حریف کا مصافات انطاکیہ میں مڈبھیڑ ہوئی جسوقت جنگ کا بازار گرم ہوگیا امیر جق معہ ترکمانوں کے سلیمان سے مل گیا اس سے شرف الدولہ کی فوج کمزور پڑگئی شیرازہ انتظام جنگ بکھر گیا۔ عرب کا گروہ شکست کھاکر بھاگا۔ شرف الدولہ معہ اپنے چارسو ہمراہیوں کے میدان جنگ میں استقلال کے ساتھ لڑتا رہا آخر کار معہ ان لوگوں کے مارا گیا۔

شرف الدولہ کا دائرہ حکومت نہایت وسیع تھا وہ کل بلاد جواوسکے باپ کے مقبوضات میں تھے اسکے زیر حکومت تھے اسکے چچا قراوش کے مقبوضات بھی اسکے قبضہ میں تھے اسکا ملک نہایت سرسبز اور شاداب اور امن وامان کا مرکز تھا۔ عادل نیک سیرت، اور

امور سیاسی سے بیحد واقف تھا۔

شرف الدولہ مسلم کے قتل کے بعد بنو عقیل نے مجتمع ہو کر اسکے بھائی ابراہیم کو قید سے نکالا اور بجائے اپنے مقتول امیر کے اپنا امیر بنایا۔ ابراہیم کئی برس سے قید کی مصیبتیں جھیل رہا تھا۔ مسلم کے واقعہ قتل سے سلیمان بن قطلمش کو انطاکیہ کے محاصرہ کا شوق چرّایا چنانچہ فوجیں مرتب کر کے انطاکیہ پر پہونچ گیا اور اسپر دو ماہ کامل محاصرہ ڈالے رہا بالآخر ناکامی کے ساتھ واپس ہوا۔ بعد اسکے ۴۷۹ھ میں عمید العراق نے ایک لشکر انبار کے سر کرنے کو روانہ کیا پس اس لشکر نے انبار کو بنو عقیل کے قبضہ سے نکال لیا۔ اسی سنہ میں سلطان ملک شاہ نے رحبہ اور اسکے مضافات، حران، سروج، رقہ اور خابور محمد بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کو بطور جاگیر مرحمت فرمایا اور اپنی بہن خاتون زلیخا کا اس سے عقد کر دیا۔ ان کل شہروں کے والیوں نے سلطان ملک شاہ کے حکم کے مطابق اپنے اپنے شہروں کو محمد کے حوالہ کر دیا مگر محمد بن شاطر والی حران نے اس سے انکار کیا۔ سلطان ملک شاہ کو اسکی خبر لگی تو اس نے محمد بن شاطر کو حران کے سپرد کرنے پر مجبور کیا۔

ابراہیم کا ادبار محمد و علی پسران مسلم کی منازعت

مسلم کے بعد سے ابراہیم بن قریش برابر موصل کی حکومت کرتا رہا اور اپنی قوم بنی عقیل کی سرداری سے ممتاز و سرفراز رہا تا آنکہ ۴۸۲ھ میں سلطان ملک شاہ نے اس کو گرفتار کر لیا اور فخر الدولہ بن جہیر کو بسرافسری فوج عظیم اسکے شہروں کی جانب روانہ کیا۔ فخر الدولہ نے پہونچتے ہی موصل وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں سلطان ملک شاہ نے اپنی پھوپھی صفیہ کو شہر موصل جاگیر میں مرحمت فرمایا۔ سلطان ملک شاہ کی پھوپھی اس سے پیشتر مسلم بن قریش کی زوجیت میں تھی اس سے اسکا ایک بیٹا علی تھا بعد مسلم کے اس نے اسکے بھائی ابراہیم سے عقد کر لیا۔ پس جب سلطان ملک شاہ نے وفات پائی تو صفیہ نے موصل کی جانب کوچ کیا اسکے ساتھ اسکا بیٹا علی بھی تھا۔ اسکا بھائی محمد بن مسلم یہ خبر پا کر موصل آ پہونچا دونوں موصل کی حکومت پر لڑنے لگے۔ عرب دو حصوں پر منقسم ہو گیا ایک نے محمد کا ساتھ دیا اور دوسرے نے علی کی حمایت کی۔ سخت اور خوں ریز جنگ کے بعد محمد کو

Marfat.com

ہزیمت ہوئی۔ علی کامیابی کے ساتھ شہر موصل میں داخل ہوا اور ابن جہیر کے قبضہ سے شہر کو نکال لیا

قتل ابراہیم

سلطان ملک شاہ کے مرنے پر ترکان خاتون کو امور سلطنت پر استبداد حاصل ہوگیا ابراہیم کو قید سے رہائی مل گئی۔ سامان درست کرکے موصل کی جانب کوچ کیا قریب موصل پہونچکر یہ خبر گوش گذار ہوئی کہ اسکا بھتیجا علی بن مسلم موصل پر قابض ہوگیا ہے اس کے ساتھ اسکی ماں صفیہ (سلطان ملک شاہ کی پھوپھی) بھی ہے۔ ابراہیم نے مصالحت اور ملاطفت کا پیام بھیجا۔ صفیہ نے موصل کی عنان حکومت ابراہیم کو سپرد کردی۔ پس ابراہیم شہر میں داخل ہوا۔

تتش والی شام برادر سلطان ملک شاہ کو قبضہ عراق کا خیال پیدا ہوگیا تھا۔ اطراف و جوانب کے امراء اسکے پاس آکر شام میں اسی غرض کے لئے مجتمع ہوئے آقسنقر والی حلب بھی اپنی فوج لئے ہوئے آپہونچا۔ تتش نے فوجیں مرتب کرکے نصیبین کی جانب کوچ کیا اور اس پر قابض ہوگیا اور ابراہیم کے پاس کہلا بھیجا کہ تم میرے نام کا خطبہ پڑھو اور بغداد جانے کو اپنے شہر سے مجھے راستہ دیدو ابراہیم نے اس سے انکار کیا۔ تتش نے یلغار کا حکم دیدیا۔ آقسنقر اور ترکوں کی فوج اسکے رکاب میں تھی۔ ابراہیم تیس ہزار کی جمعیت سے مقابلہ پر آیا مقام مغیم میں دونوں فریق نے صف ارائی کی۔ ابراہیم کو ہزیمت ہوئی اور اثنار راہ گیر میں مارا گیا ترکوں نے اسکے خیمہ اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ عرب کی بہت سی عورتوں نے بخوف بے آبروئی و فضیحت خودکشی کرلی۔ تتش نے کامیابی کا جھنڈا موصل کے قلعہ پر گاڑدیا۔

انقراض حکومت بنی مسیب از موصل

جسوقت ابراہیم معرکہ سابقہ میں مارا گیا اور تتش نے موصل پر قبضہ کرلیا اسوقت اپنے بھتیجہ علی بن مسلم بن قریش کو موصل کی حکومت پر مامور کیا چنانچہ علی معہ اپنی ماں صفیہ کے موصل میں داخل ہوا۔ اس زمانہ سے موصل اور اسکے مضافات پر علی کی حکومت کا ڈنکا بجنے لگا۔ تتش نے مہم موصل سے فارغ ہوکر دیار بکر کی طرف قدم بڑھایا اور اسپر قابض ہوکر آذربائیجان کی جانب کیا اور اسپر بھی بہ آسانی تمام

Marfat.com

مشغول ہو گیا۔ بعد ازاں تتش نے حملہ کیا۔ وقت ابن جہیر سے جنگ شروع ہو گئی جس میں اپنے چچا
کے ہمراہ تھا مرتبہ تیسری مرتبہ کر کے خروج کیا لیکن جنگ میں تتش جہیر کا مقابلہ ہوا تتش کو
ہزیمت ہوئی شکست کھا کے بھاگا۔ خروج کیا تتش ہوا حلب کا حکمران و مالک بنا
مشغول ہو گیا۔ وقت نے پھر تتش کی مدد کی اسکو گرفتار کر لیا اس نے اسکو رہا کر دیا رہائی کے
بعد آیا مسلم بن جنگ اور وہاں کا مسکن ہو کر آگے بڑھا اس نے جمعیت کو مرتب و مسلح
کر کے حران پر چڑھائی کر دی اور اس پر قابض و متصرف ہو گیا بعد اسکے محمد بن مسلم بن
قریش نے جو کہ علی بن مسلم بن قریش امیر کربوقا سے امداد طلب کی علی بن مسلم ان دنوں
نصیبین میں تھا ثروان بن وہیب اور ابو الہیجا کرد بھی اسکے ساتھ نصیبین میں مقیم تھا چنانچہ
کربوقا فوجیں مرتب کر کے محمد بن مسلم کی کمک پر گیا محمد بن مسلم اس سے ملنے کو آیا کربوقا نے
اسکو گرفتار کر کے نصیبین کی جانب کوچ کیا اور اس پر قبضہ حاصل کر لیا بعدہ موصل کی جانب
قدم بڑھایا اہل موصل نے قلعہ بندی کر لی لوٹ کر شہر کی طرف آیا محمد بن مسلم اسی مقام پر
ڈوب کر مر گیا تب کربوقا نے دوبارہ موصل کا محاصرہ کیا علی بن مسلم والی موصل نے امیر
جکرمش والی جزیرہ ابن عمر سے استمداد کی درخواست کی چنانچہ امیر جکرمش اسکی کمک کو روانہ
ہوا امیر کربوقا کو اسکی خبر لگ گئی ایک فوج بسرافسری اپنے بھائی تونتاش اسکی روک تھام
کی غرض سے روانہ کیا تونتاش نے امیر جکرمش کو ہزیمت دیکر جزیرہ کی طرف لوٹا دیا بعد
چندے امیر جکرمش نے امیر کربوقا کی اطاعت قبول کر لی اور محاصرہ موصل پر اسکی کمک پر
آیا۔ اس مرتبہ محاصرہ نہایت شدت سے کیا گیا تھا مگر علی بن مسلم محاصرہ توڑ کر موصل سے
حلہ میں صدقہ بن مزید کے پاس چلا آیا اور نو ماہ کامل کے محاصرہ و جنگ کے بعد کربوقا نے
موصل پر قبضہ حاصل کر لیا اسی وقت سے بنی مسیب کی حکومت و امارت صوبہ موصل سے
منقطع ہو گئی اور سلجوقیہ سے ملوک غز اور انکے امراء اسپر مستولی و قابض ہو گئے والبقاء لله وحدہ

اخبار دولت بنو صالح	صالح بن مرداس کی ابتداء حکومت رحبہ کی حکمرانی سے ہوئی یہ شخص

ابن مرداس بنو کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ سے تھا اطراف حلب میں ان لوگوں کی حکومت واامارت قائم ہوئی۔ ابن حزم نے لکھا ہے کہ یہ شخص عمرو بن کلاب کی اولاد سے تھا۔ شہر رجبہ ابو علی بن شمال خفاجی کے قبضہ میں تھا۔ عیسیٰ بن خلاط عقیلی نے اسکو قتل کر کے رجبہ کو اسکے قبضہ سے نکال لیا ایک مدت تک رجبہ اسکے قبضہ میں رہا بعد ازاں بدران بن مقلد نے رجبہ پر عیسیٰ بن خلاط عقیلی سے قبضہ حاصل کر لیا تھوڑے دنوں بعد لولو، ساری نے جو کہ حاکم والی مصر کی طرف سے دمشق کا گورنر تھا فوج کشی کی پہلے رقہ پر قابض ہوا بعد ازاں رجبہ کو بدران کے قبضہ سے نکالکر دمشق کی جانب معاودت کی رجبہ کا حاکم ابن مجلکان نامی ایک شخص تھا بعد چندے رجبہ کی حکومت پر یہ شخص خود سر حکمراں بن بیٹھا۔ صالح بن مرداس کو اپنی امداد کو بلا بھیجا چنانچہ صالح بن مرداس ایک مدت تک اسکے پاس مقیم رہا۔ پھر ان دونوں میں ناصافی ہو گئی صالح اور ابن مجلکان میں چل گئی۔ پھر باہم دونوں نے مصالحت کر لی اور ابن مجلکان نے اپنی بیٹی کا عقد صالح سے کر دیا۔ صالح شہر میں داخل ہوا۔ ابن مجلکان نے اپنے اہل وعیال اور مال واسباب کو اہل عانہ کی اطاعت قبول کرنے اور ان سے ضمانت لینے کے بعد عانہ میں منتقل کر دیا۔ اسکے تھوڑے دنوں بعد اہل عانہ نے بدعہدی کی اور اسکا کل مال واسباب لے لیا اس واقعہ سے ابن مجلکان کو بیحد برہمی پیدا ہوئی۔ معہ صالح کے اہل عانہ کی سرکوبی کو کوچ کیا صالح نے اثنار راہ میں ایک شخص کو ابن مجلکاں کے قتل پر مامور کر دیا چنانچہ اس شخص نے اسکی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ اسکے مرنے کے بعد صالح نے رجبہ کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر قابض ومتصرف ہو کر ابن مجلکان کے کل مال واسباب اور ریاست پر مستولی ہو گیا اور مصر میں حکمرانان علویہ کی دعوت اور حکومت کو قائم وجاری رکھا۔

صالح حلب میں ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ لولو نے جو کہ ابو المعالی سیف الدولہ کا آزاد غلام تھا حلب میں اسکے بیٹے ابو الفضائل پر استبداد حاصل کر لیا تھا اور شہر کو قبضہ سے نکال لیا تھا اور خلافت عباسیہ کی حکومت کو محو کر کے حاکم علوی والی مصر کے کام

Marfat.com

کا خطبہ پڑھنا شروع کیا تھا۔ بعد چندے حاکم اور لولو کے برتاوات میں فرق آگیا صالح بن مرداس کو حلب پر قبضہ کرنے کی طمع دامنگیر ہوئی۔ ہم اُس مقام پر صالح اور لولو کی لڑائیوں کا تذکرہ کر آئے ہیں اور یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ لولو کا ایک غلام فتح نامی تھا لولو نے اسکو قلعہ حلب میں نگرانی اور حفاظت کی غرض سے مامور کیا تھا تھوڑے دنوں کے بعد فتح کو لولو سے منافرت پیدا ہوئی چنانچہ صالح بن مرداس کی دوستی و مراسم کے بھروسہ پر لولو کی مخالفت کا اعلان کر دیا اور حاکم کی خلافت کی بیعت اس شرط سے کر لیا کہ اسکو صیدا، بیروت اور صقبہ مال و اسباب حلب میں سے دیدیا جائے بمجبوری لولو انطاکیہ چلا گیا رومیوں کے پاس مقیم ہوا۔ فتح یہ خبر پاکر لولو کی بیوی اور اسکی ماں کو لیکر نکلا اور ان لوگوں کو منبج میں چھوڑ دیا حلب اور اسکے قلعہ کو حاکم والی مصر کے نائب کے حوالہ کر دیا۔ اس وقت سے حلب انہیں لوگوں کے قبضہ میں رہا تا آنکہ بنی حمدان میں سے ایک شخص نے جو عزیز الملک کے نام سے معروف تھا حاکم والی مصر کی طرف سے حلب پر قبضہ حاصل کیا۔ حاکم والی مصر کا یہ ساختہ پرداختہ تھا اور اسی نے اسکو حلب کی گورنری پر مامور کیا تھا۔ بعدہ عزیز الملک نے حاکم کے بیٹے ظاہر سے بغاوت کی ظاہر کی پھوپھی ست الملک کل امور سیاست اور امارت کے سیاہ و سفید کرنے کی مالک و مختار تھی اس نے عزیز الملک کے قتل پر ایک شخص کو مامور کر دیا اس نے اسکو مار ڈالا عزیز الملک کے قتل کے بعد عبداللہ بن علی بن جعفر کتامی کو حلب کی حکومت پر مامور کیا یہ شخص ابن شبان کتامی کے نام سے معروف تھا اور قلعہ حلب پر صفی الدولہ موصوف خادم کو متعین کیا۔

چوتھی صدی کے بعد جب عبیدیوں کے قوائے حکومت مصر میں مضمحل ہو گئے اور بنو حمدان کی حکومت شام و جزیرہ سے منقطع ہو گئی تو ہر چہار طرف سے عرب نے شہروں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا پس بنو عقیل نے جزیرہ پر قبضہ کر لیا اور عرب نے مجتمع ہو کر شام کے شہروں کو باہم یوں تقسیم کیا کہ حسان بن مفرج بن دغفل اور اوسکی قوم طی کو رملہ سے مصر تک صالح بن

مرداس اور اسکی قوم بنو کلاب کو حلب سے عانہ تک اور لسان بن علیان اور اسکی قوم[1] ..... کو دمشق اور اس کا کل صوبہ دیا گیا۔ خلیفہ ظاہر کی طرف سے ان بلاد کا گورنر انوشتکین نامی ایک شخص تھا۔ حسان نے ان کو لوٹ لیا اور ان پر قابض و متصرف ہو گیا۔ صالح بن مرداس نے حلب پر چڑھائی کر دی اور اسکو ابن شبان کے قبضہ سے نکال لیا۔ اہل شہر نے بخوشی و رضامندی اطاعت کی گردن جھکا دی صالح مظفر و منصور شہر میں داخل ہوا اور ابن شبان قلعہ حلب میں جاکر پناہ گزیں ہوا صالح نے قلعہ میں اُسکا محاصرہ کر لیا رسد و غلہ کی آمد بند کر دی بالآخر اہل قلعہ نے تنگ آکر امن کی درخواست کی صالح نے ان کو امن دی اور قلعہ پر قبضہ کر لیا یہ واقعہ ۴۲۴ھ کا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ اسکی حکومت بعلبک سے عانہ تک پھیل گئی۔

قتل صالح ولایت ابنہ ابی کامل

اسوقت سے صالح حلب پر ایک مدت تک حکمرانی کرتا رہا۔ بعد ازاں ظاہر نے بقصد جنگ صالح و حسان مصر سے فوجیں مرتب و آراستہ کر کے شام کی جانب روانہ کیں انوشتکین دریدی اس فوج کا افسر اعلیٰ تھا۔ طبریہ میں ارون کے قریب دونوں باغیان دولت علویہ یعنی صالح و حسان سے مڈبھیڑ ہوا دونوں خم ٹھونک کر میدان میں آئے اور سخت خون ریز جنگ کے بعد دونوں باغیوں کو ہزیمت ہوئی۔ صالح معہ اپنے چھوٹے لڑکے کے اثنار دار و گیر میں مارا گیا اسکا لڑکا ابو کامل نصر بن صالح اپنی جان بچا کر حلب پہونچا یہ اپنے کو شبل الدولہ کے لقب سے ملقب کرتا تھا۔ جسوقت یہ واقعات ممالک اسلامیہ میں واقع ہونے لگے اسوقت رومیوں کو جو کہ انطاکیہ میں تھے حلب پر قبضہ کر لینے کی طمع دامنگیر ہوئی چنانچہ بہت بڑی جمعیت سے حلب پر حملہ آور ہوئے۔

عیسائیوں کا حملہ اور شکست

(۴۲۱ھ میں) رومی بادشاہ نے (قسطنطنیہ سے) تین لاکھ فوج کی جمعیت سے حلب پر حملہ کیا۔ قریب حلب پہونچکر خیمہ زن ہوا۔ سرداران روم سے ابن دوقس اسکے ہمراہ تھا۔ اسکو پہلے سے رومی بادشاہ سے منافرت تھی۔ کسی بات پر الجھکر

[1] اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔ مترجم

دس ہزار سپاہیوں کو لیکر علیحدگی اختیار کرلی کسی نے رومی بادشاہ سے یہ جڑ دیا کہ ابن دوقش کا قصد بدعہدی کا ہے اور اس نے مسلمانوں سے سازش کرلی ہے رومی بادشاہ یہ سنکر آگ بگولا ہوگیا فوراً پلٹ پڑا اور ابن دوقش کو گرفتار کرلیا۔ رومیوں میں اس واقعہ سے بہت بڑی ہل چل پڑ گئی عرب اور نیز اہل سواد ارمن نے تعاقب کیا شاہی باربرداری کے چار سو اونٹ بہ اسباب کے پکڑے گئے۔ بہت سے عیسائی شدت تشنگی سے مرگئے عرب کے دلاوروں نے شاہی کیمپ پر دفعۃً حملہ کردیا بادشاہ تن تنہا گھبرا کے بھاگ نکلا عرب نے اسکے لشکرگاہ کو لوٹ لیا قیمتی قیمتی اسباب مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ عیسائیوں نے اپنے مال واسباب کو چھوڑ کر بھاگ جانا غنیمت جانا اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو کامیابی اور فتحیابی سے ممتاز و سرفراز فرمایا

قتل نصر بن صالح و استیلا روزیری بر حلب

سنہ ۴۲۹ھ[1] میں وزیری نے بسرافسری عساکر مصر یہ مصر سے حلب پر فوج کشی کی اندنوں مصریوں کا خلیفہ مستنصر تھا۔ نصر نے اس خبر سے مطلع ہوکر فوجیں مرتب کیں اور خم ٹھونک کر میدان میں آیا۔ قریب حماۃ دونوں فریق نے صف آرائی کی۔ نصر کو ہزیمت ہوئی اثنار دار و گیر میں مارا گیا وزیری نے کامیابی کے ساتھ سنہ مذکور کے ماہ رمضان میں حلب پر قبضہ کرلیا۔

موت وزیری و حکومت شمال بر حلب

وزیری نے حلب پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد آہستہ آہستہ تمام ممالک شام پر قبضہ کرلیا۔ اس سے اسکا رعب و داب بڑھ گیا فوج میں بھی معقول اضافہ ہوگیا۔ ترکوں کی اسکی فوج میں کثرت ہوگئی جاسوسوں نے مصر میں خلیفہ مستنصر اور اسکے وزیر جرجانی سے چغلی کردی کہ وزیری علم حکومت کی مخالفت کا ارادہ رکھتا ہے۔ پس وزیر جرجانی نے لشکر دمشق کو وزیری پر حملہ کرنے کی ترغیب دی اور ان کو یہ سمجھایا کہ خلیفہ مستنصر کی بھی یہی رائے ہے چنانچہ لشکر دمشق نے وزیری پر حملہ کردیا۔ وزیری ان کی مدافعت نکر سکا اپنے اسباب و سامان کو بارکر کے حلب کا راستہ لیا۔ پھر حلب سے حماۃ کی

[1] عبارات مابین خطوط ہلالی بنظر ربط مضمون "تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۶۹ مطبوعہ مصر سے اخذ کی گئی ہے۔

جانب قدم بڑھایا اہل حماۃ نے شہر میں داخل نہونے دیا۔ والی کفرطاب سے خط وکتابت کرکے اسکے پاس چلا گیا والی کفرطاب اسکو لئے ہوئے حلب کی طرف روانہ ہوا دونوں حلب میں داخل ہوئے اتنے میں ۴۳۳ھ کا دور آگیا اور وزیری داعی اجل کو لبیک کہکر راہ نورد ملک عدم ہوا۔

وزیری کی موت سے شام کی حکومت اور انتظام کا شیرازہ درہم برہم ہوگیا۔ عرب کی طمع کا ہاتھ بڑھ گیا۔ معزالدولہ ثمال بن صالح جسوقت سے کہ اسکا باپ اور بھائی مارا گیا تھا رحبہ میں ٹھہرا ہوا تھا۔ یہ خبر پاکر حلب کی طرف بڑھا اور اسکا محاصرہ کر لیا تا آنکہ شہر پر قابض ہوگیا۔ وزیری کے ہمراہیوں نے قلعہ کے دروازے بند کر لئے اور اہل مصر سے امداد طلب کی چونکہ والی دمشق حسین بن حمدان جو کہ بعد وزیری کے حکومت دمشق پر خلیفہ مصر کی طرف سے مقرر ہوا تھا حسان بن مفرح والی فلسفین کی جنگ میں مصروف تھا اسوجہ سے وزیری کے ہمراہیوں کی کچھ مدد نہ کر سکا۔ وزیری کے ہمراہیوں نے ایک برس کے کامل محاصرہ کے بعد ثمال سے امن کی درخواست کی ثمال نے ان لوگوں کو امن دی اور ماہ صفر ۴۳۴ھ میں حلب پر بھی قبضہ کر لیا اس زمانہ سے قلعہ پر ثمال کا قبضہ برابر رہا تا آنکہ عساکر مصریہ سے بسرکردگی ابو عبیداللہ بن ناصرالدولہ بن حمدان حلب پر حملہ کیا اس مہم میں عساکر مصریہ کی تعداد پانچہزار جنگ آوروں سے متجاوز تھی۔ ثمال بھی فوجیں مرتب کرکے مقابلہ پر آیا گھمسان لڑائی ہوئی۔ نہایت ہوشیاری اور مستعدی سے حملہ آور فریق کی مدافعت کی اتفاق سے ایک ایسا سیلاب آیا کہ جس سے حملہ آور گروہ کے قدم اکھڑ گئے مجبوراً محاصرہ اٹھا لیا اور مصر کی جانب لوٹ آئے۔ بعد اسکے دوبارہ عساکر مصریہ نے مصر سے ۴۴۱ھ میں حلب پر لشکر افسری رفق خادم حملہ کیا۔ ثمال نے لڑکر ان کو پسپا کیا اور اسکے سردار خادم رفق کو گرفتار کر لیا۔ چنانچہ حالت اسیری میں رفق کا انتقال ہوگیا۔

حکومت حلب سے ثمال کی دست کشی اور ابن ملہم کی حکومت

گذشتہ ہزیمت سے مصری لشکر کے دم خم میں ذرا بھی بل نہ آیا حلب پر حملہ آور ہوتا رہا اور آئے دن محاصرہ و جنگ سے ثمال کو تنگ کرتا رہا۔ بالآخر ثمال کو اسکی امارت سے ناامیدی ہوگئی

Marfat.com

اور عنان حکومت کو اپنے قبضہ میں رکھنے سے عاجز آ گیا۔ تنگ آ کر مصر میں خلیفہ مستنصر کی خدمت میں مصالحت کا پیام بھیجا اور حلب کو حکومت مصر کے حوالہ کر کے اپنی جان آیندہ کی لڑائیوں اور مصائب سے بچائی۔ مستنصر نے اپنی جانب سے تکین الدولہ ابو علی حسن بن ملہم کو حلب کی حکومت پر مامور کر کے روانہ کیا۔ آخری ۴۴۹ھ میں تکین الدولہ وارد حلب ہوا۔ ثمال نے حلب کی عنان حکومت تکین الدولہ کے سپرد کر کے مصر کا راستہ لیا۔ اسکا بھائی عطیہ بن صالح رحبہ چلا گیا اور ابن ملہم حلب پر مستولی ہو گیا

اہل حلب کی بغاوت محمود بن نصر کی حکومت

ابن ملہم تقریباً دو برس تک حلب پر حکمراں رہا بعد ازاں اسکو یہ خبر لگی کہ اہل حلب نے محمد بن نصر بن صالح سے خط و کتابت شروع کی ہے۔ فوراً محمد بن نصر کو گرفتار کر لیا اس سے اہل حلب میں بیحد جوش پیدا ہوا۔ سب کے سب مجتمع ہو کر باغی ہو گئے اور ابن ملہم کا قلعہ حلب میں محاصرہ کر لیا اور محمود کو یہ حالات لکھ بھیجے پس محمود ۴۵۵ھ کے نصف سنہ گذر جانے پر حلب میں آیا اور ابن ملہم کا ان لوگوں کے ساتھ قلعہ میں محاصرہ کر لیا۔ ہر چہار طرف سے عرب کے قبائل اسکے پاس آ آ کر مجتمع ہو گئے۔ ابن ملہم نے خلیفہ مستنصر سے امداد طلب کی خلیفہ مستنصر نے ناصر الدولہ ابو محمد حسن بن حسین بن حمدان کو لکھ بھیجا کہ فوراً اپنی رکاب کی فوج کو مرتب و مسلح کر کے ابن ملہم کی کمک پر پہونچ جاؤ چنانچہ ابو محمد فوجیں آراستہ کر کے حلب کی جانب روانہ ہوا۔ محمود نے یہ خبر پا کر قلعہ حلب سے محاصرہ اٹھا لیا ابن ملہم قلعہ سے نکلکر شہر میں آیا۔ ناصر الدولہ بھی اسکے ساتھ ساتھ شہر حلب میں داخل ہوا۔ ان دونوں کے لشکریوں نے شہر حلب کو جی کھول کر تاخت و تاراج کیا۔ بعد اس کے محمود اور ناصر الدولہ کی فوجوں سے حلب کے باہر ایک میدان میں مقابلہ ہوا۔ کھیت محمود کے ہاتھ رہا ناصر الدولہ بن حمدان کو ہزیمت ہوئی۔ اثناء دار و گیر میں قید ہو گیا۔ محمود میدان جنگ سے واپس ہو کر شہر میں آیا اور اسپر قبضہ کر لیا۔ اسی سنہ کے ماہ شعبان میں قلعہ حلب پر بھی قابض ہو گیا اور ابن حمدان و ابن ملہم کو رہا کر دیا۔ ان لوگوں نے رہائی کے بعد مصر

Marfat.com

کی جانب معاودت کی۔

شمال کی حلب پر دوبارہ حکومت

جسوقت محمود نے ابن مُلہم کو ہزیمت دیکر قلعہ حلب پر قبضہ کر لیا اُن دنوں معزالدولہ ثمال بن صالح مصر میں موجود تھا۔ ثمال مصر میں اُس زمانہ سے تھا جبکہ اس نے ۴۴۹ھ میں حلب کو خلیفہ مستنصر کے حوالہ کیا تھا۔ پس خلیفہ مستنصر نے اس وقت معزالدولہ ثمال کو حلب کی طرف روانگی کا حکم دیا اور اسکے بھتیجہ کے قبضہ سے حلب کے نکال لینے کی اجازت دی چنانچہ معزالدولہ ثمال ماہ ذی الحجہ ۴۵۲ھ میں سفر و قیام کرتا ہوا حلب کے قریب پہونچا اور کمال حزم و احتیاط سے محاصرہ کر لیا۔ محمود نے اپنے ماموں منیع بن شبیب بن وثاب نمیری والی حران سے امداد طلب کی۔ منیع نے اسکی کمک پر فوجیں روانہ کیں اور خود بذاتہ شریک جنگ ہوا۔ ثمال نے حلب سے محاصرہ اُٹھا لیا اور محرم ۴۵۳ھ میں بریہ کا راستہ اختیار کیا۔ منیع نے بھی حران کی جانب معاودت کی۔ ثمال نے پلٹ کر حلب پر حملہ کر دیا اور ماہ ربیع سنہ مذکور میں قبضہ حاصل کر لیا۔ بعد کامیابی رومی ممالک پر جہاد کیا اور مظفر و منصور بہت سا مال غنیمت لیکر واپس آیا۔

وفات ثمال

قبضہ حلب کے تھوڑے ہی دنوں بعد یعنی ماہ ذی القعدہ ۴۵۴ھ میں ثمال رہگرائے ملک عدم ہوا۔ مرتے وقت اپنے بھائی عطیہ بن صالح کو اپنا ولیعہد مقرر کر گیا۔ عطیہ اس زمانہ سے رحبہ میں تھا جبکہ ثمال نے مصر کا قیام اختیار کیا تھا۔ عطیہ اس واقعہ سے مطلع ہو کر حلب میں آیا اور عنان حکومت اپنے قبضہ میں لے لی۔

محمود کا حلب پر حملہ کرنا اور عطیہ کے قبضہ سے نکال لینا

جسوقت عطیہ نے حلب پر قبضہ حاصل کر لیا یہ وہ زمانہ تھا کہ سلاطین سلجوقیہ ممالک عراق اور شام پر قابض و مستولی ہو گئے تھے اور صوبجات ممالک اسلامیہ میں انہیں کا دور دورہ ہو رہا تھا اسوقت ان میں کا ایک گروہ عطیہ کے پاس آیا عطیہ نے اسکو اپنی خدمت میں رکھ لیا

Marfat.com

اس سے عطیہ کی قوت میں نمایاں ترقی ہوگئی بعد چندے عطیہ کے ہمراہیوں اور مصاحبوں نے عطیہ کو ان لوگوں کے آیندہ خطرات سے تنبیہ کیا اور یہ رائے دی کہ ان لوگوں کو صفحہ ہستی سے معدوم و نابود کردو چنانچہ عطیہ نے اہل شہر کو اشارہ کر دیا اہل شہر نے ان میں سے ایک جماعت کا کام تمام کر دیا باقی ماندگان جان بچا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ محمود بن نصر کے پاس حران میں جاکر دم لیا اور اسکو قبضہ حلب پر آمادہ کرنے لگے۔ محمود کو ان لوگوں کے کہنے سننے سے قبضہ حلب کا خیال پیدا ہوا فوجیں مرتب کر کے حلب پر آپہونچا اور محاصرہ کر لیا۔ دو چار لڑائیوں کے بعد ماہ رمضان ۴۵۵ھ میں بزور تیغ فتح کر لیا اور نہایت استقلال و استحکام کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ اسکا چچا عطیہ رقہ چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا تا آنکہ شرف الدولہ مسلم بن قریش نے ۴۶۳ھ میں رقہ کو اسکے قبضہ سے نکال لیا پس یہ ۴۶۵ھ میں رومیوں کے ملک میں چلا گیا۔ اور اُن ترکوں کو جو اپنے امیر ابن خان کے ہمراہ ۴۶۰ھ میں اسکی خدمت میں آئے تھے رومیوں کے قلعات کی طرف سرکرنے کی غرض سے روانہ کیا پس اِن لوگوں نے محاصرہ کیا اور بزور تیغ ان پر قابض ہوئے۔

ان واقعات کے بعد محمود نے طرابلس کی طرف قدم بڑھایا اور نہایت مستعدی سے اسکا محاصرہ کیا اہل طرابلس نے تاوان جنگ دیکر مصالحت کر لی پس محمود نے طرابلس سے محاصرہ اُٹھا لیا۔ بعدازاں محاصرہ دیار بکر آمد اور الرہا سے فارغ ہو کر سلطان الپ ارسلان نے محمود کی طرف رخ کیا مگر کامیاب نہوا جیسا کہ آیندہ ہم انکے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے الغرض سلطان الپ ارسلان حلب کی طرف آیا اور اس پر محاصرہ ڈال دیا محمود بن نصر اسوقت حلب ہی میں تھا۔ اس اثنار میں خلیفہ قائم کی سفارت مشعر رجوع دعوت عباسیہ وارد ہوئی۔ محمود نے اطاعت کی گردن جھکا دی علم خلافت عباسیہ کا مطیع ہو گیا اور سفیر خلیفہ از ہر ابو الفرا ابن طرادزنی کے توسط سے سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی کہ سلطان مجھے حاضری سے معاف فرمائیں سلطان نے اس سے انکار کیا اور محمود

Marfat.com

کے محاصرہ میں شدت کرنے لگا۔ ہر چہار طرف سے سنگباری شروع کر دی ایک روز شب کے وقت معہ اپنی والدہ منیعہ بنت وثاب کے حلب سے نکل کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان نے آخری ۴۶۰ھ میں محمود کو خلعت عنایت کیا۔ پھر محمود نے اپنے بیٹے شبیب کو اُن ترکوں کی طرف بھیجا جنہوں نے اسکے باپ محمود کو حلب کی حکومت دلوائی تھی ان ترکوں نے فتنہ وفساد کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ پس جب شبیب ترکوں کے قیام گاہ کے قریب پہونچا ترک اس سے ملنے کو آئے مگر ان لوگوں نے اسکی درخواست قبول نہ کی صف آرائی کی نوبت پہونچ گئی اثنار جنگ میں ایک تیر آ لگا جس سے اسکی موت وقوع میں آئی۔

وفات نصر نصر کے مرنے پر اسکا بھائی سابق حکمران ہوا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ یہ وہی شخص ہے جسکی حکومت وامارت کی اسکے باپ نے وصیت کی تھی مگر بوجہ اسکی کم سنی کے اسکی وصیت کا نفاذ نہوا۔ پس جب یہ حکمراں ہوا تو اس نے احمد شاہ سپہ سالار ترکمان کو طلب کر کے خلعت عنایت کیا اور حسن سلوک سے پیش آیا۔ ایک زمانہ دراز تک یہ حکمرانی کرتا رہا۔ یہ ترکمان وہی تھے جنہوں نے اسکے باپ کو قتل کیا تھا۔

انقراض دولت بنی صالح بن مرداس ۴۷۲ھ میں تتش نے قبضہ دمشق کے بعد حلب پر فوج کشی کی اور ایک مدت دراز تک محاصرہ کئے رہا اہل حلب نے ترکوں کی حکومت سے غیر مطمئن ہو کر مسلم بن قریش کو حلب پر قبضہ کر لینے کو لکھ بھیجا۔ چنانچہ مسلم بن قریش نے اس غرض سے حلب کی طرف کوچ کیا لیکن اہل حلب کی بعض حرکات سے کسی آیندہ خطرہ کا خیال کر کے واپس ہو گیا۔ اس مہم کا سرگروہ ابن حسین عباسی نامی ایک شخص تھا۔ اتفاق سے ایک روز سابق کا لڑکا شکار کھیلنے کو اپنے شکارگاہ میں گیا۔ حلب کے گرد و نواح کے کسی قلعہ کا ترکمان یہ خبر پاکر شکارگاہ میں پہونچ گیا اور اسکو گرفتار کر کے مسلم بن قریش کے پاس بھیجدیا۔ مسلم بن قریش اسکو نظر بند کئے ہوئے پھر حلب کے جانب لوٹا اور اسکے باپ سابق سے بشرط سپردگی حلب اسکے لڑکے کے رہا کرنے کا معاہدہ کیا چنانچہ

سابق نے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے مسلم بن قریش نے کامیابی کے ساتھ ۴۷۳ھ میں شہر پر قبضہ کر لیا سابق بن محمود اور اسکا بھائی وثاب قلعہ نشین ہو گیا بعد چندے امان حاصل کر کے قلعہ کو بھی مسلم کے حوالہ کر دیا۔ مسلم نے حلب اور اسکے مضافات پر قبضہ کر لیا۔ سلطان ملک شاہ کی خدمت میں بشارت فتح کا نامہ روانہ کیا اور یہ درخواست کی حسب دستور قدیم مجھے مقبوضہ بلاد کی سند حکومت بشرط ادائے خراج مرحمت فرمائی جائے۔ سلطان ملک شاہ نے اسکی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا۔ چنانچہ یہ بلاد مسلم بن قریش کے مقبوضات میں داخل و شامل ہو گئے تا آنکہ سلطان نے اسکے بعد ان بلاد پر قبضہ کر لیا۔

استیلاء سلطان ملک شاہ بر حلب و گورنری اقسنقر

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ مسلم بن قریش کو سلیمان بن قطلمش نے قتل کیا تھا جیسا کہ مسلم کے حالات میں تحریر کیا گیا پس جب سلیمان نے اسکو قید حیات سے سبکدوش کر دیا۔ تو ابن حسین عباسی سپہ سالار حلب نے حلب کے حوالہ کر دینے کا پیام سلیمان کے پاس بھیجا۔ اس سے پیشتر تتش نے بھی حلب کا محاصرہ کیا تھا اور بزور جنگ اس پر قبضہ کر لینے کی تمنا کی تھی ابن حسین نے دونوں سے مصلحتاً حلب کی سپردگی کا وعدہ کر لیا تھا۔ کسی ذریعہ سے یہ خبر تتش تک پہونچ گئی۔ فوراً سامان جنگ درست کر کے حلب کی طرف کوچ کر دیا سلیمان بن قطلمش بھی آپہونچا دونوں میں ڈٹ بھیڑ ہو گئی سخت اور خوں ریز جنگ کے بعد سلیمان مارا گیا یہ واقعہ ۴۷۹ھ کا ہے۔

تتش نے سلیمان کے قتل کے بعد سر اوتار کر ابن حسین کے پاس حلب روانہ کیا اور ایفاء وعدہ کا خواستگار ہوا ابن حسین نے لکھا کہ میں اسکے بابت سلطان ملک شاہ سے مشورہ کروں تو حلب کو آپ کے حوالہ کروں تتش کو اس سے بیحد برہمی پیدا ہوئی۔ حلب کا محاصرہ کر لیا اہل شہر نے خط و کتابت کر کے سازش کر لی اور رات کے وقت تتش کو شہر میں داخل کر لیا چنانچہ تتش شہر حلب پر قابض ہو گیا تتش کے امراء میں سے امیر ارتق بن اکسک نے ابن حسین کی سفارش کی۔ سالم بن بدران بن مقلد نے قلعہ کے دروازہ بند کر لئے تتش نے اسکا بھی

محاصرہ کر لیا۔

ابن حسین نے قبل اس واقعہ کے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں جبکہ اسکو تاج الدولہ تتش کی طرف سے خطرہ پیدا ہوا تھا ایک عرضداشت مشعر قبضہ حلب روانہ کی تھی اس بنا پر سلطان ملک شاہ نے اصفہان سے سنہ ۴۷۹ھ میں حلب کی جانب کوچ کیا تھا موصل ہوتا ہوا حران پہونچا اور اسکو ابن شاطر کے قبضہ سے نکال کر محمد بن شرف الدولہ کو بطور جاگیر مرحمت فرمایا بعد ازاں الرہا کی طرف قدم بڑھایا اور اسکو رومیوں کے ہاتھ سے چھین کر قابض ہوگیا۔ رومیوں نے اسکو ابن عطیہ سے خرید کیا تھا۔ پھر قلعہ جعفر (جعبر) کی طرف بڑھا۔ ایک رات و دن کے محاصرہ کے بعد اسکو بھی مفتوح کر لیا۔ جسقدر بنی قشیر وہاں ملے سبھوں کو تہ تیغ کیا قلعہ جعبر کا ایک نابینا بڈھا حاکم تھا اسکے دو بیٹے تھے۔ یہ لوگ رہزنی کیا کرتے تھے اور مسافروں کو لوٹ مار کر قلعہ میں چلے جاتے تھے۔ اس قلعہ کو سر کر کے منبج پر جا پہونچا اور اسکو بھی اپنے مقبوضات میں داخل کر کے حلب کی طرف بڑھا۔ اسکا بھائی تاج الدولہ تتش اسوقت حلب کا محاصرہ کئے ہوے تھا۔ سترہ دن گزر چکے تھے نہ تو اہل قلعہ نے اطاعت کی گردن جھکائی تھی اور نہ اسکو بزور تیغ و محاصرہ کسی کامیابی کی صورت دکھائی دی تھی سلطان ملک شاہ کی آمد کی خبر سنکر محاصرہ اُٹھا لیا اور دمشق کی جانب معاودت کر دی سلطان ملک شاہ نے شہر پر قبضہ کر لیا باقی رہا قلعہ وہ تھوڑی دیر تک لڑتا رہا دونوں طرف سے تیر باری ہوتی رہی بالآخر سالم بن بدران نے اپنی ناکامی کا یقین کر کے اطاعت کی گردن جھکا دی اور قلعہ کو اس شرط سے کہ قلعہ جعفر اسکو بطور جاگیر مرحمت فرمایا جائے سلطان ملک شاہ کے حوالہ کر دیا۔ چنانچہ سلطان نے قلعہ جعفر بطور جاگیر عنایت کیا پس اسوقت سے یہ قلعہ اسکے اور اسکے لڑکوں کے قبضہ میں رہا تا آنکہ

لہ ناسخ کی غلطی ہے اس سنہ میں سلطان ملک شاہ سریر حکومت پر نہ تھا یہ واقعہ سنہ ۴۷۹ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۹۰ مطبوعہ مصر۔ مترجم۔

سلطان نورالدین محمود زنگی شہید نے اسکے قبضہ سے نکال لیا اسی اثنار میں نصر بن علی بن منقذ کنانی والی شیرز نے اطاعت و فرمانبرداری کی ایک سفارت سلطان کی خدمت میں روانہ کی سلطان نے اپنی طرف سے قسیم الدولہ اقسنقر حد الملک العادل سلطان نورالدین محمود زنگی شہید کو حلب پر مامور کرکے عراق کی طرف مراجعت کی۔ اہل حلب کی سفارش پر سلطان نے ابن حسین کی عفو تقصیر کر دی اور اسکو دیار بکر بھیجدیا۔ چنانچہ ابن حسین وہاں پر جاکر مقیم ہوا اور نہایت فقر و تنگی کی حالت میں وہیں انتقال کیا واللہ مالک الامور لا رب غیرہٗ۔

اخبار دولت بنو مزید ملوک حلہ از ابتدار تا انتہا

یہ بنو مزید قبیلہ بنو اسد سے تھے یہ لوگ بغداد سے بصرہ اور نجد تک پھیلے ہوئے تھے انہیں لوگوں کا بغمانیہ تھا انہیں کے اعزہ اور خاندان سے بنو دبیس اطراف خوزستان کے ایک جزیرہ میں جو انہیں کی وجہ سے معروف و مشہور ہے رہتے تھے۔ بنو مزید کا سردار ابو الحسن علی بن مزید اور اسکا بھائی ابو الغنائم تھا۔ ابو الغنائم ابتدار بنو دبیس کے پاس گیا اور ایک مدت تک ان کے پاس مقیم رہا پھر آن کے پاس سے بھاگ آیا کوئی شخص اسکو نہ پاسکا ابو الحسن کے پاس پہونچا اور کل واقعات اسکو بتلائے ابو الحسن نے ان لوگوں پر چڑھائی کی عمید الجیوش سے امداد کا طالب ہوا چنانچہ عمید الجیوش براہ دریا دیلمی فوج کو اسکی کمک پر روانہ کیا۔ دونوں حریف میں گھمسان لڑائی ہوئی۔ ابو الحسن شکست کھاکر بھاگا ابو الغنائم اسی معرکہ میں کام آگیا۔ یہ واقعہ ۴۰۱ھ کا ہے۔

جب ۴۰۵ھ کا دور آیا تو ابو الحسن نے فوج کثیر مرتب کرکے اپنے بھائی ابو الغنائم کا بدلہ لینے کو بنو دبیس پر چڑھائی کی بنو دبیس نے بھی یہ خبر پاکر بہت بڑا جم غفیر مجتمع کرلیا مضر حسان، بنہان اور طراد بنو دبیس کے علاوہ اس اطراف کے اکراد شاہجان اور حاوانیہ بھی مجتمع ہوگئے۔ دونوں حریف نے صف آرائی کی۔ کھیت ابو الحسن کے ہاتھ رہا بنو دبیس کو ہزیمت

[1] ابو الغنائم کے بھاگ آنے کی یہ وجہ تھی کہ اس نے بنو دبیس کے ایک سردار کو مار ڈالا تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۳۷ مطبوعہ مصر۔

Marfat.com

ہوئی۔ حسان اور نبہان مارے گئے ابوالحسن بن مزید انکے مال واسباب اور کل مقبوضات پر قابض ہوگیا۔ بنو دبیس کے بقیۃ السیف بھاگ کر جزیرہ پہونچے۔ فخر الدولہ نے جزیرہ دبیسیہ کی عنان حکومت انکے سپرد کردی اور اس میں سے طیب اور قرقوب کو مستثنیٰ کرلیا۔ ابوالحسن نے فتحیابی کے بعد اسی مقام پر قیام اختیار کیا بعد چندے مضر بن دبیس نے ایک فوج مرتب کی اور ایک روز شب کے وقت ابوالحسن پر شبخون مارا ابوالحسن کو اسکی خبر نہ تھی شکست کھاکر شہر نیل میں جاکر دم لیا اور پناہ گزیں ہوا۔ مضر نے اسکے مال واسباب اور جزیرہ پر قبضہ کرلیا۔

وفات علی بن مزید و امارت دبیس بن علی

۴۰۸ھ میں ابوالحسن بن مزید اسدی اپنی زندگی کے زمانہ کو پورا کرکے رہگرائے ملک عدم ہوا۔ بجائے اسکے اس کا بیٹا نورالدولہ ابوالاعز دبیس حکمرانی کرنے لگا۔

اسکے باپ نے اپنی حیات میں اسکے بھائی کو اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا اور سلطان الدولہ نے اسکو خلعت مرحمت فرمایا تھا اور ولیعہدی کی اجازت دی تھی مگر اپنے باپ کے مرنیکے بعد جب یہ حکمراں ہوگیا تو اسکا بھائی مقلد بن ابوالحسن امارت کا دعویدار ہوا بنو عقیل کے پاس گیا اور انہیں لوگوں میں قیام اختیار کیا۔ اسی وجہ سے مابین دبیس اور قرواش سرداران بنو عقیل بیسیوں جھگڑے ہوئے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ دبیس نے انکے خلاف بنو خفاجہ کو ملا لیا اور انبار کو اسکے قبضہ سے ۴۱۰ھ میں نکال لیا۔ بعدازاں خفاجہ نے دبیس سے بدعہدی کی اسوقت انکا سردار ربیع بن حسان نامی ایک شخص تھا۔ اس نے جامعین کی جانب کوچ کیا اور اسکو تاخت وتاراج کرکے کوفہ پر قابض ومتصرف ہوگیا بعد اسکے دبیس اور قرواش میں باہم اتفاق ہوگیا۔ اس وجہ سے انتظامات درست ہوگئے مگر خفاجہ بنو عقیل کنارہ فرات کو دبا بیٹھے

جزیرہ دبیسیہ پر منصور بن حسین کا استیلاء

جزیرہ دبیسیہ ایک مدت سے طراد بن دبیس کے قبضہ اقتدار میں تھا ۴۱۸ھ میں منصور بن حسین نے جو کہ قبیلہ بنو اسد کی شاخوں میں

Marfat.com

سے تھا طراد بن دبیس کو جزیرہ دبیسہ سے نکال کر قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ کے چند دنوں بعد طراد مر گیا پس اسکا بیٹا ابو الحسن جلال الدولہ کی خدمت میں بغداد چلا گیا۔ منصور بن حسین نے ملک ابو کالیجار کے نام کا خطبہ بجائے جلال الدولہ کے پڑھنا شروع کیا تھا علی بن طراد نے جلال الدولہ سے یہ درخواست کی کہ اگر آپ ایک فوج میری کمک پر مامور کیجئے تو میں ایک دم میں منصور کو جزیرہ سے نکال باہر کر دوں چنانچہ جلال الدولہ نے علی بن طراد کے ساتھ ایک فوج روانہ کی علی بن طراد نے واسط کی جانب کوچ کیا اور نہایت تیزی سے سرگرم سفر ہوا منصور کو اسکی خبر لگی تو اس نے تھی تیاری شروع کر دی بعض امرار ترک یعنی ابو صالح کرکبر نے اسکی کمک پر کمر ہمت باندھی ابو صالح کسی وجہ سے جلال الدولہ کی خدمت سے بھاگ کر ابو کالیجار کے پاس چلا آیا تھا اسوجہ سے ابو صالح نے منصور کی مدد پر مستعدی ظاہر کی۔ ان لوگوں سے اور علی بن طراد کے معرکہ آرائی ہوئی کھیت ان لوگوں کے ہاتھ رہا علی بن طراد کو ہزیمت ہوئی اثنار دار میں مارا گیا۔ ترکوں کا ایک گروہ جسکو جلال الدولہ نے اسکی مدد پر مامور کیا تھا اس معرکہ میں کام آگیا جزیرہ دبیسہ کی حکومت پر منصور بن حسین استقلال و استحکام کے ساتھ حکمرانی کرنے لگے۔

دبیس اور جلال الدولہ کے جھگڑے

مقلد برادر دبیس بن مزید جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں بوعقیل کے پاس چلا گیا تھا چونکہ اس سے اور نور الدولہ دبیس سے عداوت تھی اسوجہ سے یہ ینبع پر حسان امیر خفاجہ کے پاس جا پہونچا اور دونوں متفق ہو کر جلال الدولہ کی مخالفت اور کالیجار کے کا خطبہ پڑھنے کی غرض سے دبیس سے جنگ کرنے کو نکل کھڑے ہوئے۔ دبیس کو اسکی خبر لگ گئی ابو کالیجار کو عراق میں بلا بھیجا پس ابو کالیجار وارد واسط ہوا اسوقت الملک العزیز بن جلال الدولہ واسط میں تھا ابو کالیجار کی آمد کی خبر پا کر واسط چھوڑ کر نعمانیہ کی طرف روانہ ہوا۔ دبیس نے شہر کا توڑ دیا بہت سا مال و اسباب ضائع ہو گیا ایک جماعت کثیرہ ڈوب کر ہلاک ہو گئی۔ ابو کالیجار نے قراوش والی موصل اور اثیر عنبر خادم کو عراق آنیکی ترغیب دی پس یہ لوگ عراق کی جانب روانہ ہوئے رفتہ رفتہ کھیل پہونچے اثیر عنبر کا اس مقام پر انتقال ہو گیا۔ جلال الدولہ نے بدل

Marfat.com

فراہم کیں اور ابوالشوک والی بلاد اکراد سے امداد طلب کی چنانچہ ابوالشوک امداد کی غرض سے واسط کی جانب آیا اور وہیں قیام پذیر ہوگیا بارش شروع ہوگئی ہر طرف کیچڑ ہی کیچڑ نظر آنے لگا۔ جلال الدولہ کو تہیدستی ستانے لگی اپنے ہمراہیوں کے مشورہ سے فوجیں مرتب کرکے اہواز کی طرف غارتگری کے قصد سے قدم بڑھایا۔ اسوقت اہواز پر ابو کالیجار کا قبضہ تھا۔ ابو کالیجار نے یہ سنکے اہواز کو جلال الدولہ کے دست برد سے بچانیکی غرض سے جلال الدولہ سے یہ کہلا بھیجا کہ سلطان محمود بن سبکتگین کی فوجیں عراق کی طرف بڑھ رہی ہیں جلال الدولہ نے ذرا بھی اس خبر کی طرف توجہ نہ کی کوچ و قیام کرتا ہوا اہواز پہونچا اور بلا فراہمت و قتال اہواز کو جی کھول کر لوٹ لیا۔ جلال الدولہ کے کانوں تک یہ خبر پہونچی تو فوراً فوجیں مسلح اور مرتب کرکے جلال الدولہ کی مدافعت کو روانہ ہوا اور دبیس کو خفاجہ کی غارتگری کے خیال و خوف سے اپنے مال و اسباب کی محافظت پر چھوڑ آیا۔ جلال الدولہ اور ابو کالیجار سے مڈبھیڑ ہوئی سخت اور خونریز جنگ کے بعد ابو کالیجار کو ہزیمت ہوئی اسکے بہت سے ہمراہی کام آئے جلال الدولہ نے واسط پر قبضہ کرکے اپنے بیٹے الملک العزیز کو واسط کی حکومت پر جیسا کہ اس سے پیشتر تھا مامور کیا۔

اس ہزیمت کے بعد دبیس بخوف خفاجہ ابو کالیجار کی رفاقت ترک کرکے اپنے شہر میں آیا۔ اس کے اعزہ کا ایک گروہ اس سے مخالف ہوکر اطراف جوامعین میں لوٹ مار کر رہا تھا۔ دبیس نے اُن سے معرکہ آرائی کی اور اس پر کامیابی حاصل کرکے ان کے ایک گروہ کو قید کر لیا انجملہ ابو عبید اللہ حسن ابن ابوالقاسم بن مزید شبیب، مرایا اور وہب پسران حماد بن مزید وغیرہم تھے دبیس نے ان لوگوں کو جوسق میں قید کر دیا۔ بعدہ اس کے بھائی منصور نے عرب کو مجتمع کیا اور جلال الدولہ سے امداد طلب کی چنانچہ

۱؎ یہ لڑائی ۴۲۲ھ میں ہوئی تھی۔ تین شبانہ روز لڑائی ہوتی رہی۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۵۶ مطبوعہ مصر۔

Marfat.com

جلال الدولہ نے اس کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ مقلد نے دبیس پر فوج کشی کی اس معرکہ میں دبیس کو ہزیمت ہوئی ایک گروہ کو اسکے ہمراہیوں میں سے مقلد نے گرفتار کر لیا اور اس کے مال و اسباب اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ جس قدر قیدی تھے لیجا کے قید کر دیا۔ دبیس بحال پریشان ہزیمت اُٹھا کے سندیہ میں جا کے پناہ گزیں ہوا۔ مجد الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا بعد چندے جلال الدولہ سے صفائی ہوگئی سند گورنری دینے کے شرط پر مال مقررہ کے ادا کرنے کی ضمانت دی جلال الدولہ نے دبیس کی اس درخواست کو منظور کر لیا سند حکومت کے ساتھ خلعت خوشنودی بھی عنایت کی جس سے دبیس کی حالت پھر درست ہوگئی۔

مقلد کو ان واقعات کی خبر لگی اسوقت اسکے رکاب میں خفاجہ کا ایک جم غفیر تھا پس ان سبھوں نے مطیر آباد اور نیل کو تاخت و تاراج کیا اور اسکے مضافات کو بھی جی کھول کر لوٹا۔ حلہ اسوقت تک تعمیر نہیں کیا گیا تھا۔ بعدہ مقلد نے دجلہ کو عبور کیا ابو الشوک کے پاس پہونچا اور اس کے پاس مقیم رہا تا آنکہ سارے کام اصلاح پذیر ہو گئے۔

فتنہ دبیس و ثابت ابو قوام ثابت بن علی بن مزید ایک مدت دراز سے بساسیری کے پاس رہا کرتا تھا اور اسکے خاص حاشیہ نشینوں سے تھا۔ سنہ ۴۲۴ھ میں بساسیری نے دبیس پر فوج کشی کی ابو قوام ثابت بھی اسکے ہمراہ تھا۔ چنانچہ نیل اور کل مقبوضات دبیس پر بساسیری نے قبضہ کر لیا۔ دبیس نے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک گروہ کو ثابت سے جنگ کرنے کو روانہ کیا اتفاق یہ کہ ان لوگوں کو ثابت کے مقابلہ پر ہزیمت ہوئی دبیس نے اپنے ہمراہیوں کی ہزیمت سے مطلع ہو کر اپنے شہر کو ثابت کے لئے چھوڑ دیا اور چلتا پھرتا نظر آیا تا آنکہ بساسیری نے بغداد کی جانب مراجعت کی اُس وقت دبیس نے بنو اسد اور خفاجہ کو مجتمع کیا ابو کامل منصور بن قراد بھی اسکا ہم آہنگ ہو گیا ان سبھوں نے اپنے مال و اسباب کو ایک قلعہ میں رکھ کر دبیس کو دوبارہ حکومت و امارت دلانے کو کوچ کیا۔ مقام جرجرایا میں ثابت سے مقابلہ ہوا۔

Marfat.com

بہت بڑی اور سخت لڑائی ہوئی فریقین کے سیکڑوں آدمی کام آئے پھر خود بخود ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گیا۔ صلح کا نامہ و پیام ہونے لگا بالآخر اس شرط پر کہ دبیس کو اسکے مقبوضات واپس دیدیئے جائیں اور انہیں مقبوضات میں سے بعض صوبہ اسکے بھائی ثابت کو حوالہ کئے جائیں باہم مصالحت ہو گئی۔ عہد نامہ لکھا گیا۔ دونوں فریق نے قسمیں کھائیں اور علیحدہ ہو گئے۔ اسکے بعد بساسیری ثابت کی امداد کو لغمانیہ میں وارد ہوا۔ مصالحت کی خبر پاکر واپس ہو گیا۔

فتنہ دبیس و لشکر واسط الملک الرحیم نے ۴۴۱ھ میں متعلقات نہر صلہ اور نہر فضیل جو کہ لشکر واسط کے جاگیر سے تھا دبیس بن مزید کو بطور جاگیر مرحمت فرمائی۔ اس سے لشکر واسط میں ناراضی پیدا ہوئی سب کے سب مجتمع ہو کر دبیس پر چڑھ گئے لڑائی کی دھمکی دی دبیس نے جواب دیا کہ الملک الرحیم نے مجھے جاگیر میں مرحمت فرمایا ہے آؤ ہم اور تم اپنی اپنی تحریریں الملک الرحیم کی خدمت میں بھیجیں جو کچھ وہ فیصلہ فرماویں اس پر ہم لوگ قناعت کریں لشکر واسط نے اس جواب کی طرف ذرا بھی توجہ نہ کی حملہ کر دیا۔ دبیس نے یہ خبر پاکر چند دستہ فوج کو کمینگاہ میں بٹھا دیا جسوقت لشکر واسط کمینگاہ سے گزر کر آگے بڑھا۔ دبیس کی فوج نے کمینگاہ سے نکل کر لشکر واسط پر حملہ کر دیا لشکر واسط اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا دبیس کے فوج نے کمال بیرحمی اور نہایت سختی سے انکو جی کھول کر پامال کیا۔ ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا ہزار ہا مویشیان اور باربرداری کے جانور پکڑ لئے۔ اس ہزیمت کے بعد لشکر واسط کی جانب مراجعت کی لشکر بغداد سے امداد طلب کی بساسیری کو ان لوگوں کی مدافعت کی ترغیب اور نہر صلہ اور نہر فضیل کے واپس دلانے کی تحریک کرنے لگے۔

جنگ خفاجہ و دبیس ۴۴۱ھ میں بنو خفاجہ نے جامعین کی طرف قدم بڑھایا جامعین مقبوضات دبیس سے تھا بنو خفاجہ نے اس اطراف میں دند مچا دی غربی فرات کو لوٹ لیا اس وقت دبیس شرقی فرات میں تھا۔ ان واقعات سے مطلع ہو کر دبیس نے بساسیری سے امداد کی درخواست کی چنانچہ بساسیری بذات اسکی کمک پر آیا۔ دبیس نے بساسیری کے

Marfat.com

ساتھ فرات کو عبور کر کے خفاجہ سے لڑائی چھیڑ دی اور اپنے پُرزور حملوں سے بنو خفاجہ کو جامعین کے حدود سے نکال باہر کیا۔ پس بنو خفاجہ نے بریہ کا راستہ اختیار کیا بعد چندے واپس ہو کر پھر ہنگامہ فساد برپا کیا۔ دبیس نے ان پر دوبارہ فوج کشی کی بنو خفاجہ جامعین چھوڑ کر بریہ کی طرف بڑھے دبیس نے تعاقب کیا حفان میں پہونچکر بنو خفاجہ سے مڈبھیڑ ہوئی دبیس نے ان لوگوں پر نہایت سختی سے حملہ کیا حفان پر ہر چہار طرف سے محاصرہ ڈالدیا اور بزور تیغ اسکو مفتوح کر کے بنو خفاجہ کو وہاں سے نکال دیا قلعہ کو منہدم کر کے زمین دوز کر دیا۔ بعد ازاں بغداد کی جانب مراجعت کی خفاجہ کے قیدی ساتھ ساتھ تھے بغداد میں پہونچکر ان لوگوں کو صلیب پر چڑھا دیا۔ تھوڑے دنوں قیام کر کے حربی کی طرف قدم بڑھایا اور اسکا محاصرہ کر لیا۔ اہل حربی نے مصالحت کی درخواست کی بساسیری نے سات ہزار دینار تاوان جنگ طلب کیا ان لوگوں نے اپنے سر لے لیا۔ چنانچہ بساسیری نے ان لوگوں کو امن عنایت کی۔

تم الجزء الحادی عشر ویلیہ الجزء الثانی عشر

انشاء اللہ تعالیٰ اولہ حرب دبیس مع العز

Marfat.com

اُنکا دنداں شکن جواب، شاہنامہ فردوسی کی تصنیف کا کچّا چٹھا، اور اسکے علاوہ صدہا وہ اچھوتے واقعات جو ہمارے دلوں میں تازہ روح پھونکتے ہیں نہایت سلیس اردو زبان میں تحریر کئے گئے ہیں۔

سلطان شہاب الدین کے دلیرانہ حملے، راجہ پتھورا والی دہلی، کھانڈے راے والی اجمیر اور جے چند والی بنارس وغیرہ ڈیڑھ سو رما راجایان ہند کا مقابلہ، تین ہزار کالی کالی پہاڑیوں (ہاتھیوں) کا دَل بادل قلعہ اجہ (سندھ) کی مورچہ بندی، بھٹنڈہ کی خونریز لڑائی، دریاے سرستی کے کنارہ پر لڑائی کا خوفناک منظر، فتوحات نہروالہ اجمیر، دہلی، میرٹھ، علیگڈھ قنوج اور بنارس کے واقعات پڑھنے، پڑھانے، سُننے، سنانے اور یاد رکھنے کے قابل ہیں۔

علاوہ اِن واقعات کے۔ بنو مزید حکمرانان عراق، بنو طولوں حکمرانان مصر، بنو مرداں وبنو حمدان حکمرانان دیار بکر، بنو صفار ملوک سجستان وخراسان، وبنو سامان تاجداران ماوراالنہر (جسکا ہیرو ایرنوح سامانی ہے) دولت ترکیہ خانیہ، بنو بویہ دیلمی ملوک عراقین وفارس، بنو شاہین ملوک بطیحہ، مسافر دیلمی حکمران آذربائیجان اور بنو حسنویہ کُردی حکمرانان دینور و دامغان کے حالات زندگی، طریقہ حکومت اور ان کی سیاسات کے اچھوتے واقعات، آپس کی لڑائی جھگڑے جسکو اس وقت تک نہ فارسی داں یا اُردو خواں کے کانوں نے سُنا ہے اور نہ آنکھوں نے دیکھا ہے بیحد تفصیل، نہایت تحقیق سے درج کئے گئے ہیں مسلمانوں کی ترقی اور تنزلی کی کہانیاں نہیں ہیں بلکہ سبق آموز، عبرت انگیز داستانیں ہیں۔ لکھائی عمدہ، چھپائی نفیس، کاغذ سفید چکنا، نیا اڈیشن نئے مضامین اور نئی کتاب ہے۔

بارہویں جلد کی قیمت ۱؎ تیرہویں جلد کی قیمت ۱؎

المشتہر مصارف ڈاک ذمہ خریدار

مینیجر دفتر الاسلام الہ آباد

Marfat.com

بعونہ تعالیٰ

طبع ثانی

تاریخ علامہ ابن خلدون مرحوم

کتاب ثانی

جلد یازدہم

جسمیں

اندلس مرحوم کا آخری دور اور اُن حکمرانان عرب کی معاشرت و تمدن
کی تصویریں کھینچکر دکھائی گئی ہیں جنہوں نے بلاد مختلفہ اسلامیہ
میں زیر اقتدار علم خلافت عباسیہ قرون وسطیٰ
میں حکمرانی کی تھی

مترجمہ

عالیجناب علامہ حکیم احمد حسین صاحب ممبر بورڈ آف انڈین مڈیسن یو۔پی

مؤلف

سوانح عمری سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس و
حیات سلطان نور الدین محمود زنگی

سنہ ۱۳۴۶ھ
۱۹۲۸ء

باہتمام

منشی حامد حسین صاحب

جملہ حقوق بذریعہ رجسٹری محفوظ ہیں

قیمت فی جلد ۴ عدا وہ محصول ڈ

Marfat.com